بیاد:

خصوصی اشاعت

امام الشہداء شیخ الحدیث حضرت

ماہنامہ الحق

مولانا سمیع الحقؒ

تذکرہ وسوانح ، فضل وکمال، عالمانہ ومحققانہ عظمتِ شان محدثانہ جلالت قدر، تدریسی، تقریری، اصلاحی، تصنیفی جہادی اورسیاسی کارناموں پر مشتمل علمی وتاریخی دستاویز، بالخصوص افغانستان کے چالیس سالہ جہاد مجاہدین کی سرپرستی اور طالبان کی فتوحات وانقلابات میں تاریخی کردار، اہل علم و دانش کے دلچسپ تاثرات ومشاہدات، افادات وملفوظات اور بے شمار جواہر پاروں کا حسین مجموعہ مولانا شہیدؒ کی ایمان افروز داستان حیات ، شہادت اور سفرآخرت پر نامور اہل قلم کی طرف سے خراج عقیدت ومحبت پر چار ضخیم جلدوں پر مشتمل قیمتی کاوش

مرتبین

مولانا راشد الحق سمیع

مدیراعلیٰ مجلّہ ''الحق'' جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا عبدالقیوم حقانی

مدیراعلیٰ ماہنامہ ''القاسم'' جامعہ ابوہریرہ

''موتمر المصنفین'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت بیاد مولانا سمیع الحق شہیدؒ

(جلد چہارم)

مرتبین .... مولانا حافظ راشد الحق سمیع، مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

زیر سرپرستی .... حضرت مولانا انوار الحق (مہتمم حقانیہ)، مولانا حامد الحق (نائب مہتمم حقانیہ)

زیر انتظام ونگرانی .... مولانا حافظ راشد الحق سمیع (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق'' وصدر موتمر المصنفین)

معاونت ونظر ثانی .... مولانا محمد اسلام حقانی، مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی، مولانا مفتی محمد فہد

کمپوزنگ .... جناب بابر حنیف، مولانا محمد نعمان حقانی

فنی معاونت .... مولانا اسرار مدنی، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا اسامہ سمیع

ضخامت .... ۵۲۲ صفحات

اشاعتِ اوّل .... اکتوبر ۲۰۲۱

ای میل .... editor_alhaq@yahoo.com

آن لائن منگوانے کیلئے .... 0923-630435 - 0315 9898998 -0333 9167789

☆☆☆

ملنے کے پتے

☆ مؤتمر المصنّفین...... جامعہ دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک (0315 9898998)

☆ القاسم اکیڈمی...... جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ (0301 3019928)

☆ الحافظ کتب خانہ...... سردار پلازہ، اکوڑہ خٹک (0348 8454763)

☆ مکتبہ علمیہ...... اکوڑہ خٹک ☆ مکتبہ رشیدیہ...... اکوڑہ خٹک، پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

گیارہواں باب

زعمائے ملک وملت کے تأثرات،مکتوبات،خطبات اور پیغامات

عالمگیر سوگ اور ہمہ گیر غم واندوہ

شمع روشن بجھ گئی بزم سخن ماتم میں ہے

کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا

بارہواں باب

خانوادہ حقانی کی نظر میں

تیرھواں باب

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جواہر پارے

چند یادگار تحریرات، تاریخی انٹرویوز اور اہم خطبات ومکاتیب مشاہیر بنام مولانا شہیدؒ

نامور ادباء و شعراء دانشوروں کے خطوط بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حکمرانوں، جرنیلوں اور سیاسی زعماء
کے خطوط (مکاتیب) بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

چودھواں باب

عربی مضامین وتاثرات

پندرہواں باب

منظوم تأثرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارہواں باب

زعمائے ملک ومشاہیر ملت کے تاثرات
اورتعزیتی پیغامات

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
تمھی سو گئے داستاں کہتے کہتے

....

ہمیں خبر ہے کہ ہم ہیں چراغِ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اُجالا ہے

....

لاؤ تو قتل نامہ میرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

ادارہ

عالمگیر سوگ اور ہمہ گیر غم واندوہ

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر حکمرانوں، سیاسی زعماء کے تعزیتی پیغامات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بارے میں سیاسی زعماء کی دارالعلوم حقانیہ میں تعزیت کے لئے آمد، حکمرانوں، سیاست دانوں اور بعض مشاہیر کے چند تعزیتی پیغامات وشذرات، تأثرات، مکاتیب اور خطبات نذر قارئین ہیں۔ (ادارہ)

- **جناب ڈاکٹر عارف علوی صاحب** (صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ اوران کے والد مولانا عبدالحقؒ نے پاکستان کی دستور سازی اور پارلیمانی جدوجہد میں ایک بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ دینی مدارس اور مذہبی علوم کے فروغ میں بھی مولانا سمیع الحق شہید کے کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کی شہادت ہم سب کیلئے بہت بڑا صدمہ ہے، حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے قاتلوں کو فوری گرفتار کرے گی، پاکستان جن مسائل سے گزر رہا ہے اس کو بحران سے نکالنے میں مولانا شہید کا ایک بہت بڑا حصہ رہا ہے، وزیراعظم پاکستان عمران خان سمیت کئی امور پر انہوں نے ہماری رہنمائی کی۔

- **جناب عمران خان صاحب** (وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان)

سربراہ جے یوآئی (س) مولانا سمیع الحقؒ پر حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، مولانا سمیع الحق کی شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی شہادت سے پاکستان کا بہت بڑا ناقابل تلافی نقصان ہوا۔

- **جنرل قمر جاوید باجوہ صاحب** (چیف آف آرمی سٹاف)

چیف آف آرمی سٹاف جنرل جاوید قمر باجوہ صاحب نے مولانا سمیع الحق کی شہادت کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور انکی پاکستان اور اسلام کیلئے خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور غمزدہ خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا۔ (ترجمان افواج پاکستان میجر جنرل آصف غفور)

- **جناب صادق سنجرانی صاحب** (چیئرمین سینٹ آف پاکستان)

اسلام اور پاکستان کیلئے مولانا سمیع الحق کی خدمات کو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ دستور سازی کے مشکل ترین ادوار سمیت پارلیمانی جدوجہد اور خصوصاً سینٹ میں مولانا مرحوم کا بڑا کردار رہا ہے۔ ان کی دینی، قومی اور پارلیمانی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، میں اور میرے ساتھ دیگر سینیٹرز مولانا سمیع الحق شہید کی شہادت پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کیلئے آئے ہیں، مولانا صاحب کی زندگی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ شہید کے درجات کو بلند فرمائے اور خاندان والوں کو صبر جمیل عطاء فرمائے، حضرت کے مشن آپ ہی آگے لے جائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطاء فرمائے، اس سانحہ پر ہم سب مولانا سمیع الحق کے خاندان، شاگردوں اور معتقدین سے دلی تعزیت کرتے ہیں۔

- **جناب اسد قیصر صاحب** (اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ جو کہ ہمارے لئے ایک مشعل راہ تھے، گذشتہ دنوں ایک جگہ ان سے ملاقات ہوئی جسے میں اپنے لئے خوش قسمتی سمجھتا ہوں، اس ملاقات میں مولانا حامد الحق اور مولانا یوسف شاہ صاحب بھی شامل تھے، یہ صرف دس دن پہلے کی بات ہے آپ سے تفصیلی بات چیت ہوئی اور اس میں ہم نے یہ بھی تبادلہ خیال کیا تھا کہ کیا کیا اسلامی اقدامات کرنے چاہئیں اور صوبہ پنجاب میں صوبہ کے پی کے کی طرح ہم نے جو ترجمہ قرآن پاک کا شروع کیا ہے وہی ترجمہ ہم وفاقی سکول میں اور پنجاب میں بھی شروع کریں گے اور اسلامائزیشن کی بھی بات ہوئی تھی کہ جو سود کے نظام کے خلاف جو بل پاس کیا ہے اس کی تکمیل پر بات ہوئی تھی۔

مجھے ان کی شہادت پر بہت افسوس ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا رتبہ عطاء فرمایا لیکن ہم پسماندگان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں اور ہمارے وزیر داخلہ اور جناب پرویز خٹک صاحب بھی بات کریں گے حکومت ہر لحاظ سے ہر ممکن طریقے سے ان کے قاتلوں تک پہنچے گی، کوئی کمی وبیشی ہم نہیں چھوڑیں گے، ان سے میرا بہت پرانا تعلق ہے، ہم یقین دہانی کراتے ہیں کہ مولانا صاحب کا جو مشن تھا اس کو آگے لے جائیں گے اور ان علمائے کرام کے ساتھ بیٹھ کر اور مشاورت کر کے اور اسلامائزیشن کے حوالے سے بہترین اقدامات ہوں وہ کے پی کے اور وفاق میں اس کے نفاذ کیلئے ہر ممکن اقدام کریں گے۔

- **حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب** (امیر جمعیت علمائے پاکستان)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کا یہ سانحہ تاریخ کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے اور جس سفاکیت اور ظلم کے ساتھ ظالموں نے ان کی جان لی ہے، اس پر یقیناً آج پورے ملک کا علمی و دینی حلقہ سوگوار ہے۔

- **جناب سراج الحق صاحب** (امیر جماعت اسلامی)

مولانا سمیع الحقؒ ایک نظریہ اور ایک مشن کا نام تھے، وہ بیک وقت صحافی، محدث، محقق، سیاستدان اور مجاہد تھے۔ انہوں نے زندگی کا بیشتر حصہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لئے وقف کیا، حکومت وقت انکے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔

- **جناب میاں محمد نواز شریف صاحب** (سابق وزیراعظم پاکستان)

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کی خبر سن کر بہت دکھ ہوا ہے، میری دعا ہے کہ اللہ پاکستان پر رحم فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطاء فرماتے ہوئے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

- **جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب** (صدر مسلم لیگ و قائد حزب اختلاف)

مسلم لیگ نون کے صدر اور قائد حزب اختلاف شہباز شریف نے مولانا سمیع الحقؒ کے صاحبزادے مولانا حامد الحق کو ٹیلیفون پر مولانا سمیع الحقؒ کے قتل کی مذمت اور لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔ کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ کی دینی اور جمہوری خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

- **ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب** (محسن پاکستان وایٹمی سائنسدان)

امن کے پیکر، جامعہ دارالعلوام حقانیہ کے مہتمم اعلیٰ جناب مولانا سمیع الحق صاحبؒ کو راولپنڈی میں نامعلوم افراد نے خنجروں کے وار سے شہید کیا، حکومت وقت سے اپیل ہے کہ آزاد کمیشن بٹھا کے تحقیقات کریں، اللہ جنت الفردوس میں اعلی مقام عطاء فرماویں۔

- **جناب شاہ محمود قریشی صاحب** (وزیر خارجہ ورہنما پاکستان تحریک انصاف)

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کی خبر پر شدید دکھ ہوا، مولانا کی شہادت ایک قومی المیہ ہے، پاکستان آج ایک انتہائی زیرک اور جدید عالم دین سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

- **جناب نعیم الحق مرحوم** (مشیر برائے سیاسی امور وزیراعظم پاکستان)

مولانا سمیع الحقؒ ایک محبّ الوطن پاکستانی تھے ان کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے، وزیراعظم عمران خان کو ان کی شہادت کے حوالے سے بریف کردیا گیا ہے، وزیراعظم نے سانحے کی پرزور الفاظ میں مذمت کی ہے۔ ان کے والد (جو قومی اسمبلی کے رکن تھے) نے ۱۹۷۳ کے آئین پر دستخط کیے تھے، مولانا سمیع الحقؒ کی پاکستان کے لیے بہت خدمات ہیں، پاکستان کا ایک بڑا مدرسہ اکوڑہ خٹک ان کی سربراہی میں ہزاروں طلبہ کو تعلیم فراہم کرتا ہے، وزیراعظم کی ہدایت پر چیف منسٹر پنجاب نے اس واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کے حوالے سے ہدایات دیدی ہیں، پاکستان تحریک انصاف کو ان کی شہادت پر گہرا افسوس ہے، ہمیں امید ہے کہ ان کے قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

- **جناب وسیم سجاد صاحب** (سابق چیئرمین سینٹ)

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت سے ذاتی طور پر انتہائی دکھی ہوں، انہوں نے ہمیشہ اسلام اور پاکستان کی سربلندی کے لئے جدوجہد کی۔

- **جناب چودھری نثار صاحب** (سابقہ وفاقی وزیر داخلہ)

مولانا سمیع الحقؒ نے پاکستان میں امن کیلئے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا اگر پنڈی اسلام آباد میں مولانا سمیع الحقؒ جیسی شخصیت محفوظ نہیں تو اللہ ہی حافظ۔

- **جناب عثمان بزدار صاحب** (وزیراعلیٰ صوبہ پنجاب)

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پر ان کے غمزدہ خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت قومی سانحہ ہے۔ ملک ایک جید عالم دین اور سینئر سیاستدان سے محروم ہوگیا ہے۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی سیاسی و دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

- **جناب چودھری محمد سرور صاحب** (گورنر صوبہ پنجاب)

مولانا سمیع الحقؒ کے قتل کی خبر سن کر مجھے انتہائی دکھ ہوا، اللہ مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دیجائے۔

- **جنرل مرزا اسلم بیگ صاحب** (سابق سربراہ افواج پاکستان)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ناگہانی موت کا سن کر دلی صدمہ ہوا۔ مرحوم نے ساری زندگی دین اسلام کی تبلیغ وتدریس میں وقف کی اور ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی، میرا مرحوم سے محبت وعقیدت کا رشتہ تھا اوران کے جانے سے میں ایک مخلص دوست سے محروم ہوگیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور تمام اہل خاندان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

- **حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب** (وزیراعلیٰ گلگت بلتستان)

فخر دیوبند، حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے چمن میں کھلنے والے پھول حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ پاکستان، اسلام کے حقیقی معنوں میں نظریاتی سرحدوں کے سپہ سالار تھے، مدرسہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے اس زرخیز ادارے سے امت کو علم کے مینارہ نور فراہم کرنے کا عظیم کارنامہ ہو، کفر کے طاغوت سے افغانستان اور پاکستان کے دفاع کیلئے قوم کو بیدار کرنے کا فریضہ ہو، اسلام اور پاکستان کی حقیقی معنویت کی ترویج کرنی ہو، مولانا کے کردار کو یقیناً قوم صدیوں تک یاد رکھے گی، اس پایہ کے عالم دین اور محبّ وطن پاکستانی کی جو دردناک موت ہوئی وہ نہ صرف قابل مذمت ہے بلکہ امت اور پاکستان کے مقتدر اداروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے، گلگت بلتستان کی حکومت اور عوام الناس اس قبیح عمل کرنے والے اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی فوری گرفتاری ان کو انجام تک یعنی کیفرکردار تک پہنچانے کی اپیل کرتی ہے تاکہ ہمارے دشمنوں کی حوصلہ شکنی ہواوراللہ تعالیٰ اس عظیم ادارے کو قائم و دائم وآباد رکھے، علم کی شمع جلتی رہے اور مولانا کی تحریک میں کسی درجے رفتار ومعیار میں کمی نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور نہ صرف پسماندگان بلکہ لاکھوں علماء، طلباء اور ان کے پیروکاروں اور چاہنے والوں کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

- **پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب** (امیر جماعۃ الدعوہ پاکستان)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ نے شہادت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اوران کی خدمات جلیلہ کا یہی شاندار صلہ ہے، اللہ ان کی قربانیاں قبول فرمائے اور ان کے سجائے ہوئے باغ کو پھلا پھولے رکھے، دارالعلوم حقانیہ، جماعت اور ''دفاع پاکستان کونسل'' ان کا ورثہ ہے، اللہ تعالیٰ ورثاء کو توفیق بخشے کہ وہ ان امانتوں کی حفاظت کریں، حضرت مولانا انوار الحق اورمحترم جناب مولانا حامد الحق

صاحبان ان کی رہنمائی کریں،مولانا یوسف شاہ صاحب نے مولانا شہیدؒ کی زندگی میں جس قدر محنت کی ہے اللہ انہیں مزید ہمت وحوصلہ فرمائے۔آمین

- **سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب** (مرکزی سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام)

ہم ایک جید عالم دین سے محروم ہوگئے، شہید کرنے والے اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکتے، ریاست بتائے کہ وہ کیوں ایک عالم دین کو تحفظ فراہم نہیں کرسکی؟ ہم ان کے اہل خانہ سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں، مولانا سمیع الحقؒ کی دینی وملی خدمات کو یاد رکھا جائے گا، ان کا شمار برصغیر کے ممتاز علمائے کرام میں ہوتا تھا، ایسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں، ملکی معاملات میں ان کا موقف ایک سند کی حیثیت رکھتا تھا، ۲۰۰۲ء میں ''متحدہ مجلس عمل'' میں ان کا انتہائی اہم رول رہا ہے، وہ ایک معتدل شخصیت تھے جو ملک میں ہم آہنگی کیلئے کردار ادا کرتے تھے، ان کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلاء کبھی پُر نہیں ہوگا، حکومت بتائے کہ انہوں نے اس حوالے سے تفتیش میں کتنی پیش رفت کی ہے؟ افسوس! اسلام کے نام پہ بنے ہوئے ملک میں علماء محفوظ نہیں، مشکل کی اس گھڑی میں ہم ان کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

- **میجر (ر) محمد عامر صاحب** (جہاد افغانستان کے وقت کے اہم ہیرو، دفاعی تجزیہ نگار)

مولانا سمیع الحقؒ مرحوم میرے لئے استاد اور دوست کی حیثیت رکھتے تھے، ان کی اور میری وجہ سے دارالعلوم حقانیہ اور دارالقرآن پنج پیر کے رابطے مزید مضبوط ہوئے، مولانا سمیع الحقؒ نے افغان طالبان ومجاہدین کا مقدمہ جس طرح یہاں پاکستان میں پیش کیا وہ قابل تحسین ہے۔

- **مولانا محمد طیب طاہری صاحب** (سربراہ اشاعت التوحید والسنہ)

مولانا سمیع الحقؒ مرحوم نے ہمیشہ حق کیلئے آواز بلند کی، اتحاد امت اور اتحاد بین المسلمین کیلئے کاوشیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

- **جناب احسن اقبال صاحب** (سیکرٹری جنرل پاکستان مسلم لیگ ن)

بہت ہی خوفناک خبر! مولانا سمیع الحقؒ کے قتل کی خبر بہت ہی پریشان کن ہے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔ (آمین)

- **سینیٹر جناب شبلی فراز صاحب** (سینیٹر، نامور شاعر جناب احمد فراز کے صاحبزادے)

مولانا سمیع الحقؒ کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔

- **جناب الطاف حسین صاحب** (مہاجر قومی موومنٹ)

جمعیت علمائے اسلام (س) کے امیر اور ممتاز سیاسی و مذہبی رہنماء مولانا سمیع الحقؒ کا بہیمانہ قتل ایک قومی سانحہ ہے۔ میں اس بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتا ہوں۔

- **محترمہ شیریں مزاری صاحبہ** (وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق)

مولانا سمیع الحقؒ کا ظالمانہ قتل! بالکل قابل مذمت ہے۔ یہ ہمارے جیسے لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ایسا تشدد؟ واقعی بہت ہی افسوسناک ہے۔

- **جناب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب** (سربراہ منہاج القرآن پاکستان)

مولانا سمیع الحقؒ کے قتل کی وجہ سے بہت شدید غمگین ہوں، پاکستان نے ایک اہم مذہبی اور سیاسی شخصیت کو کھو دیا ہے، قاتلوں اور ان کے ماسٹر مائنڈ کو فوری طور پر گرفتار کیا جانا چاہیے۔

- **جناب سرتاج عزیز صاحب** (سابق مشیر وزارت خارجہ)

مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی شہادت کی خبر سن کر بے حد صدمہ ہوا، میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ مولانا صاحب کی رحلت سے پاکستان ایک ممتاز عالم دین اور ایک قابل قدر سیاستدان سے محروم ہوگیا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں جب مولانا صاحب سینٹ کے رکن منتخب ہوئے تو اسی الیکشن میں مجھے بھی سینٹ کی رکنیت کا اعزاز ملا، اگلے چھ برس مولانا صاحب سے بہت قربت رہی اور بہت سے مسائل اور امور پر مل کر کام کرنے کا موقع ملا، اس دوران مسلسل اور اس کے بعد بھی کئی دفعہ دارالعلوم میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کو مولانا صاحب نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب کرے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

- **پروفیسر گلبدین حکمت یار صاحب** (سربراہ حزب اسلامی افغانستان)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا سانحہ ارتحال افسوسناک ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا افغان جہاد کے

حوالے سے کردار رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ وہ افغانستان کے عوام کے محسن تھے، ہم ان کے صاحبزادے مولانا حامد الحق اور پاکستانی عوام کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں، مولانا کی شہادت نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

- **سینیٹر بابر اعوان صاحب**

مولانا سمیع الحق شہیدؒ سینٹ میں میرے ساتھ، تحقیقی سلسلے میں بھی رابطہ رکھتے تھے، ان کی شہادت سے پاکستان اور اسلامیان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے، اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اللھم ارحمه ولا تعذبه آمین

- **سینیٹر مولانا حافظ حمد اللہ صاحب**

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی زندگی کے متعدد پہلو تھے، سیاسی، علمی، ملکی، بین الاقوامی، درس وتدریس، ہر شعبہ میں وہ ایک پہچان اور علامت بن چکے تھے، یہ صرف خیبر پختونخوا یا پاکستان تک محدود نہیں بلکہ جنوبی ووسطی ایشیاء کے سپوت تھے، حضرت اقدس کی شہادت سے جو خلاء پیدا ہوا وہ برسوں تک ہم نہیں پُر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شہیدؒ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں اور ان کی شہادت کو قبول فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

- **سینیٹر جناب سجاد طوری صاحب**

اتحاد بین المسلمین کے لئے مولانا سمیع الحقؒ کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

- **سینیٹر جناب نصر اللہ دریشک صاحب**

مولانا سمیع الحقؒ پر حملہ نظریہ پاکستان پر حملے کے مترادف ہے

- **قاری محمد یعقوب شیخ صاحب** (چیف کوارڈینیٹر دفاع پاکستان کونسل)

شیخ القرآن والحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا، ان کی زندگی اسلام کے لئے اور وطن عزیز پاکستان کے لئے وقف تھی، ان کا دل اسلام پاکستان اور امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھا، میں نے کئی برس تک ان کے ہمراہ ''دفاع پاکستان کونسل'' میں کام کیا، ان کی شفقت، محبت اور معلمانہ طرز زندگی نے بہت متاثر کیا، وہ اہل حق اور اہل وطن کو افسردہ اور یتیم کر گئے، اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کو اچھے سے اچھا کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ

مقام عطاء کرے ، جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے ،مولانا انوار الحق صاحب ،مولانا حامد الحق صاحب ، مولانا راشد الحق صاحب ،مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب اورمولانا کے جملہ ابناء کو ہمت دے کہ وہ مولانا کے مشن کو جاری رکھیں۔

- **مولانا اورنگزیب فاروقی صاحب** (رہنماء اہل سنت والجماعت پاکستان)

مولانا سمیع الحقؒ ایک تحریک تھے، ایک تنظیم تھے، ایک انجمن تھے، ایک ہی وقت میں وہ شیخ الحدیث بھی تھے، شیخ التفسیر بھی ،ایک سیاستدان تھے ،مدبر تھے ،محقق تھے اور تمام اہل حق کی جماعتوں کے سرپرست تھے،تحریر کے بھی بادشاہ اور تقریر کے بھی بادشاہ تھے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ عمر کے اس آخری حصے میں تفسیر پر بڑا کام کررہے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے اوران کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

- **مولانا معاویہ اعظم طارق صاحب** (ایم پی اے جھنگ پاکستان راہ حق پارٹی)

شہادت اہل حق کا وہ اعزاز ہے جس پر ہمیشہ فخر ہی کیا جاتا رہا ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کئی لحاظ سے خوشی اور مسرت اورعزم کا سہرا سجائے ہوئے ہیں کہ آپ بیک وقت مجاہد، بیک وقت شیخ الحدیث ، بیک وقت سیاسی رہنماء اور طبعی عمر پورا ہونے پر شہادت کا اعزاز (اللہ اکبر) ان کے جانے سے جو خلاء جامعہ حقانیہ اور عالم اسلام میں پیدا ہوا ہے وہ پورا ہونا ناممکن ہے۔

- **جناب شوکت یوسف زئی صاحب** (وزیر اطلاعات صوبہ خیبر پختونخوا)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی رحلت نے عالم اسلام کو یتیم کردیا ہے، وہ بہت بڑے عالم دین اور سیاستدان تھے، ہمیشہ پاکستان کی یکجہتی اور اسلام کے لئے خدمات سرانجام دیں، جو ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت سے جتنا بڑا خلاء پیدا ہوا ہے ان کے پایہ کے عالم دین اورسیاستدان بہت کم ہوں گے، انہوں نے کبھی بھی انتشار کی سیاست کو پسند نہیں کیا اور پاکستان کے مفادات کے لئے کام کیا، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت غیر ملکی طاقتوں کی بہت بڑی سازش ہے، اس سازش کو بے نقاب کرنے کی اشد ضرورت ہے، اس سانحہ کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ (آمین)

- **پیر صابر شاہ صاحب** (سابق وزیر اعلیٰ کے پی کے مرکزی رہنما مسلم لیگ ن)

آج حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے سوئم کے موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ

مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے، مرحوم کی شہادت ایک بہت بڑا سانحہ ہے، مرحوم کی زندگی مسلسل جدوجہد میں گزری اور اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحقؒ کی دینی خدمات اور مشن کو آگے بڑھا رہے تھے، الفاظ ساتھ نہیں دے رہے ہیں، قلم بے بس ہے۔

- **مولانا عبدالقادر لونی صاحب** (مرکزی سینئر نائب امیر جے یو آئی نظریاتی بلوچستان)

مولانا عالم اسلام کے عظیم رہنماء تھے، مولانا اگر ایک طرف ایک سیاسی و مذہبی لیڈر تھے تو دوسری طرف ایک محقق اور محنتی شیخ تھے، مولانا نہ صرف پاکستان بلکہ تمام مسلم امہ کی مشکلات سے آگاہ تھے، مولانا مجاہدین اسلام کے ترجمان تھے، مولانا سے یہود و نصاریٰ ہمیشہ خطرہ محسوس کرتے تھے اور اپنے منصوبوں کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھتے تھے، مولانا ہر اسلامی تحریک کی قیادت کرتے تھے، مولانا کی جتنی خوبیاں بیان کی جائیں وہ کم ہیں، مولانا کا خلاء مدتوں پُر نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے مولانا کی خدمات کو قبول کر کے شہادت جیسے مرتبہ سے نوازا، اللہ رب العزت مولانا کی شہادت کو قبول فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

- **مولانا فضل علی حقانی صاحب** (سابق وزیر تعلیم صوبہ خیبر پختونخوا)

استادی وشیخی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ملت اسلام کی زندگی اور دینی سیاسی سماجی خدمات پوری قوم کیلئے مشعل راہ ہیں، شہید مرحومؒ نے پوری زندگی دین اسلام کی نشرواشاعت کے لئے وقف کی تھی، اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے (آمین)

- **قاضی محمد ظہور الحسن اظہر صاحب** (امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کے لئے حاضری ہوئی ہے، ایک سال قبل بھی دارالعلوم حاضری ہوئی تھی، اس وقت حضرت شہیدؒ موجود تھے اور آج ہم ان کے صدمہ میں مبتلا ہیں، تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان حضرت شہیدؒ کے سانحہ ارتحال کو پوری امت کا نقصان سمجھتی ہے اور جملہ لواحقین وعقیدت مندوں سے تعزیت کرتی ہے۔

- **مولانا فضل الرحمٰن مدنی صاحب** (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ خیبر پختوا)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ امت اسلامیہ کا متاع عزیز تھے اور پاکستان کا عظیم نشان تھے، پاکستان کی تمام دینی جماعتیں ان کی جدائی پر بہت پریشان ہیں، ہم ان کے درجات کی بلندی، جنت الفردوس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے دعا کرتے ہیں اور حضرت مولانا شہیدؒ کے خاندان اور برادر محترم حامد الحق صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

- **جناب سردار بشن سنگھ صاحب** (سابقہ پردھان پاکستان سکھ پربندھک کمیٹی)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو شہید کا رتبہ ملا ہے سکھ کمیونٹی ان کے اہل عیال سے تعزیت کرتے ہیں، مولانا سمیع الحق ایک عظیم شخصیت تھے، جن کی کمی کبھی پوری نہ ہوگی، انہوں نے ہمیشہ سچائی کا ساتھ دیا اور ملک پاکستان کے لیے اپنی جان کا نذرانہ دے کر قوم کا سر بلند کیا، ہم سکھ کمیونٹی خصوصاً پاکستان سکھ پربندھک کمیٹی ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور ان کے اہل وعیال کو صبر جمیل عطاء فرمائے (آمین)

- **جناب محمد اکرم شیخ صاحب** (سینئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ)

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت ملت اسلامیہ کیلئے ایک بہت عظیم نقصان ہے، مجھے ۱۹۸۸ء سے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے اکتساب فیض حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا، آپ کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پورا نہیں ہو سکے گا، رب کریم شہید کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطاء فرمائے۔(آمین)

- **جناب محمد مشتاق احمد غنی صاحب** (صوبائی اسپیکر صوبہ خیبر پختونوا)

مولانا سمیع الحقؒ کی رحلت ایک قومی سانحہ اور المیہ سے کم نہیں، مولانا کی دینی مذہبی اور سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں، میں جب مولانا شہیدؒ سے ملا ہمیشہ ان کی شفقت محسوس کی، ان کی کمی شاید اتنی آسانی سے پوری نہ ہو سکے، میری رب کریم سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔(آمین)

جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوگا

- **جناب ثناء محمد خان صاحب** (ڈائریکٹر سٹاف سینٹ آف پاکستان)

اللہ ہمارے محترم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور آپ سب اہل خانہ کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے عبرتناک سزا دلوائے۔

- **جناب شاہد خان آفریدی صاحب** (سابق کپتان پاکستان کرکٹ)

مولانا سمیع الحقؒ پر جان لیوا حملے کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ دعا ہے اللہ شہیدؒ کے درجات بلند کرے اور جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور حکومت سے میری اپیل ہے کہ انکے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں لائے۔

ادارہ

شمع روشن بجھ گئی بزم سخن ماتم میں ہے

علماء ومشائخ، ارباب فضل وکمال، اہل علم وقلم اور زعماء ملت کے تعزیتی تاثرات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے حوالے سے علماء ومشائخ ارباب فضل وکمال اور بعض مشاہیر اہل علم کے چند تعزیتی پیغامات، شذرات، تأثرات اور مکاتیب اس خصوصی نمبر میں نذر قارئین ہیں۔ (ادارہ)

رفتم و از رفتن من عالمے تاریك شد
من مگر شمعم چوں رفتم، بزم برهم ساختم

● قیادت امارت اسلامیہ افغانستان

السلام علیکم! امید ہے، آپ سب خیر وعافیت سے ہوں گے سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت پر تعزیت اور تسلیت پیش کرتے ہیں، اس سانحہ فاجعہ کا غم ہم آپ کے برابر محسوس کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے، ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں درجات عالیہ نصیب فرمائے (آمین یارب العالمین)

امارت اسلامیہ افغانستان حضرت شہید رحمہ اللہ کے سانحہ وفات کو پوری امت مسلمہ اور خصوصاً افغانستان وپاکستان کے مسلمان عوام کیلئے بہت بڑا نقصان قرار دیتی ہے، علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی طرح لوگوں کی اصلاح، قیادت اور بہتر رہنمائی کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں اسی لئے تو عالم کی موت کو عالَم کی موت قرار دیا گیا ہے اور اسی لئے ان کو دنیا سے جانے پر بڑا خلا سامنے آتا ہے، حالیہ دور میں جب مسلمان ہر جگہ شدید اور مختلف النوع آزمائشوں کا شکار ہیں، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ جیسے صاحب ادراک، صاحب علم، صاحب عزم اور تجربہ کار رہنماء ان چراغوں کی طرح ہیں جن کی روشنی میں رات کی تاریکی میں قافلے اپنی منزل اور اپنا ہدف

پاتے ہیں، حضرت شہید رحمہ اللہ ان باسعادت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دینی علوم کے حصول، تعلیم، تدریس، تصنیف، دعوت اور شعائر اسلامی کی سربلندی کیلئے سیاسی خدمات میں گذاری، انہوں نے ہزاروں شاگرد علماء اور مدرسین چھوڑے ہیں جو صدقہ جاریہ کی طرح انکی سوچ اور مشن پر چلیں گے اور وہ ان کے اجر میں شریک ہوں گے۔ حضرت شہید رحمہ اللہ ان پرعزم شخصیات میں سے تھے، جنہوں نے انتہائی مشکل حالات میں کمیونزم کے مقابلے میں مجاہدین کی حمایت کی اور امریکی جارحیت کے مقابلے میں افغانستان کے مظلوم عوام کے برحق جہاد کی حمایت کی اور اپنے جہادی موقف میں کسی قسم کا دباؤ قبول نہ کیا۔

ہمیں امید ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت شہید رحمہ اللہ کی برکات ان کی اولاد اور شاگردوں میں منتقل فرمادے تاکہ ان کی طرح دینی خدمت کا پرچم بلند رکھیں، اپنے مسلمان عوام کی ہمہ پہلو خدمت اور رہنمائی جاری رکھیں اور اسلامی شعائر کے دفاع اور سربلندی کیلئے اپنی انسانی ذمہ داری پورے اخلاص اور سنجیدگی سے ادا کریں آخر میں ایک بار پھر اپنی نیک تمنائیں آپ سے شریک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ رنج وغم سے محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ ہی آپ کا حافظ وناصر ہو۔

- الشیخ حبیب اللّٰہ البخاری (نائب سفیر سعودی عرب اسلام آباد)

میں آپ کی خدمت میں خادم حرمین شریفین کی طرف سے تعزیت پیش کرتا ہوں اور راقم اور سفارت کے تمام ارکان کی طرف سے آپ ہماری تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اس عظیم صدمے پر آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

- سفیر قطر (اسلام آباد)

مولانا سمیع الحق مرحوم ایک عظیم عالم دین اور مذہبی وسیاسی قدآور شخصیت تھے اتحاد بین المسلمین کے لئے ان کی کوششوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، آپ حق گوئی و بیباکی کے عظیم وصف سے متصف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ (آمین)

- احسان مصطفیٰ (ترک سفیر اسلام آباد)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی رحلت و شہادت کا سن کر بہت زیادہ افسوس ہوا، مولانا سمیع الحقؒ عالم اسلام کے لئے بہت بڑے نڈر رہنماء اور عظیم سرمایہ تھے۔

● **پروفیسر لی شی گوانگ** (چینی حکومت کا بھیجا ہوا تعزیتی پیغام)

چائنا کی مشہور بیجنگ یونیورسٹی کے پروفیسر لی شی گوانگ نے مولانا سمیع الحقؒ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ پاک چین دوستی کے ہمیشہ حامی رہے چین اور مولانا سمیع الحقؒ کی دوستی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا مولانا سمیع الحقؒ مرحوم چینی ثقافت کے مداح تھے، چین ہمیشہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دوستی کو یاد رکھے گا، میں چینی حکومت کی جانب سے تعزیتی ریفرنس میں شریک ہوا ہوں، مولانا سمیع الحقؒ نے تیس سال قبل دورہ چین کے موقع پر چینی مسلمانوں سے بھی ملاقات کی تھی میں نے کئی مرتبہ مولانا سمیع الحقؒ سے ملاقاتیں کیں اور دارالعلوم حقانیہ اور چینی یونیورسٹیوں کے مابین تعلیمی وفود کا تبادلہ بھی ہوتا رہا۔

● **الدكتور عبده بن محمد ابراهيم عتين** (المدير الإقليمي لمكتب الرابطة والهيئة فی باكستان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق ،رئیس جامعہ دارالعلوم حقانیہ وامیر جمعیت علمائے اسلام کی شہادت کی خبر نہایت غم وافسردگی سے پہنچی ،انا للّٰه وانا اليه راجعون۔اسی مناسبت سے میں خود اپنی طرف سے اور اپنے ادارہ رابطہ عالم اسلامی اور الاغاثۃ الاسلامیہ العالمیہ پاکستان کی طرف سے حضرت شہیدؒ کے خاندان کے جملہ افراد ،دارالعلوم حقانیہ کے منسوبین اور حضرت کے تلامذہ ومحبین کو تعزیت پیش کرتا ہوں، آپ کی وفات سے عالم اسلام کے دل مغموم ہوئے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین

● **الشيخ الدكتور صالح بن عبد اللّٰه بن حميد** (امام کعبہ)

اللہ تعالیٰ شیخ سمیع الحق شہیدؒ پر رحم فرمائے اور جنت میں جگہ عطا فرمائے ، میں امید کرتا ہوں کہ میری تعزیت آپکی اولاد واحفاد اور تمام مشائخ کی خدمت میں پہنچادیں، میں خود بھی ان شاء اللہ ان سے رابطہ کروں گا۔

● **الدكتور عبدالعزيز بن عبدالله العمار** (سابقہ نائب وزیر مذہبی امور سعودی عرب)

حضرت شیخ امام سمیع الحق رحمۃ اللہ کی وفات کی خبر نہایت غم وافسردگی کے ساتھ ملی، میں انہیں ایک شیخ اور عالم کی حیثیت سے جانتا تھا،آپ ایک معتدل ،نیک اور صالح عالم دین تھے، جو اعتدال عفوودرگزر کی طرف بلاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے مخلوق کو بہت بڑا فائدہ پہنچایا۔ میری یہ تعزیت حضرت شہیدؒ کے پسماندگان اور ان کے محبین تک پہنچا دیجئے۔اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے اور ان کو جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔آمین

- **الشیخ ابو سعد محمد الدوسری** (سابقہ مدیر مکتب الدعوہ پاکستان)

حضرت مولانا سمیع الحق کی شہادت کی خبر ملی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی اولاد ومحبین کو صبر واجر نصیب فرمائے۔ آمین

- **محمد عیسیٰ** (الجمعية الكويتية للاغاثة ،باكستان)

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ شہیدؒ کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے، ان کی مغفرت فرمائے، بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخلہ نصیب ہو، اسلام اور مسلمانوں کے لئے ان کی خدمات پر اجر عظیم عطاء فرمائے۔ (آمین)

- **شیخ الحدیث مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب** (مہتمم جامعہ دارالعلوم دیوبند انڈیا)

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ! حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کا واقعہ اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا بہت صدمہ ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام خاندان اور ادارے کی پوری پوری حفاظت فرمادے اور ترقیات عطا فرمائے اور جو خسارہ ہوا ہے اللہ اس کا نعم البدل عطاء فرمائے اور تمام کارکنان کے درمیان اساتذہ، ملازمین، طلباء اور سب کے دلوں کی آپس میں ایک دوسرے کے لئے محبت واحترام عطاء فرمائے اور ملکی حالات کو درست فرمائے، میری طرف سے اور دارالعلوم دیوبند کے خدام کی طرف سے اپنے اہل خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش فرمادیں۔

- **حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب** (ناظم ندوۃ العلماء لکھنو)

فاضل گرامی مولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحب، ایڈیٹر ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے بخیروعافیت ہوں گے، آپکا مکتوب موصول ہوا، جس میں آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا سمیع الحق حقانیؒ سے متعلق ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کی خصوصی اشاعت سامنے لانے اور اس کیلئے مضمون تحریر کرنے کا ذکر کیا ہے، یہ ایک اچھی کوشش ہوگی کہ مولانا کی علمی، دینی، ملی، دعوتی اور سیاسی خدمات ومساعی کا تقاضا بھی ہے اور جس ادارہ کا وہ ترجمان و نمائندہ ہے اسکا حق بھی، میں نے اپنے تاثرات تحریر کئے ہیں جو اگر پسند آئیں تو شائع فرماسکتے ہیں۔

لاہور میں رابطہ ادب اسلامی عالمی کے اجلاس میں مولانا مرحوم کی تشریف آوری اور تعلق ومحبت کا اظہار یاد ہے اور اس کی قدر بھی ہے، عرصہ کے بعد آپ سے رابطہ ہوا خوشی ہوئی۔

- **مولانا محمد مکی حجازی صاحب** (حرم مکہ شریف)

آج حرم مبارک میں مغرب اور عشا کے درمیان کعبۃ اللہ کے عین سامنے ہمیں یہ خبر اور تمام عالم اسلام کیلئے عظیم صدمہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بارے میں پہنچی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور اللہ ان کے مشن کو اور ان کے مدرسے کو اور ان کے اہل وعیال کو اور بھائیوں کو توفیق دے کہ اس کو ہمیشہ جاری وساری رکھے الحمدللّٰہ عاش سعیدا ومات حمیدا و شهیدا رحمه اللّٰه علیه۔

- **حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب** (مہتمم جامعہ دارالعلوم کراچی)

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ سے ہمارا تعلق بہت پرانا اور تقریباً دوستانہ تھا، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بھر پور دینی جذبات سے نوازا تھا، میں روزانہ بلاناغہ جن حضرات کا نام لے کر دعا کرتا ہوں، ان میں سے ایک مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ بھی تھے، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ کا اصلی کام علمی، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف تھا، سیاست ثانوی کام تھا، مولانا اردو کے بھی بہت بڑے ادیب تھے جس کی گواہی ان کا ماہنامہ ''الحق'' دیتا ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو ان کی اسلام دوستی اور دینی جذبات کی وجہ سے شہید کیا گیا ہے، اللہ غریق رحمت کرے اور درجات بلند فرمائے۔

- **شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ** (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

اناللّٰه وانا اليه راجعون، عظم اللّٰه أجرنا وأحسن عزاء نا وألهمنا الصبر والأجر وجعل أخانا الفقيد المرحوم فی أعلى جنانه وتقبل شهادته فی سبيله وفقنا اللّٰه جمعياً

- **مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی** (ڈربن ساؤتھ افریقہ، فرزند حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ)

بحمداللہ مجھے آج اس عظیم درسگاہ میں آنے کا موقع ملا، یہاں دارالعلوم حقانیہ میں میرا یہ تعزیتی سفر ہے اور مولانا سمیع الحق صاحب شہید رحمہ اللہ کی یادیں دل میں بسی ہوئی ہیں اور ان کی شہادت کا جو غم آپ حضرات کو ہے، خاص کر ان کے صاحبزادگان کو وہ تو ان کا حق تھا اور ہے، ظاہر ہے، میرے اس غم کا ان کے غم سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا لیکن میرا تأثر بھی ان حضرات کے تأثر سے کچھ کم نہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ سے میری ملاقات زمانے کی ہے وہ مجھ پر بہت کرم فرماتے تھے، ہمیشہ شکایت

کرتے تھے کہ تم آتے ہو اور بغیر ملاقات کے چلے جاتے ہو بعد میں اطلاع ملتی ہے، اس کے بعد سے میں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ جب جب ان شاء اللہ آنا ہوگا پہلے سے اطلاع دے دیا کرونگا اور آپ حضرات سے ملاقات ہوجایا کرے گی لیکن اس دفعہ میرا آنا بڑا تکلیف دہ رہا ہے، ان کے ساتھ میری بہت زیادہ یادیں وابستہ ہیں اور ان کے ساتھ جو وقت گزرا ہے وہ میرے لئے سرمایہ حیات ہے۔

● **حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب** (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی وفات کا سانحہ انتہائی دکھ اور تکلیف کا باعث ہے، انسانیت وامن کا قتل ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، ان کی وفات سے عالم اسلام ایک مجاہد عالم دین، مدبر سیاستدان اور دیوبندیت کے ایک عظیم نڈر جرنیل سے محروم ہوگیا، مولانا شہیدؒ کا جامعہ اشرفیہ لاہور کے ساتھ اپنے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی طرح دیرینہ تعلق تھا۔ حضرت مولانا سمیع الحقؒ دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور ''دفاع پاکستان کونسل'' کے سربراہ تھے، ظالموں نے بڑے دردناک طریقے سے انہیں شہید کردیا حضرت کی شہادت پر جہاں پاکستان اور بیرون پاکستان سے کثیر تعداد میں لوگوں نے تعزیتی پیغامات بھیجے وہاں پر جامعہ اشرفیہ لاہور کے تمام اساتذہ کرام اور مشائخ دارالعلوم حقانیہ پر آنے والی اس ابتلاء اور آزمائش کے موقع پر ان کے درد وغم میں برابر کے شریک ہیں اور جامعہ کی طرف سے ایک وفد جناب صاحبزادہ حافظ مولانا زبیر الحسن کی سرپرستی میں جنازے میں شریک ہوا، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند سے بلند فرمائے اور قاتلین کو اپنے انجام تک پہنچائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق، مولانا حامد الحق حقانی اور مولانا راشد الحق حقانی ودیگر جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

● **حضرت مولانا طارق جمیل صاحب** (عالمی مبلغ تبلیغی جماعت)

موت العالم موت العالم، عالم کی موت پورے عالم کی موت ہے، حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی ۸۲ سال کی عمر میں شہادت ان کی مغفرت ومقبولیت کا ثبوت ہے، ان کی دینی، سیاسی، اصلاحی اور دعوتی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ صاحبزادگان اور پسماندگان سے درخواست ہے کہ آپس میں اتفاق واتحاد اور محبت سے رہیں۔

- **حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب**

عالم اسلام کی معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ ۲۹ مارچ کو حضرت مولانا حامد الحق صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ تشریف لائے، بیماری کی وجہ سے شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکے تھے، انہوں نے حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب، حضرت مولانا راشد الحق صاحب مدظلہ، مولانا اسامہ سمیع صاحب اور مولانا خزیمہ سمیع صاحب سے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر تعزیت کی اور اپنے تعزیتی تاثرات میں فرمایا کہ جامعہ کے انوار وبرکات اس کے در ودیوار سے محسوس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی حفاظت کیلئے یہ قلعہ بنوایا ہے اور یہاں کا فیض ملک کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے یہی اس ادارے کی مقبولیت کا بین ثبوت ہے، یہ دیکھ کر طمانیت نصیب ہوئی کہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم جیسی علمی شخصیت موجود ہے، مزید برآں مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ کی شکل میں ایک مسیحا بھی موجود ہے۔

- **مولانا زاہد الراشدی صاحب** (سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل)

حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی المناک شہادت کی اچانک خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، میں نے جمعہ کے روز عشاء کی نماز گوجرانوالہ کی جامع مسجد عثمانیہ میں ادا کی جس کے بعد مجھے وہاں اعلان کے مطابق درس دینا تھا۔ فرض نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک دوست نے موبائل فون کے حوالہ سے یہ خبر پڑھائی جس نے دل و دماغ کو ماؤف کر دیا اور ذہن ایک دم سناٹے میں آ گیا، درس نہ دے سکا اس لیے صدمہ کی حالت میں چند باتیں کہہ کر دعاء کرا دی۔ صبح جامعہ نصرۃ العلوم میں ترجمہ قرآن کی اجتماعی کلاس کے بعد طلبہ کے سامنے حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی کچھ دینی وملی خدمات کا تذکرہ کیا اور جامعہ میں اس صدمہ وغم میں تعطیل کا اعلان کر دیا۔ اب قلم ہاتھ میں لیا ہے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا لکھوں اور بات کہاں سے شروع کروں، صورتحال واضح ہونے اور حواس پوری طرح بحال ہونے کے بعد ہی تفصیلی گزارشات پیش کرسکوں گا ان شا اللّٰہ تعالیٰ

- **مولانا قاضی فضل اللہ** (شمالی امریکہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں نہیں جانتا کہ آپ سے تعزیت کروں یا جامعہ حقانیہ سے تمام جامعات سے تعزیت کروں یا تمام اہل اسلام سے کیونکہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک فرد اور ایک شخص

نہیں تھے بلکہ آپ اکیلے ہی امت ،ادارہ جماعت اور عالمی یونیورسٹی تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی وفات کے بعد ہم فضلائے حقانیہ اورخدام اس غم اورفکر میں تھے کہ جامعہ کا کیا ہوگا؟ لیکن مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے جامعہ کومزید ترقی دی اور ہرشعبہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔آپ میدان سیاست بالخصوص عالمی حالات سے خوب واقف تھے اورتمام عالم اسلام کے ساتھ ان کا دل دھڑکتا تھا۔ میں دارالعلوم اورحضرت کے خاندان،تلامذہ وعقیدت مندوں اور جملہ متوسلین سے تعزیت کرتا ہوں اوردعا گو ہوں کہ اللہ ہمیں صبر سے نوازے، میری یہ تعزیت دارالعلوم کے اساتذہ اورطلبہ کے سامنے بھی پڑھی جائے۔

- **مولانا انیس الرحمٰن ندوی صاحب** (جنرل سیکرٹری فرقانیہ اکیڈمی ومدیر مجلّہ ''تعمیر فکر'' بنگلور ہندوستان)

بگرامی خدمت مولانا حامدالحق سمیع حقانی صاحب ومولانا راشدالحق سمیع حقانی صاحبان مدظلہما العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل بروز جمعہ ۲؍نومبر بعدنماز عشاء یہ اندوہناک خبرموصول ہوئی کہ عالم ربانی ، محدث جلیل اور بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم دین حضرت مولانا سمیع الحق حقانیؒ کوبعض نامعلوم افرادحملہ آوروں نے شہید کردیا،خبرسن کرسکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی ، بہت دیرتک دل ودماغ ماؤف رہے،کبھی تو خبر کی تصدیق کرنے کو دل نہیں کرتا تو کبھی کفِ افسوس ملتا کہ ان نادان دشمنوں نے کیا کر دیا؟ آپ کی شہادت کسی ایک خطہ یا ملک کا نقصان نہیں بلکہ پوری عالم اسلام کا نقصان ہے، جس کی تلافی مشکل نظر آ رہی ہے،حضرت مولاناؒ کی بڑی علمی ، دینی اورعملی خدمات ہیں،تعلیم وتعلم کے ساتھ ساتھ آپ کوملکی وبیرونی حالات بالخصوص عالم اسلام کی فکر ہمیشہ دامن گیررہتی اوراس کے مسائل کوحل کرنے کیلئے آپ ہمیشہ کوشاں اورکمر بستہ رہتے ،اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے بڑی خدمات لیں لہٰذا مختلف میدانوں میں آپ کی اورآپ کے خانوادے کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی شہادت سے پیدا ہوئی فضاء غیب سے پُر فرمائے ،آپ حضرات کوصبر جمیل عطاء فرمائے ، آپ کوان کا سچا جانشین بنائے، آپ کے قائم کردہ ادارروں کے فیض سے بندگان خدا فیضیاب ہوں اوروہ اپنے بانی کے حق میں تاقیامت صدقۂ جاریہ بنیں،''فرقانیہ اکیڈمی''، مجلّہ''تعمیر فکر'' اوراس کے کارکنان آپ کے غم میں برابر شریک ہیں اوردست بدعا ہیں، رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ وادخلہ فی جناتہ وغفرلہ واکرم نزلہ

- **حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہیدؒ** (جامعہ فاروقیہ کراچی)

ہمارے والد ماجد حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نوراللہ مرقدہ کا حضرت مولانا عبدالحق

صاحبؒ سے بہت ہی خصوصی اور گہرا تعلق تھا، دارالعلوم دیوبند میں شرف تلمذ بھی حاصل رہا، ہمیشہ اس کا بہت ہی خصوصی انداز میں ذکر فرمایا کرتے تھے، دارالعلوم حقانیہ اور صاحبزادگان سے بھی بہت ہی محبت کا تعلق تھا، اللہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے، دارالعلوم حقانیہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقیات عطاء فرمائے (آمین)

● مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی شہادت کی خبر سن اور پڑھ کر قلبی دکھ ہوا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون حضرت موصوف کی دینی، سیاسی، تبلیغی، تصنیفی خدمات اتنی عظیم الشان ہیں کہ انہیں جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے، آپ نے اپنی پوری زندگی ناموس رسالتؐ، ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ، عقیدہ ختم نبوتؐ کی حفاظت وچوکیداری، نفاذ شریعت اور علوم نبوتؐ کی تدریس وآبیاری میں گزاری، آپ نے اپنی زندگی میں عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، آنجناب تحریک ختم نبوتؐ کے سرپرستوں میں سے تھے، بارہا آپ عالمی مجلس ختم نبوتؐ کی دعوت پر چناب نگر اور دیگر کانفرنسوں میں تشریف لائے، آپ نے جس چیز کو حق جانا بلاخوف لومۃ لائم ڈنکے کی چوٹ پر فرمایا ''شریعت بل'' کی تحریک ہو یا تحریک ناموس رسالتؐ، آپ کے پایہ ثبات میں کبھی لغزش نہیں آئی، آپ کو اپنے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ، مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ جیسے محسن ومربی نصیب ہوئے، جن کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا، آپ نے ملک وملت کے تحفظ کیلئے کئی ایک اتحاد قائم کئے، آپ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے، آپ نے اپنے ماتحت آگ اور پانی کو جمع کیا، اب جبکہ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کیلئے آپ کی سرپرستی کی اشد ضرورت تھی، ظالموں نے آپ کو ہم سے جدا کردیا۔

امید ہے کہ آنجناب اور مولانا راشد الحق سمیع اور خاندان کے دیگر حضرات اپنے باپ دادا کے عظیم الشان گلشن دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری کیلئے کسی کمی وکوتاہی کا ارتکاب نہیں کریں گے بلکہ جمعیت علماء اسلام کی گروپ بندی کے خاتمہ کیلئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کریں گے، اللہ پاک حضرت شہید کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آنجناب سمیت تمام پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں اور دارالعلوم کو حضرت شہید کا نعم البدل عطاء فرمائیں وماذلك علی اللّٰہ بعزیز! حضرت اقدس مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم، مولانا راشد الحق سمیت تمام پسماندگان کو اس

صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم سمیت تمام خدام کی طرف سے تعزیت مسنونہ قبول فرمائیں، آمین

● **حضرت مولانا مجاہد الحسینیؒ** (فاضل دارالعلوم ڈابھیل انڈیا ۱۹۴۴ء)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اخبارات اور ٹیلی ویژن پر حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کی خبر موجب تشویش ہوئی کہ ایک مرنجان مرنج، خوش مزاج اور دین اسلام کے نامور مبلغ کا چراغ حیات کیوں گل کردیا گیا؟ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ للہ کی ذات گرامی امت مسلمہ کا دینی، علمی اور ملی سرمایہ تھی، وہ ایک سلجھے ہوئے دانشمند اور صائب الرائے مخلص شخصیت تھے، ان پر قاتلانہ حملہ اسلام دشمن طاقتوں کی بزدلانہ اور کمینی حرکت ہے، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی دینی علمی اور ملی خدمات تاریخ اسلام کے اوراق میں ہمیشہ تابناک رہیں گی، مولانا سمیع الحقؒ میرے گہرے دوست اور ممدوح تھے، ان کی دینی علمی اور تحقیقی کارناموں پر مشتمل آپ کتاب کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ امت مسلمہ اس کی روشنی میں سفر حیات طے کرتی رہے، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت سے دینی علمی اور ملی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے، مجلّہ ''الحق'' کا مولانا کی شخصیت اور خدمات پر ضخیم نمبر شائع کرنے کا اہتمام کریں، میری جانب سے اظہار غم کریں، اللہ تعالیٰ اس کی تلافی کا سامان فراہم کرکے امت مسلمہ کیلئے روشنی کا مینار بنائے، اللہ تعالیٰ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی مغفرت کرے اور انہیں مقام علیین عطا فرمائے، آپ سب اہل خانہ اور اہل مکتب کو صبر اور استقامت کی توفیق سے نوازے۔ آمین

● **صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب** (صدر جمعیت علمائے پاکستان وصدر ملی یکجہتی کونسل پاکستان)

محترم جناب مولانا راشد الحق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے، یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے بارے میں ماہنامہ ''الحق'' کا خصوصی نمبر شائع کررہے ہیں، حضرت مولاناؒ کی تو اتنی خدمات ہیں کہ اس پر ایک نمبر کیا بلکہ کئی جلدیں شائع ہوسکتی ہیں، سیاسی میدان ہو یا تدریسی، تبلیغی میدان ہو یا تصنیفی ہر میدان میں مولاناؒ کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں، ''متحدہ مجلس عمل'' اور ''دفاع پاکستان کونسل'' کے پلیٹ فارم سے ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی جدوجہد میں ان کے ہمراہ ایک عرصہ کام کرنے کا موقع ملا، اس پیرانہ سالی کے باوجود مولاناؒ کو اس عظیم جدوجہد میں

ہمیشہ چاق و چوبند اور جواں ہمت پایا، ایک بار چند مشوروں کیلئے اکوڑہ خٹک آنا ہوا تو حضرت مولاناؒ کے درس بخاری میں شرکت اور انکے حکم پر طلباء کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا، یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ دوران درس فقہی اور علمی مسائل کیساتھ ساتھ دور حاضر کے جدید علمی اور سیاسی مسائل کو بھی حضرت زیر بحث لا رہے تھے یہی وہ تربیت ہے جسکے باعث اکوڑہ خٹک سے فارغ ہوکر جانے والے طلباء نے اندرون ملک اور بیرون ملک اسلامی انقلاب کیلئے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔

۲۰۱۸ء کے قومی الیکشن میں تمام مذہبی قوتوں کا اتحاد مولانا کے مطمح نظر تھا لیکن اس میں جو مذہبی قوتیں رکاوٹ بن رہی تھیں مولانا ان پر بہت دل گرفتہ تھے اور اتحاد نہ ہونے کی صورت میں سیکولر عناصر کے چھا جانے کے جن خدشات کا اظہار کر رہے تھے وہ آج ہمارے سامنے ہیں جو حضرت مولاناؒ کی سیاسی بصیرت کا بین ثبوت ہے، بہرحال! مولانا نے اپنی پوری زندگی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی جدوجہد میں گزاری، پارلیمنٹ کے اندر اور باہر انہوں نے اس سلسلہ میں جو کوششیں کیں وہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اور اس سلسلے میں آئندہ کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ہوں گی، مجھے امید ہے کہ ان کے سیاسی اور علمی ورثاء ان کے اس مشن کو ہمیشہ جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔

- **پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب** (آستانہ عالیہ بھیرہ شریف، سابق وفاقی وزیر)

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی علمی تحریک سے گہرا ربط تھا، حضرت مولاناؒ جب عنفوان شباب کے مرحلے سے گزر رہے تھے، ان لمحات میں بھی حضور ضیاء الامتؒ سے علمی موضوعات پر ان کی خط و کتابت جاری رہی، تمام علمی حلقے اس حقیقت کے معترف ہیں کہ ان کے ادارے سے فارغ التحصیل علماء علمی جمعیت کے حوالے سے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی عظیم تحریک سے مشابہ ہیں، مولانا سمیع الحق شہیدؒ پاکستان کی ایک بہت بڑی علمی، سیاسی سماجی شخصیت تھے، اللہ رب العزت آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے (آمین)

- **جناب امجد پرویز ملک صاحب** (سیکرٹری سینٹ آف پاکستان)

میں ذاتی طور پر اور سینٹ آف پاکستان کے سیکرٹری کی حیثیت سے مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی المناک اور افسوس ناک موت پر دلی رنج وغم کے اظہار کے ساتھ آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ بروز منگل مورخہ ۶ رنومبر ۲۰۱۸ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں سینٹ آف پاکستان نے متفقہ طور پر تعزیتی قرارداد منظور کی ہے، جس میں سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی المناک اور افسوسناک

موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مذہبی اور قومی خدمات کے ساتھ ساتھ پارلیمانی اور خاص طور پر سینٹ میں بھرپور کردار ادا کرنے پر خراج تحسین پیش کیا، ایوان نے مولانا مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی۔مرحوم کی کہنہ مشق شخصیت سے واقفیت ہوتے ہوئے اور آپ کے ساتھ ذاتی تعلق کی بناء پر ان کے بارے میں کافی آگاہی کے سبب مجھے ان کی رحلت سے پیدا شدہ خلا کا بخوبی اندازہ ہے، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام اہل خانہ کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبر جمیل عطاء فرمائے (آمین) ایوان کی جانب سے متفقہ طور پر منظور شدہ تعزیتی قرارداد کی نقل لف کی جاتی ہے۔

- **مولانا عبدالحمید صاحب** (دارالعلوم زاہدان، خطیب اہل سنت ایران)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو ایک بزدلانہ حملے میں شہید کرنے کی خبر بندہ اور یہاں کے علمائے کرام اور اہل مدارس کے لیے حزن والم کا باعث بنی۔آپ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی تھے۔ پاکستانی عوام نے سالہا سال مولانا سمیع الحقؒ کی علمی اور سیاسی خدمات سے فائدہ اٹھایا۔علمی تبحر وپختگی، میانہ روی اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانا اس خیرخواہ وحقانی عالم دین کی خصوصیات میں شامل ہیں۔امید ہے پاکستان کے سکیورٹی حکام ان نازک حالات کی اہمیت کے پیش نظر جلد از جلد مولانا سمیع الحقؒ کے قاتلوں کا پتہ لگا کر انہیں گرفتار کرکے انہیں عدالت کے سپرد کریں گے تاکہ اس ملک کا اتحاد محفوظ رہے اور مزید بدامنیوں کا راستہ بند ہوجائے۔بندہ اس حادثے کی پرزور مذمت کرکے پاکستان کے علماء و اہل مدارس، مولانا کے تلامذہ ومتعلقین، اہل خانہ اور تمام پاکستانیوں سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

اللہ نے مولانا سمیع الحقؒ کو شہادت کی موت (جو انکی دلی تمنا بھی تھی) نصیب فرمائی۔اللہ جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطاء فرمائے۔

- **مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب** (معروف کالم نگار، ادیب، مصنف ومدرس جامعۃ الرشید کراچی)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ علیہ کو اسلام آباد میں ان کی رہائش گاہ میں گھس کر شہید کر دیا گیا۔آج سے ۲۱ سال قبل ٹھیک اسی دن ۲ نومبر ۱۹۹۷ء کے دن کراچی میں مادر علمی جامعہ بنوری ٹاؤن کے ہمارے محبوب ومکرم اساتذہ کرام کو بھی دن دہاڑے شہید کر دیا گیا تھا، مولانا کی

شہادت سے عین چار دن پہلے ملک کی مقتدر شخصیت نے بلا کر عندیہ دیا کہ ملعونہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ مولانا نے بلاتوقف کہا: اسے اس کے کیے کی سزا ملک کے قانون کے مطابق ملنی چاہیے۔ آخری دن بھی وہ پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود پورے ایمانی جذبے کے ساتھ تحفظ ناموس رسالت ﷺ مہم میں شریک ہوئے اور حسب روایت شاندار بیان سے حاضرین کو مستفید کیا۔ مولانا تقریباً صدی بھر پر پھیلی تاریخی روایات کے امین تھے اور ملک وملت کی خدمت متعدد میدانوں اور متنوع شکلوں میں انجام دینے کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر معروف تھے۔ان پر کچھ لکھنے کے لیے یہ چھوٹا کالم بہت ہی چھوٹا پڑ رہا ہے۔ ہم تمام حقانی حضرات سے خصوصاً اور تمام درددل رکھنے والے احباب سے عموماً تعزیت کرنے کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں دعاگو ہیں کہ اللہ پاک ان کی شہادت قبول فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں اپنے مقربین میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کی دردناک شہادت کے صدقے ہم سے براوقت ٹال دے۔(آمین)

- **مولانا مفتی محمد زاہد صاحب** (جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے سانحہ ارتحال نے ملک اور ملت اسلامیہ کے مختلف طبقات میں یتیمی کا احساس پیدا کیا ہے، حضرت شہیدؒ بہت اعلیٰ نسبتوں کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ذات میں بھی ایک انجمن تھے ،اتنی متحرک، فعال اور تنوع سے بھرپور زندگی گزارنے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں، پیرانہ سالی اور بیماریوں کے باوجود ان کی سرگرمیاں قابل رشک تھیں، گوناگوں سیاسی ،ملی ،ادبی اور انتظامی مصروفیات کے باوجود بلند پایہ مدرس ہونے کی صفت کو انہوں نے کبھی ماند نہیں ہونے دیا، مولانا کے مطبوعہ دروس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فہم وتفہیم حدیث کے اعلیٰ معیار سے نوازا تھا، ہمارے اس نازک خطے میں قیام امن کے لئے ہمیشہ نظریں اُن کی طرف اٹھتیں، وہ عملی پالیسی میں امن اور اظہار و بیان میں حق گوئی و بیباکی کا حسین امتزاج تھے، اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے، پسماندگان کو صبر عطاء فرمائے اور لواحقین کے لئے ان کی برکات کو روزافزوں فرمائے (آمین)

- **مولانا نورالہادی شاہ منصوری صاحب** (مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن صوابی)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ اوصاف وکمالات کا مجموعہ تھے، علمی اور سیاسی مقام علماء وطلباء کو معلوم ہے، ایک بلند پایہ محدث تھے، عظیم مفکر اور بڑے سیاستدان ،ایک بڑے ادارے کے ذمہ دار تھے، دن رات طلباء کی خدمت کی اور مجاہدین اسلام کی مدد کے لئے اپنا قلم ،اپنا وقت، اپنی کوشش ان کی خدمت

میں صرف کرتے تھے، اس وجہ سے اللہ نے شہادت نصیب کی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مشن کو جاری وساری رکھے، اللہ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

- **جناب قیوم نظامی صاحب** (معروف کالم نگار نوائے وقت، ادیب ودانشور)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا وحشیانہ قتل افسوسناک اور قابل مذمت ہے، مولانا ہر دل عزیز شخصیت تھے، وہ پاکستان کے آئین کیساتھ جڑے رہے اور ریاست کے وفادار رہے، انہوں نے دینی مدارس کے نصاب پر نظر ثانی کا فیصلہ کیا تاکہ طلبہ کو دینی تعلیم کیساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جائے اور طلبہ ریاست کے مختلف شعبوں میں فرائض سنبھال سکیں، مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی ایک کتاب کی تقریب رونمائی لاہور میں ہوئی۔ مولاناؒ نے فون کر کے اظہار خیال کی دعوت دی ان کے فرزندار جمند مولانا راشد الحق کتاب کا تحفہ دینے گھر پر تشریف لائے، مولانا سمیع الحق صاحبؒ سے ایک ملاقات ایس ایم ظفر صاحب کے دفتر لاہور میں ہوئی، اللہ ان کے درجات بلند کرے اور لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

- **ڈاکٹر فصیح الدین اشرف صاحب** (ڈی آئی جی پولیس پختونخوا، نامور ادیب، مصنف محقق وکالم نگار)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت ایک عظیم المیہ ہے، یہ اہل پاکستان کے خلاف ظلم وجبر کا اعلان نہیں بلکہ پورے اہل اسلام پر حملہ کرنے کے مترادف ہے، حضرت مولانا رحمہ اللہ ایک عظیم مدبر، ایک نہایت صلح جُو انسان اور ایک شائستہ شخصیت اور نرم وگرم گفتگو کے ساتھ ایک جرأت رندانہ اور شانِ قلندری کے حامل تھے، میں ان کے بارے میں اپنی کتاب ''صحراء میں اذان'' اور ''سفر کی دھول'' میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں، میرے ساتھ ہمیشہ انہوں نے محبت اور شفقت پدری کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے تمام خیر وبرکت کے امور کو آئندہ نسلوں میں بھی جاری وساری فرمائیں، ان کا ذکر آئندہ نسلوں میں تا قیامت رہے گا۔ وترکنا فی الأخرین ...... اللّٰھم اغفر لھم وارحمھم ونور قبرھم

- **مولانا ظفر احمد قاسم** (مہتمم جامعہ خالد بن ولیدؓ وہاڑی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دل غمگین وحزین ہے اور آنکھیں اشکبار ہیں مگر ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں اور ہم اے شیخ سمیع الحقؒ! آپ کے فراق پر بہت زیادہ غمگین ہیں، ہم شہید کے رشتہ دار، احباب اور تلامذہ سے تعزیت کرتے ہیں، شیخ شہیدؒ کو جس چیز (شہادت) کی تمنا تھی وہ پالی اور یہ شہادت کا رتبہ بہت بڑا رتبہ ہے، خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی تمنا فرماتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ

تعالیٰ حضرت شیخ کی شہادت کو قبول فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ کی علمی، عملی، سیاسی اور دینی خدمات کو قبول فرمائے اور جامعہ حقانیہ کو ترقیات سے نوازے۔ شیخ صاحب کے صاحبزادوں کو خیر کی چابیاں اور شر کے تالے بنادے اور سارے عالم میں ان سے دین کا کام لے۔ آمین

● **حافظ محمد ادریس صاحب** (نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان)

یہ جان کر دلی صدمہ ہوا کہ آپ کے والد محترم اور معروف عالم دین اور ہمارے مہربان دوست حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ ظلم کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مولانا شہیدؒ کے درجات بلند فرمائے اور آپ سب کو صبر واجر سے نوازے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد شہید کو اعلیٰ علیین میں شہداء کے درمیان مقام بلند عطاء فرمائے، ان کی قبر کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنائے۔ آمین، شہادت مولانا کی تمنا تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطاء فرمادی، رہے ظالم تو وہ دنیا میں بھی اس بربریت اور ظلم کا بدلہ ضرور پائیں گے، ورنہ آخرت میں تو عذاب عظیم کی وعید قرآن عظیم الشان میں دی گئی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم دین سے مزین کیا ہے، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا میں والدین کا کوئی بدل نہیں ہے، ان کا وجود ایک گھنے سایہ دار درخت کی مانند ہوتا ہے اوران کی دعائیں ہر لحہ اولاد کے سروں پر سایہ فگن رہتی ہیں اوران گنت آزمائشوں کو ٹالنے کا سبب بن جاتی ہیں۔

برادر گرامی قدر! آپ صاحب علم وفضل ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ اس عالم فانی کی ہر شے عارضی ہے یہاں کی خوشی اور غم بھی، یہاں کا ملاپ بھی اور جدائی بھی جبکہ اس دوسرے جہاں کی ہر شے دائمی اور باقی رہنے والی ہے، پس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہاں اپنی جنتوں میں ملادے، اس کے بعد نہ کوئی فراق ہوگا اور نہ ہی کوئی غم! اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ بہت آسان ہے، ہم نے مولانا شہیدؒ کیلئے منصورہ میں اجتماعی دعائے مغفرت کا اہتمام کیا ہے۔ تمام اہل وعیال اور ارکان خاندان کے علاوہ مولانا کے رفقاء، اساتذہ کرام اوران کے شاگردان رشید کی خدمت میں تعزیت کا پیغام اور میرے جذبات پہنچادیجئے گا، ممنون ہوں گا۔

● **مولانا محمد احمد حافظ صاحب** (مدیر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' ملتان)

گرامی قدر ومخدومی ومحترمی حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدکم و شرفکم و کرامتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! خیالات کی ایک باڑ ہے جو چلی آرہی ہے اور سمجھ نہیں آرہی کہ کس جملے

کو پکڑ کر آپ سے شرفِ کلام حاصل کروں؟

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ کی بندہ نے صرف دو بار زیارت کی۔ ایک بہت بچپن میں جب حفظ کا دور تھا اور آپؒ جامعہ علومِ شرعیہ ساہیوال حضرت مولانا علامہ غلام رسولؒ کی وفات کے چند ماہ بعد تعزیت کیلئے تشریف لائے تھے۔ دوسری زیارت وملاقات اور شرفِ کلام تب حاصل ہوا جب آپ ایک کانفرنس کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے اور روزنامہ ''اسلام'' کے دفتر کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ بس یہ دو ہی ملاقاتیں حاصلِ زندگی رہیں۔ ابھی جب حضرت کی شہادت ہوئی تو ان کا بہیمانہ قتل سے یوں جدا ہوجانا اِتنا شاق گذرا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ابھی تھوڑی دیر قبل بیٹھا سوچ رہا تھا کہ جب اتنے سے تعلق پر ہمارا اپنا یہ حال ہے تو جو لوگ آپ کے دیرینہ رفیق، ہمدم وہمساز اور صبح وشام کے حاضر باش تھے ان کے دل کی کیفیت کیا ہوگی؟ یہ فتنوں کا دور ہے اور فتنے اس طرح برس رہے ہیں کہ بالکل حدیث شریف میں جو کیفیت بیان فرمائی گئی دورِ حاضر اس کا عین مصداق ہے۔ اللہ کریم ہر زمانے میں کچھ بندوں کو ان فتنوں کے تعاقب اور ان کے سامنے سینہ سپر ہونے کی قوت وطاقت بھی عطاء فرما دیتے ہیں۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ انہی میں سے ایک فردِ فرید تھے۔ آپ کے جملہ اوصاف اس قدر ہیں کہ ہر وصف کے بیان کے لئے کئی جلدوں کی ایک کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ آپ ہمارے مخدوم ہیں اور یقین فرمایئے کہ آپ پر رشک آتا ہے کہ آپ نے حضرت شہیدؒ کے حینِ حیات ہی ان کی خدمات پر مفصل لوازمہ ہم جیسوں کے سامنے تیار کر کے رکھ دیا۔ آپ کی تالیفات ''ساعتے بااہل حق'' اور ''حیات و خدمات'' کا اِن دِنوں مطالعہ کرتا رہا، کئی مقامات پر آستین کو اپنے اشکوں سے بھگوتا رہا۔ اللہ کریم حضرت شہیدؒ کے درجات کو ہمارے حدّ گمان سے بھی بلند وبالا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف کو بہت اشتیاق تھا کہ حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ کے تفسیری افادات جلد منظر عام پر آجائیں اور یقین فرمایئے کہ اس کے لئے بندہ نے حضرت شہیدؒ کے لئے دُعائیں کیں کہ اللہ کریم جلد اس عظیم الشان کام کو حضرت کے ہاتھوں تکمیل تک پہنچا دے مگر وہی کہ ام للانسان ما تمنّٰی؟ بس حقیقت تو یہی ہے کہ فللّٰہ الآخرۃ واللاولٰی! انسان فانی ہے اور کسی وقت بھی کوچ کا نقارہ بج جانا ہے، خوش نصیب انسان وہ ہے جو آخرت کے لئے سرمایہ تیار کرے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حسنات کا تو شمار ہی نہیں۔ آپ کے حسنات کا گراف اِتنا اونچا ہے کہ حدّ نگاہ سے بھی ماوراء ہے جس اِنسان کا آخری عمل خدمت قرآن ہو اور سر پر تاجِ شہادت ہو، اس کی خوش قسمتیوں کا کیا کہنا؟

شیخ! یہ بہت کم ہوگیا، یقین فرمایئے کہ جوں جوں حضرت شہیدؒ کے مقامِ بلند پر نگاہ جاتی ہے الفاظ بونے ہوتے اور سکڑتے چلے جاتے ہیں۔حضرت! آپ کا وقت قیمتی ہے اور اپنے غم کا قصہ دراز ہے، اسی پر اکتفاء کرنے دیجئے! یوں لگ رہا ہے کہ مندمل ہوئے زخموں کو پھر کسی نے کھکھیڑ دیا ہو۔ ایک مضمون بھی ملفوف ہے ''القاسم'' کیلئے۔ اللہ کریم سے دُعا ہے کہ حضرت شہیدؒ کی جدائی کے غم کو برداشت کرنے اور ہم جیسوں کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین یا ربّ العالمین)، انکا آخری عمل خدمتِ تفسیر تھا وہ سر پر تاجِ شہادت سجائے بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہوگئے۔

بجھا چراغ، اُٹھی بزم، کھل کے روائے دِل! وہ چل دیئے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

- **علامہ سید نیاز حسین نقوی صاحب** (مہتمم جامعہ المنتظر لاہور، صدر وفاق المدارس الشیعہ)

آپ کے والد بزرگوار، ملک کے معتدل مزاج دینی وسیاسی رہنماء جناب مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے بہیمانہ قتل کا بہت دکھ ہوا، ان کے قتل سے ملک کے دینی وسیاسی حلقوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی ہے، دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں طویل عرصہ پر محیط ان کی دینی ومذہبی خدمات نہ صرف ان کے ہزاروں شاگرد بلکہ علمی دنیا میں تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ملکی سیاست میں انکے تحمل واعتدال پر مشتمل رویوں کا اعتراف ان کی مثبت سوچ کا عکاس ہے، جس سے سیاست کا میدان ایک معتبر نام سے محروم ہوگیا ہے۔

- **علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب** (رکن اسلامی نظریاتی کونسل وچیئرمین ''سچ'' ٹی وی)

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی جدائی اور آپ کے تمام خاندان اور متعلقین کے غم ودکھ میں ہم شریک ہیں، موصوف ایک بیباک اور صاف گو عالم دین تھے، انہوں نے اسلامی وحدت کیلئے گراں قدر خدمات انجام دیں، مولانا کی شہادت ان کے لئے بڑا اعزاز ہے، البتہ ان کے چاہنے والوں کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے تمام متعلقین اور مولانا شہیدؒ کے چاہنے والوں کو اس بڑی مصیبت پر اجر دے اور اس جانکاہ صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے شہید بابا کے اصلاحی پروگراموں اور علمی وتحقیقی امور کو احسن انداز سے چلانے کی توفیق عطاء فرمائے ، اسلامی وحدت کو فروغ دینے کیلئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمت وقوت وغیبی تائید عطاء فرمائے۔نیز اللہ تعالیٰ شہید کی خون کی برکات سے ہمیں محروم نہ فرمائے۔

- **علامہ عارف حسین واحدی صاحب** (رکن اسلامی نظریاتی کونسل، سیکرٹری شیعہ علماء کونسل)

محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی رحلت کی خبر انتہائی دکھ کا باعث بنی دکھ کے

ان لمحات میں تعزیت پیش کرتے ہوئے آپ کے غم میں شریک ہیں ملک وقوم کیلئے ان کی خدمات قابل قدر ہیں، ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا جلد پورا نہ ہوسکے گا۔

- **حافظ سید ریاض حسین نجفی صاحب** (صدر وفاق المدارس شیعہ پاکستان)

ملک کے معتدل مزاج دینی وسیاسی رہنماء جناب مولانا سمیع الحقؒ کے بہیمانہ قتل کا بہت دکھ ہوا، ان کے قتل سے ملک کے دینی وسیاسی حلقوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی ہے، دارالعلوم اکوڑہ خٹک میں طویل عرصہ پر محیط دینی ومذہبی خدمات نہ صرف ان کے ہزاروں شاگردوں بلکہ علمی دنیا میں تادیر یاد رکھی جائیں گے۔ ملکی سیاست میں انکے تحمل واعتدال پر مشتمل رویوں کا اعتراف ان کی مثبت سوچ کا عکاس ہے، جس سے سیاست کا میدان ایک معتبر نام سے محروم ہوگیا ہے۔ اس المناک سانحہ پر آپ، سوگوار خاندان، دارالعلوم حقانیہ کے علمائے کرام وشاگردان کی خدمت میں تعزیت عرض ہے۔

- **ڈاکٹر سید ثاقب اکبر صاحب** (صدر نشین البصیرہ اسلام آباد، ومدیر اعلیٰ ماہنامہ ''پیام'')

خداوند کریم آپ کے والد گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو اپنے جوار رحمت ومغفرت میں محشور فرمائے، مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پورے عالم اسلام کیلئے کسی حادثے سے کم نہیں، اتحاد امت اور نفاذ اسلام کیلئے ان کی سیاسی، قلمی اور تبلیغی کاوشیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ مولانا مرحوم اتحاد امت کے عظیم داعی تھے، جن کا ''ملی یکجہتی کونسل'' کی تشکیل میں کردار کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا، وہ مغربی سامراج اوراشترا کی تسلط پسندانہ سوچ کے خلاف ایک کوہ عزیمت تھے برہمن سامراج کے خلاف بھی آپ کا موقف مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کیلئے تقویت کا باعث تھا، مولانا مرحوم کی علمی خدمات بھی گراں قدر ہیں، اپنی چند ایک ملاقاتوں میں جس شفقت اورمحبت کا اظہار انہوں نے مجھ سے کیا وہ میں ہمیشہ یاد رکھوں گا، میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس جانکاہ صدمے پر آپ کو اوردیگر پسماندگان کو تعزیت پیش کروں خداوند کریم مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے آپ اور دیگر پسماندگان کو ان کی راہ پر قائم رہنے اوراسے ترقی دینے کی توفیق عطاء فرمائے۔

- **مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب** (استاد حدیث مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور)

موت اگرچہ شہادت کی صورت میں ہو، تاہم ایک تلخ حقیقت ہے، جس سے اولاً متاثر ہونا انسان کی فطرت ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام جو دین فطرت ہے اس نے ابتدائی تاثر بلکہ جائز حدود میں

غم واندوہ کو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور اجر وثواب کا ذریعہ بتلایا ہے۔آپ کے والد نامدار کی شہادت کا صدمہ صرف آپ لوگوں کو نہیں پہنچا ہے بلکہ ان کے ہزاروں تلامذہ اور لاکھوں عقیدت مندوں کو بھی اس صدمہ نے بے حال کر دیا ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہم اور آپ سب کو اس پہلو سے مطمئن اور خوش ہونا چاہئے کہ یہ واضح اور بلند شہادت کا مرتبہ ہر کسی کو نہیں ملتا، اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ بلند اپنے پسندیدہ لوگوں کو عطاء فرماتا ہے ، میں ۱۹۶۵ء کے آس پاس آپ کے والد گرامی کا خوشہ چین اور شاگرد رہا ہوں اور ہر چند کہ مجھے ان کی قابلیت اور صلابت فی الدین کا ہمیشہ یقین رہا ہے لیکن ان کی درجہ سعادتمندی کا کبھی خیال نہیں آیا تھا۔شہادتیں بھی مختلف طرح کی ہوسکتی ہیں لیکن جمعہ کا دن بعد العصر اور پھر اندازہ بلکہ یقین ہے کہ مولانا عالم کفر کی نگاہوں میں بہت عرصے سے کانٹے کی طرح کھٹک رہے تھے ،آج کی مادی دنیا جبکہ بالخصوص جہاد کے بارے میں عالم کفر کی فکر مندی بڑی بیقراری کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اور صحیح مجاہدین اوران کی حمایت وسر پرستی کرنے والے خطرات کے نرغے میں دن رات گزار رہے ہیں ، استادمحترم کا اب تک بچ جانا بھی معجزے سے کم نہیں ، اسلام کا دعوے کرنے والے کتنے افراد اور جماعتیں ہیں جو نہ صرف اس عظیم فرض سے کنی کتراتے ہیں بلکہ کفر کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے حیلوں بہانوں سے اس کی شدید مخالفت پر کمر بستہ ہیں ان حالات میں دارالعلوم ،مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا کھل کر جہاد کی حمایت وسر پرستی کرنا ان کے مضبوط ترین ایمان کی گواہی کیلئے بالکل کافی شافی ہے ، میں آج کل لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہا ہوں، پیَروں کی تکلیف سے لمبے سفر کی ہمت نہیں ہے ،اللہ آپ کے پورے خاندان اور مدرسہ کو اپنی حفاظت اور امن وامان میں رکھے ۔(آمین)

- **جناب اسلم سلیمی صاحب** (رہنما جماعت اسلامی)

یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ بلند پایہ ،معروف عالم دین حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو ظالموں نے حملہ کر کے شہید کر دیا ہے ، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو شہداء میں شامل فرمائے ، ان کی مساعی جلیلہ کو قبول فرمائے ، ان کی نیکیوں میں مزید اضافہ فرمائے ، ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے ، ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام سے نوازے (آمین) میں آپ کے اس غم میں برابر کا شریک ہوں ، قضاوقدر کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے ،موت کا جو وقت مقدر ہوتا ہے ، وہ کسی صورت میں بھی ٹل نہیں سکتا ، اس لئے صبر کے

سوا چارہ نہیں، نیک اور شفیق والد کا محبت بھرا سایہ سر سے اٹھ جانا بہت ہی صدمے کی بات ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اور دوسرے سب اہل خانہ کو یہ صدمہ صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، عظم اللّٰہ اجرکم (آمین)

- **انجینئر مختار احمد فاروقی صاحب** (مدیر ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' جھنگ)

محترم مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی اچانک شہادت کا سن کر دلی افسوس ہوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے، ان کی درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ ادارہ ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' کی انتظامیہ اور دیگر احباب آپ کے غم میں برابر شریک ہیں۔

- **مولانا ابن الحسن عباسی مرحوم** (بانی جامعہ تراث الاسلام، کراچی)

محترم ومکرم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، برادرم مکرم مولانا حامد الحق ومولانا راشد الحق صاحبان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی مع احباب ومتعلقین بخیر وعافیت ہوں گے۔

استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی دردناک وکربناک شہادت کی خبر دل ودماغ پر بجلی بن کر گری، انا اللّٰہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم لاتحرمنا أجرہ ولا تفتنا بعدہ، اس درندگی اور سفاکیت کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے، یہ دنیا فنا کے داغ سے داغدار ہے، ہر زندہ کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، کل نفس ذائقة الموت، ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، گزشتہ چند عشروں سے اللہ کے نیک بندے اپنے انوار وبرکات سمیت جس تیزی سے اس دنیا سے رخصت ہورہے ہیں، یہ جگہ ظلمات سے بھر رہی ہے، شیاطین اس خلا کو پُر کررہے ہیں یوں لگتا ہے کہ یہ رذیل دنیا اپنے انجام کو پہنچا چاہتی ہے، ایسے حالات میں جب حضرتؒ کی شہادت کی خبر ملی تو دل کے نہاں خانوں سے صدا آئی

ع ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

حضرتؒ کا انتقال پورے عالم اسلام کیلئے ایک عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے، آپ کی دینی اور ملی خدمات جو انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا تھا وہ امت مسلمہ کیلئے حضرتؒ کی عظیم یادگار اور ان کیلئے زبردست صدقات جاریہ ہیں، اللہ رب العزت ان صدقات جاریہ کو قبول فرمائے۔ بندہ ناچیز کے ساتھ حضرتؒ کا ایک خاص تعلق تھا، مختلف مواقع پر حضرت کی شفقتوں، محبتوں اور دعاؤں سے بندہ مستفیض ہوتا رہا، آج جسمانی طور پر حضرت ہم میں نہیں رہے لیکن روحانی طور پر

حضرت ہمارے دلوں میں زندہ ہیں اور رہیں گے۔ حضرت کی شہادت کی خبر ملتے ہی مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ نے تلاوت قرآن کریم اور دیگر اعمال کے ذریعہ حضرت کے ایصال ثواب کا اہتمام کیا، اللہ حضرت کی شہادت کو قبول فرمائے اور آپ کو بلند درجات نصیب فرمائے، تمام اہل خانہ اور جمیع متعلقین وتلامذہ کو یہ صدمہ صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

- **مولانا یزید احمد نعمانی صاحب** (معروف سکالر ومصنف)

بخدمت صاحبزادگان حضرت شہید رحمہ اللہ تعالیٰ وجملہ متعلقین ومتوسلین جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

انا لله وانا اليه راجعون إن لله ما أخذ وله ماأعطى وكل شئ عنده بأجل مسمى فلتصبرولتحسب، اللّهم اغفره ورحمه واعافه واعف عنه واكرم نزله وبرد مضجعه ونقه من الذنوب والخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وباعد بينه وبين خطاياه كما باعدت بين المشرق والمغرب ، وابدل داره خيرا من داره وأهلا خيرا من أهله اللّهم لاتحرمنا اجره ولاتفتنا بعده۔

- **مفتی محمد ادریس صاحب** (ہزلنگڈن لنکا شائر برطانیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میرا نام محمد ادریس ہے، بہبودی حضرو اٹک علاقہ چھچھ سے تعلق ہے، عرصہ سات سال سے برطانیہ میں مقیم ہوں دارالعلوم حقانیہ میں مفتی غلام قادر نعمانی صاحب مدظلہ سے دو سال تخصص کیا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے اسباق میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے، اپنے بیٹے کو مولانا کی المناک شہادت کا واقعہ بتایا تو اس نے میری تسلی کیلئے انگریزی میں یہ نظم لکھی میری کوشش ہوتی ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ لکھے تاکہ ذہن اس طرف راغب ہو ورنہ آپ کو علم ہے کہ مغرب کے کیا حالات ہیں؟

شیخ الحدیث شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق صاحبؒ ایک خوددار اور نفیس شخصیت تھے، ۲۰۱۱ء میں حسب معمول استاد محترم جناب شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ اپنے قائد شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے، آپکے ہمراہ اس سفر میں مناظر اسلام مولانا قاری چن محمد صاحب مدظلہ اور جمیعت علمائے برطانیہ کے رہنماء مولانا عبدالباری صاحب مدظلہ آف انگلینڈ اور دیگر رفقاء سفر بھی تھے، حضرت شہیدؒ بول نہیں موتی رول رہے تھے اور شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ کی باتوں سے محفل کشت زعفران بنی رہی، جب رخصت ہونے لگے تو مولانا عبدالسلام صاحبؒ کے ایماء پر مولانا عبدالباری صاحب مدظلہ (آف انگلینڈ) کچھ ہدیہ رقم کی شکل میں پیش کرنے لگے تو شہید ناموس رسالت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحبؒ فرمانے لگے کہ نہیں! نہیں! یہ کام ہم نے کبھی نہیں کیا۔ شیخ

الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ کے اصرار پر وہ رقم لے لی مگر ہاتھ میں لینے کے بعد پھر وہی رقم بطور ہدیہ مولانا عبدالسلام صاحبؒ کو عنایت کردی اور مولانا عبدالباری آف انگلینڈ سے فرمایا کل آپ کی روٹی ہمارے ہاں ہے، چنانچہ دوسرے دن پر تکلف دعوت پر انہیں بلایا، ان کی حسین یادیں دل ودماغ پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے، ذیل کے انگریزی زبان میں نظم میرے ۹ سالہ بیٹے محمد عقبہ نے آج استاد محترم شہید ناموس رسالتؐ کو خراج عقیدت کے طور پر پیش کی ہے، یہ میری ننھی کلی کی معصومانہ کاوش ہے امید ہے قبول فرما کر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے (نظم حصہ منظومات میں شریک اشاعت ہے)

- **مولانا قاری تنویر احمد شریفی صاحب** (معروف سکالر کراچی)

شہادت کی خبر کے ساتھ دعاؤں اور ایصال ثواب کا سلسلہ شروع کردیا اور مواجہہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت پر بیتنے والے عظیم سانحے کا عرض کیا اور شفاعت کی درخواست کی ۔ میں اپنی طرف سے اور مجلس یادگار شیخ الاسلام پاکستان کی طرف سے تعزیت کرتا ہوں ۔ ڈاکٹر ابوسلمان صاحب شاہجہانپوری مدظلہم کو دل کا دورہ پڑا تھا، کچھ دن ہسپتال میں رہے، صاحب فراش ہیں ان کی طرف سے بھی تعزیت قبول فرمائیں۔

- **صاحبزادہ عزیز الرحمٰن رحمانی بن حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ** (معروف روحانی وعلمی شخصیت)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو درجہ شہادت پر فائز کیا، حضرت کا یہ سانحہ ہم سب کے لئے اور عالم اسلام کیلئے ان کے خاندان سے کم نہیں ہے ہم سب بھی ان کی طرح تعزیت کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطاء فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، دارالعلوم اور ان کے اہل خانہ کے غم میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔

- **مولانا محمد زہیر روحانی بازی بن مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ** (معروف علمی وروحانی شخصیت)

استادی المکرّم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کے لئے اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں حاضر ہوا، غم واندوہ کی اس کیفیت کو لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا، حضرت استاد المکرّمؒ نے اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحقؒ سے جو میراث پائی تھی اسے آفتاب عالم تاب بنا دیا، آج دارالعلوم حقانیہ ایک ایسا تناور شجر سایہ دار بن چکا ہے کہ اسلامی علمی تاریخ اس کے تذکرے کے بغیر ادھوری ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاندان حقانی کی خدمات تا قیامت روز افزوں فرمائے اور ہر فتنے کی بیخ کنی کے لئے اس کی خدمات کو قبول فرمائے۔

- **مولانا حافظ انوار اللہ باچا صاحب** (مہتمم جامعہ اسلامیہ اضاخیل)

مولانا شہیدؒ سیاست، جہاد اور مدرسہ کی خدمات میں سب سے پہلے تھے، نہایت عظیم سانحہ تھا، اس کی کمی پوری نہیں ہوسکتی، اللہ نے ان کی شہادت قسمت میں لکھی تھی ان کا فیض کم نہ ہوگا اور خاص کر ہمارے مدرسے اور اپنے خاندان کو اولاد سے کم نہیں سمجھتے تھے اور ہمارا مدرسہ جامعہ اسلامیہ آپ کی سرپرستی ومحبت کو اپنے لئے خوش نصیبی سمجھتا تھا، اللہ حضرت کے قاتلوں کو ذلیل و تباہ کردے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

- **مولانا محمد منصور احمد صاحب** (مہتمم مرکز الجمیل الاسلامی اسلام آباد)

آج مرکز رشد و ہدایت عالم اسلام کی عظیم درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضری ہوئی اور یوں محسوس ہوا کہ یہیں کے درودیوار اور چمن وگلستان سب ہی اپنے عظیم سرپرست امام المجاہدین، استاد المحدثین حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی جدائی پر افسردہ ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ جس مالی نے اپنے خون جگر سے اس چمن کو سینچا تھا جس کی آہ سحر گاہی نے ان کو رونق بخشی تھی اور عالم اسلام میں وہ ہی اس کا وجہ تعارف تھے، بچپن میں اس حقانی خاندان کی محبت وعظمت کا جو بیج دل میں پڑا عشرے گزر جانے کے بعد اب یہ تناور درخت بن چکا ہے اور یہاں کی ہر خوشی اور صدمے کا اثر براہ راست دل پر محسوس ہوتا ہے، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم المرتبت مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کا سانحہ بہت ہی غیر معمولی طور پر المناک اور کربناک ہے، بلاشبہ ان کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا اعزاز ومرتبہ ہے لیکن آپ کے چاہنے والوں کے دل فطری طور پر زخمی ہیں۔

- **قاری فیاض الرحمٰن علوی صاحب** (مہتمم جامعہ دارالقراء نمک منڈی پشاور)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ عالم اسلام کے بہت بڑے مذہبی قائد تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کا رتبہ عطاء فرما کر بلند مقام سے سرفراز فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، اللہ ان کے لواحقین کو صبر عطاء فرمائے (آمین)

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

- **مولانا عون الخالق صاحب** (مدرس تعلیم القرآن راولپنڈی)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہمارے والد مرحوم مولانا جلال خالق (سابق مدرس جامعہ دارالعلوم

حقانیہ اکوڑہ خٹک) کے شاگرد رشید تھے، والد صاحب مرحوم کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے شاگردوں میں مولانا مرحوم جیسا ذہین شاگرد نہیں دیکھا، ذہانت کے ساتھ ساتھ اپنے استاد کے ساتھ انتہائی محبت کرنے والے تھے، والد صاحب مرحوم کا کہنا تھا کہ مولانا عبدالحقؒ نے مجھے مولانا انوار الحق اور مولانا سمیع الحق کے پڑھانے پر خصوصی طور پر مامور کیا تھا۔آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں جگہ عطا فرمائے۔(امین)

- **امیر عبدالقدیر اعوان صاحب** (دارالعرفان منارہ ضلع چکوال)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی وفات امت مسلمہ کے لیے بالعموم اور پاکستان کیلئے بالخصوص ایک عظیم حادثہ ہے اور یہ خلاء پر کرنے کے لئے صدیاں درکار ہیں، یہ وفد "تنظیم الاخوان پاکستان" اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کی طرف سے شہید ملت اسلامیہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور شہید کے بلند درجات کے لئے اللہ کریم سے دعا کرتے ہیں، اللہ تمام پسماندگان اور وارثین کو صبر جمیل عطا فرمائے تا کہ اس عظیم سانحہ کو برداشت کرسکیں(آمین)

- **جناب سید خالد احمد بنوری صاحب** (مہتمم دارالعلوم سرحد پشاور)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت ایک بڑا سانحہ ہے کہ ان کی زندگی علوم اسلامی کی ترویج میں گزری اور علم کا فیض نہ صرف تعلیم وتعلم میں صرف ہوا بلکہ جہد مسلسل کی عملی زندگی جہاد اور اسلام کی خدمت میں گزاری، اسلام کا جو کام ہوتا اس میں قائدانہ رول بہت احسن طریقے سے ادا فرماتے تھے، بزرگی اور علم سے تعلق اللہ نے ان کو ورثہ میں عطاء فرمایا تھا اور ہر طرح سے ان کے خدمات تادیر یاد رکھی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ نے آخری عمر میں شہادت سے نوازا، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور گلشن علم جامعہ حقانیہ کی آبیاری رہتی دنیا تک جاری رہے(آمین)

- **مولانا محمد حفیظ الرحمٰن صاحب** (امام وخطیب وزرات الاوقاف قطر)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت سے نہ صرف اکوڑہ خٹک بلکہ پورے عالم اسلام میں اہل حق کی فضاء سوگوار ہے، یہ ایک نہ بھولنے والا صدمہ ہے، اہل حق ایک مربی، ایک مرد مجاہد، ایک مرد قلندر، ایک عظیم قائد اور بیباک جرات مند عظیم لیڈر سے محروم ہوگئے۔اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

- **الحاج منور حسین چیمہ صاحب** (لائبریرین)

ہم لوگ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوئے ہیں مولانا سمیع الحق شہیدؒ علم وعمل، اتحاد امت اور وحدت ملت کے داعی تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسلامی انقلاب کے امام تھے چونکہ مولانا عبدالقیوم حقانی ان کے تلمیذِ خاص اور شب وروز ان کی مجالس میں حاضر باش رہتے تھے تمام دینی امور، تصنیفی کام اور تعلیمی ودعوتی امور میں انہیں مولانا سمیع الحق شہید کی بھر پور رہنمائی اور سرپرستی حاصل رہتی تھی اس لئے ہم نے سمجھا کہ حضرت شہیدؒ کے بھائیوں اوران کی اولاد کی طرح مولانا عبدالقیوم حقانی بھی تعزیت کے مستحق ہیں۔

- **مولانا محمد زکریا صاحب** (خانقاہ سعدیہ نقشبندیہ مجددیہ، جامعہ عربیہ سراج المدارس ٹیکسلا)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مظلومانہ شہادت نے جہاں ملک عزیز کے لاکھوں طلباء کو مخلص استاد، ہزاروں مدارس عربیہ کو سرپرست اور لاتعداد کارکنوں کو عظیم قائد، مظلوموں اور بے آسراہوں کو عظیم رہنما سے محروم کردیا، مسلک حق حضرات علماء کرام کا یہ اتنا بڑا نقصان ہوا ہے جو دیر تک محسوس کیا جاتا رہے گا، مولانا مرحوم کی زندگی جہاں تقریر وتدریس اور خدمت خلق سے معمور تھی وہاں ہرشب زندہ دار اور عنداللہ مقبولیت کے مقام پر فائز تھے، آج پورے ملک میں فضا مغموم ہے، ظالم حکمرانوں سے مولانا شہیدؒ کے خون کا ایک ایک قطرہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے ریاست مدینہ کے دعویدارو! میں مظلوم مدینہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے نمونے کواس دور میں پیش کررہا ہوں، قاتلوں کو انجام تک پہنچانا اب حکمرانوں پر فرض بھی ہے اور قرض بھی، اللہ تعالیٰ مولانا شہیدؒ (جو کہ اسلاف کی نشانی اور اکابرین کی یاد تھے) کے درجات عالیہ کو مزید بلند تر بلند فرمائیں۔ (آمین)

- **مولانا عبدالحمید ربانی صاحب** (جامعہ دارالہدیٰ کراچی)

آج جامعہ حقانیہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کی تعزیت کے سلسلے میں حاضری ہوئی، حضرت مولانا انوار الحق صاحب، مولانا حامد الحق صاحب و دیگر برادران سے ملے اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان (جامعہ فاروقیہ کراچی) بھی ساتھ تشریف لائے، ہم سب حضرت کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہیں، اللہ تعالیٰ اس جامعہ کو تا قیامت آباد رکھے اوراس کا فیض دنیا میں عام فرمائے۔ (آمین)

- **مولانا محمد ہاشم صاحب، مولانا محمد حسن صاحب** (امدادالعلوم برما)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر بہت افسوس ہوا، ہمیں بہت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ یہاں آنے سے پہلے ہم حضرت کی ملاقات کے متمنی تھے مگر آنے سے پہلے یہ خبر ملی کہ حضرت شہید ہوگئے ہیں لہٰذا دل میں بے حد افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے (آمین)

- **مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث** (ملتان)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت سے علم وفضل کی دنیا میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا ناممکن ہے، ان کی زندگی کتاب وسنت کی تعلیم وتبلیغ سے وابستہ رہی، دینی معاملات میں ان کی ثابت قدمی مثالی ہوا کرتی تھی، ملی وملکی مسائل کا بروقت ادراک اوراس کے بعد ان کے حل کے لئے کوشش یہ ان کا وطیرہ تھا، والد محترم ابن امیر شریعت سید عطاء المومن شاہ بخاریؒ کے ساتھ خاص تعلق تھا، خاص طور پر اتحاد امت کے لئے ہر دو بزرگوں کی محنتیں روز روشن کی طرح عیاں ہیں، اللہ ان کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

- **مفتی محمود ذاکری صاحب** (امیر اتحاد علمائے افغانستان)

حضرت شیخ مولانا سمیع الحق شهیدؒ په یو وخت کی محدث، فقیه، مجاهد، سیاسی مبارز وو،الله جل شانه نه شکر گزار یو چه هغه ته ده شهید لقب هم حاصل شو، مونگ ده حضرت شهیدؒ په شان کی په دغه شعر اکتفاء کوو

اولئك آبائی فجئنا بمثلهم   اذا جمتعنا یا جریر المجامع

زه دَ اتحاد علمائے افغانستان په نمائندگی دَ حضرت شهید ټولو متوسلینو ته تعزیت وړندے کوم ،بله دَ چه اتحاد علمائے افغانستان له طرفه دَ حضرت شهید ده پاره امام الشهداء لقب درخواست کوم، دی د پاره چه ده زمونگ د پاره امام الشهدا په نامه یاد شی۔

(ترجمہ) حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ بیک وقت محدث، فقیہ، مجاہد اور صاحب بصیرت سیاستدان تھے، ہم اللہ تعالیٰ کے نہایت شکر گزار ہیں کہ انہیں شہید کا لقب حاصل ہوا اور ہم مولانا شہیدؒ کی شان میں یہاں اس شعر پر اکتفا کرتے ہیں:

اولئك آبائی فجئنا بمثلهم   اذا جمتعنا یا جریر المجامع

میں اتحاد علماء افغانستان کے ایک نمائندے کی حیثیت سے حضرت شہیدؒ کے جملہ متوسلین کو تعزیت پیش کرتا ہوں، دوسری بات یہ کہ اتحاد علمائے افغانستان کی طرف سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لئے ''امام الشہداء'' کا لقب دینے کی درخواست کرتا ہوں تا کہ آپؒ ہمارے لئے امام الشہداء کے نام سے یاد رکھا جائے۔

- **قاضی محمد نسیم حقانیؒ** بن مولانا قاضی عبدالکریم رحمہ اللہ (مہتمم نجم المدارس کلاچی)

بخدمت اقدس مخدومی ومخدومزادگان حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مولانا راشدالحق صاحب، مولانا محمد اسامہ صاحب مولانا محمد حذیمہ صاحب سلمہم الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! انا للّٰہ وانا الیہ راجعون حضرت الاستاد وشیخ المشائخ شیخ الحدیث، رہبر ورہنماء، علمائے حق کے سرخیل، قائد علمائے حق کی شہادت سے صرف حقانی خاندان نہیں اور جامعہ حقانیہ کے لاکھوں فضلاء یتیم نہیں ہوئے بلکہ پوری امت مسلمہ یتیم اور بے سہارا ہوئی اور پاکستان سمیت عالم اسلام بے دست وپا ہو چکا ہے، حضرت اقدس امن کے داعی تھے، ہمیشہ قیام امن کیلئے بھرپور کردار ادا کیا، میرے حضرت ایک نفیس شخص تھے، ان کا ظالمانہ وحشیانہ بہیمانہ قتل ظلم عظیم ہے، ان کی جدائی سے مسلم دنیا ایک عظیم محدث، جید عالم دین، معلم، مدرس، مدبر، نڈر، بیباک، سیاستدان سے محروم ہوگئی۔ میرے استاد اتحاد امت کی علامت اور پاکستان کے عظیم محافظ تھے انکی دینی، ملی، ملکی، تدریسی، دین کی سربلندی کیلئے کاوشیں اور قربانیاں سیاست اور امن کے حوالے سے انکی جدوجہد رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔ میرے استاد محترم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بالخصوص خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور قربانی کا عملی نمونہ پندرھویں صدی میں پیش کیا، بہرحال دفاع زبان اور قلم پر لرزہ طاری ہے، نہ ہی دماغ حاضر، نہ ہی زبان یاوری کرتی ہے اور نہ ہی قلم چلتا ہے، حضرت شہیدؒ کے محاسن، ان کے جہد مسلسل کی قربانیاں جوانہوں نے اسلام، اہل اسلام، پاکستان اور اہل پاکستان کیلئے کی ہیں، ان کی داستان بہت طویل ہے، اس ناکارہ، بے علم وعمل کیلئے ان کو بیان کرنا، لکھنا ناممکن ہے، بہرحال اللہ تبارک وتعالیٰ عالم اسلام کو اس بھیانک درد کو برداشت کرنے کی توفیق ارزانی فرمادے اور بغیر دعا کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رب العزت اسلام اور پاکستان کی اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مربی مشفق استاد کے خون

شہادت کے صدقے حفاظت فرمادے (آمین ثم آمین) حضرت رحمہ اللہ زخمی اورخون آلودہ جسم کے ساتھ جنازے کے ذریعہ اپنی حقانیت پر مہر تصدیق کرتے ہوئے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے اس قول کے کہ ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کریں گے ،حضرت شہید کا نماز جنازہ کیا تھا،بس اِک عرفات کے میدان کا سماں تھا۔

مردِ حقانی کے پیشانی کا نور　　　　کب چھپا رہتا ہے، پیش ذی شعور

- **مولانا محمد قاسم قاسمی صاحب** (جامعہ قاسم العلوم بہاولپور)

عزیز القدر جناب مولانا راشد الحق سمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی ،امید ہے کہ آپ تمام بھائی بہن اعزہ اقارب ہرطرح خیریت سے ہوں گے۔ جنوری کے تازہ شمارہ ''الحق'' میں آپ نے اپنے والد صاحب مرحوم پر جو اداریہ تحریر فرمایا ہے اسے بار بار پڑھا، ہر دفعہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا،آپ نے چند صفحات میں جس طرح خون جگر سے اپنے والد صاحبؒ کے حالات وواقعات تحریر فرمائے ہیں اس پر احقر آپ کی تحریر سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہے، آپ کی تحریر سے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت والد صاحبؒ کی روح آپ میں حلول کرگئی ہے،اللہ تعالیٰ نے بحمدہ تعالیٰ آپ کوتحریر کا بہت اچھا ملکہ عطاء فرمایا ہے آپ کی تحریر میں آمد ہے آورد نہیں،ایسے معلوم ہورہا ہے کہ الفاظ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے قطار اندر قطار کھڑے ہیں جو اپنی باری کا انتظار کررہے ہیں، بہرحال! آپ کے انداز تحریر کی جتنی بھی تحسین کروں کم ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ تمام بھائیوں کو اپنے والد صاحب کا صحیح جانشین بنائے اور ان کی تمام خوبیوں کو آپ سب میں بدرجہ اتم پیدا فرمائے۔ حضرت مولانا حامد الحق صاحب وتمام بھائیوں و متعلقین کو بہت بہت سلام ۔عزیزان مولانا محمود قاسم قاسمی ومولانا مسعود قاسم قاسمی بھی ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں۔

- **مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی صاحب**

ملت کے عظیم سپہ سالار، شہید ناموس رسالتؐ، قائد جمعیت علماء اسلام (س) شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال ایک عظیم سانحہ ہے اس سانحہ پر برصغیر پاک وہند کے مسلمان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام تڑپ اٹھا ہے ،خصوصاً مسلم دنیا کے علماء مدارس ،عربیہ دینیہ ،اساتذہ اور اہل قلم واصحاب دانش کشمیر وافغانستان کے مجاہدین کی حلقوں

میں صف ماتم بچھ گئی ہے ،حضرت شہید رحمہ اللہ کا شمار صرف پاکستان ہی کے نہیں بلکہ اسلام کے صف اول کے علماء میں ہوتا ہے ، وطن عزیز میں ان کی شہرت اور ہر دلعزیزی علماء وفضلاء کی مجلسوں سے نکل کر عامۃ الناس تک پہنچ چکی ہے ،خصوصاً ختم نبوت کی تحریک جب۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف زوروں پر چلی تھی،اس تحریک میں حضرت شہید رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق حقانی کے ساتھ جو اہم کردار ادا کیا ہے اس نے پاکستانی عوام کے دلوں میں ایک گہرا نقش مرتسم کیا تھا،حضرت رحمہ اللہ نے اپنی پوری زندگی اتنا علمی ،تبلیغی اور جہادی کام کیا ہے کہ وہ انکے لئے بہت وافر زادِ آخرت ہے ، تاہم مولانا کو سب سے بڑی سعادت جو نصیب ہوئی اپنی تمام زندگی میں وہ میرے خیال میں ان کی قیادت میں بے مثال تحریک جہاد افغانستان کا برپا ہونا اور اسکے نتیجہ میں روس جیسے سپر پاور کا ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا یقیناً اس پر مناسب خراج تحسین ادا کرنا ناممکن ہے؟

بلامبالغہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ جامع الکمالات والمحاسن ، عجیب وغریب حسنات کے مالک ، مایہ ناز مصنف اور عظیم مجاہد تھے،حضرت شہید رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کو بہت سے رجال کار دیئے ، خود ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حامد الحق صاحب جو ان کے جانشین مقرر ہوئے الحمدللہ وہ بہت ہی قابل عظیم سپہ سالار اور امت مسلمہ کی ہر موڑ پر قیادت کریں گے ، اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مرحوم کے درجات بلند ہوں اور پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کے جملہ صاحبزادگان کو رب کائنات تاحیات حضرت شہید رحمہ اللہ اور اپنے دادا محدث العصر نور اللہ مرقدہ کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائیں ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتاہے چمن میں دیدہ ور پیدا

- **جناب شیرزادہ صاحب** (پرنسپل گورنمنٹ ہائرسیکنڈری سکول،مدین سوات)

حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

نومبر تا جنوری۲۰۱۹ء کے مشترکہ شمارے کے اداریے کے صفحات فیس بک پر نظر نواز ہوئے ، پڑھ کر نمدیدہ اور محظوظ ہوا،غم و یاس کی تحریری تصویر دیکھ کر آبدیدہ ہوگیا۔حزن و ملال کے جذبات میں ڈوبے ہوئے قلم سے لکھے ہوئے اداریے کے صفحات دیدنی تھے،فراق وجدائی نے تحریر میں سوز وگداز کی جو کیفیت پیدا کی ہے اس سے تحریر میں بے پناہ کشش نے جنم لیا ہے،میرے خیال

میں احساسات ومشاعر کا تحریر سے بہت گہرا تعلق ہے، دل ودماغ افسردہ ہوں، احساسات مجروح ہوں تو کوئی شاعر بنتا ہے اور کوئی نثر نگار، ماشاء اللہ آپ کے سابق اداریے بھی ادبی وتحریری سلیقے سے خالی نہیں مگر یہ حالیہ حادثہ (جس کے تصور سے ہی انسان مرجھا جاتا ہے اور جو آپ کے لئے بہت ہی صبر آزما ہے) نے آپ کے قلم کو توانائی دی ہے، یہ مقام مسرت ہے کہ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں بہترین وارث دیئے ہیں۔ آپ کی تحریر پڑھ کر اطمینان ہوا کہ مولانا کا قلم آپ کو منتقل ہو چکا ہے، میں خود ایسے ہی حادثات کا شکار ہو چکا ہوں، مجھے اندازہ ہے کہ یہ کتنا مشکل مرحلہ ہے مگر تسلی اس بات کی ہے کہ دکھ اور درد کا لاوا تحریر وادبیت کے انداز میں سیل رواں بن کر بہت سے لوگوں کے لئے علمی تشنگی بجھانے کا باعث بنے گا، ان شاء اللہ۔

- **جناب نذر حیات صاحب** (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر خوشاب)

آپ کے استادِ گرامی حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی المناک شہادت سے امت مسلمہ ایک عظیم رہبر ورہنماء، شجر سایہ دار ملک وملت کے خیر خواہ اور ایک بڑے دینی پیشوا سے محروم ہوگئی، وہ اتحادِ ملت کے داعی اور عالمی امن اور سلامتی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے، ان کی دینی خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا، وہ علمائے دیوبند کی متوازن اور معتدل فکر کے سچے اور پختہ ترجمان تھے، وہ حقیقی طور پر حق کے سمیع وبصیر تھے، اسلامی نظامِ حیات تھے، اسلامی نظام حیات کے قیام اور شریعت کے نفاذ کیلئے پر امن جدوجہد بھی کی اور تہذیبِ جدید کے پامال نظریوں کو رد کرتے ہوئے عدل و توازن کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا، وہ مافوق البشر اور معصوم عن الخطاء نہ تھے لیکن خلوصِ نیت سے اسلام کے اعلیٰ اور محکم نظریے سے وفاداری کا جیتا جاگتا پیکر اور نمونہ تھے، وہ پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے محافظ تھے ان کی ذات میدان عمل میں برسر پیکار مجاہدانہ للکار کی حامل تھی، سادہ مزاج اور خوش گفتار تھے اور طبیعت کی شگفتگی سے دوسروں کے چہروں پر خوشی بھی بکھیرتے تھے، باکمال اور وقت کے خیال کرنے والے تھے، درس وتدریس میں ناغہ بھی کبھی گوارہ نہ کیا، بہت ساری علمی تصنیفات اور نادر تحقیقات سے صاحبان علم وذوق کو نوازا اور علمی پیاسوں کی پیاس بجھائی، آپ کے مربی سرپرست اور محبوب استاد گرامی تھے، ان کی شہادت آپ کیلئے ذاتی نقصان بھی ہے، تعزیت کیلئے لفظ کفایت نہیں کرتے، جامعہ حقانیہ کی طرح جامعہ ابوہریرہ کے طلباء اور اساتذہ کے اس یکساں دُکھ میں اپنے آپ کو برابر شریک سمجھتا ہوں، میری طرف سے دکھ کی اس گھڑی میں لفظوں کا نذرانہ

قبول فرمایئے، اللہ کریم لواحقین آپ اور آپ جیسے شاگردوں کو صبر جمیل عطاء فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اوران کے وارثوں کوان کے جاری علمی اورعملی منصوبوں کی تکمیل کی توفیق سے نوازے۔

- **جناب جمیل اطہر قاضی صاحب** (مدیر روزنامہ ''جرأت'')

جناب مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کے سانحہ پر دلی تعزیت قبول فرمائیں، ان سے سالہا سال قریبی تعلق رہااوراس تعلق کے باعث اس صدمہ کی شدت بھی زیادہ ہے، ہم نے روزنامہ جرأت میں مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پر جومضامین شائع کئے ہیں ان شماروں کی کاپیاں اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔

- **مولانا محمد اکبر شاہ بخاری صاحب** (معروف سکالر ومصنف)

میرے پاس الفاظ نہیں جس اندوہناک سفاکانہ بیدردی سے میرے محبوب ومحسن شخصیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو ظالموں نے شہید کیا وہ تو اعلیٰ مقام پاگئے، مگر ظالم وسفاک قاتلین ہمیشہ کیلئے برباد وجہنم رسید ہوگئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

احقر کو حضرت رحمہ اللہ کی جدائی کا جوغم اوردکھ ہے، وہ بیان تحریر سے بالا ہے، پوری ملت اسلامیہ اس غم میں ڈوبی ہوئی ہے، عالم اسلام کے سب دینی وعلمی ادارے آج اداس ہیں، عالم محدث عظیم علمی روحانی اورسیاسی شخصیت سے امت مسلمہ محروم ہوگئی اور پاکستان ایک عظیم محبّ وطن رہنماء سے محروم ہوگیا۔احقر ناکارہ اپنی اور جماعت کی طرف سے دلی تعزیت پیش کرتاہے اورآپ کے غم میں برابر شریک ہے، حضرت کی یاد میں تعزیتی اجلاس بھی کیاہے اورایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی بھی کرائی گئی ہے۔''مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان'' کے اکابر ومشائخ سب اس غم میں نڈھال ہیں، حق تعالیٰ شانہ حضرت شہید رحمہ اللہ کو اعلیٰ مقام عطاء فرمائیں اورآپ سب حضرات اور خاندان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں (آمین)

- **محترمہ آمنہ مسعود جنجوعہ صاحب** (چیئرپرسن ڈیفنس آف ہیومن رائٹس وسماجی رہنما)

مولانا سمیع الحق صاحبؒ دورحاضر کی عظیم ترین شخصیت اور مسلمانانِ عالم کے عظیم مجاہد رہنماء تھے، ان کی شہادت سے جوخلا پیدا ہواہے اوراسلام کے قلعہ پاکستان کو جونقصان پہنچاہے،اس کا مداوا ممکن نہیں،اللہ پاک مولانا صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام سے نوازے اوران کے درجات کو ہر لمحہ بلند فرمائیں، مولانا صاحب کے اہل خانہ کو اس عظیم غم کو برداشت کرنے اوراس

سانحے پر صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے (آمین ثم آمین)

میرے ساتھ حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ گمشدہ افراد کی بازیابی کے سلسلے میں ہمیشہ تعاون وشفقت فرماتے رہے، ان کی کمی ہمیشہ محسوس ہوگی، اس بات کا یقین ہے کہ مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور تمام اہل خانہ واحباب اور مولانا صاحب کے شاگرد مولانا صاحب کی تعلیمات اور مشن کے لئے انہیں کی طرح ثابت قدمی بہادری اور حوصلہ مندی کے ساتھ کارفرما رہیں گے۔

- **مولانا عمر صدیق حقانی صاحب** (تیمرگرہ دیر پائین)

ایک عالم دین کی موت پورے عالم کی موت ہے قائد جمعیت ،شہید ملت اسلامیہ، استاذ المحد ثین ،استادی ومرشدی شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت ہمارے لئے غم وکرب ہے لیکن حضرت کیلئے سعادت اور حیات جاودانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبولیت عطاء فرمائے ان کی شہادت امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے، ان کی مقبولیت کا اندازہ ان کے جنازے کے بینظیر اجتماع سے کیا جاسکتا ہے۔ مولانا مرحوم کو جہاد اور شہادت سے دلی محبت تھی جس کی وجہ سے جہاد افغانستان میں بڑا کردار تھا، آپؒ اس حدیث کے مصداق تھے من جهز غازياً فقد غزیٰ اور جس طرف سے جہاد کے آثار نمایاں ہوتے تھے تو اس کی تقویت کرنے کی کوشش کرتے اور ان مجاہدین کے بڑوں سے ملاقات کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی اور مدد فرماتے اور حق گوئی و بیبا کی ان کا خاص وصف تھا اُسے ڈنکے کی چوٹ بیان کرنا ان کا شعار تھا اور پاکستان کا امن اور سالمیت انہیں اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھا اور پاکستان میں پارلیمنٹ کے ذریعے اسلامی نظام نافذ کرنے کے خواہاں تھے اور علم، جہاد ،تبلیغ ، سیاست وتصوف کو ساتھ لے کر چلتے رہے۔ حضرت الاستاد کیلئے دنیا کے اطراف واکناف میں ہزاروں شاگردوں کا سلسلہ جس میں قائدین ، مجاہدین، محدثین ، مفسرین ، مدرسین اور سینکڑوں تصانیف آپ کیلئے صدقہ جاریہ اور باقیات الصالحات ہیں اس غم وکرب میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہوں۔ قضاء وقدر کے فیصلے کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے، موت کا جو وقت مقدر ہوتا ہے، وہ کسی صورت میں بھی ٹل نہیں سکتا۔ اس لئے صبر کے سوا چارہ نہیں۔

- **مولانا غنی الرحمٰن حقانی صاحب** (کرک)

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت پر صرف آپ حضرات یتیم نہیں ہوگئے بلکہ ہم بھی ایک عظیم مربی اور شیخ سے محروم ہوگئے ہیں، عالم اسلام کے اس عظیم ہستی کے جانے سے جہاں ہم غمگین

و پریشان ہیں وہاں عالمِ اسلام اوردنیا بھر میں بے چینی واضطراب کی کیفیت ہے، بہر حال! رب ذوالجلال کی طرف سے جو فیصلہ ہوا ہم اسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر حضرت شیخ رحمہ اللہ کی خوش نصیبی اوراپنے لئے سعادت اورخوش بختی تصور کریں گے۔

ہمارا دارالعلوم حقانیہ سے جوروحانی رشتہ ہے اس پر ہم فخر محسوس کرتے ہیں اوردارالعلوم حقانیہ کے جملہ اساتذہ کرام کوقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں زندگی کے ہر شعبے میں ان کے بتائے ہوئے نقش قدم پر چل کر دنیا وآخرت کی سعادت سمجھتے ہیں۔موجودہ حالات میں ہمیں جو بھی حکم آپ حضرات کی طرف سےمل جائے ان شاء اللہ اس پرمن وعن عمل کریں گےاورآپ حضرات کی ہرحکم کی تعمیل کریں گے ۔اس سے پہلے ہمارے علاقے کے ایک بزرگ اورنامور شخصیت (جس کو اپنے علاقے میں دارالعلوم حقانیہ کا حقیقی نمائندہ تصور کرتے تھے) شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ابن امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کےحکم پر ہم نے تقریباً تمام مدارس (بنین وبنات) میں ظہر کی نماز کے بعد اجتماعی طور پرختم قرآن اوردعاؤں کا اہتمام کیا ،جس کے بعد ضلعی ہیڈکوارٹراورتحصیل ہیڈکوارٹر کی سطح پر اپناپُر امن احتجاج ریکارڈ کروایا، مقامی میڈیا کےتوسط سے ہم نے بھر پوراحتجاج ریکارڈ کروایا، جہاں تک ہم سے ہوسکا ہم نے اپنے بڑوں کی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بھر پورا کردارادا کیا۔

- **مولانا محمد الحقانی اچوخیل صاحب** (لیکچرر جی ایم ایس سی لکی مروت)

شیخ صاحب شہید رحمہ اللہ اپنے محبوب حقیقی کے پاس چلے گئے ، ان کی موت نے ایک دوست کودوسرے دوست سے ملادیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ہم نے اکابر سے یہ سنا ہے کہ من أحب لقاء اللّٰه احب اللّٰه لقائه انسان دنیا میں جتنی زندگی گزارے بالآخر ایک نہ ایک دن راہی بقا تو ہونا ہے ،اللہ تعالیٰ کافرمان ہے ،وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد اورقاعدہ بھی ہے کہ کل نفس ذائقة الموت آپ جملہ صاحبزادگان دارالعلوم کے اساتذہ اورطلبائے کرام کو اس موقع پر صحابہ کرامؓ کی قلبی کیفیت کو یاد کرکے اپنا غم برداشت کرنا ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فراق اورجدائی بھی برداشت کی تھی۔

اصـــــبر لكل مصيبة وتجلد　　　　وأعلـــم بان المرء غير مخلد

فاذا اتتـك مصيبة يشجى بها　　　　فاذكر مصابك بالنبى محمد

مجھے یقین ہے کہ المرحوم الشہید اپنے رب کے پاس پہنچ کر خوش ہوں گے اور زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے، یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ بِمَا غَفَرَلِیۡ رَبِّیۡ وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ(یٰسٓ)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صبر کے ساتھ اس حادثۂ عظیمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور زندگی کے بقیہ لمحات شریعت وسنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

- **جناب محمد یار صاحب**

مولانا صاحب کی شہادت پر جو خلاء پیدا ہوا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ یہ خلاء اپنی مدد سے پوری فرمائے، مولانا صاحبؒ کی جو خدمات دین اسلام اور ملک پاکستان کیلئے تھیں تو ایسے بہت کم علماء ہیں جنہوں نے دین کی اتنی زیادہ خدمت کی ہو، مولانا صاحبؒ نے دین کے ساتھ ساتھ پاکستان کی بھی خدمت کی اور بہت دل سے خدمت کی اور جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو اپنے انجام تک پہنچائے گا اور حکومت خیبر پختونخواہ اور میں خود اور ہماری حکومت ان کیساتھ اس غم میں برابر شریک ہیں، ان شاء اللہ بہت جلد یہ لوگ آشکارہ ہوں گے اور اپنے انجام تک پہنچیں گے، اللہ ہمارے ملک اسلام پاکستان اور صوبے کی حفاظت کرے اور جو عناصر اس ملک میں انتشار پھیلاتے ہیں اللہ ان کو اپنے انجام تک پہنچائے اور اللہ اس قوم کی حفاظت کرے، اللہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور ہمارے بڑوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور آخری وقت میں ہمیں یہ کلمہ نصیب فرمائے لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

- **ماسٹر عبدالرحیم اظہر صاحب** (ڈیرہ غازی خان)

مولانا مرحوم بہترین کردار کے مالک تھے اور عظیم ومثالی متحرک قائد تھے، انسانیت کا درد رکھنے والے تھے، یقیناً ان کی فراقت وجدائی آپ جمیع برادران عزیز واقارب کیلئے عظیم صدمہ اور ناقابل برداشت غم والم کا باعث ہے لیکن اللہ احکم الحاکمین نے نظام کائنات کو جیسے بھی ترتیب دیا ہے کہ ہر آدمی اس کے سامنے بالکل بے بس ہوتا ہے۔ اللہ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، جمیع خطاؤں سے درگزر فرمائے، تمام نیکیوں کو قبول فرمائیں، انہیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور انکی قبر کو جنت کے باغوں میں تبدیل فرمائے اور آپکے تمام احباب کو صبر جمیل عطاء فرمائے، آمین۔

- **جناب محمد خالد صاحب** (حیدرآباد)

ممتاز عالم دین سیاست دان سابق سینیٹر پاکستان سربراہ ''دفاع پاکستان کونسل'' کی شہادت و جدائی سے گویا پاکستانی قوم بہت بڑے محسن سے محروم ہوگئی ،اس پر بہت دلی دکھ ہوا ہے، جمعیت علماء اسلام (س) یتیم ہوگئی ، میں اور میرے اہل خانہ آپ کے غم میں شریک ہیں۔

- **جناب محمد عبدالمجید صاحب** (ایبٹ آباد)

حضرت رحمہ اللہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، اکابرین دیوبند کی روایات کے حقیقی امین تھے، ان کے سینے میں ایک درد مند دل دھڑکتا تھا، ان کی دنیا سے رخصتی سے پاکستان میں اسلامی انقلاب کی کوششوں اور دینی جدوجہد کا ایک باب ختم ہوگیا ہے۔

- **جناب ملک منظور الحق بوڑانہ** (ڈائری نویس نمائندہ نمبردار، سماجی کارکن)

میرے لئے یہ خبر کسی قیامت سے کم نہ تھی کہ کسی نامعلوم شرپسندوں نے محترم جناب مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو انتہائی سفاکانہ اور بیدردی سے شہید کردیا، دکھ اور غم کی گھڑی میں آپ کے ساتھ برابر کا شریک ہوں ، مرحوم مولانا صاحب کے درجات کی بلندی ومغفرت کیلئے اللہ تعالیٰ وتبارک کے حضور سر بسجود ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت نصیب فرمائے (آمین)

- **مولانا مفتی محمد شریف عابر صاحب**

برادر محترم مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ اور ان کے ہمراہ مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ جو کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوچکے ہیں، لاہور شیرانوالہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ کی خدمت دورہ تفسیر ماہ رمضان المبارک میں چند دن اکھٹے رہے ہیں پھر جب جناب مفتی محمود صاحبؒ، اقتدار میں آئے لاہور، پشاور، کوہاٹ وغیرہ مختلف مقامات پر کانفرنسوں میں بھی ملاقات ہوتی رہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جملہ اہل خانہ سمیت آپ سب برادران کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنی رضا پر رضا رہنے کی توفیق نصیب فرمائے رکھیں، سب کی خدمت میں تعزیت عرض ہے اور دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جان ومال عزت وآبرو اور دین وایمان کی حفاظت فرمائے ،جب تک اس دنیا میں رہیں مذہب اہل سنت والجماعت پر استقامت عطاء فرمائے اور ان ظالموں کو اللہ تعالیٰ ان کے ظلم کی سزا دنیا اور آخرت میں دے (آمین)

• جناب سید شاہین الدین ایڈوکیٹ

میرے روحانی پیشوا جناب مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے مجھے خط ارسال کیا تھا، اس خط کے ساتھ اس کا فوٹوسٹیٹ آپ کو ارسال کررہا ہوں، میرے دادا حسینؓ سے جنت میں ملاقات ان کی ہوئی ہوگی، کوئی صاحب کشف مجھے ان کے احوال بتائے، حضرت کی شہادت سے کفار و یورپ کے کلیجے ٹھنڈے ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ تمام خاندان کو صبر دے (آمین)

عرفی تو مے اندیش ز غوغائے رقیبان   آواز سگان کم نکند رزق گدارا

• جناب محمد امتیاز حسین سروری

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی ناگہانی شہادت یقیناً ایک دکھ ہے جن میں فقیر آپ کے ساتھ ہے، ہونا تو چاہئے تھا کہ خود حاضر ہوکر فاتحہ پیش کرتے، مگر صحت اور جیب اجازت نہیں دیتی، بندہ کے اس خط کو ہی پُرسہ (تعزیت) تصور کریں۔

• مولانا محمد طاہر بن محمد عالم صاحب (شیخوپورہ)

مجاہد ملت حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کا سانحہ جانکاہ کی خبر سن کر دل پہ جو بیتی وہ سپرد قلم کیسے ہو، زبان پر استرجاع ومسنون دعا آئی۔ انا لله وانا اليه راجعون اللّٰهم أجرنا فی مصيبتنا وعوضناخيرامنها لله ماأخذ وله ماأعطى وكل شئى عنده بمقدار ان العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا مايرضى ربنا وانا بفراقك ياسميع الحق لمحزونون ایسے موجود رنج وقلق حوادث کا وقوع آپ اورآپ کے اہل خاندان کے حسب حال ہونے کی یہ حدیث پاک ہی ہے ۔أشدالناس بلاء الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل يبتلى الناس على قدر دينهم فمن ثخن دينه أشد بلاء ه ومن ضعف دينه ضعف بلاء ه وان الرجل ليصيبه البلاء حتى يمشى فى الارض ماعليه خطيئة (الترمذی ۲۳۹۸) حسب توفیق اسلام کے دستور کے مطابق دعائے مغفرت وایصال ثواب کیا گیا اللہ تعالیٰ جل شانہ حضرت مرحوم ومغفور کو اعلیٰ علیین میں جگہ دیں جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔(آمین)

• مفتی عطاء الرحمٰن مدنی صاحب

بڑے دکھ اور صدمے سے یہ خبر سنی کہ آپ کے والد محترم جناب مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو درندہ صفت دہشت گردوں نے شہید کر دیا، یہ سانحہ عالم اسلام کیلئے بہت بڑا نقصان ہے، مولانا شہید امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ تھے اور اتحاد امت کی علامت تھے، آپ کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلا ایک عرصہ تک پر نہ ہو سکے گا، اہل مدارس اور علمائے حق کا قافلہ ایک عظیم رہبر سے محروم ہو گیا، میرے والد محترم اور جامعہ کے بانی مولانا عبدالرحمٰن رحمانی کے آپکے شہید والد سے گہرے تعلقات اور والہانہ محبت تھی، شہید کئی بار جامعہ میں تشریف لائے۔ جامعہ میں خصوصی دعا وقرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا جس میں جامعہ کے شیخ الحدیث اور اساتذہ وطلباء نے شرکت کی اور مرحوم کی مغفرت اور اعلیٰ درجات کیلئے دعائیں کی جامعہ کی انتظامیہ اساتذہ اور طلباء آپ کے غم میں برابر شریک ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور مرحوم والد محترم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

• مولانا عبدالمنان معاویہ صاحب

حضرت الشیخ شہید رحمہ اللہ کے ساتھ ہمیں جو محبت تھی اس کا اظہار کم از کم لفظوں میں ممکن نہیں ہے اور ہماری محبت اور عقیدت کی وجہ سے ان کی دینی خدمات اور دینی جماعتوں کی صدق دل سے سرپرستی کرنا دینی جماعتوں کے کارکنان کے ساتھ شفقت سے پیش آنا، یہ ایسے معمولات تھے کہ ہر شخص ان کا محبّ اور وہ سب کے محبوب بنے ہوئے تھے، ان کی جدائی کا صدمہ بہرحال! غم دل میں باعث اضافہ کا سبب ضرور ہے حالانکہ میں نے دوستوں کے سامنے بھی اور اپنی فیس بک آئی ڈی پر بھی لکھا یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتابوں میں درج ہے کہ آخری وقت ان کی خواہش تھی کہ ساری زندگی جہاد کرتے گزر گئی اور لڑتے بسر ہوئی، چٹیل میدانوں میں، صحراؤں میں دامن کوہساروں میں لیکن موت بستر پر آرہی ہے تو پاس بیٹھے ایک صحابی نے کہا کہ اے خالد! تم سیف اللہ ہو اور کسی کافر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تلوار کو توڑے، وہ تو سیف اللہ کے لقب سے ملقب تھے لیکن میرے شیخ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ بھی ساری زندگی چومکھی لڑائی لڑتے رہے، کبھی افغانستان کے پہاڑوں میں لڑائی تو کبھی اسلام آباد کے ایوانوں (پارلیمنٹ) میں لڑائی، کبھی فتنوں کے سرکوبی کیلئے لڑائی تو کبھی مسلکی حمیت میں میدان کارزار میں، کبھی ختم نبوتؐ کے دشمنوں

کے سامنے سینہ سپر ہیں تو کبھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار، گویا اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے حضرتؒ نے چوکھی لڑائی لڑی، اب کیسے ممکن تھا کہ انہیں بستر کی موت آتی، دشمن تو وار کر کے خوش ہوکر چلا گیا کہ ہم نے مولانا علیہ الرحمۃ کو بیدردی سے شہید کر دیا لیکن حقیقت میں دشمن ناکام ونامراد ہوا اور میرے شیخ علیہ الرحمۃ کو موت دینے کے ارادہ سے آنے والا، ابدی حیات دے کر چلا گیا۔

- **شیخ حافظ محمد شفیق صاحب** (جامعہ سلفیہ اسلام آباد)

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت تمام امت مسلمہ کیلئے دکھ اور رنج کا باعث ہے موت العالم موت العالم تو ہے ہی مگر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شخصیت تو ایک سایہ دار پھلدار درخت کی مانند تھی، جن سے لوگ علم بھی سیکھتے تھے اور سایہ شفقت بھی حاصل کرتے تھے، انہیں جس بیدردی سے اور سفاکی سے شہید کیا گیا ہے، اس سے امت مسلمہ کو شدید رنج والم پہنچا ہے، دکھ اور غم کی اس گھڑی میں جامعہ سلفیہ اسلام آباد کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد محترم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے، ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے، اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

- **جناب ساجد الرحمٰن صاحب**

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا سانحہ ارتحال سن کر انتہائی رنج ہوا، مولانا کی وفات سے عالم اسلام ایک زیرک مدبر عالم سے محروم ہوگیا ملک اور دین کیلئے ان کی خدمات ہمیشہ یادرکھی جائیں گی، اللہ مغفرت فرمائے اور بلندی درجات سے سرفراز فرمائے، ٹانگ کی فریکچر کے سبب حاضری سے قاصر ہوں۔

- **مولانا اسرار الرحمٰن صاحب**

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر ابلیس کے گماشتوں سے مفاہمت کیسے کر سکتے ہیں؟ عشق ومحبت اور جذب وجنون کے پیمانے الگ ہوتے ہیں عیاری اور مکاری کے ترازو میں ایمان اور وفاداری کو تولا نہیں جاسکتا، شہادت کا مقام اس گئے گزرے دور میں خاص الخاص بندے کو نصیب ہوسکتا ہے، زندگی آنی جانی ہے حیات فانی کا انجام موت ہے اور شہادت حیاتِ جاودانی ہے، یہ نوید

سبحانی ہے اس پر قرآن دلالت کرتا ہے، ہم ثواب کی خاطر جنازہ میں آئے، انہیں کیا ضرورت تھی، ننگے سر ملنگ کے دیوانے فرزند نے کہا تھا۔

ما راوړی تاسو له دَ سرو گلو امیلونه
دَ جنت بلبلان سۀ کړی دَ دنیا دَ باغ گلونه

اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے، ان کو اپنے محبوب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کے صدقے میں نبیوں صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ جگہ دے گا، اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔

- **پروفیسر ڈاکٹر رضا محمد خان صاحب**

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کا سن کر بہت افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب کرے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے، مولانا شہیدؒ کی کمی ہمیشہ محسوس ہوگی اور ان کی دین و پاکستان کیلئے بے پناہ خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، وہ بہت عظیم شخصیت تھے ان کے جانے کا دکھ ہمیشہ رہے گا اور ان کی خدمات کو بھلانا مشکل ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جنت نصیب کرے، پشاور سے باہر جانے کی وجہ سے خود حاضر نہ ہوسکا، معذرت خواہ ہوں۔

- **مولانا محمد الرحمٰن انور صاحب**

گذشتہ شام مجاہد ملت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت کا سن کر انتہائی دکھ ہوا۔انا للّٰہ وانا الیه راجعون موت العالم موت العالم

یقیناً یہ پوری ملت اسلامیہ کا دکھ درد ہے اور ملت کا عظیم نقصان۔صدمات کی ان گھڑیوں میں ہم آپ کے دکھ اور صدمہ میں برابر کے شریک ہیں، اللہ کریم حضرت کی اسلام اور مسلمانوں کی خدمات اور مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے (آمین یا رب العالمین) اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، اللہ حوصلہ اور ہمت دے کر حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے حقانی مشن کو آپ آگے بڑھا سکیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے جملہ فرزندان اور محترم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ کو بھی تعزیتی پیغام عرض کیجئے! اللہ تعالیٰ جملہ تلامذہ علمائے کرام محبین ومتعلقین کو بھی اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔

- **جناب محمد اسلم صاحب** (روزنامہ پارن فیصل آباد)

حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پر خالی افسوس کرنا اچھا نہیں لگتا ،حقیقت میں ان کے اچانک ہم سے جدا ہونے پر دل بہت اداس ہے ، ۱۶ ر جولائی کو میں اورسابق سینٹر طارق چوہدری آپ سے اورآپ کے ابوجان سے ملنے آئے تھے، وہ خوشگوار یادیں، باتیں ابھی تک ذہن میں ہیں۔

حضرت کی وفات پر ہم نے اپنے روزنامہ میں ان کی یادمیں چند باتیں اور کچھ فوٹوز شائع کئے، چند شمارے ارسال خدمت ہیں، آپ کو میرا بہت بہت سلام قبول ہو۔ بھائی عرفان الحق صاحب کو بھی سلام عرض ہے، اللہ پاک مولانا صاحب کے درجات بلند فرمائے۔

- **جناب عبدالواحد چغتائی صاحب** (اوکاڑہ)

جناب حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت پر ازحد دلی صدمہ ہوا ہے اللہ عزوجل مرحوم کی مغفرت فرما کر درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ عطاء کرے، آپ سب لواحقین کو صبر جمیل نصیب کرے اوردارالعلوم کو قائم ودائم رکھے، (آمین)

- **قاری سید محمد نعیم شاہ صاحب**

۲رنومبر ۲۰۱۸ بروز جمعہ مبارک حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی المناک شہادت کی خبر سن کر دل غمزدہ اورآنکھیں اشکبار ہوگئیں، زبان سے بے اختیار انا للّٰہ وانا الیه راجعون نکلا،حضرت رحمہ اللہ نے ہمارے والد ماجد قاری سید عبدالحلیم شاہ کاکا خیل رحمہ اللہ سے تاجک اٹک قرآن پاک پڑھا تھا، اس لئے ان کے خاص شاگردوں میں سے تھے ،حضرت کی شہادت سے اہل اسلام خصوصاً اہل پاکستان ایک عظیم مفکر متبحر عالم دین، صاحب بصیرت سیاستدان، بیباک مجاہد،سنجیدہ صحافی، بہترین مدرس، اوراتحاد امت کے داعی سے محروم ہوگئے آپکی شہادت سے ناقابل تلافی نقصان اورنہ ختم ہونے والا خلاء پیدا ہوا ہے۔ بہرحال! دنیا سے سب نے جانا ہے کل نفس ذائقة الموت لیکن جمعہ کے دن اورشہادت کی موت یقیناً یہ دولت اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ ع شہادت ہے مطلوب مقصود مؤمن

دعا ہے کہ حق تعالیٰ آپ رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے ، پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے ۔(آمین)

• مولانا محمد یار اختر صاحب

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت سے بڑا دلی افسوس ہوا حضرت عثمان غنیؓ کی طرح بیدردی سے ظالموں نے شہید کر کے بتا دیا کہ کفر وظالم قوتیں اب بھی اسی طرح کام کر رہی ہیں جس طرح ۱۴۰۰ سال پہلے لیکن...... یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

قافلہ حق کبھی رُکا نہیں ہے، پہلے سے کئی گنا طاقت سے چلا ہے، ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے، اللہ تعالیٰ شہید رحمہ اللہ کے مشن کو تا قیامت جاری و ساری رکھے جو ظالم اس میں شریک ہیں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی بددعا سب کو لگے کوئی بھی دنیا میں نہ رہے سب ہلاک ہوجائیں تاکہ دنیا ان کا حشر دیکھے۔

• جناب عطاء اللہ شاد صاحب

اللہ تعالیٰ آپ کو صبر واستقامت سے نوازے آمین، ہم آپ کے عظیم المرتبت روحانی بزرگ عالم دین جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی اچانک شہادت پر گہرے افسوس دکھ اور رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں، مرحوم ایک مدبر، سیاستدان، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ممتاز عالم دین، اتحاد بین المسلمین کے داعی اور علمبردار تھے، وہ ایک درویش صفت بزرگ عالم باعمل یادگار اسلاف تھے، آپ کے داداجان حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے ہمارے والد محترم بزرگوار صوفی محمد عالم سلفی کے گہرے تعلقات تھے، ہم اس اندوہناک اور افسوسناک سانحہ پر آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اللہ مرحوم بزرگوار والد محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور آپ کو جمیع افراد گھرانہ تمام رفقاء طالموں سمیت اظہار تعزیت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو صبر واستقامت سے نوازے۔ آمین

• مولانا فتح محمد صاحب

آپ کو خدائے تعالیٰ تسلی دے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک شیر تھے، جن کی موت بھی شیروں کی طرح ہوئی، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے احباب واولاد خاص کر مولانا انوار الحق صاحب کو کہ ان کا دایاں بازو کٹ گیا، رضاء بالقضاء شرعی فیصلہ ہے، مالک حقیقی کے فیصلے کو کون رکوا سکتا ہے۔

ادارہ

کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر ان کے معتقدین، متوسلین، محبین اور تلامذہ کے تاثرات

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے تلامذہ، محبین، ملک وبیرونِ ملک سے ان کے مخلصین علماء، اولیا، مشائخ اور مدرسین، عمائدین ومعززین، صحافیوں اور اسکالرز نے مفصل اور مختصر مضامین بھیجے، فائلیں بھر گئیں ہیں، ادارہ نے مجبوراً مضامین میں تکرار حذف کیا، غیر متعلقہ پیراگراف نکال دیئے، بعض مضامین دوسروں سے مشابہ تھے، اختصار پر اکتفا کیا، بعض مضامین میں نئی بات سامنے آئی تو اسے ''کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا'' کے تحت درج کردیا، یہ عنوان خوانِ زعفران ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذات اور کردار سے متعلق کوئی یادداشت، مشاہدہ، نقلِ حکایات اور متعلقہ دلچسپ کوئی بھی واقعہ سامنے آیا اصل مضمون سے اقتباس کرکے اسی عنوان کے تحت شریک اشاعت کرلیا ہے .... (ادارہ)

- **مولانا مفتی محمد زبیر** (مذہبی سکالر، روح رواں جامعہ صفہ کراچی)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ پاکستان کے محسن تھے اور دفاع پاکستان کے ہمیشہ علمبردار رہے، مولانا سمیع الحقؒ اتحاد بین المسلمین کے بھی علمبردار رہے، ہر کڑے وقت میں انہوں نے پاکستان کا ساتھ دیا، آج مقننہ کا، عدلیہ کا، ریاست کا، افواج پاکستان کا فرض بنتا ہے کہ وہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قتل کی گہری سازش کو فوری طور پر بے نقاب کروائیں، ازالہ بھی کروائیں کہ اس گھناؤنی سازش کے پیچھے کس ملک دشمن، اسلام دشمن، ملت دشمن عناصر ہیں؟ قاتلوں کو کیفرکردار تک پہنچایا جائے، اسلامیان پاکستان، عرب وعجم کے مسلمان، دارالعلوم حقانیہ، دینی مدارس اور مذہبی تنظیمیں علماء بہت دکھی دل کے ساتھ اس وقت نازک حالات سے گزر رہے ہیں۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا عرب وعجم کے اندر ایک بہت بلند مقام تھا، ریاست پاکستان آگے بڑھے اور قاتلوں کا فوری پتہ کروائے تاکہ پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں کو کچھ ٹھنڈک پہنچ سکے۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ مشن کا نام تھا، نظریہ کا نام

تھا اور شریعت بل کا نام تھا، دفاع پاکستان کا نام تھا، موقف کا نام تھا، آج اس شخص کو شہید کر کے پاکستان کو ایسا نا قابل تلافی نقصان پہنچایا گیا جس کا ازالہ نہیں ہوسکتا۔

● **مولانا امیر جان حقانی** (معروف کالم نگار، تجزیہ نگار ودانشور)

اس میں دو رائے نہیں کہ مولانا سمیع الحق حقانی صاحبؒ اکیسویں صدی کے بڑے انسان تھے، میرے دعوی کی دلیل کیلئے آپ ان کی صرف دو کتابیں ملاحظہ فرمائیں، ایک کا نام ہے ''خطبات مشاہیر'' اور دوسری کا نام ''مکاتیب مشاہیر''، یہ دونوں کتابیں تقریباً دس دس جلدوں پر مشتمل ہیں، پہلی کتاب میں عالم اسلام و عالم عرب کے سینکڑوں بڑے علماء وفضلاء اور محققین و مدققین، اسکالرز و فاضلین، علمی، ادبی، سیاسی و مذہبی اور صحافتی شخصیات کے خطبات جمع کیے گئے، یہ وہ خطبات ہیں جو دارالعلوم حقانیہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحقؒ کی صدارت میں ہوئے۔ دوسری کتاب میں دنیا بھر کے ہزاروں بڑی شخصیات نے مولانا سمیع الحقؒ کو مفصل خطوط لکھے، صرف ان خطبات اور خطوط کو پڑھ کر آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا سمیع الحقؒ کتنے بڑے انسان تھے، یہ دو چار دن کی کہانی نہیں پون صدی پر مشتمل روئیداد ہے، نفرت اور تعصب کی عینک اتار کر مولانا کا مطالعہ کیا جائے تو شاید پاکستان میں اتنی جامع شخصیت کوئی نہیں۔ میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں مگر سب سے بہترین ملاقات ۲۴ دسمبر ۲۰۱۵ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے دفتر اہتمام میں ہوئی، تین گھنٹوں پر مشتمل اس بیٹھک میں مولانا کی شخصیت کے کئی پوشیدہ راز مجھ پر وا ہوئے، سب سے بڑی بات یہ کہ اتنا بڑا انسان حفظ اور درس نظامی کے مبتدی طلبہ کو بھی لمبے لمبے آٹوگراف لکھتا جو یقیناً حیران کن ہے اور مجھ جیسے نو واردین کو ساتھ بٹھا کر ادبی محفل آراستہ کرتے اور کھانا کھائے بغیر چلے جانے کی اجازت ہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

● **مولانا قاری بشیر احمد مدنی** (سرپرست خانقاہ پیرسباق نوشہرہ)

فخر المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا سانحہ ارتحال امت مسلمہ کیلئے ایک عظیم نقصان ہے، حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک مجتہد شخصیت تھے، تدریس، تصنیف، تزکیہ وسلوک، جہاد اور اسلامی سیاست میں اپنی مثال آپ تھے، تحریر وتقریر کا بہترین ملکہ پایا تھا، حضرت مولانا عبدالحقؒ کی بہترین رہنمائی نے حضرت شہید کی خداداد صلاحیتوں کو جلا بخشی، گلشن علوم نبوتؐ، مادر علمی ام المدارس جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی آبیاری کی۔ حضرت مولانا کے دعائے نیم شب کے ساتھ حضرت

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پاکیزہ خون شہادت سے ان شاء اللہ یہ گلشن اور بھی شاداب رہے گا۔ عاش سعیداً ومات شہیداً

بنا کردن خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدارحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

- **جناب عنایت اللہ گوہاٹی** (معروف کالم نگار)

کچھ لوگ سوال اٹھاتے ہیں کہ سی آئی اے، را، موساد اور این ڈی ایس کو ''مطلوب'' مولانا سمیع الحق کے پاس سیکورٹی کیوں نہیں ہوتی تھی؟ یا اس کے جاننے کے باوجود کہ وہ غیر ملکی قاتل ایجنسیوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں، وہ اپنے پاس سکیورٹی کیوں نہیں رکھتے تھے؟ تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ساری عمر قرآن و حدیث کا درس دینے والے مولانا سمیع الحقؒ کا پختہ ایمان تھا کہ موت کا ایک دن معین ہے اور جب یہ آتی ہے تو اس میں ایک سیکنڈ آگے پیچھے ہونے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ مولانا سمیع الحقؒ کے اعصاب اتنے مضبوط اور قوی تھے کہ ڈر اور خوف کے الفاظ اس کے ذہن میں کبھی آتے ہی نہ تھے۔ باطل پرستوں سے وہی لوگ ٹکرا سکتے ہیں جن کے ذہن پر خوف کے سائے سوار نہیں ہوتے۔ واشنگٹن، لندن، تل ابیب اور تختِ کابل کے در و دیوار اور وائٹ ہاؤس کے مکین مولانا سمیع الحقؒ کا نام سن کر اس لئے تو لرزاں تھے کہ انہیں معلوم تھا کہ مولانا سمیع الحقؒ اور ان کے ساتھی اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

- **مولانا قاری سید سلطان شاہ** (سابق مدرس شعبہ تجوید وقراءت دارالعلوم حقانیہ)

راقم کو دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کے دوران حضرت شیخ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور بلا مبالغہ آپ کو نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز، کا مصداق پایا۔ حضرت شیخ کے زیرِ سایہ گزرے لمحات میں سے صرف دو واقعات مشت نمونہ از خروارے کے طور پر اختصار کے ساتھ قلمبند کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ عصر کے وقت حضرت الشیخؒ احاطہ امام بخاری میں واقع میرے کمرے میں بھائی عالمگیر کے ہمراہ تشریف لائے، دعا سلام کے بعد میں چائے منگوانے کیلئے اٹھا تو منع کر کے فرمایا مجھے صرف پانی پلایئے! میں صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ انتظامیہ والوں نے آپکو کونسا کمرہ دیا ہے پھر بہت ہی مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ کمرہ بہت اچھا اور ہوادار ہے تاہم اگر کوئی مسئلہ ہو تو عالمگیر کو بتا دیا کرو۔

ایک مرتبہ سال کے آخر میں مقدِمة الجزریه کے اختتام کے موقع پر میں نے عرض کیا کہ

آج مقدمة الجزرية کا آخری سبق ہوگا لہٰذا آپ ازراہِ شفقت ہماری حوصلہ افزائی کیلئے تشریف لائیں اور اپنے ارشادات سے ہمیں نوازیں تو فرمایا، ضرور آؤں گا بس مجھے یاددہانی کرادیں اور ہاں طلباء سے تلاوتیں بھی سنوں گا، چنانچہ حسبِ وعدہ عشاء کی نماز کے بعد پرانے دارالحدیث میں مولانا رشید احمد سواتی صاحب کے ہمراہ تشریف لائے میں نے مقدمہ کا آخری سبق پڑھایا اسکے بعد طلباء کی تلاوتیں سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ بعدازاں علم تجوید وقرات کی اہمیت پر جامع ومدلل انداز میں بیان کر کے طلباء کو نصیحت کی کہ قرآن کے الفاظ کو تجوید کے مطابق پڑھنا سیکھیں کیونکہ آپ نے فراغت کے بعد قوم کی امامت کا منصب سنبھالنا ہے اگر آپ کی قراءت میں غلطیاں ہوں تو قیامت کے دن عوام الناس کی نمازوں کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا اللہ حضرت شیخ شہیدؒ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور دارالعلوم حقانیہ کو تا قیامت پائندہ تابندہ اور سرسبز وشاداب رکھے۔ آمین

● جناب سید جاوید انور (کینیڈا)

مولانا سمیع الحقؒ کا قتل ناموس رسالتؐ پر نہ پہلا قتل ہے اور نہ آخری۔ امکان یہی ہے کہ یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے گا۔ اسلام کے بغیر فلاحی ریاست کا جو تصور ہے اس میں علماء کا کوئی کردار نہیں ہے کیونکہ مغرب کی فلاحی ریاست میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کام نہیں ہے، اس ریاست میں انسانی خواہشات کی پرستش ہوتی ہے۔ وہاں بولنے کی نہیں بلکہ بکنے کی آزادی ہوتی ہے۔ تمام مغرب نواز سیکولر پارٹیاں یہ سب مل کر اب علمائے اسلام اور شعائر اسلام کو نشانہ بنائیں گے، کچلیں گے، علمائے اسلام کی کردارکشی کریں گے، ماضی قریب کی دنیا کی سیاسی تاریخ کی روشنی میں مَیں یہ بات یقین سے کہ سکتا ہوں کہ آپ جمہوری ہوں، غیر جمہوری ہوں، سیاسی ہوں یا غیر سیاسی ہوں، ریاست میں اسلام کے عمل دخل کی بات کریں گے، مارے جائیں گے، ہر مرنے والا شہادت کو پالے گا لیکن ہر پاکستانی پر شہدا کے خون کا بدلہ واجب ہے، مجھے یقین ہے کہ مولانا سمیع الحقؒ کے صاحبزادے پر ان کے والد کے قاتلین کے حوالے سے رخ موڑنے کا بھرپور دباؤ ہوگا، مولانا سمیع الحقؒ نے اپنے قاتلوں کی طرف اشارہ اپنے آخری عوامی اجتماع میں کر دیا ہے، ریاست کے ادارے اپنے کرائے کے قاتلوں کو سامنے نہیں لاتے بلکہ اس کی ذمے داری کا تانا بانا دور تک اور نہ پہنچنے والے ہاتھ تک پہنچا کر اس پر مٹی ڈال دیتے ہیں، جنرل ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن جیسے جنرلوں کے قاتلوں پر جب ریاست نے پردہ ڈال دیا ہے تو علمائے کرام کی تو انکے یہاں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، علماء اور ان کے ساتھیوں کیلئے کرنے کا پہلا کام یہ ہے کہ آپس کے تمام فروعی اختلاف

چھوڑ کر متحد ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں کیونکہ پہلا وار حکومت کی طرف سے ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا ہوگا۔ دوسرا اہم کام میڈیا پرسن اور اس کے پروپیگنڈے کی کاٹ اور اقدامی جواب ہے اور آخری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اب علماء مطالبات کی سیاست وغیرہ چھوڑ دیں اور اسلامی حکومت (خلافت) کے قیام کی جدوجہد میں لگ جائیں۔

- **محترمہ ساجدہ احمد** (چیئرپرسن استحکام پاکستان فاؤنڈیشن)

مولانا سمیع الحق حقانی شہیدؒ اب ہم سب میں نہیں رہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کے درجے سے نوازا، اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے، استحکام پاکستان کی پوری ٹیم اور میں ان کے سوگواران سے تعزیت اور ان کے اس بہیمانہ قتل پر شدید مذمت کرتے ہیں، استحکام پاکستان فاؤنڈیشن کی پوری ٹیم مسلسل موثر انداز سے یہ بات کر رہے تھے لکھ رہے تھے کہ ملک کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اغیار نے جو اس ملک کو اللہ نہ کرے تباہ کرنے کی سازش ٹھان کر رکھی ہے وہ اسی پر عمل پیرا ہیں، وہ مسلسل ملک پاکستان میں انتشار پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں، ملک کی سلامتی کیلئے، ملک کے امن کیلئے، ملک کے آنے والے اچھے مستقبل کیلئے ایسے لوگوں کو اسی طرح شہید کیا جاتا ہے۔ پہلے سراج رئیسانی میرے بھائی اور اب مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو۔ مولانا شہیدؒ جو ہمارے محسنوں میں سے تھے، پاکستان کی بہتری کیلئے مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ میری سلامتی کونسل اور دفاعی اداروں سے اپیل ہے کہ خدارا! ملک پاکستان کی ایسی شخصیات کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ اغیار جو منصوبہ بندی اور سازشیں کر رہے ہیں ان کی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔

- **مفتی امداد اللہ عبدالقیوم** (مدیر ماہنامہ ''التحقیق'' کراچی)

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نہ صرف ملک کے ایک بڑے اور تاریخی دینی ادارے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم تھے بلکہ جمعیت علماء اسلام کے ایک دھڑے کے سربراہ اور دینی جماعتوں پر مشتمل اتحاد کے بھی قائد تھے، ملک کو گذشتہ چند سالوں میں درپیش مسائل کے حل میں ان کا اہم کردار تھا، وہ ''دفاع پاکستان کونسل'' کے چیئرمین تھے اور اس کو مزید متحرک کرنے کے خواہشمند تھے، اس پلیٹ فارم سے ملک کیلئے ان کی خدمات کسی بھی دوسری سیاسی جماعت سے کم نہیں، لیکن ہمارے ہاں علمائے کرام کی ملکی خدمات کا اعتراف نہیں کیا جاتا، دوسرے لوگ جو معمولی خدمات انجام دیتے ہیں لیکن اس کا معاوضہ بھی مراعات کی صورت میں وصول کرتے ہیں بلکہ ان کی نسلیں بھی

ان مراعات سے مستفید ہوتی ہیں اس کے باوجود ان کا چرچا میڈیا پر اس زور وشور سے ہوتا ہے کہ گویا انہوں نے کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت پر ملک کے تمام طبقات نے نہایت افسوس اور رنج کا اظہار کیا اور اس واقعہ کی شدید مذمت کی ہے، ادارہ ''التحقیق'' بھی اس کی شدید مذمت کرتا ہے اور''التحقیق'' کے قارئین اور انتظامیہ شہید رحمہ اللہ کے بھائی نائب صدر وفاق مولانا انوارالحق مدظلہ، بیٹوں اور دیگر سے دلی تعزیت کے اظہار کے علاوہ مرحوم کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہیں کہ اللہ ان کے درجات بلند فرمائیں، حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ قاتلوں کو گرفتار کر کے سزا دے۔

- **قاضی رحمت اللہ راز** (مدیر سہ ماہی ''الفجر'' ہنگو)

پاکستان کے قومی، سیاسی افق پر بطور سیاستدان شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شخصیت وفاقی مجلس شوریٰ کے ممبر بننے کے بعد نمایاں ہوئی، پھر ۱۹۸۵ء میں آپ ممبر سینٹ بنے اور تقریباً بارہ سال تک ممبر سینٹ آف پاکستان رہے، اس کے بعد ۲۰۰۳ء متحدہ مجلس عمل کے ٹکٹ پر تیسری بار سینیٹر منتخب، مولانا سمیع الحقؒ ۱۹۸۸ء تا ۲ نومبر ۲۰۱۸ء تیس سال دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم رہے، آپ حدیث کی مشہور مقبول ترین کتاب ''بخاری شریف'' پڑھاتے رہے اور ان کے حلقہ تدریس میں طلبائے کرام کی تعداد عموماً پاکستان کے دیگر مدارس سے زیادہ ہوتی تھی، دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا ایک بڑا کردار یہ تھا کہ انہوں نے ۱۹۹۷ء کی افغانستان میں روسی مداخلت کے بعد پاکستان منتقل ہونے والے پچاس لاکھ افغان مہاجرین کی تین چار نسلوں کے نوجوانوں کے بہت بڑے حصے کو علم دین پڑھایا، بجا طور مولانا سمیع الحقؒ مجاہدین کے استاد تھے، افغان جہاد کے کئی کمانڈر، دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم رہے، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت دارالعلوم حقانیہ، ان کی جماعت اور پاکستان کے دینی حلقوں کیلئے ایک گہرا صدمہ ہے، آپ رحمہ اللہ کے جنازے میں لاکھوں فرزندگان اسلام نے شرکت کر کے ان سے اظہار محبت کیا، اللہ پاک تمام دینی قائدین کی حفاظت فرمائے اور شہداء کے درجات بلند فرمائے (آمین)

- **مولانا منظور احمد** (مدیر ماہنامہ ''سعیدیہ'' کراچی)

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ پون صدی ملک وملت کی بے لوث رہنمائی فرما کر شہادت کے عظیم رتبے سے سرفراز ہوگئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت پر ہر ایک آنکھ اشکبار ہے، ہر دل مغموم ہے اور ہر روح بے چین ہے موت سے

بھلا کس کو انکار ہے لیکن ایک عام آدمی کی موت سے صرف اہل خانہ متاثر ہوتے ہیں لیکن ایک عالم دین، مفکر اور رہنماء کے بچھڑ جانے سے ایک جہان متاثر ہوتا ہے بلاشبہ مولانا کی ذات صرف اہل پاکستان ہی کیلئے نہیں بلکہ پورے عالم کیلئے ایک بڑی نعمت تھی۔

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے آپ کی دینی علمی، ادبی وتحقیقی خدمات کا کوئی شمار نہیں، آپ کے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں شاگرد تھے، آپ کو استاد الاساتذہ کہا جاتا تھا، آپ ہر دلعزیز عالم ورہنماء تھے، اس کی وجہ مثبت سوچ اور وہ تعمیری فکر تھی کہ جس کی بنیاد اتحاد بین المسلمین تھی، آپ ہمیشہ ملک وقوم اور امت مسلمہ کے اتحاد پر زور دیتے تھے وہ چاہتے تھے کہ تمام مسلمان متحد ہو جائیں اور اختلافات کو امت مسلمہ کی ناکامی گردانتے تھے۔

آپ رحمہ اللہ قیادت وسیاست، صحافت وخطابت، خود اعتمادی اور حوصلہ مندانہ عزم کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ تمام صلاحیتیں اور کمالات عطاء فرمائے تھے جو ایک قومی درجے کے بلند پایہ رہنما کیلئے لازم وملزوم ہوتے ہیں، ان میں خلوص کا بحر بیکراں موجزن تھا، حب الٰہی اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آتش سوزاں بھی تھی اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مرمٹنے کا جذبہ بھی، زمانہ آپ کی شہادت سے ایک عالم ہی نہیں بلکہ سلف کی روایات کے امین سے بھی محروم ہوگیا، آپ نے اپنے عظیم والد کی میراث کا تحفظ کرتے ہوئے دینی تعلیمات کے فروغ میں بھی اہم کردار کیا، اسلام کے خلاف ہر خلفشار کا جوانمردی سے مقابلہ کیا، علمی وتحقیقی کام آپ کا طرہ امتیاز تھا، اگرچہ آپ سیاست میں بھی رہے لیکن یہ سب آپ کی علمی ذمہ داریوں، تدریس وتصنیف تالیف میں رکاوٹ نہیں بن سکی۔ بلاشبہ آپ کی زندگی دینی محنت کرنے والے ہر ایک فرد کیلئے مشعل راہ ہے۔

- **جناب مسعود سلمان** (کالم نگار روزنامہ ''مشرق'')

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ ان پر وار کرنے والوں نے گویا سارے عالم انسانیت کو قتل کر دیا ہے۔ مولانا آج کے زمانے کی اس قدر بلند و بالا شخصیت تھے کہ ان کے تعارف کی خاطر کچھ کہنا ان کی شخصیت کی عظمتوں کا احاطہ کرنے سے قاصر رہے گا۔ عالم دین کی حیثیت سے انکا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ شاید ہی انکا ہمسر کسی کو قرار دیا جا سکے۔ شیخ الحدیث کی حیثیت سے تمام مکاتب فکر کے علماء میں ان کا احترام ہے۔ سیاست کے شعبہ میں ان کی رائے پاکستان میں اور پاکستان سے باہر مقدم، مؤثر اور محترم سمجھی جاتی تھی، علم دین کے حوالے سے پاکستان اور پاکستان

سے باہر ان کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے جن میں متعدد بااثر قائدین بھی شامل ہیں، بے شک ان کی شہادت سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ نہ جانے کب تک پورا نہ ہو سکے گا۔ مولانا پر حملہ اس وقت کیا گیا جب سارے ملک میں ناموس رسالتؐ کے سوال پر ایک ایسی آگ نمودار ہو رہی تھی جو سارے ملک کو خاکستر کر دینے کے امکانات رکھتی تھی ان کی شہادت نے سارے ملک کو ششدر کر دیا ہے۔

- **مفتی شہباز علی** (کالم نگار ہفت روزہ ''ضرب مومن'')

گزشتہ سال ہی جامعہ حقانیہ کا دورہ کرنے کا موقع ملا وہاں کے اساتذہ سے مل کر جب حالات معلوم کیئے تو سب کا کہنا تھا کہ ہمارے ساتھ مہتمم صاحب کا تعلق عام مہتممین والا نہیں بلکہ وہ ہمیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں، کبھی بھی ایسا رویہ نہیں اپنایا، جس سے ہمیں ذرہ بھر یہ احساس ہو کہ ہم ان کے ملازم ہیں، ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ یہی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے اور حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھے، دینی ملاقات میں ایسے متصلب جب حکومتی اداروں نے آسیہ ملعونہ کے متعلق مشورے کیلئے بلایا تو دوٹوک الفاظ میں کہا کہ وہ اسی سزا کی مستحق ہے، اس کے بارے میں کوئی نرمی نہ کی جائے، اس بات کا اظہار انہوں نے اپنے آخری بیان میں بھی کیا، آخری دن بھی اس عمر میں ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود ایک بڑے مجمع سے خطاب کیا اور ایک دلوں کو بھاتی ہوئی اور حقائق سے بھرپور تقریر سے سامعین کو مسحور کیا۔

حضرت کی دیرینہ خواہش تھی کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو جس کیلئے وہ کئی بار میدانِ جہاد کا سفر بھی کر چکے لیکن اللہ تعالیٰ کو ان سے مزید کام لینا تھا، اس لئے ۸۲ سال تک اللہ تعالیٰ نے ان سے بقیہ دینی خدمات لیں اور بالآخر ان کی خواہش جو کہ ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے وہ بھی پوری فرما دی، دنیا سے جانا تو ہر ایک نے ہے اگر کسی کو جمعہ کے دن ایمان کی حالت میں شہادت کی موت مل جائے تو اس سے اچھی موت کیا ہو سکتی ہے؟ جبکہ حضرت خود بھی فرما گئے کہ موت تو ایک محبوب کو اپنے محبوب سے ملانے کا ذریعہ ہے، واقعی حضرت اپنے محبوب سے ملنے کیلئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (ضرب مؤمن کراچی ۱۵/نومبر/۲۰۱۸ء)

- **مفتی فیصل احمد** (کالم نگار ہفت روزہ ضرب مومن)

ناموس رسالتؐ کی حفاظت کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء میدان میں موجود ہیں اور سب ہی اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اپنے ہدف کی جانب بڑھ رہے ہیں لیکن اپنی جان کا نذرانہ دینے کی سعادت

انہیں حاصل ہوئی، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا ناموس رسالتؐ کے حوالے سے ان کا بیانیہ واضح اور بے غبار تھا، وہ گول مول بات کر کے اپنے صفائی پیش کرنے کے عادی نہ تھے، افغان جہاد سے آج تک سیاسی حالات بدلتے رہے، لوگوں کے بیانیے بھی بدلتے رہے، لیکن مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا شروع سے آخر تک ایک بیانیہ رہا، وہ پاکستان کے دینی وسیاسی حلقوں میں ایک مستحکم ساکھ رکھنے کے ساتھ افغان طالبان میں بھی بڑا مقام رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ امن مذاکرات کیلئے ان سے مناسب شخصیت دستیاب نہ تھی، ان کی شہادت سے امن مذاکرات کے سلسلے کو سبوتاژ کرنے کی سفاک کوشش کی گئی ہے، نیز تحریک ناموس رسالتؐ کے اتحاد کو توڑنے کیلئے اسے فرقہ ورانہ رنگ دینے کی ناپاک کوشش بھی کہا جا رہا ہے، اسی طرح اسے آسیہ کیس سے توجہ ہٹانے کی ایک کوشش بھی قرار دیا جا رہا ہے، بہرحال! شہادتیں رائیگاں نہیں جاتیں، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی قربانی سے تحریکِ ناموسِ رسالتؐ بھی کامیاب ہوگئی اور پاک افغان مصالحت کے دشمنوں کو بھی مات ہوگی اور پاکستان میں فرقہ واریت کی خواہش رکھنے والوں کو بھی منہ کی کھانی پڑے گی۔

● **مولانا قاری ولی جان حقانی** (جامعہ اسلامیہ بانڈہ شیخ اسماعیل خیل نوشہرہ)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ انتہائی شفیق ومہربان انسان تھے ہر مخاطب کو اپنی اولاد جیسے پیار ومحبت سے نوازتے ہر وقت علماء وطلبائے کرام کے غم اور فکر میں مگن رہتے تھے اور طلبائے کرام کو کامیاب اور ہر میدان میں کامران دیکھنا حضرت اقدس کا پسندیدہ مشغلہ تھا، جس وقت میں دارالعلوم حقانیہ میں دورہ حدیث پڑھ رہا تھا، اس سال حضرت اقدس دورہ حدیث میں سبق پڑھانے کے بعد اپنے دفتر جا رہے تھے کہ یکا یک ٹینکی کے سامنے سے ایک طالب علم مطبخ سے روٹی اور سالن ہاتھ میں تھامے اپنے کمرے کی جانب جا رہا تھا، حضرت والا نے اس طالب علم کو اپنے پاس بلایا اور طالب علم سے فرمایا بیٹا! ان ساری روٹیوں میں سے آپ کے حصہ کی کون سی روٹی ہے؟ طالب علم نے جواب دیا کہ ان روٹیوں میں سے آپ جس سے بھی نوالہ تناول فرمائیں گے تو وہ میری حصہ کی روٹی ہوگی، حضرت اقدس نے اجازت مانگ کر نوالہ منہ میں لینے کے بعد ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج کل لنگر والے سالن روٹی کیسے پکا رہے ہیں؟ کیونکہ مجھے شکایت آئی ہے کہ سالن صحیح نہیں پکاتے تو ہم سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ سالن تو بہت مزے دار ہے اور شاید کہ آپ کو جن سے شکایت آئی ہے تو وہ دورہ حدیث کے طلبائے کرام ہوں گے کیونکہ ان کے اسباق دیر سے ختم ہوتے ہیں تو آخر میں سالن نیچے کا رہ جاتا ہے اس پر بھی حضرت کے دل کو تشفی نہیں ہوئی اور خود ضعیف العمری کی حالت میں مطبخ تشریف لے گئے اور مزید اصلاحات فرما دیئے۔

تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ دارالعلوم اسلامیہ اضاخیل بالا میں تقریب ختم بخاری تھی اور حضرت اقدس علماء کے جم غفیر میں مہمان خصوصی کے نشست پر تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نثاراللہ باچا صاحب نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پاؤں دبانا شروع کیئے تو مولانا سمیع الحقؒ نے منع کردیا کہ یہ بے ادبی ہے تو مولانا نثاراللہ باچا نے عرض کیا حضرت! آپ میرے استاد ہیں تو مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے مجھ سے علم پڑھا ہے لیکن آپ بھی تو میرے استاد ہیں کیونکہ آپ سے میں نے قرآن کے کچھ حصے کا ناظرہ پڑھا ہے ہم اس باب میں دونوں برابر ہیں۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی کرامات تو بہت ساری تھیں لیکن آنکھوں دیکھا حال جو میں نے دیکھا اس حوالے سے ایک چشم دید واقعہ نذر قارئین کررہا ہوں کہ ہمارے مدرسہ جامعہ اسلامیہ بانڈہ شیخ اسماعیل نوشہرہ ایک ایسے ماحول میں اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے کہ جہاں توہم پرستی کا راج ہے، ہر طرف بے علمی کا اندھیرا ہے، مدرسہ کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات میں حضرت اقدس شہیدؒ مہمان خصوصی تھے جبکہ اس پورے علاقے میں بنات کیلئے منظم طریقے سے مدرسے کا کوئی انتظام نہیں، کل پروگرام ہونے جارہا تھا اور آج کے دن اللہ نے مدرسہ البنات کے لیے ایک بڑا پلاٹ عنایت فرمایا، دوسرے روز جب حضرت تشریف لائے تو سب نے اسے حضرت کی دعا کی قبولیت توجہ کا ثمرہ اور قدوم میمنت لزوم کا نتیجہ قرار دیا اور حضرت کی بدیہی کرامت روز روشن کی طرح واضح ہوکر سامنے آگئی۔

- **مولانا رئیس الرحمٰن** (ماہنامہ "ندائے حسن" چارسدہ)

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو درس نظامی کی تحصیل وتکمیل کا موقع اپنے ہی دارالعلوم حقانیہ میں ملا، پہلے سال علم الصیغہ، کنز اول، نحومیر، میزان الصرف، مفید الطالبین، نفحۃ العرب، قدوری اور خارج میں فصول اکبری اور مرقات پڑھاتے رہے اور جلد ہی اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت ابتدائی کتب سے کتبِ حدیث تک پہنچ گئے، تصنیف وتالیف، تحقیق وتعلیق، استدراک وتصحیح، درس وتدریس، تدوین وتشریح، ترجمہ وتحشیہ، طباعت واشاعت غرض یہ کہ ہر میدان میں آپ کی تدریسی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں، نصف صدی سے مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کو قدرت نے بہت ساری نعمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ محقق، معلم، شفیق استاد، کامیاب مہتمم، منتظم

اور قابل رشک مدرس بھی تھے، قدرت نے انہیں پڑھنے پڑھانے، بات کرنے اور طالبان علوم نبوت کو سمجھانے کا سلیقہ اور قرینہ بھی عطاء کیا تھا، پچاس سال علمی افاضہ وافادہ، درس حدیث وفقہ، بخاری وترمذی اور شمائل وخصائل نبوی کے پڑھانے میں گزرے، جب حدیث پڑھاتے تھے تو عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہر اداء سے چھلکتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور حسن وجمال کے حوالے سے وہ بحر محبت میں ڈوب جاتے، ان کی درس کے ایک ایک لفظ سے محبت وللّٰہیت اور فنائیت کا اظہار ہوتا تھا۔

- **مولانا تنویر احمد اعوان**

دارالعلوم حقانیہ سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے طلبہ میں بہت بڑی تعداد افغانستان کے نوجوانوں کی تھی، یہی وجہ ہے کہ جب سوویت یونین کے خلاف افغان سینہ سپر ہوئے تو ان میں بڑی تعداد انہی علماء وفضلاء کی تھی، جب طالبان برسراقتدار آئے تو آپ نے ان کی کھل کر حمایت کی اور اسے سرزمین افغانستان کے امن، استحکام اور ترقی کے لیے نیک شگون قرار دیا تھا، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سقوط طالبان سے پہلے اور بعد کی صورت حال میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کردار ہمیشہ اہم رہا، طالبان سے مذاکرات میں ثالث کا کردار ادا کرنے کے لیے آپ سے زیادہ موزوں شخصیت کوئی نہ تھی، آپ افغانستان سے بیرونی طاقتوں کے انخلاء کو قیام امن کے لیے اہم گردانتے تھے، آپ اپنے ان تحفظات کا اظہار ہر فورم پر کرتے رہے۔ یکم اکتوبر ۲۰۱۸ کو افغان حکومت کے ایک وفد نے اکوڑہ خٹک میں ملاقات کرکے آپ سے افغان طالبان کے ساتھ بات چیت کی کوششوں میں ثالث کا کردار ادا کرنے کی درخواست کی تھی، اس موقع پر آپ نے انہی خیالات اور تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ آپ پاکستان کی آزاد خارجہ پالیسی کو استحکام وطن کی بنیادی اکائی سمجھتے تھے، آپ نے وطن عزیز کے استحکام کے لیے ملک کی نامور دینی، سیاسی اور عسکری پس منظر رکھنے والی شخصیات جنرل (ر) حمید گل مرحوم، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، سردار عتیق، حافظ محمد سعید، منور حسن اور دیگر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ''دفاع پاکستان کونسل'' کا قیام عمل میں لاکر محبّ وطن دینی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لیے آئینی جدوجہد کو دوام بخشا، یہی وجہ تھی کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ عالمی استعمار کی آنکھوں کا کانٹا بنے رہے، آپ کو اپنے موقف سے پسپا کرنے کے لیے آپ کی کردار کشی سے لے کر دارالعلوم حقانیہ کے خلاف منفی پروپیگنڈہ تک ہر حربہ آزمایا جاتا رہا جو تاحال جاری ہے لیکن حق کی یہ شمع ان شاء اللہ تا صبح قیامت جلتی رہے گی۔

● **مولانا قدرت اللہ عارف** (جنرل سیکرٹری جے یو آئی پنجاب، جامعہ محمودیہ مانگا منڈی لاہور)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے آنکھ کھولتے ہی اسلام کی سر بلندی کے لئے کوشش شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی ایسی کامیابیاں نصیب فرمائیں کہ اپنے پرائے سب حیران رہ گئے، وہ اسلامی سیاست کے علمبردار، انبیاء علیہم السلام کے مشن کے وارث اور اپنے اکابر کے صحیح سچے جانشین تھے، حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شخصیت ہر حوالے سے کامل ہے، بات کی جائے جہاد کی تو آپ کو امام المجاہدین کہا جاتا ہے، اگر انتظامی معاملے پر بات کریں تو وہ دور دراز گاؤں میں پاکستان کے ایک بڑے مدرسے کے مہتمم تھے، تدریس پر بات کی جائے تو آپ حدیث پاک کی دنیا کی سب سے بڑی کلاس کے شیخ الحدیث تھے، اگر تحریر کی بات کریں تو مولانا سمیع الحقؒ کی متعدد بڑی کتابیں موجود ہیں، بڑے بڑے قلم کاروں کی زبان اور قلم سے آپ کیلئے تعریفی جملے نکلتے ہیں، قرآن پاک کے ساتھ تعلق کی بات کرنی ہے تو اس دور میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے افادات سے دس جلدوں میں مولانا سمیع الحقؒ کی تحریر کردہ تفسیر قرآن دیکھ لیں، مولانا سمیع الحقؒ میں عشق رسولؐ کی جھلک دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی کتاب ''گنبد خضریٰ کے سائے میں'' پر نظر ڈالیں پھر ناموس رسالتؐ پر جان قربان کر کے شہید ناموس رسالتؐ کہلائے، غرض یہ کہ مولانا سمیع الحقؒ کی شخصیت ہر اعتبار سے بہت مثالی ہے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ہر فورم پر اسلامی نظام کی آواز بلند کی، حالات جیسے تیسے بھی تھے آپ کی زبان پر حق کی آواز تھی، اپنے پرائے سب جانتے ہیں کہ مولانا سمیع الحقؒ نفاذ شریعت کی علامت تھے، اس لئے دشمن کی آنکھ میں کانٹے کی طرح چبھتے تھے، وہ ہر حال میں مولانا سمیع الحقؒ کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کرنا چاہتے تھے، ادھر مشیت الٰہی جھوم کر کہہ رہی تھی اس دنیا میں کوئی ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آیا مگر مولانا سمیع الحقؒ نے جس مقصد کے لیے زندگی گزاری ہے اس کا انعام یہ ہے کہ ان کو شہادت نصیب کی جائے کہ وہ حیات جاودانی کو پائے اور اس کی شہادت کو مماثلت بھی خلیفہ سوم داماد رسولؐ سیدنا عثمان غنیؓ سے ہو، اپنے ہی گھر میں جمعہ کے دن بعد نماز عصر مسلمان کہلانے والے کے ہاتھوں، چاقوؤں چھریوں اور خنجر سے شہادت پائی تا کہ اللہ کی عدالت میں جن کے مشن کے آف وارث تھے ان کے ساتھ حاضر ہوں۔

● **جناب ابرار خٹک صاحب** (لیکچرار پوسٹ گریجویٹ کالج نوشہرہ)

کیا ہمارے قبرستان یوں ہی آباد ہوتے رہیں گے؟ مملکتِ پاکستان میں شہیدوں کی طویل

فہرست ہے، جو مولانا سمیع الحقؒ پر ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہم بہت بڑی قیمت پہلے ہی ادا کر چکے ہیں۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
اٹھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

مولانا سمیع الحقؒ ایک آواز، نعرہ، للکار، علامت، استعارہ، تحریک، مینار، برج اور ستون تھے، انھیں گرنا ہی تھا کہ رقابت و دشمنی، نفرت، حسد اور تعصب کبھی بھی سفید داڑھی، دستار و قبا، قلم و کتاب، حیا و شرافت اور سب سے بڑھ کر امن و سلامتی کو برداشت نہیں کر سکتے:

د ونے هغه شاخ وهے شی، چه له ټولو جگ وی
رقیبه ته به می سه وجنی، خپل کمال می وجنی

(درخت کی وہی شاخ کاٹی جاتی ہے جو سب سے اونچی ہوتی ہے، اے رقیب! تو مجھے کیا مارے گا، میرا کمال ہی مجھے مارنے پہ تُلا ہوا ہے)

- **جناب محمد ابوبکر صدیق قادری صاحب** (راولپنڈی)

آپ کی حیات حسن تدبیر اور اخلاص و پاکبازی کا مظہر تھی آپ مصنف بھی تھے اور مدرس بھی، صاحب قلم بھی اور صاحب لسان بھی، محدث بھی اور فقیہ بھی، اکابر کے منظور نظر اور اصاغر کے معتمد علیہ بھی شریعت و طریقت کا سنگم ظاہر و باطن سے آراستہ نڈر لیڈر سیاست سے بھرپور تعلق مگر سیاسی لوازم سے محترز امت کیلئے دل سوزی سب کی خیر خواہی بادشاہوں تک کو نصیحت شجاعت اور سخاوت کا مرکز علوم و معارف کا منبع اپنوں اور پرایوں میں مقبول بھی، آپ نے جہاں بے شمار تلامذہ وتصانیف اور دینی ادارے صدقہ جاریہ کے طور پر چھوڑیں وہاں صالح اولاد بھی چھوڑی، جو اپنے عظیم والد رحمہ اللہ کے مشن کو عام کرنے میں مصروف ہے، آپ اپنے والد گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی جملہ صفات اور خوبیوں کی امین تھے آپ کی وفات پوری دنیائے اسلام کیلئے ایک سانحہ عظیم ہے، آخری دم تک ہر وقت فیض کے دریا جاری تھے، رشد و ہدایت درس و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ قائم تھا اور ہزاروں لوگ آپ فیض علمی و روحانی سے سیراب و شاداب ہو رہے تھے، کیسی قابل رشک شہادت کی موت ہے اور کتنی بڑی سعادت ہے کہ علوم نبوت کو عام کرتے ہوئے دار الفناء سے دار البقاء کی طرف چلے گئے۔

● **مولانا محمد ادریس صاحب** (برطانیہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی مثال اس چشمہ معرفت کی طرح تھی کہ جس سے ہر مکتب فکر کے لوگ سیراب ہوتے تھے، حضرت شہیدؒ کی پوری زندگی طاغوت کے خلاف پیہم جدوجہد سے عبارت تھی، نیز پوری زندگی علمی یادگاریں علمی حلقوں تک پیہم پہنچانے میں بہترین کوششیں صرف فرماتے رہے۔ شیخ شہیدؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا تذکرہ اوران کی یاد محض ایک تاریخ ہی نہیں بلکہ ہم سب کیلئے عبرت اور تعلیم بھی ہے۔ افراط وتفریط کے اس دور میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اللہ پاک نے کمال اعتدال، کمال توازن اورانتہائی فراخدلی سے نوازا تھا۔

● **حافظ محمد بن مفتی حمید اللہ حقانی** (مہتمم جامعہ ابی عبیدہ بن الجراح شیرین کوٹ)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا یہ بھی کمال تھا کہ وہ اہل زبان نہ ہونے کے باوجود بہت شستہ اورنستعلیق اردو لکھتے تھے اوراس سے بھی بڑا کمال یہ کہ وہ کوئی برگ کا ایسا درخت ثابت نہ ہوئے، جسکے سایہ تلے کوئی اوردرخت پروان ہی نہ چڑھ پاتا، آپ نے ''مؤتمر المصنفین'' کی بنیاد ڈالی اور کیسے کیسے ہیرے تراشے صرف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی اورمولانا مفتی غلام الرحمٰن، حافظ راشدالحق سمیع کی تحریری وتصنیفی خدمات کو ہی سامنے رکھیں تو مولانا سمیع الحقؒ کی تصنیفی وتالیفی خدمات کا اندازاہ لگایا جاسکتا ہے۔

● **مولانا فضل قادر حقانی** (کالوخان)

بعض لوگوں کی جدائی بہت دردناک اورنہایت کٹھن ہوتی ہے، کیونکہ وہ صرف زندہ نہیں ہوتے بلکہ ان کی زندگی کئی لوگوں کو زندہ رہنے کا حوصلہ بھی دیتی ہے، شیخ صاحب رحمہ اللہ کی شہادت پر علامہ اقبال کا یہ شعر ہدیہ قارئین ہے کہ......

ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدروقیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر

امت کو شیخ الحدیث سے محروم کرنے والی طاقتوں کو خبر ہی نہیں کہ علماء کا خون رائیگاں نہیں جاتا اورکسی کے قتل سے حق کی آواز نہیں دب سکتی، بقول شاعر......

ہمیں ایمان کا مطلب بس اتنا ہی سمجھ آیا
رسول پاک کی حرمت پر تن من دھن فدا کرنا

- **مولانا محمد انور مسرور مروت** (ابن مفتی سیف اللہ حقانی)

محدث جلیل استاذی واستاد العلماء قائد جمعیت شیخ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی میرے والد محترم حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مروت سے بہت قربت تھی اور شہادت سے دو دن قبل حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ میرے والد گرامی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تھے اور دونوں حضرات کے درمیان بڑی دیر تک گپ شپ ہوتی رہی ، حضرت والد صاحب مدظلہ کو بھی قائد جمعیت سے بہت زیادہ عقیدت اور محبت تھی۔ ہمیشہ شفقت فرماتے رہے اور مجھ ناچیز کے ساتھ بھی عمر بھر بہت محبت اور سرپرستی فرماتے رہے، جب حضرت کی شہادت کی خبر میں نے سنی تو میں نے برادر مکرم مولانا محمد السیف کو کہا اس رات کو حضرت مفتی صاحب کو قائد جمعیت کی شہادت کے متعلق کچھ نہیں بتاؤ کیونکہ وہ بہت بیمار ہیں لیکن دارالعلوم کے جامع مسجد میں حضرت کی شہادت کا اعلان ہوا تو حضرت والد صاحب مدظلہ سن کر بہت روئے اور دکھ ودرد کی تصویر بن گئے پھر وضو کر کے استاد محترم کے لئے سورۃ یٰس کا ورد شروع کیا۔

- **جناب حیات اللہ برشوری**

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر کابل کی کٹھ پتلی ارکان پارلیمنٹ میں مٹھائی بٹ رہی تھی اور ڈیورنڈ لائن کے آر پار کچھ کمیونسٹ ذہنیت کے حامل وہ لوگ جو پہلے روس کے دسترخوان سے کھاتے تھے اور وہی لوگ آج امریکہ کے تنخواہ دار ہیں خوشی سے پھولے نہ ساتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دماغ ،نظریہ ،سوچ اور فکر، کچھ بھی اپنی نہیں ہوتی بلکہ یہ ہر لحاظ سے پسماندہ ہو کے کسی اور کی وظیفوں پہ پل رہے ہوتے ہیں، شیخ کی شہادت پر دنیا بھر کے بے دین عناصر خصوصاً ہندوستان کے ہندو ودیگر کفار ایک دوسرے کو مبارکبا د دے رہے تھے اور روڈوں پر بھنگڑے ڈالے جارہے تھے۔ اس سے ایک بات واضح ہوگئی کہ مولانا سمیع الحقؒ اسلام ،حق اور جہاد کی بہت بڑی علامت و پہچان تھے۔ان بیوقوفوں کو معلوم نہ تھا کہ مولانا سمیع الحقؒ نے شہادت سے پہلے ہزاروں لاکھوں شاگردوں اور فرزندان اسلام کو خودداری ،غیرت وحمیت ،اور جہاد کے فلسفے سے بہرہ مند کرادیا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

● **مفتی رشید احمد حقانی** (کوئٹہ)

شیخ الحدیث و سابق مدرس دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عبدالحقؒ کی وفات کے بعد سال مسلسل یہ عظیم کام آپؒ نے سنبھالا، انتہائی اخلاص اور محبت و شفقت کیساتھ یہ ذمہ داری ادا فرمائی۔ بدوشعور سے درس و تدریس کے شعبے کے ساتھ مسلسل وابستہ رہے۔ میرے مرحوم چچا شیخ الحدیث حضرت مولانا نور محمدؒ کوئٹہ کے بقول بخاری شریف کی عبارت پڑھنے میں شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کا کوئی ثانی سارے پاکستان میں نظر نہیں آتا، ایسی زبردست عبارت پڑھتے کہ خیال ہونے لگتا کہ کہیں یہ بخاری شریف حضرتؒ کی تصنیف تو نہیں ہے؟ بالخصوص جب صرفی ونحوی تحقیق بیان فرماتے تو طلباء کو نحوی انداز سے حیران کرتے تھے، مجھے یاد نہیں ہے کہ سبق یا سبق سے باہر ان کی زبان مبارک سے کسی عالم یا اچھے شخص کی غیبت سنی گئی ہو اور جب آخری حدیث پڑھا لیتے اور طلباء سے تعہد، عہد نامہ لے لیتے تو طلباء سے فرماتے کہ آپ حضرات خدا تعالیٰ کے مہمان ہیں، ہم نے آپ لوگوں کی صحیح خدمت نہیں کی، جس پر ہم آپ حضرات سے معافی مانگتے ہیں تو اس دوران طلباء زور سے رو پڑتے، حضرتؒ کی بے پناہ شفقت اور رحمدلی دیکھئے! میں حضرت شیخؒ کی کون کون سی صفت کا ذکر کروں؟ آپ واقعی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے حقیقی علمی جانشین تھے۔ جامعہ کے اساتذہ کے ساتھ محبت انتہائی مشفقانہ تھی، خصوصاً بڑا کمال یہ تھا کہ اپنی اولاد کو جامعہ میں بااختیار نہیں بنایا تھا، دوسری خصوصیت یہ تھی کہ جب بھی اپنے مدرسے کے بڑے استاذ یا شیخ کی وفات ہوتی یا چلے جاتے تو ان کی جگہ کوئی اور بہتر استاذ تلاش کر کے مدرسے میں اسباق پڑھانے کے لئے لاتے، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد فریدؒ کے بیمار ہونے کے بعد فورا مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کو استاذ مقرر کیا اور ڈاکٹر سید شیر علیؒ کی وفات کے بعد فوراً شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کو جامعہ میں استاذ مقرر فرما دیا۔

● **مولانا احسان الکریم نقشبندی** (سابق انچارج کتب خانہ جامعہ حقانیہ)

استاذ محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ بھی عجیب محتاط انسان تھے، انؒ کے ساتھ میں نے دارالعلوم کے کتب خانہ میں ۱۳ سال گزارے اور خدمت کی پھر کچھ بیماری کی وجہ سے میں مستعفی ہوا۔ انؒ کی شہادت کے بعد مجھے خواب میں زیارت مبارک ہوئی کہ مولانا صاحبؒ مجھ سے کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کا کتب خانہ سے اخراج کا اعلان کیا تھا، آپ ناراض تو نہیں، میں نے کہا نہیں جی! آپ نے میری جگہ جو بندہ لگایا وہ کتب خانے کا کام صحیح کر سکتا ہے تو مجھ سے کہا کہ آپ کے

خرچے کا کیا بندوبست ہے؟ میں نے کہا بحمد اللہ ایسا دن نہیں گزرتا کہ مجھے کچھ رقم نہ ملے، پھر جیب سے کچھ رقم نکال کر مجھے عنایت کی، میرے انکار کے باوجود مجھے وہ رقم پکڑا دی، جب کبھی طلباء کے متعلق یا دارالعلوم کی ترقی کی فکر کے بارے میں مشورہ ہوتا تھا، حضرت شہید رحمہ اللہ اتنی مصروفیات اور ضعف وعلالت کے باوجود گھنٹوں گھنٹوں تک مشورے میں بیٹھے رہتے، ہم باوجود قوت وطاقت اور جوانی کی حالت میں تنگ ہوجاتے اور حضرت شیخ الحدیثؒ استقامت کے ساتھ مشورے میں بیٹھے رہتے۔تقویٰ اور پرہیزگاری کی یہ حالت تھی کہ حضرت دارالعلوم سے خود تنخواہ تو نہ لیتے جبکہ اپنے ذاتی پیسے (جو لاکھوں میں تھے)، خرچ کرتے تھے۔دارالعلوم کی ترقی وتعمیراتی کام پر اتنے زیادہ خوش ہوتے کہ ایک دن میں نے کتب خانہ میں مزدور کے ذریعے کے کچھ کام کروایا، اس کام کو دیکھ کر حضرت شہید رحمہ اللہ اتنے خوش ہوئے کہ فرمایا کہ یہ دارالعلوم آپ لوگوں کا ہے، اس میں جو کام ہو آپ خود سے کرلیا کریں، کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، ایک دن مہمان علمائے کرام کے ساتھ کتب خانہ میں مشورہ جاری تھا، ان کے ساتھ بات چیت بھی کررہے تھے اور قریب کئی کتابوں کا بنڈل تھا، بیک وقت مشورہ میں بھی حاضر دماغ تھے اور مطالعہ میں بھی مصروف تھے، اسی دوران انہوں نے اتنی زیادہ کتابیں دیکھ لیں اور مجھے کہا یہ کتابیں کتب خانہ کے ریکارڈ میں میرے نام سے درج کریں، بغیر مطالعہ جب دارالحدیث میں پڑھاتے تھے تو نظر عبارت، حاشیہ اور نقطے پر رکھتے تھے، طلبائے کرام سے نہایت محبت کا اظہار فرماتے تھے، خاص کر جب اہل علاقہ یعنی اکوڑہ خٹک سے کوئی بندہ طلب علم کیلئے آتا تو اس پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرماتے۔

● مولانا اطہر علی شاہ صاحب

جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے اللہ پاک نے ایسے رجال کار پیدا کئے کہ انہوں نے عالمی سطح پر دین اسلام کا مبارک نام روشن کیا، ہمارے وطن عزیز کے بڑے بڑے علمائے کرام اسی مدرسے کے فاضل ہیں، مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے، اللہ پاک نے ان کے اندر بہت سارے صلاحیتیں ودیعت کر رکھی تھیں اور انہوں نے ان تمام خداداد صلاحیتوں کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے استعمال کیا۔مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کے تعداد میں شاگرد ہیں اور ان کے شاگرد ملک وبیرون ملک میں دینی خدمات کی مختلف شعبوں میں اداء کررہے ہیں جو ان کے لیے بہترین صدقہ جاریہ اور سرمایہ حیات ہے۔

● جناب اشرف شریف صاحب

مولانا سمیع الحقؒ کا قتل ایک بزرگ رہنماء کا قتل ہے، جسے ''طالبان کا باپ'' کہا جاتا ہے، جب کسی کا باپ مار دیا جائے تو وہ یتیم ہوجاتا ہے اچھے طالبان اور برے طالبان کی بحث صرف پاکستان کیلئے اہم ہے امریکہ اورافغانستان ہراس گروپ یا فردکواپنا دشمن سمجھتے ہیں جوافغانستان پر ان کے قبضے کوتسلیم نہیں کرتا،قتل کا انداز بتاتا ہے کہ یہ بین الاقوامی ایجنسیوں کی کاروائی ہے، ممکن ہے سرجیکل سٹرائیک کے نعرے لگانے والے ہمسائے نے بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر یہ وار کیا ہو، بہرحال! مولانا کے قتل سے پاکستان اس مصالحت کار سے محروم ہوگیا جس نے طالبان کو پاکستان کے خلاف کارروائیوں سے روکا، جس نے دینی قوتوں کو ریاست سے دور کرنے کی سازشیں ناکام بنائیں۔

● جناب مہر محمد بخش صاحب (مصنف ''ملت اسلامیہ کا ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان'' بہاولپور)

اپنی آمدہ کتاب '' تاریخ مخزن'' پاکستان کے مواد کو حاصل کرنے کیلئے میں اکثر سفر ہی میں رہتا ہوں اس سلسلے میں پشاور گیا ہوا تھا، اکتوبر ۲۰۱۶ میں پبی اورنوشہرہ سے ہوتا ہوا اکوڑہ خٹک پہنچا، مولانا عبدالحق (مرحوم) کا ادارہ دارالعلوم حقانیہ یہاں کا بہت بڑا تعلیمی ادارہ ہے،اس کے بغیر اکوڑہ خٹک کی تاریخ نامکمل ہے اگر اکوڑہ جا کر دارالعلوم حقانیہ نہیں دیکھا تو گویا آپ نے کچھ نہیں دیکھا۔

اس قول کی پیروی کرتے ہوئے میں نے سب سے پہلے دارالعلوم حقانیہ کا رخ کیا، جہاں پرانی مسجد شہید کرکے اس کی جگہ دومنزلہ وسیع وعریض مسجد زیرتعمیر تھی، میری خوش قسمتی تھی کہ اس دن مولانا سمیع الحقؒ دارالعلوم میں موجود تھے، میں خوشی خوشی سے ملاقات کیلئے ان کے دفتر پہنچا جہاں پہلے سے کئی احباب موجود تھے، ان سے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا میں جماعت اسلامی بہاولپور کا رکن ہوں اورآپ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہوں اورساتھ ہی انہیں اپنی کتاب '' ملت اسلامیہ کا ہیروڈاکٹر عبدالقدیر خان'' پیش کی، مولانا سمیع الحقؒ انتہائی گرم جوشی کے ساتھ ملے اور بڑی دیر تک کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں تعریفی کلمات ادا کرتے ہوئے اور میری مشکل کوحل کرنے کیلئے اپنی لائبریری سے تاریخ اکوڑہ خٹک کے صفحات فوٹو کاپی کراکے مجھے عنایت کئے۔ان سے پوچھا کہ جناب آصف علی زرداری نے آپ کے ادارہ پر بہت زیادہ تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس سے طالبان کو بالواسطہ فائدہ اورفروغ حاصل ہوگا۔اس کے جواب میں مولانا سمیع

الحق شہید رحمہ اللہ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ایک تو میں آصف علی زرداری کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری دنیا بھر میں مشہوری کرتے رہتے ہیں، میں حیران ہوں کہ مولانا سمیع الحقؒ نے ذرہ بھر بھی خفگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ مسکراتے ہوئے میرے سوال کا جواب دیا اور کہا کہ آپ مہمان ہیں اور اپنے ساتھ کے کھانے پر بٹھا لیا، طعام کے بعد کہا آپ دورہ حدیث کی کلاس دیکھ کر جائیں، میرے ساتھ انہوں نے ادارے کے ایک استاد کو روانہ کیا، وہ مجھے لے کر چل پڑے اور سیڑھیاں چڑھ کر ایک بہت بڑا ہال دیکھا، جہاں پندرہ سو طلباء درس حدیث حاصل کر رہے تھے، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب جدید ساونڈ سسٹم پر عربی اور اردو میں درس پیش کر رہے تھے اور طلباء ہمہ تن گوش تھے۔

- **مولانا اشفاق اللہ وزیر حقانی**

میں اس مختصر مضمون میں حضرت شہیدؒ کے بارے میں چند باتیں لکھنا چاہتا ہوں اور بغیر مبالغہ کے کہتا ہوں کہ وہ عظیم صفات کے مالک تھے اور انہوں نے دین کے تمام شعبہ جات میں خدمات سرانجام دیئے حتیٰ کہ وہ محدث اور مفسر بھی تھے، مجاہد، نرم دل والے اور شفقت والے بھی تھے، حوصلہ بھروسہ اور اعتماد والے بھی تھے، حق بولنے والے عظیم لیڈر بھی تھے اور علماء وطلباء کا مرجع اور مرکز بھی تھے کیونکہ جب بھی جہاں بھی جیسے بھی جس کو بھی کوئی مشکل مسئلہ یا چیلنج درپیش ہوتا تو اس کا حل آخر کار یہی شخصیت نکالتی تھی اور تسلی بخش جواب دے کر اطمینان حاصل کرا دیتے اور مسئلہ کے حل میں آخری حد تک چلے جاتے اور نتائج کے بارے میں نہ کسی سے ڈرتے، نہ جھکتے اور نہ بکتے تھے۔

جیسا کہ استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ باباجی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے خود درس کے دوران فرمایا کہ جب بھی کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو آپ سے دریافت کرتے اور ایسا جواب دیتے جس سے تسلی اور اطمینان حاصل ہو جاتا تھا۔ اکثر مدارس میں جب اساتذہ اپنے طلباء کو نصیحت اور وعظ فرمایا کرتے تھے، پڑھائی میں ذوق اور شوق کو پیدا کرنے کیلئے تو اپنے اکابر مثلاً انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ وغیرہ کے حافظہ جہد اور کوشش کے متعلق تذکرہ کرتے تھے، تاکہ طلباء میں بھی محنت اور کوشش کا مادہ پیدا ہو جائے اور طلباء کو افسوس ہوتا تھا کہ کاش! ہم بھی ان حضرات کی زیارت کر سکتے لیکن جب میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ آیا تو یہاں اساتذہ کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا نام لیتے تھے اور ان کے حافظے اور محنت کو مثال کے طور پر پیش کیا کرتے تھے، جب آپ درس حدیث کیلئے تشریف لاتے تو یہ تمنا بھی پوری ہو جاتی تھی۔

• جناب مشتاق پراچہ صاحب (بیورو چیف روزنامہ "مشرق" پشاور)

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ ہی میں درس وتدریس کا آغاز کیا اور جلد ہی خداداد صلاحیتوں کی بدولت ابتدائی کتب سے کتب احادیث کی تدریس تک پہنچ گئے، آپ کا انداز ایسا عام فہم اور سلیس تھا کہ ادنیٰ سمجھ رکھنے والا طالب علم بھی کتاب کے مطلب کو تقریباً کما حقہ سمجھ جاتا ہے کہ مولانا صاحب کا انداز درس سال کے آغاز سے لیکر اختتام تک ایک ہی ہوتا ہے، آپکی تقریر میں تکرار نہیں ہوتی، بلکہ ایک بہتے دریا کی طرح رواں دواں ہوتی ہے، آپ درس میں محققانہ روایتی ابحاث کیساتھ جدید دور کے تقاضوں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

• مولانا سید نور زمان نقشبندی شاذلی صاحب

حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں مجھ جیسے ناکارہ کا ان کے بارے میں لکھنا اپنے لئے مغفرت کا ذریعہ اوران کی اجازت حدیث کو اپنے لئے باعث عزت اور عنداللہ مقبولیت کا وسیلہ سمجھتا ہوں اوراس حق پر ہونے پر امید کی روشنی میں واضح سمجھتا ہوں ان کے دیدار کیلئے فقیر جناب عثمانی حنفی کے ساتھ گیا اوراس بیماری میں بھی ان مہمانوں کے ساتھ ملنساری کا جذبہ انسان کو ایسا گرویدہ بنادیتا ہے کہ وہ عقل سے بالاتر ہے، اتنی بڑی شخصیت کی سادگی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز زندگی کی زندہ مثال تھی، ان کی دینی خدمت کسی سے پوشیدہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو چاردانگ عالم میں نمایاں حیثیت سے نوازے، کردار اور عجز انکساری کی جھلک ان کی اولاد میں بھی خوب نظر آئی اہل علم کی قدردانی اور چھوٹوں بڑوں کا احترام ہر طبقے سے محبت بھی ان کی تربیت کا حصہ ہے جو اِن کی اولاد میں بدرجہ اتم موجود ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بزرگوں کی قدروقیمت اور صحیح ایمان کے ساتھ سنت پر چلنے والا بنائے، مجھ جیسے ناچیز کیلئے ان کے بارے میں الفاظ کا چناؤ بہت مشکل ہے، ان کو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت کے رتبے سے سرفراز فرمانا اللہ تعالیٰ کی ان پر خصوصی کرم کی واضح دلیل ہے، دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو جنت میں حضرت شہید رحمہ اللہ سمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے (آمین)

• مولانا صفی الرحمٰن حقانی (جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

حضرت انسان کی انسانیت اور برتری وسربلندی کا اصلی راز تواضع اورانکساری میں مضمر ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جوشخص اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کو رفعت وسربلندی عطاء فرماتے ہیں، یہی تواضع وانکساری شان عبدیت ہے جوشخص بھی

حقیقت کا شناسا ہوگا، وہ مجسمہ تواضع ہوگا اور تکبر وبڑائی سے بالکل مبرا ہوگا جو عبدیت کے بالکل منافی اور متضاد ہے۔حضرت شیخ سمیع الحق رحمہ اللہ بھی تواضع وانکساری کا مجسمہ تھے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی عزم واستقلال کے پیکر تھے کوئی شخص ماں کے پیٹ سے بڑا آدمی بن کر نہیں نکلتا البتہ بڑا آدمی بننے کی صلاحیت ہر ایک میں موجود ہے، حضرت شیخ الحدیثؒ پوری زندگی عزم واستقلال وہمت وحوصلہ کے بالکل کوہ ہمالیہ نظر آتے تھے جو کام بھی شروع فرماتے پورے عزم واستقلال اور انتہائی ہمت وحوصلہ کے ساتھ انجام دیتے۔جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔حضرت شہید رحمہ اللہ کے معمولات اور مشاغل زیادہ تھے، مفکر اسلام تھے اور آزاد اسلامی ریاست پاکستان کے خواہاں تھے۔

- **مولانا محمد نقاش حقانی** (صوابی)

درس حدیث میں علمی مباحث، لغوی تحقیق، فقہ اور مسائل کے بیان کیساتھ ساتھ امت مسلمہ اور عالم اسلام کے حالات اور اس کے مسائل اور مشکلات اس کی آزمائش، نیز مغربی تہذیب، مادی فلسفوں، خالص بے دین تحریکوں پر خصوصی توجہ رکھتے تھے اور اصلاح وانقلاب امت پر خصوصی نظر عنایت فرمالیتے جبکہ آخری وقت میں بہت ضعیف اور کمزور بھی تھے،اس عمر میں اکثر حضرات آرام کرنا پسند فرماتے ہیں اور گوشہ نشینی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن آپ آخری وقت تک درس حدیث میں ناغہ کرنا پسند نہ فرماتے سو اس کو فرمان محبت کی تعمیل اور مقصد زندگی کی تکمیل کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

- **مولانا یحییٰ احمد حقانی** (کلاچی)

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے حضرت شہیدؒ کی حیات میں ہی مولانا سمیع الحق حیات وخدمات (دوجلدیں) لکھ کر طبع فرمائیں، جس میں کافی حد تک مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو بیان کر کے سراہا گیا۔حقانی صاحب کے علاوہ اور بھی علمائے کرام اپنے اقلام کو جولانیاں دیں گے، جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی، کٹ تو سکتا ہے لیکن جھک نہیں سکتا، راقم کیا اور اس کا مضمون کیا اور کیا لکھے گا مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذات پر تاہم مولانا شہیدؒ کی شہادت حضرت عثمانؓ کی شہادت سے مماثلت اور مشابہت پر یہ چند سطور رقم کر رہا ہوں:

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تقریباً ۸۲ یا ۸۳ سال ہے اور حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی عمر بھی ۸۲ یا ۸۳ سال ہے

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے مبارک دن عصر کے وقت شہید کیا گیا، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو بھی جمعہ کے مبارک دن عصر کو شہید کیا گیا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خنجروں کے پے در پے وار کر کے شہید کیا گیا، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ بھی خنجروں کے وار سے شہید کر دیئے گئے۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر کے اندر شہید کر دیا گیا، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو بھی گھر کے اندر شہید کر دیا گیا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل بھی دیوار پھلانگ کر داخل ہوئے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قاتل بھی دیوار پھلانگ کر داخل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے قائد محترم کو سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کئی نسبتوں میں مشابہت عطاء فرمائی۔

● **مولوی خان آغا حقانی** (نائب مہتمم جامعہ ابی عبیدۃ بن جراح شیرین کوٹھے)

شہید ناموس رسالتؐ، مدبر، جہاد اور مجاہدین افغانستان کے زبردست حامی، علم وعمل کا بدر منیر، علم عمل کا بادشاہ، عالم اسلام کا عظیم مفکر عظیم مصلح، خانہ کعبہ کے توسیع کے موقع پر خصوصی مدعو، نمونہ اسلام، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہر دور میں باطل کے مقابلہ میں صف اول میں سد ذوالقرنین کی طرح مضبوط کھڑے ہوئے تھے، اپنی ۸۲ سالہ زندگی دین اسلام کی نشر واشاعت کیلئے وقف کی اور ساری عمر اس میں گزاری، آپ رحمہ اللہ کی شہادت پورے عالم کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اور یہ خلا کبھی بھی پر نہیں ہو سکے گا۔ آپ جب اپنے دفتر میں براجمان ہوتے تو علمی باتیں فرماتے، بقول مولانا دیر باباجی کہ مولانا صاحب بیک وقت بیس کتابوں کا درس دے سکتے ہیں، مولانا صاحبؒ ہر وقت اسی کوشش میں ہوتے تھے کہ آپ علمی میدان میں تصنیف وتالیف کی شکل میں کچھ لکھیں، قلم اور کاغذ کے ساتھ آپکا قریبی تعلق تھا، اردو، پشتو، عربی، فارسی متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا، تقریر وتحریر دونوں میں ماہر تھے، اس لئے مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو ترجمہ اور تفسیر کے امتحان میں ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ نمبر ان کی لکھائی کی وجہ سے دیئے تھے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے سیاست کے باوجود بھی درس وتدریس کا میدان نہیں چھوڑا، مولانا صاحب ایک عظیم علمی محقق اور مدبر انسان تھے، مولانا شہید تادم حیات پارلیمانی اور حکومتی ایوانوں میں تمام دینی مدارس کی ترجمانی کی اذان کہتے اور کلمہ حق ادا کرتے، دینی مدارس کے حوالے سے آپ کا کردار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

- **مولوی صیاد محمد بن ریاض محمد** (متعلم جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

گورا رنگ، لمبا قد، رنگت نکھری ہوئی گویا انوارات کی بارش برس رہی ہو، دانت صاف اور چمکیلے، چال باوقار، گفتگو بامحاورہ دل نشین، لباس سادہ و صاف، سر پر خاص قسم کا عمامہ، دیوبندی فکر و نظریہ پر کاربند، اکابر کی چلتی پھرتی تصویر، نہ اپنی علمیت پر غرور اور نہ احساس کمتری کا شکار اور احقاق حق و ابطال باطل کے فریضے کے بحسن خوبی نبھانے والے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و علوم کے علمی و روحانی وارث اور جانشین۔ میری مراد استاذی و استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ سے ہے حضرت الاستاذ کی عہد ساز شخصیت علم کا ایک بحر بیکراں اور صبر و استقامت کا کوہ گراں، آپ بیسوی صدی کے قابل فخر اور جامع الصفات والکمالات ہستی تھے جو میدان تدریس کے عظیم شہسوار علم حدیث کے ماہر اور بہترین شارح تھے۔ آپ نے زندگی کے ہر موڑ میں علم وفن ادب وصحافت، اشاعت اسلام اور فرق باطلہ کے تعاقب میں ہر محاذ پر مؤثر کردار ادا کیا۔

- **محمد شبیر شہاب بن جعفر شاہ** (متعلم درجہ ثالثہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

مولانا سمیع الحق شہیدؒ اسلام اور اسلامی نظام کے نفاذ کے علمبردار، تحریک نفاذ شریعت کے محرک، جہاد کے حامی اور مجاہدین کے استاد تھے، اس لئے مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنی عالمانہ وضع قطع اور داعیانہ مجاہدانہ کردار کے باعث امریکی اور یورپی دنیا کی نگاہوں میں کھٹکتے رہے، جنہیں بالآخر ایک منصوبے کے تحت بڑی بیدردی سے شہید کر دیا گیا مگر ان کا مشن بھی زندہ ہے اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ بھی قائم ہے اور فضلائے حقانیہ بھی معرکہ کارزار میں مصروف عمل ہیں، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی فکر جب ایسی ہو تو باطل قوتوں کو اپنی فکر کیوں نہ لگے، سو مولانا سمیع الحق شہیدؒ غلبہ اسلام کی فکر پیش کرتے رہے اور امریکی سامراج کے پجاری اپنے اقتدار کی فکر کرتے رہے اور یہ کشمکش جاری تھی، سامراجی کارکن خنجر چلاتے رہے اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنا جگر آزماتے رہے، یوں بالآخر خنجر کی تیز دھاریں ان کے سینے میں پیوست ہوگئیں، اقتدار واستبداد کے متوالے خوش ہوگئے تاہم مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی آخری ہچکی قوم کے لئے گل بانگ مسیحا بن کر نشہ اقتدار کے بدمستوں کو پیغام دے گئے کہ

ہائے گلچین اجل کیا تجھ سے نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

ادارہ

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت میں بیرونی قوتوں کا ہاتھ ہے

حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت اور اس کے محرکات کے حوالے سے ایک ماہ بعد جمعیت علمائے اسلام کا اہم پالیسی بیان

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں اور دارالعلوم حقانیہ کے شوریٰ ارکان کا آج دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں قائد جمعیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت اور اس کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال، پولیس چالان اور دیگر تفتیشی ٹیموں کی رپورٹس و کارکردگی پر غور وحوض کیا گیا اور اجلاس میں متفقہ طور پر اہم پالیسی بیان کو جاری کرتے ہوئے کہا گیا کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہید کی شہادت امت مسلمہ کے لئے عظیم سانحہ ہے اور اس کے ذمہ دار وہ ممالک اور ان کے ایجنٹ ہیں جو حقیقت میں اسلام و پاکستان کے دشمن ہیں اور پاکستان کا امن و امان تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں، چونکہ شہید اسلام اور شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی عالم اسلام کے لئے گرانقدر خدمات اور خصوصاً جہاد افغانستان میں چالیس سالہ مجاہدین کی اخلاقی و سیاسی سرپرستی اور دنیا بھر میں جاری آزادی کی تحریکات کی حمایت ہی ان کا اصل مشن تھا۔

مقبوضہ کشمیر و ہندوستان کے مظلوم عوام پر بھارتی جارحیت اور پاکستان میں ڈرون حملوں سمیت افغانستان میں جاری امریکی ظلم و بربریت کے خلاف انہوں نے ''دفاع پاکستان کونسل'' بنا کر سیاسی پلیٹ فارموں سے بھارت کا مسخ چہرہ پوری طرح بے نقاب کر دیا تھا۔ اس لئے عالمی استعماری قوتوں، کٹھ پتلی افغان حکومت اور ہندوستان نے مل کر مولاناؒ کو راستے سے ہٹانے کا تہیہ کیا ہوا تھا، اور بہت سے معاملات میں آپ کو اپنے لئے بہت بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے کیونکہ حضرت شہیدؒ پاکستان

اور افغانستان میں امن کے خواہاں تھے اور بیرونی طاقتیں پاکستان اور افغانستان میں حقیقی امن نہیں چاہتیں اور نہ مستحکم کرنے دیتی ہیں، اسی لئے مذکورہ حالات اور مختلف شواہد کی روشنی میں ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مولانا کی شہادت میں بیرونی قوتوں کا ہاتھ ہے اور وہ قوتیں گزشتہ ایک سال سے موقع کی تلاش میں تھیں،اس سلسلے میں متعلقہ قوتوں نے کئی اہم اجلاس بھی کئے ۔مولانا کو شہید کرنے کے لئے پہلے لاکھوں ڈالرز کی رقم کا معاوضہ رکھا گیا تھا جو بعد میں ڈبل کردیا گیا اور پھر اسے پاکستان کی حساس ترین سیاسی صورتحال میں بہت ہی گہری سازش اور سائنٹفک طریقے سے مولانا کو شہید کرکے عملی جامہ پہنایا گیا ان ممالک نے مولانا کی شہادت کے دوسرے دن ہی سے اپنے سرکاری ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا گروپس پر خوب مسرت اور جشن کا اظہار کیااور کردارکشی کی گئی اور مولانا کی شہادت کو اپنے لئے بہت بڑی سیاسی فتح قرار دیا۔منفی پروپیگنڈوں ،من گھڑت الزامات اور حتیٰ کہ اپنی دیرینہ نفرت کا اظہار ڈانس اور بھنگڑوں کے ذریعے سے کیا پھر بھارتی جرنیل نے اپنے ٹویٹ کے ذریعے افغان حکومت کو مشن کی تکمیل و ٹارگٹ پورا کرنے کی مبارکباد بھی دی اور واشنگٹن میں مقیم افغان سفارتکار بھی ساری اخلاقی وسفارتی حدود کو پھلانگتے ہوئے مولانا کی شہادت پر میڈیا میں پوری طرح بے نقاب ہوگئے ،اس تمام صورتحال کے پیش نظر جمعیت علمائے اسلام اور خاندان حقانی کو پولیس سمیت دیگر سیکورٹی اداروں نے تفتیشی سلسلے کے بارے میں بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ پولیس اور تفتیشی اداروں کی ایک ماہ کی سرتوڑ کوشش اور ڈی این اے اور پولی گرافک رپورٹس کسی بھی شخص سے میچ نہیں کررہے اور پولیس اور دیگر اداروں نے قتل سے جڑی سوشل میڈیا میں کئی منفی خبروں اور رپورٹس وغیرہ کو بھی من گھڑت قرار دیا اور کیس کو اب تک ''اندھاقتل'' قرار دیا ہے،بعض شواہد کی بنیاد پر جمعیت یہ سمجھتی ہے کہ اگر ملزمان پاکستان سے فرار ہوگئے ہیں تو حکومت پاکستان اور وزارت خارجہ سے یہ کہتے ہیں کہ وہ افغان حکومت اور ہندوستان سے اس بارے میں وضاحت طلب کرے اور ہمارے تحفظات والزامات ان کے سامنے رکھے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے عملی اقدامات اٹھائے کیونکہ حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پاکستان و عالم اسلام کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے اور اب حکومت کے تحقیقاتی اداروں کیلئے مولاناؒ کے اصل قاتلوں کو گرفتار کرنے اور اس بین الاقوامی سازش کو بے نقاب کرنے کا اصل چیلنج کا سامنا ہے۔

مولاناؒ کے صاحبزادگان نے تفتیش کے سلسلے میں حکومت اور راولپنڈی اسلام آباد کے تفتیشی اداروں اور پولیس انتظامیہ کے ساتھ مکمل اور بھرپور تعاون کیا ہے اور کئی گھنٹوں پر مشتمل بیسیوں تفتیشی میٹنگز سمیت ملزموں کی تلاش کے سلسلے میں ہر قسم کی معاونت فراہم کی گئی اور مولانا احمد شاہ (ڈرائیور مولانا سمیع الحق شہیدؒ) کو بھی ان کی باہمی رضامندی کے ساتھ تیسرے روز بوقت ظہر تفتیشی اداروں کے سپرد کیا گیا ہے (جو پانچ ماہ مسلسل پولیس اور ریاستی اداروں کی تحویل وتفیش میں رہے، آخر کار عدالت عالیہ نے انہیں باعزت طور پر رہا کردیا۔ گرفتاری کا مقصد تفتیش کا رُخ موڑنے اور حالت کنٹرول کرنے کے لئے تھا، جس پر افسوس اور مذمت کی جاتی ہے) جمعیت اس سلسلہ میں تحقیقات میں ہونے والی ٹھوس پیش رفت کا آخر وقت تک انتظار کرے گی اور سیاسی وقانونی جدوجہد کے ذریعہ اپنے قائد شہیدؒ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بھرپور جدوجہد کرے گی۔

اس موقع پر مرکزی امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان مولانا حامد الحق حقانی نے واضح کیا کہ مولانا شہیدؒ کا مشن جاری رکھا جائے گا، جو بین الاقوامی قوتیں ان پر حملے میں ملوث ہیں ان کا سیاسی پلیٹ فارم سے جواب دیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ حضرت ابتداء ہی سے اپنے ایمانی موقف پر چٹان کی طرح قائم تھے، اسی لئے پاکستان اور اسلام دشمن قوتوں کا اولین ہدف تھے، مختلف ممالک اور ان کے حاشیہ برداروں کی طرف سے ان کی شہادت کے سانحے کا رخ موڑنے کی جو بھونڈی اور گھٹیا کوششیں ابتدا ہی سے کی جارہی ہیں اس میں یہ لوگ مکمل طور پر ناکام ہوگئے ہیں اور مولانا کی شخصیت اوران کا مشن سطحی اور سفلی ہتھکنڈوں کے ذریعے سے تاریخ کے اوراق سے نہیں کھرچا جاسکتا۔ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے سلسلہ میں مولانا سمیع الحقؒ کا قائدانہ کردار بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے، اسی طرح تحریک طالبان اور جہاد افغانستان کے سلسلے میں آپ کا جراتمندانہ مؤقف بھی دنیا کے سامنے آشکارا ہے اور جمعیت بین الاقوامی قوتوں کو ہی اصل مجرم سمجھتی ہے۔ ملک بھر میں حضرت مولانا شہیدؒ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کیلئے سیمینار تقریبات اور اجتماعات منعقد کئے جائیں گے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا جائے گا۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان نے اپنے تمام کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ دیگر تنظیموں، سیاسی ومذہبی شخصیات اور دینی مدارس کو ان تقریبات میں شرکت کی دعوت دیں۔

Statement of Islamic Emirate regarding martyrdom of Moulana Sami-ul-Haq.

امارت اسلامی افغانستان کی طرف سے اظہار تعزیت

in Statements November 3, 2018

It is with great sadness to have learnt that a renowned Islamic scholar of Pakistan and chancellor of darululom haqqania hazrat Molana Samiulhaq was martyred bay unknown assailants surely to Allah we belong and to hamid the return. The Islamic Emirate of Afghanistan considers the martyrdom of Molana Samiulhaq sahib a great loss for the entire Islamic Umma and specifically for the Muslim nation of Pakistan we extend our deepest condolences to the honorable family of maolana sahib, to jamiat ulama-e-islam party in pakistan , all Islamic foundations and the muslim ummah in general and ask Allah (swt) to grant Molana sahib jannat ul firdos (highest paradise) and to nation and the entire Ummah. Shaheed Maolana Samiulhaq sahib had devoted his entire life to the service of islam in academic and political spheres and was martyr and in this path.

اللهم اغفره وارحمه تجاوز عنه

islamic Emirate of Afghanistan 24- 02- 2018

11-08-1397 hijri solar

02-11-2018 gregorian

(ترجمہ) افسوسناک والمناک خبر سے معلوم ہوا کہ پاکستان کے معروف عالم دین اوردارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحقؒ کو نامعلوم افراد نے شہید کردیا انا للہ وانا الیہ راجعون اسلامی امارات افغانستان مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کو مسلم امہ اور خصوصاً پاکستان کی عوام کے لئے عظیم سانحہ سمجھتی ہے۔ مولانا کے محترم خاندان اوران کی جماعت جمعیت علمائے اسلام پاکستان ،تمام اسلامی تنظیموں اور مسلم امہ کو تہہ دل سے تعزیت پیش کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اوران کے ساتھ ساتھ پوری قوم اورامت کو صبر جمیل سے نوازے۔ شہید مولانا سمیع الحقؒ نے تمام عمر اسلامی علوم اور سیاست میں اپنی خدمات پیش کیں اوراسی راستے پر جام شہادت نوش فرمایا۔

ادارہ

ایرانی قونصل جنرل محمد بیگی صاحب کی ایرانی حکومت کی جانب سے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر اظہار تعزیت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

No:1032....040705

Date:05-11-2018

Dear Brother H.E. MR.HAMID UL HAQ

Aciting Ameer of jamiat ulaama-e-Islam (s)

Assalam-o-Alaikom! The apprehension & martyrdom news of H.E.Mr. Sami -ul-haq ,the Ameer of JUI(s) distressed me much. Certaninaly the Martyr was very tolerant resistant & untiring personality and is worthy of every kind of appreciation & homage. Loss of such personalities is counted as a great loss, which is hoped that God the alamighty may with his bountiful blessing compensate it for the nation of Pakistan. I express my condolences on this great tragedy to your Excellency ,the Governament & nation of the I.R of pakistan and also the honorable family of the deceased and pray to ALLAH the Almighty for forgiveness & mercy on him and patience & erward for His Eccellency,s honorable family and good health & success for your Excellency.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

your Sincerely

Muhammad B.Beigi (Counsal General)

(ترجمہ) برادرم حامد الحق، قائم مقام امیر جمعیت علمائے اسلام (س)

السلام علیکم! عزت مآب جناب مولانا سمیع الحقؒ کی المناک شہادت کی خبر نے مجھے نہایت صدمہ پہنچایا، شہید بہت ہی متحمل، انتھک شخصیت کے مالک تھے جن کی جتنی تعریف اور خراج عقیدت پیش کی جائے کم ہے۔ ایسی شخصیت کا بچھڑنا عظیم نقصان ہے اور امید کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ اس نقصان کے مداوا کے طور پر قوم پاکستان پہ اپنی ان گنت رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ میں اس عظیم سانحہ پر حکومت، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام اور مرحوم کے محترم خاندان سے تعزیت کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ ان پر اپنا رحم اور مغفرت فرمائیں اور عزت مآب کے اہل خانہ کو صبر جمیل اور اجر عطا فرمائیں اور آپ کو اچھی صحت اور کامیابی عطا فرمائیں۔

آپ کا مخلص محمد ب بیگی، (کونسل جنرل)

ادارہ

سینیٹ آف پاکستان کا مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے سانحہ پر تعزیتی قرارداد

تعزیتی قرارداد

یہ ایوان ممتاز عالم دین اور سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔

سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کو اکوڑہ خٹک کے شہر نوشہرہ میں پیدا ہوئے، انہوں نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی اور اسی دارالعلوم حقانیہ سے گریجویشن کیا، سابق سینیٹر نے ۱۹۸۰ء میں عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا، ۱۹۸۸ء میں انہوں نے اپنی سیاسی جماعت جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق) قائم کی۔ وہ ۱۹۸۵ تا ۱۹۹۱، ۱۹۹۱ تا ۱۹۹۷، اور ۲۰۰۳ تا ۲۰۰۹ تین دفعہ سینیٹر منتخب ہوئے، وہ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۵ مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔

مولانا سمیع الحق ۱۹۴۷ء میں اکوڑہ خٹک میں قائم کی گئی عظیم دینی درسگاہ کے سربراہ تھے، بحیثیت رکن سینیٹ مولانا مرحوم سینیٹ کی مختلف قائمہ کمیٹیوں کے چیئر مین اور رکن رہے اور قومی اور بین الاقوامی مسائل کے حل کیلئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں، انہوں نے کئی اہم مسائل پر بھرپور تقاریر کیں، بحیثیت عالم دین اور سیاسی رہنماء ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اللہ ان کے اہل وعیال کو اس نا قابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبر جمیل عطاء فرمائے۔

ادارہ

قومی اسمبلی میں مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پر مذمتی قرارداد منظور

۶ نومبر (اسلام آباد) قومی اسمبلی نے آج ایک متفقہ قرارداد کی منظوری دی جس میں جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی شہادت پر سفاکانہ کردار کی مذمت کی گئی ہے۔

یہ قرار داد پارلیمانی امور کے وزیر مملکت علی محمد خان نے پیش کی تھی جس میں مولانا سمیع الحق کو ان کی مذہبی، تعلیمی اور سیاسی خدمات پر زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

قرارداد میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ مستقبل میں ایسے واقعات سے بچنے کیلئے قومی قیادت کو جامع سیکورٹی کی فراہمی کے حوالے سے ضروری اقدامات کرے۔

قرارداد میں مولانا سمیع الحق کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

سینیٹ میں بھی ایک متفقہ قرار داد منظور کی گئی جس میں ممتاز مذہبی رہنماء اور سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق کی مظلومانہ شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔

قرارداد میں مولانا سمیع الحق کو ان کی سیاسی اور مذہبی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ (تفصیلی قرارداد سے ماخوذ)

ادارہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

کی شہادت کے بعد میڈیا کو جاری کی گئی اہم پریس ریلیز

۴رنومبر (اکوڑہ خٹک) جامعہ دارالعلوم حقانیہ، جمعیت علمائے اسلام (س) کی مجلس شوریٰ اور خاندان حقانی نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے حوالے سے پالیسی بیان جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحقؒ ایک بین الاقوامی اور عالمگیر شخصیت تھے، وہ نہ صرف ایک بہت بڑے تعلیمی ادارے کے مہتمم اور سیاسی جماعت کے امیر تھے بلکہ اس وقت ساری دنیا میں اسلامی بیداری اور انقلابی تحریکات کے سرپرست اور پشتیبان تھے، خصوصاً جہاد افغانستان کے تمام ادوار اور خصوصا مجاہدین لیڈروں کی آپس کی چپقلش مٹانے، صلح جوئی میں نمایاں کردار ادا کیا اسی طرح تحریک طالبان افغانستان کے سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے پرزور حامی رہے، اسی لئے امریکہ، مغربی دنیا، ہندوستان اور افغان گورنمنٹ انہیں ''فادر آف طالبان'' کے لقب سے طنزاً یاد کیا کرتے تھے حالانکہ انہوں نے تمام عمر قیام امن، صلح اور افغانستان کے متحارب گروپوں کے درمیان مذاکرات کی بھرپور کوششیں کی تھی اسی طرح پاکستان میں بھی فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے میں موثر کردار ادا کیا، سیاسی لحاظ سے حضرت مولانا اپنے عظیم والد صاحبؒ کے ساتھ ۱۹۷۰ء سے سرگرم عمل تھے، پھر ۱۹۸۳ء سے وفاقی مجلس شوریٰ اور تین بار سینٹ آف پاکستان کے ۱۸ سال ممبر رہے لیکن اس تمام سیاسی کیریئر میں آپ نے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی ہمیشہ کھل کر مخالفت اور تعمیری تنقید جاری رکھی اس کے ساتھ آئین میں اسلامی ترامیم و دفعات کو شامل کیا اور دستور سازی میں زبردست کردار ادا کیا۔

اس کے علاوہ چون (۵۴) سالہ علمی، ادبی اور صحافتی سفر میں بھی درجنوں کتابیں، ہزاروں صفحات تحریر کیں۔ زندگی کے لحات تک قرآن کریم کی شہرہ آفاق تفسیر ''تفسیر امام لاہوری'' کی تقریباً سات ہزار صفحات خود ایڈٹ و مرتب کی اور متعدد کتابیں اردو، عربی، فارسی، پشتو، انگلش میں شائع کیں اس ہمہ گیر، شخصیت نڈر اسلامی رہنماء کی پوری زندگی جہد مسلسل اور اعلائے کلمۃ الحق میں گزری، کچھ

عرصہ سے افغانستان کی حکومت تحریک طالبان افغانستان کے ساتھ صلح کیلئے مولانا سمیع الحقؒ کے ساتھ رابطے میں تھی لیکن مولانا مذاکرات کیلئے حامی بھرنے کے ساتھ ساتھ اپنے پرانے موقف پر ڈٹے رہے کہ جب تک افغانستان سے بیرونی قوتوں کا انخلاء نہیں ہوتا وہاں پر مستقل بنیادوں پر امن کا قیام مشکل ہے اور طالبان حتمی مذاکرات کیلئے کھلے دل سے رضا مند نہیں ہوں گے ،ابھی پچھلے ماہ یکم اکتوبر ۲۰۱۸ء کو افغان سرکاری وفد سے دوبارہ اپنے تحفظات کا کھل کر اظہار کیا اس میں ناکامی کے بعد افغان حکومت اور اس کے میڈیا چینلز دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحقؒ کے خلاف منفی و زہریلا پروپیگنڈہ کرتے رہے۔ اس عظیم سانحہ کے فوراً بعد سارے عالم اسلام میں دکھ اور غم کی لہر دوڑ گئی تھی لیکن افغانستان کے اکثر و بیشتر چینلز اور خصوصاً سوشل میڈیا پر مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پر جشن منایا گیا اور مٹھائیاں تقسیم کی گئیں اور کارٹونز و پروپیگنڈے کئے گئے جس کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی کسی سے کوئی ذاتی دشمنی اور عناد نہیں تھا، مدرسہ حقانیہ سے لیکر جمعیت علمائے اسلام تک، ''دفاع پاکستان کونسل'' سے لیکر دیگر اسلامی تحریکوں تک، خاندان سے لے کر اہل علاقہ تک سب سے دوستانہ مراسم رکھتے تھے، سیاست میں حصہ لینے کے باوجود اپنی اعلیٰ ظرفی اور اخلاقی اقدار کی وجہ سے تمام طبقات میں یکساں محبوب ومقبول رہے ،مولانا مرحوم شہید پر جس بہیمانہ اور سفاکانہ انداز سے حملہ کیا گیا وہ انتہائی افسوسناک ہے۔

ہمیں انتہائی افسوس اور دُکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ملک کے کچھ لبرل عناصر اور مخصوص حلقوں کی جانب سے اپنی نااہلی کو چھپانے کیلئے کچھ متضاد قسم کے بیانات جاری کئے جارہے ہیں جو حقائق کے سراسر منافی اور بے بنیاد ہیں جب تک تمام ادارے قاتلوں اور تحقیقات کے بعد کسی نتیجے تک نہ پہنچ پائیں تو اس وقت تک بے بنیاد بیانات وتبصروں سے گریز کیا جائے ،مولانا کی شہادت کو فرقہ وارانہ یا ذاتی تنازعہ کا نام دینا انتہائی بے بنیاد واحمقانہ ہے ، ہزاروں لوگ ان کی جماعت اور دارالعلوم حقانیہ سمیت خاندان حقانی سمیت اس پر شاہد ہے کہ ان کی شہادت کوئی اندرونی خلفشار اور خاندانی جھگڑوں کا شاخسانہ نہیں بلکہ افغانستان ، انڈیا و بیرونی عالمی عناصر کی سازشیں اس میں واضح طور پر ملوث ہیں اور پھر مولانا کی شہادت پر ان کی خوشی ومسرت کی خبریں ہمارے خدشات کو بالکل واضح کررہے ہیں لہٰذا ہم سب ملک کے تمام مقتدر حلقوں سے دوٹوک کہتے ہیں کہ فوراً مولانا شہیدؒ کے اصل قاتلوں کو پکڑ کر قاتلوں کی نشاندہی کر کے انہیں حقیقی کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جمعیت علمائے اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کی انتظامیہ نے حادثے کے فوراً بعد اکوڑہ خٹک

اورخصوصاً پورے ملک میں پھر جنازہ کے موقع پر لاکھوں کے مجمع اور ہم خیال و ہم عصر مذہبی جماعتوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی تھی اور کررہے ہیں، یقیناً ریاست وحکومت ہماری تحمل مزاجی اور آئین کی پاسداری کا لحاظ رکھتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے فوری اقدامات کرے، دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ میں ہزاروں کی تعداد میں مولانا کی شہادت کی سلسلے میں تعزیت کا سلسلہ جاری ہے اور ملک کے کئی زعماء بھی یہاں تشریف لا رہے ہیں۔کل تیسرے روز ۵نومبر کوتعزیتی اجتماع ہوگا۔

۵رنومبر۲۰۱۸ (اکوڑہ خٹک) جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں قائد جمعیت، شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا تعزیتی سلسلہ جاری ہے، ہزاروں کی تعداد میں سیاسی زعماء علماء طلباء صحافی اوردیگر تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی نامور شخصیات نے شرکت کی اور شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحقؒ کی دینی، علمی، ملی، سیاسی خدمات کوخراج تحسین پیش کیا، قائدین نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت ملت اسلامیہ کے لئے عظیم سانحہ ہے اور جو خلا ان کی شہادت سے پیدا ہوا صدیوں تک پُرنہیں ہوسکے گا، اظہار خیال کرتے ہوئے سیاسی زعماء نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ، اسلامی سیاست کے عظیم قائد تھے، انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جو جدوجہد کی اس کی مثال نہیں ملتی اورانہوں نے اپنی انتھک محنت اور مدبرانہ سیاست سے پہلے کے تمام سیاسی قائدین کو پیچھے چھوڑ اورآئندہ کی ایک صدی کے لئے اپنے آپ کو مینارہ نور بنا کر پیش کیا، آئندہ ان کی سیاست کی ہی پیروی کی جائے گی، زعماء ملت نے مسند تدریس، تصنیف وتالیف، جہادی قوتوں کی سرپرستی، پاکستان میں امن کی بحالی، افغانستان میں غیرملکی تسلط کے ساتھ نبردآزما طالبان کی پشت پناہی، کشمیر، فلسطین، شام اوردیگر ممالک میں جاری آزادی کی تحریکوں کی حمایت اور پاکستان میں لبرل سیکولر، دین بیزار طبقوں کا مقابلہ کرنے پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی عظیم خدمات کا ذکر کیا اوراپنے اپنے مشاہدات اور ذاتی معلومات کی روشنی میں متفقہ طور پر قرار دیا کہ مولانا سمیع الحقؒ اس صدی کی ہمہ جہت شخصیت تھے اور زمانہ انہیں کبھی فراموش نہیں کرسکے گا، اجتماع کے اختتام پر ہزاروں علماء، سیاسی رہنماؤں، دانشوروں اور قائدین کی موجودگی میں حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور اور دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ نے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم کے طور پر مولانا انوارالحق صاحب اور نائب مہتمم کے طور پر مولانا حامدالحق حقانی کی دستار بندی کرتے ہوئے انہیں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا علمی اوردارالعلوم حقانیہ کے لئے انتظامی جانشین مقرر کیا

اوردعا کی کہ ان کی قیادت میں دارالعلوم پہلے سے زیادہ ترقی کرے اورعلوم نبوت کا یہاں سے جاری فیضان چاردانگ عالم میں پھیلتا رہے۔

---

۶ رنومبر (اکوڑہ خٹک) مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کے لئے چوتھے روز بھی مہمانوں کی آمد جاری ہے، صبح سے ملک کے سینئر سیاستدان، پارلیمنٹرین، علماء و مشائخ، صحافی اور دانشور سمیت مختلف مکاتب فکر کے رہنماء تعزیت کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔سینٹ آف پاکستان کا ایک بڑا وفد چیئرمین سینٹ جناب صادق سنجرانی کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ آیا، جس میں قائدایوان سینیٹر شبلی فراز، سینیٹر سجاد طوری، سینیٹر جاوید عباسی، سینیٹر نصراللہ دریشک وغیرہ شامل تھے۔انہوں نے دارالحدیث ہال میں طلباء اوراساتذہ کرام سے تفصیلی تعزیت اور خطاب کیا۔چیئرمین سینٹ نے کہا کہ اسلام اور پاکستان کے لئے مولانا سمیع الحقؒ کی خدمات کو تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا، دستور سازی مشکل ترین ادوار سمیت پارلیمانی جدوجہد اورخصوصاً سینٹ میں مولانا مرحوم کا بڑا کردار رہا ہے، اس سانحہ پر ہم سب مولانا سمیع الحقؒ کے خاندان، شاگردوں اور معتقدین سے دلی تعزیت کرتے ہیں، سینیٹر شبلی فراز نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے، سینیٹر سجاد طوری نے کہا کہ اتحاد بین المسلمین کے لئے مولانا سمیع الحقؒ کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔سینیٹر نصراللہ دریشک نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ پرحملہ نظریہ پاکستان پر حملے کے مترادف ہے۔سابق چیئرمین سینٹ وسیم سجاد نے کہا کہ مولانا سمیع الحق کی شہادت سے ذاتی طور پر انتہائی دکھی ہوں، انہوں نے ہمیشہ اسلام اور پاکستان کی سربلندی کے لئے جدوجہد کی۔جماعت اسلامی کے امیر جناب سراج الحق نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ ایک نظریہ اورایک مشن کا نام تھے، وہ بیک وقت صحافی، محدث، محقق، سیاستدان اورمجاہد تھے۔مولانا شہیدؒ نے زندگی کا بیشتر حصہ نفاذ اسلام کی جدوجہد کیلئے وقف کیا، جناب سراج الحق صاحب نے کہا کہ حکومت وقت ان کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچائے، سابق وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ نے پاکستان میں امن کیلئے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا، اگر پنڈی اسلام آباد میں مولانا سمیع الحقؒ جیسی شخصیت محفوظ نہیں تو اللہ ہی حافظ۔صوبہ خیبر پختونخوا کے ترجمان شوکت یوسفزئی نے کہا کہ جب پولیو ورکرز پر حملے ہورہے تھے تو اس وقت مولانا سمیع الحقؒ نے ہمیں سپورٹ کیا، مولانا سمیع الحقؒ کے بغیر پولیومہم میں ہماری کامیابی ممکن نہیں تھی۔انہوں نے کہا کہ وہ ایک پکے اور سچے محبّ وطن سیاستدان تھے۔معروف دفاعی تجزیہ نگار میجر (ر) عامر نے کہا کہ مولانا

سمیع الحق مرحوم میرے لئے استاد اور دوست کی حیثیت رکھتے تھے۔ان کی اور میری وجہ سے دارالعلوم حقانیہ اور دارالقرآن پنج پیر کے رابطے مزید مضبوط ہوئے ،انہوں نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ نے طالبان کو جس طرح پاکستان کا مقدمہ پیش کیا وہ قابل تحسین ہے ۔ملی یکجہتی کونسل کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل علامہ ثاقب اکبر نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت پورے عالم اسلام کے لئے کسی حادثے سے کم نہیں ۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد امت اور نفاذ اسلام کے لئے ان کی سیاسی ،قلمی اور تبلیغی کاوشیں ہمیشہ رکھی جائیں گی۔تبلیغی جماعت کے حضرت مولانا طارق جمیل صاحب نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ کی ۸۲سال کی عمر میں شہادت ان کی مغفرت ومقبولیت کا ثبوت ہے ، ان کی دینی ،سیاسی ،اصلاحی اور دعوتی خدمات ناقابل فراموش ہیں ۔تمام مہمانوں نے مولانا انوارالحق ،مہتمم دارالعلوم حقانیہ اور مولانا حامد الحق حقانی ،مولانا راشد الحق سمیع ، اسامہ سمیع ،خزیمہ سمیع ،مولانا عرفان الحق ، مولانا سلمان الحق سمیت ان کے خاندان کے دیگر افراد کے علاوہ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبا سے تعزیت کی۔

۷رنومبر (اکوڑہ خٹک) مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کیلئے پانچویں روز بھی مہمانوں کی آمد کا اکوڑہ خٹک میں سلسلہ جاری ہے۔پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنماء اور سابق گورنر کے پی کے مسعود کوثر نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی سیاسی و پارلیمانی جدوجہد پر انہیں خراج تحسین پیش کیا،ان کے ساتھ وفد میں سابق وزیر لیاقت شباب سمیت دیگر اہم رہنماء شامل تھے،جماعت الدعوہ اور ملی مسلم لیگ کے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ جہد مسلسل سے استعارہ تھے،افغانستان کا جہاد ہو یا دفاع پاکستان کا مسئلہ ہرجگہ مولانا شہیدؒ قیادت کرتے نظر آتے تھے۔مختلف تحریکوں میں ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا،مولانا مرحوم نے مذہبی وسیاسی اور جہادی قوتوں کو جس طرح خوبصورتی کے ساتھ متحد ومنظم رکھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اس وفد میں ان کے ساتھ ملی مسلم لیگ کے رہنماء حافظ یعقوب شیخ، جناب خالد ولید،سمیت دیگر اہم رہنماء شامل تھے۔جمعیت اہل حدیث کے مرکزی سربراہ سینیٹر علامہ ساجد میر صاحب وفد کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،انہوں نے مولانا شہیدؒ کی سیاسی ،ملی اور دینی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ اتحاد امت اور استقامت پاکستان کے لئے مولانا مرحوم کی خدمات کو رہتی دنیا تک لوگ یادرکھیں گے۔جمعیت علمائے اسلام (ف) بنوں کے امیر سابق سینیٹر قاری عبداللہ صاحب نے وفد کے

ساتھ شرکت کی اور مولانا مرحوم کو زبردست انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا سمیع الحقؒ شیخ الہند سے لے کر مولانا حسین احمد مدنیؒ تک والے قافلہ حریت کے امین تھے۔ ان کے ساتھ وفد میں سابق ممبران صوبائی اسمبلی مولانا عبدالرازق مجددی اور قاری گل عظیم شامل تھے۔

متحدہ جمعیت اہل حدیث کے سربراہ علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے تعزیتی خطاب میں کہا کہ عنفوان شباب سے مولانا سمیع الحقؒ کی قیادت میں کام کرنے کا موقع ملا، متحدہ شریعت محاذ سمیت کئی تحریکوں میں ان کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا۔ ہمیشہ ان کی قائدانہ صلاحیتوں اور نفاذ اسلام کے لئے ان کی انتھک جدوجہد کا معترف رہا ہوں۔ ان کے ساتھ وفد میں سید اسامہ بخاری، علامہ مقصود سلفی شامل تھے۔اسی طرح جمعیت اہل حدیث کے صوبائی صدر علامہ عبدالعزیز نورستانی نے وفد کے ہمراہ تعزیت کی۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے مولانا ڈاکٹر عادل خان ومولانا مفتی عبیداللہ خالد صاحبان (فرزندان شیخ سلیم اللہ خان بانی جامعہ فاروقیہ کراچی) مولانا حسین احمد (صوبائی مسئول وفاق المدارس) مولانا زبیر احمد صدیقی (مہتمم جامعہ فاروقیہ شجاع آباد) اور علمائے کشمیر کے ایک بہت بڑے وفد نے مولانا امین الحق کی قیادت میں جبکہ جماعت اسلامی کے وفد نے ڈاکٹر طارق سلیم کی قیادت میں مولانا شہید کی تعزیت کی۔

اس کے علاوہ خاکسار تحریک کے قائدین نے مولانا شہید کی قبر پر سلامی پیش کی جبکہ تبلیغی جماعت کے بیرونی وفود ملائیشیا اور افریقہ سے تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ انصار الامہ کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب نے بھی مولانا مرحوم کی دینی جدوجہد پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا، جبکہ اکوڑہ خٹک میں مسلسل مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جملہ پسماندگان حضرت مولانا انوار الحق حقانی، پروفیسر محمود الحق حقانی، مولانا حامد الحق حقانی، مولانا راشد الحق سمیع، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا سلمان الحق، مولانا لقمان الحق، مولانا عرفان الحق حقانی، اسامہ سمیع، خزیمہ سمیع سمیت دارالعلوم کے اساتذہ اور دیگر خاندان حقانی کے افراد نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دینی طبقات سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ مولانا مرحوم کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے ختمات قرآن اور مجالس ذکر کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ادارہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ
کی تعزیت کے لئے مہمانوں کی دارالعلوم حقانیہ آمد

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں قائد جمعیت، شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا تعزیتی سلسلہ جاری ہے، ہزاروں کی تعداد میں سیاسی زعماء، ممبران قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی، ارکان سینٹ، وفاقی وصوبائی وزراء، محققین ومصنفین، دانشور، کالم نگار، صحافی برادری، اقلیت رہنما، بیوروکریٹس، غیرملکی سفارتکار سمیت تمام مکاتب فکر کے علماء طلباء اور دیگر تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی نامور شخصیات نے شرکت کی اور شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی، علمی، ملی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، جس میں صدر پاکستان ڈاکٹر عارف علوی، سینٹ آف پاکستان کے چیئرمین جناب صادق سنجرانی، اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر، وزیردفاع پاکستان پرویز خٹک، گورنر خیبرپختونخوا شاہ فرمان، وزیراعلیٰ خیبرپختونخوا محمود خان، وزیراعلیٰ گلگت بلتستان حافظ حفیظ الرحمٰن سینٹ آف پاکستان کا ایک بڑا وفد چیئرمین سینٹ کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ آیا، جس میں قائد ایوان سینیٹر شبلی فراز، سینٹر سجاد طوری، سینیٹر جاوید عباسی، سینٹر نصراللہ شامل تھے، سابق چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد، حضرت مولانا فضل الرحمٰن (امیر جمعیت علماء سلام پاکستان) مولانا عبدالغفور حیدری، جماعت اسلامی کے امیر سینیٹر جناب سراج الحق، مرکزی جنرل سیکرٹری لیاقت بلوچ، خیبرپختونخوا کے امیر سینٹیر مشتاق احمد خان، مرکزی نائب امیر، سابق ایم این اے میاں محمد اسلم، سابق صوبائی وزیر صحت عنایت اللہ خان، قاضی حسین احمدؒ کے صاحبزادے جناب آصف لقمان قاضی صاحب اپنے خاندان کے ہمراہ تشریف لائے، اسی طرح ایم این اے مولانا عبدالاکبر چترالی، آزاد کشمیر کے رہنما عبدالرشید ترابی، تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا طارق جمیل صاحب، سابق وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان، صوبہ خیبرپختونخوا کے وزیر اطلاعات ونشریات شوکت یوسفزئی، معروف دفاعی تجزیہ نگار میجر (ر) عامر، ملی یکجہتی کونسل کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل علامہ ثاقب اکبر، ایم این اے نصراللہ خان دریشک، ایم

این اے غوث بخش مہر، سابق وزیر مولانا عبدالباقی کوہستان کے بھائی سابق ایم این اے محبوب خان، پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری، سینیٹر بیرسٹر اعتزاز احسن، مرکزی رہنما اور سابق گورنر کے پی کے مسعود کوثر، زمرد خان، سابق وزیر لیاقت شباب، صوبائی صدر ہمایون خان، صوبائی جنرل سیکرٹری فیصل کریم کنڈی، سابق وزیر داخلہ رحمان ملک، سابق وزیر اطلاعات چودھری قمر زمان کائرہ، عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماء حاجی غلام احمد بلور، سینیٹر الیاس بلور، مرکزی جنرل سیکرٹری میاں افتخار حسین شاہ، ملک جمعہ خان، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر جناب شہباز شریف، ن لیگ کے رہبر راجہ ظفر الحق، سابق گورنر ظفر اقبال جھگڑا، سابق وزیر اعلیٰ مہتاب عباسی، سابق وزیر اعلیٰ سینیٹر پیر صابر شاہ، سینیٹر جاوید عباسی، واپڈا کے سابق وفاقی وزیر چودھری عابد شیر علی، چودھری عابد رضا گجرات، مرکزی رہنماء سینیٹر چودھری تنویر، انجینئر امیر مقام، سابق وزیر پیر امین الحسنات شاہ، سابقہ وفاقی وزیر جناب سردار محمد یوسف، سابق صدر جناب فاروق احمد خان لغاری مرحوم کے صاحبزادے سابق وفاقی وزیر وصوبائی وزیر پنجاب سردار اویس احمد خان لغاری، جماعت اہل سنت والجماعت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا اورنگزیب فاروقی، مولانا دوتانی، جماعۃ الدعوہ کے پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب، شیخ عبدالرحمٰن مکی، ملی مسلم لیگ کے رہنماء حافظ یعقوب شیخ، جناب خالد ولید، سمیت دیگر اہم رہنما، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی سربراہ سینیٹر علامہ ساجد میر، سابق وفاقی وزیر مرکزی جنرل سیکرٹری سینیٹر حافظ عبدالکریم، مرکزی نائب امیر اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن شیخ علی محمد ابوتراب، مولانا عتیق الرحمٰن کشمیری، پروفیسر حافظ سجاد، پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان، پولیٹکل ایڈوائزر نعیم الحق، وفاقی وزراء کا وفد جس میں علی محمد خان، وزیر داخلہ شہریار خان آفریدی، وزیر برائے قدرتی وسائل چودھری غلام سرور، وزیر برائے مذہبی امور مولانا نور الحق قادری، وزیر توانائی عمر ایوب خان، سینیٹر بابر اعوان، پاکستان مسلم لیگ جنرل ضیاء الحق شہید کے سربراہ وسابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور محمد اعجاز الحق ان کے بھائی ڈاکٹر انوار الحق سابق وزیر پنجاب، پاکستان علماء کونسل کے سربراہ مولانا طاہر محمود اشرفی، پاکستان عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید، جنرل حمید گلؒ کے صاحبزادے اور تحریک نوجوانان پاکستان کے صدر عبداللہ گل، آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم اور مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عتیق احمد خان، جے یو پی کے صدر شاہ اویس احمد نورانی، جے یو پی گروپ کے ڈاکٹر مولانا ابوالخیر زبیر، جمعیت علمائے اسلام (ف) بنوں کے امیر سابق سینیٹر قاری عبداللہ، سابق ممبران صوبائی اسمبلی مولانا عبدالرازق مجددی اور قاری گل عظیم، متحدہ

جمعیت اہل حدیث کے سربراہ علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری، سید اسامہ بخاری، علامہ مقصود سلفی، جمعیت اہل حدیث کے صوبائی صدر علامہ عبدالعزیز نورستانی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے مولانا ڈاکٹر عادل خانؒ و مولانا مفتی عبیداللہ خالد (فرزندان شیخ سلیم اللہ خان بانی جامعہ فاروقیہ کراچی) مولانا حسین احمد (صوبائی مسئول وفاق المدارس) مولانا زبیر احمد صدیقی (مہتمم جامعہ فاروقیہ شجاع آباد) اور علمائے کشمیر کے ایک بہت بڑے وفد نے مولانا امین الحق کی قیادت میں جبکہ جماعت اسلامی کے وفد نے ڈاکٹر طارق سلیم کی قیادت میں مولانا شہیدؒ کی تعزیت کی۔ خاکسار تحریک کے قائدین نے مولانا شہید کی قبر پر سلامی پیش کی جبکہ تبلیغی جماعت کے بیرونی وفود ملائیشیا اور افریقہ سے تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

انصار الامہ کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل، خادم الحرمین الشریفین سلمان بن عبدالعزیز کی طرف سے سعودی سفارت خانہ کا ایک وفد اکوڑہ خٹک آیا جس میں سعودی نائب سفیر شیخ حبیب اللہ المختار اور مکتب الدعوہ پاکستان کے سربراہ الشیخ ابومحمد شامل تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنماء مولانا محمد خان شیرانی، قومی اسمبلی میں جمعیت علمائے اسلام کے پارلیمانی رہنماء مولانا عبدالواسع، جمعیت علمائے اسلام کے نظریاتی گروپ کے مولانا عبدالقادر لونی، عالمی ختم نبوت اور وفاق المدارس کے سربراہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ، مولانا زرولی خانؒ (مہتمم احسن العلوم کراچی) وفاقی وزیر مواصلات ملک امین اسلم، اسپیکر کے پی کے اسمبلی مشتاق غنی، ڈپٹی اسپیکر محمود خان، قلات کے ایم این اے محمود شاہ، اہل تشیع کے علماء علامہ عابد حسین شاکری، سابق سینیٹر علامہ جواد ہادی، اور مولانا ارشاد حسین شیرازی وغیرہ، مسلم لیگ ق کے غلام مصطفیٰ ملک، عالمی ادارہ صحت (اقوام متحدہ) کے پاکستانی سربراہ ڈاکٹر نیا، صحافیوں کے متعدد وفود طاہر خان، ہارون الرشید، افتخار مشوانی، محمد صدیق انظر، راجہ خرم پرویز، چترال کے علماء وعمائدین کا بڑا وفد، وزیرستان وانا کے ڈاکٹر مولانا تاج محمد خانؒ، مولانا زرولی خان حقانیؒ، مولانا عبدالحلیم حقانی، مولانا جان محمد حقانی، مولانا سلطان حقانی، فیصل آباد جامعہ امدادیہ کے مولانا مفتی زاہد، سابقہ وزیراعلیٰ کے پی کے شمس الملک وغیرہ ممبر قومی اسمبلی علی خان جدون شامل تھے، صوبہ بلوچستان کے سابق وزیراعلیٰ نواب اسلم خان رئیسانی، سابق ارکان قومی اسمبلی مولانا محمد قاسم، مولانا غلام صادقؒ، مولانا عبداللہ شاہ، مولانا سعید سرور، مولانا محمد رمضان علوی، قاری محمد اخلاق مدنی، قاری حسنات، قاری فضل ربی، معروف صحافی خوشنود علی خان، جنگ جیو گروپ کے معروف صحافی وتجزیہ نگار حامد میر، جیو کے اینکر جاوید اقبال، معروف صحافی پیر سید سفید شاہ مرحوم، پیر سید ہارون شاہ،

جامعہ اشرفیہ صغیر پشاور کے مہتمم مولانا ارشد علی قریشی، جامعہ مسجد مہابت خان کے خطیب مولانا طیب قریشی، مسجد قاسم علی خان کے مولانا شہاب الدین پوپلزئی، مولانا عبدالحئی حقانی، مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا سبز علی خان، مولانا عبدالواحد درسمند، مولانا مفتی محمد سردار، مولانا عبدالحسیب حقانی، مولانا سعید الرحمٰن، مفتی ظفر زمان، مولانا محمد اسرائیل، مولانا امان اللہ حقانی، مولانا عبدالبصیر شاہ، مولانا غنی الرحمٰن، مولانا رفیع اللہ، حاجی غلام علی سینیٹر کمشنر پشاور شہاب علی شاہ، سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو شہاب خان، مولانا نثار اللہ باچا، مولانا نورالحق قادری، مولانا شمس الامین پیر آف مانکی شریف، مولانا صاحب حسین، مولانا عبدالشکور، عبدالغفار روپڑی، حافظ عبداللہ، مولانا عصمت اللہ ایم این اے، مولانا صلاح الدین ایم این اے، مولانا میاں اجمل قادری، جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے رہنماء مولانا بشیر احمد شاد، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا احمد علی ثانی، مولانا ظہیر الدین بابرؒ ایڈوکیٹ کے صاحبزادے غازی الدین بابر، غیاث الدین بابر، مولانا خلیل الرحمٰن حقانی، مولانا قدرت اللہ، مولانا سیف الرحمٰن درخواستی، مولانا محمد اسعد درخواستی، مولانا محمد ایوب خان ثاقب، مولانا زاہد الراشدی، مولانا نجم الدین درویش، مولانا عبدالقیوم میرزئی، مولانا اللہ داد، مولانا طاہر شاہ حقانی، مولانا عبدالحلیم حقانی (پشین) مولانا شفیق دولتزئی، مولانا شاہ عبدالعزیز، مولانا اعظم حسین، بریگیڈئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن، مولانا کفایت اللہ (سابق ناظم وفاق المدارس) معاویہ اعظم طارق، ابراہیم قاسمی (مرکزی صدر پاکستان راہ حق پارٹی) مولانا سید محمد کفیل بخاری، سابق وزیر تعلیم کے پی کے مولانا فضل علی حقانی، جامعہ اشرفیہ کے مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب، نائب مہتمم حضرت مولانا ارشد صاحب، مولانا حافظ زبیر، مولانا حماد حسن، مولانا اسد حسن، جامعہ دارالخیر کراچی کے مہتمم اور سواد اعظم پاکستان کے سربراہ اور جمعیت علماء اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جمعیت کے مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا اسفندیار خان، صوبہ سندھ کے امیر قاری عبدالمنان، حافظ احمد علی، قاری حماد مدنی، مفتی احمد الرحمان، مولانا اسعد تھانوی، مولانا مفتی زرولی خان، حضرت مولانا پیر لیاقت علی شاہ کراچی، جمعیت علماء اسلام پاکستان اور دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ اور دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جانشین مولانا حامد الحق حقانی اوران کے برادران وخاندان حقانیہ سے تعزیت کی۔

ادارہ

بیرون ممالک میں تعزیتی اجتماعات

- ...... سعودی عرب، فلسطین، افغانستان، یورپ، امریکہ، کینیڈا، ایران و دیگر ممالک میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر تعزیتی ریفرنسز اور سیمینارز
- ...... سعودی عرب میں منعقد ہونے والی ۱۴۔۱۵ رنومبر کانفرنس میں مولانا شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین وتعزیت
- ...... سعودی وزیر مملکت شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ، نائب وزیر مذہبی امور شیخ عبدالعزیز العمار، مکتب الدعوہ پاکستان کے سابق سربراہ شیخ ابوسعد الدوسری کے تعزیتی مکتوب
- ...... او آئی سی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر یوسف بن احمد العثمین کی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین اور تعزیت
- ...... جامعۃ الازہر کے نائب رئیس پروفیسر صالح عباس جمعۃ صالح اور ڈاکٹر محمد جوینی نائب سربراہ اسلامک ڈیویلپمنٹ بینک جدہ کی مولانا شہیدؒ کو خراج تحسین اور تعزیت
- ...... عالمی ادارہ صحت کے ریجنل ڈائریکٹر ڈاکٹر احمد المنظری کا تعزیتی خط
- ...... مدرسہ صولتیہ مکہ کے شیخ الحدیث سعید عنایت اللہ، شیخ ہشیمؒ اور شیخ سیف الرحمٰن کی تعزیت

....

بیرون ممالک میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے حوالے سے مختلف تعزیتی محافل و سیمینارز کا انعقاد کیا گیا جبکہ ہزاروں لوگوں نے فونز سمیت ای میلز، واٹس اپ، وغیرہ پر ان گنت تعزیتی پیغامات بھیجے۔ افغانستان ، ایران، مصر، فلسطین، قطر، ترکی، امریکہ ،کینیڈا سمیت دیگر مغربی ممالک میں بھی مولانا مرحوم کی یاد میں تعزیتی پروگرام منعقد کئے گئے جبکہ سعودی عرب میں منعقد ہونے والی ۱۴۔۱۵رنومبر کانفرنس جس میں حضرت مولانا شہیدؒ بھی مدعو تھے، منتظمین کانفرنس نے مولانا شہیدؒ کو زبردست انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۲۱ر نومبر: اسلامی مشاورتی گروپ کا پانچواں سالانہ اجلاس او آئی سی ہیڈ کوارٹر جدہ سعودی عرب میں منعقد ہوا، جس کی صدارت امام کعبہ و سربراہ انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ شیخ صالح بن عبداللہ بن حمید اور او آئی سی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر یوسف بن احمد العثیمین نے کی، اجلاس کے افتتاحی خطاب میں امام کعبہ شیخ صالح بن عبداللہ بن حمید نے اسلامی مشاورتی کونسل کے اہم رکن مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ ایک عظیم ہستی سے محروم ہوگئی جو امت کو یکجا کرنے کی فکر میں رہتے تھے ان کی شہادت سے صرف پاکستان ہی محروم نہیں ہوا بلکہ پوری مسلم امت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ان کا میرے ساتھ انتہائی برادرانہ اور مشفقانہ تعلق تھا، انہوں نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے صاحبزادے جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ اور جامعہ حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی، جامعہ کے مہتمم مولانا انوار الحق اور دیگر اہل خانہ سے تعزیت کی۔اس کے علاوہ او آئی سی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر یوسف بن احمد العثیمین نے بھی اپنے خطاب میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے اہل خانہ سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔کانفرنس میں شریک جامعۃ الازہر قاہرہ مصر کے نائب رئیس پروفیسر صالح عباس جمعۃ صالح ،ڈاکٹر محمد جوینی نائب سربراہ اسلامک ڈیویلپمنٹ بینک جدہ نے بھی زبردست الفاظ میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی خدمات کو سراہا، اس کے علاوہ سعودی وزیر مملکت شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ ، نائب وزیر مذہبی امور شیخ عبدالعزیز العمار،مکتب الدعوہ پاکستان کے سابق سربراہ شیخ ابوسعد الدوسری نے مولانا حامد الحق حقانی اور اہل خانہ کے نام تعزیتی مکتوب میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور ان کی امت مسلمہ کے لئے لامتناہی خدمات کو زبردست انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔

سعودی حکومت نے پاکستان میں متعین اپنے نائب سفیر اور دیگر سفارتی عملہ کو اس سے قبل مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تعزیت کے سلسلے میں جامعہ حقانیہ بطور خاص بھجوایا تھا اور انہوں نے خادم الحرمین الشریفین کی طرف سے مولانا حامد الحق حقانی سے تعزیت کی۔اس کے علاوہ گزشتہ دنوں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا غائبانہ نماز جنازہ حرم شریف مکہ مکرمہ میں بھی پڑھا گیا، بعد میں عالمی ادارہ صحت کے ریجنل ڈائریکٹر ڈاکٹر احمد المنظری نے مولانا حامد الحق حقانی کے نام اپنے تعزیتی خط میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی فلاحی ،سماجی اور خصوصاً صحت عامہ کے حوالہ سے گرانقدر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے شیخ الحدیث الدکتور سعید عنایت اللہ، شیخ ہشیمؒ اور شیخ سیف الرحمٰن نے بھی مولانا حامد الحق حقانی سے مولانا شہید کی تعزیت کی۔

مولانا محمد طیب قریشی

خطیب تاریخی مسجد مہابت خان پشاور

تہران کانفرنس میں حضرت شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین

تہران کانفرنس منعقدہ ۲۵ نومبر ۲۰۱۸ء میں دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں کے قائدین نے شرکت کی راقم کو بھی اس کانفرنس میں پاکستان سے مدعو کیا گیا تھا، کانفرنس میں اخوان المسلمون، حماس، حزب اللہ، تیونس، الجزائر، سوڈان، ترکی، افریقی ممالک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، شام، عراق کے مفتی اعظم اہل سنت اور ایران کے قائدین وغیرہ شامل تھے، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کانفرنس کے میزبان جناب محسن الاراکی نے قائد جمعیت امام الشہداء حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی علمی اور اتحاد امت کے لیے ان کی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، انہوں نے حماس کے قائد شیخ احمد یاسینؒ کی شہادت کے بعد عالم اسلام کیلئے امام الشہداء مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت کو دوسرا بڑا سانحہ قرار دیا اور ان کی شہادت کو عالم کفر کی سازش قرار دیا اجتماع کے آخر میں مذمتی قرارداد بھی پیش کی گئی۔اس کے علاوہ خامنائی صاحب سے ملاقات کے موقع پر صدر محمود احمدی نژاد سے بھی ون ٹو ون ملاقات ہوئی کیونکہ ان سے ذاتی جان پہچان ہے، حضرت والد مولانا یوسف قریشی مرحوم (خطیب مسجد مہابت خان) نے پہلے جناب احمدی نژاد سے ملاقات کی تھی، میرے والد محترم کی وفات کا سن کر انہوں نے دکھ کا اظہار کیا، پھر ملاقات کے دوران جناب محمود احمدی نژاد نے امام الشہداء مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کا خود ذکر کیا جس کے بعد انکو اباجی والا واقعہ بھی سنایا اور اباجیؒ سے خاندانی رشتے کا بھی بتایا کہ ہم تمام اہل خاندان ان کو ''اباجی'' کے نام سے کیوں پکارتے تھے کیونکہ وہ سب کے روحانی باپ تھے، اباجی کی شہادت سے جناب محمود احمدی نژاد نے بڑا اثر لیا تھا اور آپ نے حضرت مولانا مرحوم کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور عالم کفر کے خلاف ان کی خدمات کو ناقابل فراموش قرار دیا۔اس کے علاوہ ایران کے علمائے اہلسنت جناب حضرت مولانا سید ابراہیم فاضل الحسینی (مہتمم جامعہ اسلامیہ عربیہ الاحناف خراسان) ایرانی حکومت کے معتمد خاص مولانا اسحٰق مدنی صاحب دامت برکاتہم نے بھی قائد جمعیت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کو عالم اسلام کیلئے بڑا صدمہ قرار دیا اور پسماندگان جناب مولانا حامد الحق اور جناب مولانا راشد الحق سمیع کیلئے تعزیتی پیغامات بھی دیئے اور مزید کہا کہ اہل سنت ایران کے علماء کا وفد تعزیت کیلئے جلد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا دورہ بھی کریگا۔حضرت اباجیؒ کی شہادت سے نہ صرف ایران بلکہ عالم اسلام اور ہمارا خاندان سب بہت متاثر ہوئے ہیں، آپ بڑے عظیم، ہر دلعزیز اور مشفق شخصیت کے حامل تھے، زندگی میں دارالعلوم کے دارالحدیث کی مسند پر مجھ جیسے طالب علم کو بھی جو عزت بخشی تھی وہ میری اوقات نہیں تھی۔اللہ تعالیٰ ہمارے اباجیؒ کی بال بال مغفرت فرمائے۔

ادارہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی تعزیت کیلئے آئے ہوئے سیاسی رہنماؤں کے بیانات

● صدر پاکستان جناب ڈاکٹر عارف علوی صاحب کی تعزیت کیلئے دارالعلوم آمد وخطاب

یکم دسمبر ۲۰۱۸ کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی تعزیت کے سلسلے میں ان کی رہائش گاہ واقع جامعہ دارالعلوم حقانیہ صدر پاکستان جناب ڈاکٹر عارف علوی صاحب تشریف لائے اور یہاں دارالعلوم میں انہوں نے مولانا صاحب کے اہل خانہ خصوصاً مولانا انوارالحق (مہتمم جامعہ حقانیہ) بڑے صاجزادے مولانا حامد الحق (امیر جمعیت علمائے اسلام (س)) پروفیسر محمود الحق حقانی و مولانا راشد الحق، ممبر صوبائی اسمبلی محمد ادریس سمیت اساتذہ دارالعلوم حقانیہ وغیرہ سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اوران کے والد کا پاکستان کی دستور سازی اور پارلیمانی جدوجہد میں ایک بھرپور کردار رہا ہے۔ دینی مدارس اور مذہبی علوم کے فروغ میں بھی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کی شہادت ہم سب کیلئے بہت بڑا صدمہ ہے۔حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے قاتلوں کو فوری گرفتار کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان جن مسائل سے گزر رہا ہے اس کو بحران سے نکالنے میں مولانا شہیدؒ کا ایک بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ وزیراعظم پاکستان عمران خان سمیت کئی امور پر انہوں نے ہماری رہنمائی کی۔ اس موقع پر مولانا حامد الحق حقانی نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا اور بھرپور مطالبہ کیا کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ حقیقت میں شہید پاکستان تھے ،انہوں نے ہمیشہ پاکستان کا دفاع کیا اور دنیا کے ہر فورم پر پاکستان کا مقدمہ بھرپور انداز میں لڑا۔انہوں نے ہمیشہ پارلیمانی وسیاسی جدوجہد پر یقین رکھا۔ان پر حملہ پاکستان پر حملے کے مترادف ہے لہٰذا ہم حکومت وقت سے بھرپور مطالبہ کرتے ہیں کہ ایک ماہ ہونے کو ہے اور ابھی تک قاتلوں کی گرفتاری کے حوالے سے ہمیں کوئی اطمینان بخش جواب نہیں مل رہا۔آپ ریاست کے سربراہ ہیں اس سلسلے میں ہم سب کی نگاہیں آپ کی طرف ہیں کہ آپ عدل وانصاف کے تقاضے پورے کریں گے اور مولانا صاحبؒ کے قاتلوں کو کٹہرے میں لاکر قرار واقعی سزا دلوائیں گے بعد میں صدر مملکت نے مولانا شہیدؒ کے مزار پر جاکر فاتحہ خوانی کی۔

- **مولانا احمد لدھیانوی صاحب** (سربراہ اہل سنت والجماعت پاکستان)

انتہائی واجب الاحترام علمائے کرام، زعمائے ملت، ملک کی مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے ذمہ داران، علاقے کے معززین! سانحہ پر امام المجاہدین، استاذ العلماء، شیخ القرآن والحدیث امیر جمعیت علماء اسلام، چیئرمین متحدہ علماء کونسل و دفاع پاکستان کونسل حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ (جنہیں دو روز قبل ظالم لوگوں نے بڑی قوتوں کے اشارے پر بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا) کی روح کو ایصال ثواب کیلئے اوران کی اولاد اورخاندان اور جماعت کے ذمہ داروں کے ساتھ آپ حضرات تعزیت کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سب کی حاضری کو شرف قبولیت عطاء فرمائے، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کتنے عظیم انسان تھے، وہ آپ نے کل کے جنازے کے اعتبار سے اندازہ لگا لیا، میں نے بڑے بڑے علمائے کرام اور سیاسی لوگوں کے جنازوں میں شرکت کی ہوئی ہے، میں نے اتنا بڑا جنازہ اپنی زندگی میں اس سے پہلے نہیں دیکھا، لوگ جس محبت وعقیدت کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے، آہ گزاری کرتے ہوئے میں اور آپ کل دیکھ چکے ہیں۔ یہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی سادگی کا حصہ ہے، شہادت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے، بڑے لوگوں کو ہم نے دیکھا، شہادت کے انتظار میں ان راستوں پر زندگی گزاری جس میں شہادت ملا کرتی ہے مگر اُن کو نہ مل سکی، حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ صاحب زندگی کے اس مقام پر پہنچے ہوئے تھے جہاں اس وقت چاہے سوچا بھی جا سکتا تھا کہ انہیں شہادت ملے گی مگر وہ لوگ جن کا مجھے معلوم ہے، وہ کبھی کبھی حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی پالیسیوں پر یا ان کے مختلف اندازوں پر تنقید اور تبصرے کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنا چہرہ اور جسم خون سے رنگین کر کے جامِ شہادت نوش کر کے، سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو گئے، یقیناً ان کے جانے سے ان کے بھائیوں کو، ان کے صاحبزادوں کو، ان کے عزیز واقارب کو، جماعت کے ذمہ داروں کو، ان سے محبت وعقیدت کرنے والوں کو تکلیف ہوئی ہوگی لیکن میں سمجھتا ہوں اس عمر میں بابا کو شہادت والی نعمت ملی ہے۔

ایمانداری سے زندگی کا حصہ انہوں نے پورا کیا ہوا تھا، مختلف بیماریوں اور ایسے حالات سے ایک مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ گزرے ہوئے تھے یعنی یوں لگتا تھا کہ اس بیماری میں بچ نہیں سکیں گے، اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت والی نعمت عظمیٰ سے مالا مال کر کے انہیں بہت بڑی سعادت سے نوازا ہے، ان کی نجات کیلئے یہ عنوان بھی کافی ہے، میں یہ جملہ اس انداز میں کہنا چاہوں گا، آپ لوگ دیکھتے ہیں، کچھ کو ضمانت پر رہائی ملتی ہے، کچھ ایسے ہوتے ہیں جو باعزت بری ہو جایا کرتے ہیں انہیں

آپ یوں سمجھے کہ بری بھی ہوسکتے ہیں، یہ دونوں چیزیں اس کے ذہن میں ہوا کرتی ہے، اس لئے ضمانت ہونے کے باوجود بھی اس کی ٹینشن باقی رہا کرتی ہے اور جو باعزت بری ہوجائے، وہ خوشی کے ساتھ عدالت سے نکل جاتا ہے، اس کی تمام ٹینشن ختم ہوجایا کرتی ہے، میں یہ بات کہہ کر یہ جملہ یوں کہنا چاہوں گا، جن لوگوں کو بھی موت آتی ہے، تبھی موت کے آنے کے بعد وہ نیک ہی کیوں نہ ہو، اسے آنے والے وقت میں قبر میں جاکر یہ خدشہ اور خطرہ رہتا ہے کہ آنے والے وقت میں اعمال کو تولا جانا ہے، جزاء اور سزا کا دور آنا ہے، کیا فیصلہ ہوگا لیکن جسے اس دنیا میں شہادت کی موت مل جائے، شہادت کی موت ملنے کے بعد شہید کے جسم کے خون کا قطرہ زمین پہ گرتے ہی اس کو جنت کی بشارتیں فوراً مل جایا کرتی ہیں، یہ بغیر کسی رکاوٹ کے سیدھا جنت میں داخل ہوتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں یہ دارالحدیث اور اس کے در و دیوار دیر تک سوگوار ہیں، جہاں بیٹھ کر مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ حدیث مبارکہ کے اسباق طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے اور میں بھی یہاں آیا کرتا تھا، انکی محبت یہ ہوا کرتی تھی، وہ ہمیشہ چھوٹوں کو بڑا بنایا کرتے تھے، میرے جیسا طالب علم جس نے کبھی سوچا نہیں ہوگا کہ اتنے بڑے دارالحدیث میں جہاں دو ہزار کے قریب طلباء دورہ حدیث کی کلاس میں پڑھ رہے ہوتے ہیں میرے جیسا طالبعلم ان سے آکر بیان کرے، یہ حضرت مولانا کی شفقت تھی، میں ابھی ایک مہینہ پہلے بھی یہاں پر آیا اور وہ انتظار میں رہے مجھے کسی وجہ سے راستے میں تاخیر ہوئی، میں پہنچا تو نیچے دروازے پر طلبا کیساتھ کھڑے تھے، طلباء کے ساتھ بڑی محبت سے کہا کہ آپکے انتظار میں ہم نے ایک گھنٹہ گذار دیا، اب نماز کا وقت ہے میں نے معذرت چاہی، بتانا یہ چاہتا ہوں کہ انکے جانے سے صرف جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے طلباء واساتذہ یتیم نہیں ہوئے، حضرت مولانا حامد الحق صاحب، مولانا راشد الحق صاحب انکے دیگر برادران یتیم نہیں ہوئے، جمعیت علمائے اسلام کے تعلق رکھنے والے ذمہ دار کارکنان یتیم نہیں ہوئے بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ملک عالم اسلامی میں پھیلے ہوئے مسلمان یتیم ہوئے ہیں اور وہ سب غم کی حالت میں اور افسردہ حالت میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی زندگی جو کہ ایک طویل زندگی ہے اور بڑے امتحانوں سے گذری ہوئی ہے، بڑی قربانیوں والی زندگی ہے، انہیں قبول فرما کر اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انکے جانے کے بعد ان شاء اللہ میرے سمیت میری جماعت کے تمام ذمہ داران کارکنان ملک بھر میں پھیلے ہوئے ''دفاع پاکستان کونسل'' کے ذمہ داران سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کارکنان وہ تمام کے تمام، میں مولانا حامد الحق حقانی صاحب کو جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داروں کے اس فیصلے کی تائید بھی کرتا ہوں اور میں اعلان کرتا ہوں، ان شاء اللہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید

رحمہ اللہ جیسے ہماروں جیسوں کے والدین ہمارے اوپر شفقت، محبت اور مہربانیاں کیا کرتے تھے۔

ان شاء اللہ العزیز حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب ان کے دیگر برادران جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ اور طلبائے کرام آنے والے وقت میں حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے اس پیغام کو آگے بڑھانے کیلئے ہم آپ کے ساتھ قدم بہ قدم چلا کرتے تھے، ان شاء اللہ آئندہ آپ کے ساتھ اسی انداز میں چلیں گے، جہاں آپ کو ضرورت پڑے گی، آپ ہمیں حکم فرمائیں گے ان شاء اللہ ہم سر کے بل چل کر یہاں اور جہاں آپ بلایا کریں گے ہم وہاں پر حاضر ہوا کریں گے، حضرت مولانا سید یوسف شاہ صاحب حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب، احمد علی شاہ صاحب اور بہت ذمہ داران یہاں موجود ہیں، حضرت کے بھائی بھی موجود ہیں، حضرت مولانا بشیر احمد شاہ صاحب بھی موجود ہیں، یہ زیادتی ہوگی کہ اپنے بھائی مولانا احمد شاہ سے تعزیت نہ کروں کیونکہ انہوں نے زندگی کا بیشتر حصہ حضرت کی خدمت میں گزارا، حضرت کو شہادت کا درجہ ملنا ہی تھا، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے درجات کو بلند فرمائے میں پھر ایک بار شکریہ کے ساتھ کہنا چاہوں گا، جمعیت علماء اسلام کے تمام ذمہ داران کو کہ آپ نے جو مولانا حامد الحق حقانی کا فیصلہ کیا ہے میں اپنی جماعت کی طرف سے تائید بھی کرتا ہوں ان شاء اللہ میرا اور میری جماعت کا مکمل تعاون آپ کے فیصلے کی تائید میں آپ کے ساتھ ہوا کرے گا۔

- **جناب راجہ ظفر الحق** (چیئرمین پاکستان مسلم لیگ ن)

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایک اچھے پارلیمانی لیڈر سے محروم ہوا اور ان کی خدمات دفاع پاکستان کیلئے سینٹ آف پاکستان کیلئے ہمیشہ زندہ رہیں گی، شاید ہی کوئی آدمی تاریخ کے ایسے باب سے گزرے، اس مدرسے کی خدمات شاید ہی امت میں کسی اور جگہ ہوں، مولانا حامد الحق حقانی، سے امید ہے کہ وہ اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھائیں گے، پاکستان پر جب بھی ایسا وقت آیا کہ کوئی بات کرنے اور سننے کے لئے تیار نہ تھا، یہی وہ شخصیت تھی جو پاکستان میں امن کیلئے آگے بڑھتے اور دنیا میں ایک رول پیش کرتے، پوری دنیا میں ہر شعبہ میں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، پاکستان کے گلی گلی میں جو دین کی خدمت ہو رہی ہے، وہ سب دارالعلوم حقانیہ کے توسط سے ہے، ہم کوشش کریں گے کہ حضرت کے مشن کو جاری رکھیں، یہ ہماری جگہ ہے ہم آتے جاتے رہیں گے۔

شہادت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی خواہش تھی پوری ہوگئی، ظالموں نے صرف ان کو شہید نہیں کیا بلکہ نظریۂ پاکستان کو شہید کرنے کی کوشش کی، اس ادارے کی نہ صرف دینی وتدریسی

خدمات ہیں بلکہ سیاسی خدمات میں بھی آگے ہے، جیسا کہ مولانا شہید رحمہ اللہ نے سینٹ میں ''شریعت بل'' پیش کیا یہ بہت بڑا کام ہے اور یہ کریڈٹ صرف مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو جاتا ہے، ہم بھی ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے۔انہوں نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں ہم انکی حفاظت کرینگے تاکہ اس کے سائے میں پاکستان کی حفاظت کرسکیں، اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائیں اور ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

- **جناب چوہدری نثار** (سابق وزیر داخلہ)

دارالحدیث ہال کے سامنے پریس کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ یقیناً بہت ظلم ہوا ہے بلکہ ہر شہری پر ایسے دن دھاڑے حملہ ہونا صرف لمحہ فکریہ ہی نہیں بلکہ ایک المیہ ہے اور یہ واقعہ ایک عالم دین پر دن دھاڑے راولپنڈی اسلام آباد کے اندر ہو، یہ تشویش سے بڑھ کر ہے، اس سانحے کا پانچواں دن ہے کہ قاتلوں کا سراغ نہیں ملا ہے اور یہ بھی تشویشناک ہے، میرا خیال ہے کہ پولیس کو، حکومت، اداروں کو، سیکورٹی انجینئرز کو جتنا جلد ہوسکے قاتلوں کو گرفتار کریں کیونکہ یہ جو نقصان ہوا ہے یہ صرف جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو نہیں اور نہ ان کے خاندان کا ہوا ہے بلکہ پورے پاکستان کا نقصان ہوا۔ ہر کوئی مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو ایک عالم دین کی حیثیت سے جانتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک محبّ وطن انسان تھے، ان کی ساری زندگی پاکستان کی حفاظت میں گزری، پاکستان کو جب بھی مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی ضرورت پڑی، آپ پیش پیش رہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔

سوال: ان کے شہادت کے پیچھے کیا محرکات ہوسکتے ہیں؟

جواب: ابھی اتنی جلدی یہ کہنا تو بہت مشکل ہے، البتہ میں صرف اتنا کہوں گا کہ جنہوں نے بھی یہ انسانیت سوز کام کیا ہے، وہ صرف مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے دشمن نہیں بلکہ پورے پاکستان کے دشمن ہیں اور انسانیت کے دشمن ہیں۔

- **جناب شہریار آفریدی صاحب** (اس وقت کے وزیر داخلہ)

پاکستان کے ایسے سپوت جن کو اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا اور ان کے پورے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت میں لگا دیا ہے اور وہ ایسے انسان تھے، جنہوں نے ''دفاع پاکستان کونسل'' اور امن پاکستان میں اہم کردار ادا کیا، وہ آج جس ظلم و بربریت کا شکار ہوئے ان کے قاتلوں کو ریاست

پاکستان کبھی معاف نہیں کرے گی، وزیر اعظم نے چین سے حکم دے کر آنے کا کہا اور وہاں سے تفتیش کا حکم بھی کیا ہے ۔ان شاء اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائیں گے اور مجھے مولانا حامد الحق حقانی اور پورے خاندان سے یہ امید ہے کہ وہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے کیونکہ ان کے ساتھ ہماری اچھی وابستگی رہی ہے ۔

● مولانا محمد قاسم بجلی گھر صاحب

حضرات علمائے کرام! آج ہم اور آپ ایک ایسی محفل میں شریک ہیں کہ بہت سارے غم ایسے ہوتے ہیں کہ بندہ جتنا بھی ان کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کرے لیکن نہیں نکال سکتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ زیادہ محسوس ہونے لگتے ہیں، ہمارا مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ اس زمانے سے محبت اور عقیدت کا تعلق ہے، جس زمانے میں مولانا عبدالحقؒ درس اپنی مسجد میں دیا کرتے تھے اور میرے والد محترم (مولانا بجلی گھرؒ) فرماتے تھے کہ میں کبھی کبھار وہاں بھی جاتا تھا تو ایک بار مجھے حضرت مولانا عبدالحقؒ نے فرمایا کہ بیٹے! آپ کے آنے پر میں بہت زیادہ خوش ہوتا ہوں اور آپ کے آنے پر حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمہ اللہ بھی بہت خوش ہوتے ہیں اور جب آپ ان کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہ بہت مسرت محسوس کرتے ہیں اور مجھے (یعنی حضرت مولانا بجلی گھرؒ) بہت زیادہ دعائیں دیا کرتے تھے اور بعد میں یہ دارالعلوم بنا تو پھر بھی میں یہاں آتا تھا تو میں کہتا تھا کہ حضرت میرے لئے دعا کیا کریں، جواب میں حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بجلی گھر مولانا صاحب! تمہیں تو میرا دل دعائیں دیتا ہے آپ جیسا مرد زندہ چاہئے مردہ نہیں، آپ جیسا مرد زمین کے اوپر درکار ہے نیچے نہیں۔ الحمدللہ ہمارا خانوادہ حقانی سے تعلق عقیدت واحترام کا ابتداء سے آج تک قائم ہے، ان شاء اللہ جب تک میں زندہ ہوں وہ برقرار رہے گا، ہمارے والد صاحب کی ایک عادت یہ تھی کہ جب کسی جلسے یا محفل کی طرف جاتے تو فرماتے کہ میں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ بنایا ہے کہ میں جلسے سے پہلے دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی زیارت اور مجلس کیلئے جاتا ہوں، ایک بار میں بھی دارالعلوم حاضر ہوا تو حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ درس دے رہے تھے، آپ نے سٹیج پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو حضرت نے طلباء کو فرمایا کہ مولانا قاسم صاحب کے والد صاحب کی عادت تھی، یہ اپنے والد کی طرح ہیں، جب اس راستے سے گزرتے ہیں تو پہلے اس جامعہ حقانیہ حاضری دیتے ہیں، اس پر بہت زیادہ خوش ہوتا ہوں کہ کم از کم آج تک وہ اپنے والد کی عادت کو جاری رکھے ہوئے ہیں، کبھی کبھار فرماتے تھے کہ ان طلباء کو رحمان باباؒ کے اشعار سنائیں، مختصر مولانا سمیع الحق شہید نور اللّٰہ مرقدہ وعمدہ اللّٰہ بغفرانہ کے متعلق جو باتیں ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے ۔

• مولانا قاری اکرام الحق صاحب (امیر عالمی ختم نبوت ضلع مردان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت اگر آسیہ ملعونہ یا اس جیسے گستاخوں کو بچانے کی کوشش ہو تو ہم دنیائے کفر کو ان کے ناپاک عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت کی پوری زندگی جہاد میں گزری چاہے وہ افغانستان میں ہو یا کشمیر ہو یا اور جگہوں میں حضرت نے ان کے لئے آواز اٹھائی، ان شاء اللہ یہ آواز نہیں دبے گی، دارالعلوم حقانیہ کا بچہ بچہ حضرت کے اس مشن کو جاری رکھے گا اور دنیا کفر کا مقابلہ کریں گے۔

حضرت نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیابت شہادت میں برقرار رکھی، میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے رنگے ہوئے قرآن کو دیکھا، جب حضرت کی شہادت کی خبر ملی تو سوچتا رہا کہ حضرت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نیابت کی اور یہ پوری دنیا کیلئے ایک سبق بن گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت قاسم نانوتویؒ وحضرت حسین احمد مدنیؒ کا نائب بن کر آج بھی ہماری صفوں میں ایسے افراد موجود ہیں جو بیاسی سال کی عمر میں بھی بے شمار چھریاں کھا کر شہادت حاصل کر سکتے ہیں لہٰذا مشن نہیں رُکے گا، حضرت کے آخری بیان کو سنا اور اس کے اقتباسات کو جمع کر کے آج چیف جسٹس ثاقب نثار کو دیکھ لیا کہ اس کو دل کا دورہ پڑ گیا ہے، حضرت تو دنیا سے گئے لیکن ان کا استقبال امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے، مجھے امام مالک رحمہ اللہ کی وہ بات یاد آ گئی فرمایا کہ ایک روایت جب میں نے سنی کہ قبر میں جب نبی علیہ السلام کے متعلق پوچھا جائے گا، ماذا تقول فی ھذا الرجل تو کوئی بھی موت نہیں چاہتا لیکن جب میں نے یہ حدیث سنی تو میں ہر وقت موت کی تمنا کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جائیگی۔ پہلے تو ایسا لگا کہ دارالعلوم حقانیہ اور مجاہدین یتیم ہو گئے لیکن نہیں بلکہ ان کو ایک اور ولولہ مل گیا، اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔

• سینیٹر جاوید عباسی (رہنماء ن لیگ)

میرے لئے ذاتی طور پر مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی شہادت ایک غم کی خبر ہے، انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے مفادات کو سامنے رکھ کر خدمات انجام دی، افغانستان وغیرہ کے مسائل کے حل میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا، انکے والد کے ساتھ میرا اچھا تعلق رہا تھا، میرے والد صاحب کی نماز جنازہ بھی انہوں نے پڑھائی تھی لہٰذا یہ شخصیت میرے لئے ذاتی طور پر بھی قابل احترام تھی، میری دعا ہے، کہ اللہ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو جنت میں اونچے مقامات سے نوازے۔

ضبط وترتیب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
رفیق موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

مولانا سمیع الحق شہیدؒ: حیات وخدمات کانفرنس

منعقدہ ۲ نومبر ۲۰۲۰ بروز پیر جناح کنونشن اسلام آباد

۲ نومبر بروز پیر جناح کنونشن ہال اسلام آباد میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی یاد میں ان کے علمی، دینی، ملی، سیاسی، مذہبی، جہادی اور پارلیمانی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے ایک تعزیتی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کے مذہبی وسیاسی رہنماؤں، علماء طلباء اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تقریب کا آغاز جامعہ عثمانیہ کے مہتمم اور شاہ فیصل مسجد اسلام آباد کے امام حضرت مولانا قاری اخلاق احمد مدنی کی پرسوز تلاوت سے ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کی خدمات مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرؤف فاورقی صاحب اور مفتی شیر محمد مغل صاحب انجام دے رہے تھے۔ اسٹیج پر تشریف فرما اکابر علماء اور سیاسی زعماء کی تفصیل درج ذیل ہے، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق حقانی، مولانا حامد الحق حقانی، مولانا احمد لدھیانوی، مولانا عبدالقیوم حقانی، جناب سینیٹر سراج الحق، جناب اعجاز الحق، مولانا خلیل احمد مخلص، جناب عبداللہ گل، مولانا مفتی رویس احمد، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا ابوالخیر زبیر، مولانا مفتی محمد (جامعۃ الرشید) مولانا ایوب خان، مولانا عبدالقدوس نقشبندی، مولانا عبدالواحد، مولانا راشد الحق ، مولانا عبدالرشید (راولپنڈی)، مولانا نقیب اللہ حقانی، مولانا چراغ الدین شاہ، مولانا عبدالخالق (اسلام آباد)، مولانا محمود الحسن توحیدی، مفتی محمود حسن کشمیری، مولانا حافظ احمد علی (کراچی)، مفتی حماد مدنی، وفاق المدارس کے مولانا عبدالمجید، مولانا اسعد درخواستی، مولانا اسد اللہ حقانی، مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا سعید الرحمٰن اور دیگر اساتذہ دارالعلوم حقانیہ نمایاں تھے۔

مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے نعتیہ کلام کیلئے مولانا فہیم الحسن تھانوی کو دعوت دی، جنہوں نے مولانا سید نفیس شاہ الحسینیؒ کی مشہور نعت ''دنیا سیپ محمد موتی صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھی پھر اس کے بعد مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب نے شکریہ کے الفاظ کیلئے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کو دعوت دی، انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ''حاضرین مجلس، مشائخ اور زعمائے امت! میں آپ

حضرات کا استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہماری ادنیٰ سی دعوت پر لبیک کہا اور کثیر تعداد میں شرکت کی، میں مولانا یوسف شاہ صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے دن رات اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے محنت کی، میں انہیں اس جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں‘‘

اس کانفرنس میں جن اہل علم حضرات نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی اوران کوخراج تحسین وعقیدت پیش کیا وہ نذر قارئین کیا جارہا ہے:

- **جناب سراج الحق صاحب** (امیر جماعت اسلامی)

مولانا انوارالحق صاحب! سٹیج پر موجود قائدین! اور میرے انتہائی قابل احترام بھائیو!

اللہ ذوالجلال کا حکم ہے جو اللہ کے راستے میں مر جائے اس کو مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں مگر آپ کو اس کا شعور نہیں ہے اور ہمیں یقین ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں اور آج ان کی شہادت کو دو سال ہوگئے ہیں، ہم ان کی یاد میں اس مجلس میں شریک ہیں، افسوس ہے کہ اس تحریک انصاف کی حکومت میں وہ پہلی مظلوم شخصیت ہیں جو سیاسی شخصیت ہونے کے علاوہ مجاہد ہستی، ایک عالم دین اور عالم اسلام کے ایک عظیم رہنما بھی تھے اور تحریک انصاف کا نظریہ یہی تھا اور عمران خان صاحب اوران کے دوست یہی کہا کرتے تھے جب کوئی شخص مر جائے، دن میں مارا جائے یا رات میں جب تک اس کے قاتل کو گرفتار نہ کیا جائے تو حکومت وقت ہی قاتل ہے تو دو سال ہوگئے ہیں اور مولانا سمیع الحق صاحب کے قاتل گرفتار نہ ہوسکے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ حکومت ہی اس کی ذمہ دار ہے۔اسی طرح مولانا عادل خان صاحب شہید ہوگئے، میرے بھائیو! اس وقت پاکستان ایک اندھا کنواں بن گیا ہے جہاں لوگ دن دہاڑے مارے جاتے ہیں اور پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس نے مارا ہے؟ یہاں لیاقت علی خان کا حادثہ ہوا، ضیاء الحق صاحب شہید ہوئے، حکیم سعید صاحب شہیدؒ، مفتی شامزئی صاحبؒ، ڈاکٹر نذیر صاحبؒ، مولانا جھنگوی صاحب شہیدؒ کے علاوہ کئی دیگر شخصیات قتل کی گئیں لیکن آج تک ان کا پتہ نہیں چل سکا کہ قاتل کون ہے؟ اس لئے کہ یہ ایک اندھا کنواں ہے اوراس میں جو بھی گر جائے پتہ نہیں چلتا ہے:

میرے پیارے بھائیو! مولانا سمیع الحق صاحب جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ

نرم دم گفتگو گرم دم جستجو　　　رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک عالم دین بھی تھے، ایک بہترین لکھنے والے، بہترین مقرر اور اپنے

وقت کے عظیم مجاہد، پاکستان اور افغانستان میں اسلامی خلافت کے علمبردار تھے اور ان کی دوستی بھی اور ان کی دشمنی بھی، ان کی محبت اور ان کی مخالفت ،صرف اسلام ہی کی بنیاد پر تھی، ان کی اپنی ذات کے حوالے سے کسی کیساتھ دشمنی نہیں تھی، اسلام کا دشمن ان کا دشمن اور اسلام کا دوست ان کا دوست تھا۔

میرے بھائیو! میں اختصار کے ساتھ بات کروں گا کہ مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی جدوجہد کے نتیجے میں افغانستان میں نیٹو افواج کے مقابلے میں طالبان منظم ہو گئے اور اب ہمارے لئے اور آپ سب کیلئے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان غریبوں اور فقیروں (طالبان) کو، امارت اسلامیہ کے وارثین کو ایک بار پھر فتح سے نوازا اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد افغانستان میں ایک بار پھر امارت اسلامی کی حکومت ہوگی اور میں جانتا ہوں کہ آس پاس بہت سارے ممالک اسی کوشش میں ہیں کہ دوحہ کے مذاکرات ناکام ہو جائیں، طالبان اور امریکہ کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے وہ ناکام ہو جائے، وہ ان سازشوں میں مصروف ہیں اور ان سازشوں کا جو سرغنہ ہے وہ انڈیا ہے، وہ کسی قیمت میں بھی نہیں چاہتا کہ افغانستان میں ایک بار پھر اسلامی نظام کا نفاذ ہو جائے لیکن ہم پاکستان کے لوگ دوحہ مذاکرات کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور پاکستان کی حکومت سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ انڈیا کی ان سازشوں کو ناکام بنا دیں اور خود افغان عوام کے حق میں بھی یہی بات ہے کہ اب وہاں جنگ کے بجائے امن قائم ہو جائے، امریکا وہاں سے واپس جائے اور افغانستان پر افغانوں کی حکومت قائم ہو اور اس جدوجہد میں ہم افغان عوام کے ساتھ ہیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب کا مشن یہی ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہو، پاکستان کے پڑوس افغانستان میں بھی اسلامی نظام ہو،مولانا سمیع الحق شہید کا نظریہ اور نام ان شاء اللہ زندہ رہے گا۔

- **مولانا محمد احمد لدھیانوی** (سربراہ اہل سنت والجماعت پاکستان)

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے   آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

جناب صدر! علمائے کرام اور زعمائے ملت! آپ حضرات یہاں مسلسل پانچ چھ گھنٹے بیٹھ کر اس مرد مومن ،مرد حق مولانا سمیع الحقؒ کی زندگی اور خدمات پر مختلف حضرات سے ان کے خیالات سماعت فرمارہے ہیں، میں انتہائی ممنون ومشکور ہوں حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کا جنہوں نے دعوت دے کر آپ حضرات سے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔

ہمارے مرحوم امام المجاہدین شیخ الحدیث ،چیئرمین دفاع پاکستان کونسل ،قائد جمعیت علمائے

اسلام اور ہمارے دور میں علمائے کرام کے حقیقی وارث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک تحریک کا نام تھا، مولانا سمیع الحق شہیدؒ مستقل ایک پروگرام اور پیغام تھے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو جب کوئی اکوڑہ خٹک دارالعلوم میں بیٹھ کر حدیث کا سبق پڑھاتے ہوئے دیکھتا تھا تو وہ یقیناً یہ سمجھتا تھا کہ یہ خالصتاً ایک مدرسہ کا مولوی ہے، یہ خالصتاً درس وتدریس سے تعلق رکھنے والا ہے، جب اسی مردقلندر کو جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر ان کی گفتگو کو سنتا تھا، ان کی سیاسی گفتگو کو سنتا تھا تو وہ سوچنے پر مجبور ہوتا تھا کہ کیا یہ وہی ہے جو اکوڑہ خٹک میں بیٹھ کر حدیث کا سبق پڑھایا کرتا ہے۔ اس مردِ حقانی کو جب کوئی جہاد کے میدان میں دیکھا کرتا تھا اس وقت وہ مجاہد نہیں بلکہ مجاہدوں کا امام نظر آتا تھا اور میں یوں کہنا چاہوں گا آج کے بعد جہاں کہیں بھی دنیا میں جہاد ہوگا وہاں سمیع الحق کا نام ہوگا۔ اس جہاد (افغانستان) کی بنیاد میں سمیع الحق کا نام ہے۔

مجھے بڑا فخر ہے کہ ہم اس مردِ مجاہد کی قیادت میں بڑھاپے اور پیرانہ سالی میں جب ان کے پیچھے چلتے ہوئے بڑھتے ہوئے اور تیز قدم اٹھاتے ہوئے دیکھا تو ہم نے اس عمر میں اس طرح کسی اور کو چلتا ہوا نہیں دیکھا، میں بلا مبالغہ یہ جملہ کہہ رہا ہوں کہ عمر کے جس مقام پر آپ شہیدؒ تھے جب، جہاں، جس وقت ضرورت پڑی آپؒ وہاں نمایاں نظر آئے۔

آج یہاں کشمیر کے فروخت ہونے کی بات ہورہی ہے، آج یہاں پر کشمیر کے سودے کی بات ہوئی ہے، مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی بات ہوئی ہے، میں ایمانداری سے محسوس کررہا تھا کہ کاش! آج سمیع الحقؒ ہوتے تو کسی کو یہاں کشمیر کا سودا کرنے کی جراءت نہ ہوتی، اس ملک میں سیاسی عنوان پر اور مذہبی عنوان پر جب کبھی کوئی حالات خراب ہوتے تھے، حساس حالات ہوتے، ملک کے عوام کے اوسان خطا ہوتے، ایسے وقت میں لوگوں کی امیدوں کا مرکز جو ہوتا تھا وہ مردمومن مرد حق مولانا سمیع الحقؒ ہوا کرتے تھے، میں بغیر مبالغے کے بات کررہا ہوں، آج میں ایمانداری سے علماء کی موجودگی میں یہ جملہ کہہ رہا ہوں کہ گزشتہ دنوں حضرات صحابہ کرامؓ کی گستاخیوں کے واقعات ہوئے، لاہور میں، اسلام آباد میں کراچی میں ملک کے مختلف شہروں میں صحابہ پیغمبرؐ اور اہل بیت وازواج مطہرات بنات النبیؐ کی گستاخیوں کے واقعات ہوئے، جس انداز میں علمائے کرام کو مل کر پیغام دینا چاہیے تھا ویسا نہیں دیا گیا۔ کراچی میں بیداری آئی، اسلام آباد میں بیداری آئی، ملتان میں آئی مگر میں اپنا پروگرام کررہا تھا، وہ ادھر اپنا اپنا پروگرام کررہے تھے، دشمن نے پھر بھی کہا کہ آج بھی ہمارے مقابلے میں ایک نہ ہوسکے، یہ کہا گیا۔ میں کہنا چاہوں گا کہ کب ہم ایک ہوں گے؟ یوں سٹیجوں پر آ کر

بات کرنا کہ ہم ساتھ رہیں، یہ باتیں ہیں۔ عمل کا وقت آیا ہے اور اگر تمہارا سمیع الحقؒ سے تعلق ہے، اس کی روح کے ساتھ آج عہد کرو، ان کے بھائی بھی بیٹھے ہیں اور بیٹے بھی، میں اپنی جماعت کی طرف سے یہ عہد کرتا ہوں کہ مولانا انوارالحق اور مولانا حامدالحق صاحب! جیسے ہم مولانا سمیع الحقؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پورے ملک میں ان کے دست وبازو بنا کرتے تھے آپ میدان میں آئے، ہم آپ کے بھی دست وبازو ہیں اور ہماری باتیں نہیں ہوا کرتیں ہمارا عمل ہوا کرتا ہے۔

ہم نے اس میدان میں قربانیاں دی ہیں، یہاں کچھ حضرات نے کچھ ضابطوں کا تذکرہ بھی کیا ہے، ضابطے پہلے بھی بنے تھے، میرا اپنا ضابطہ جو مولانا سمیع الحقؒ کی قیادت میں بنایا گیا تھا میرے نزدیک اس سے بڑا ضابطہ کوئی بھی نہیں بن سکتا اور ابھی بھی بنایا گیا ہے اس ضابطہ کے مقابلے میں اس ضابطہ کی کوئی حیثیت نہیں، میرا نکتہ نظر اس وقت بھی وہی تھا اور آج بھی وہی ہے، ہم تب تک اس بات پر ڈٹے رہیں گے جب تک ہم متفق ہوکر متحد ہوکر یک زباں ہوکر حکومت سے اصحاب رسول کی گستاخی پر قانون سازی کا مطالبہ نہیں کرتے۔

میں اگلا جملہ بھی بول دیتا ہوں کہ فرانس میں وہاں کے صدر نے ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر جس گستاخی کا ارتکاب کیا اس پر پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہے، لیکن افسوس کہ سیاستدان، مذہبی رہنماء، علمائے کرام پیغمبر کی عزت اور ناموس پر اکٹھے نہ ہوسکے۔ یہ اس لئے کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ موجود نہیں ہیں، میں ایمانداری سے محسوس کررہا ہوں کہ آج مولانا سمیع الحقؒ ہوتے، پیغمبر کی گستاخی ہوتی اور وہ خاموش رہ جاتے؟ ہرگز نہیں، آسیہ معلونہ کو جب رہا گیا تو مولانا سمیع الحقؒ تڑپے تھے اور تڑپ کر جو گفتگو انہوں نے کی تھی وہ میں نے بھی سنی تھی اور آپ نے بھی سنی تھی حالانکہ خود ہمیں تحمل، صبر وبرداشت کا سبق دیا کرتے تھے لیکن جب نبی کی حرمت کا سوال آیا تو ہمارے اس بیاسی سالہ بوڑھے جرنیل سے صبر نہیں ہورہا تھا، میرا جیسا طالب علم جب کبھی دارالعلوم جاتا تو وہاں ہمارے یہ بزرگ استقبال کے لئے موجود ہوتے اور انتظار میں کھڑے رہتے، ایک دفعہ میری حاضری ہوئی تو میرے ساتھ چل کرنئی جامع مسجد میں بیماری کے باوجود تشریف لے گئے اور مجھے کہا کہ جمعہ آج آپ نے پڑھانا ہے اور فرمایا کہ پہلی مرتبہ آج بیماری کے بعد آپ کے ساتھ مسجد جارہا ہوں۔ ہمارے اوران کے درمیان تعلق کی ایک لمبی داستان ہے، اگر میں شروع کروں تو رات کم پڑجائے گی۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ! ہم آج بھی آپ کی روح سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کریں گے۔

● جناب اعجاز الحق صاحب (سربراہ مسلم لیگ ض)

میرے دوستو، بھائیو! اور معزز علمائے کرام! میں سمجھتا ہوں کہ شہید ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں اور اس لیے میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ مولانا حامد الحق صاحب جانشین مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے دو سال بعد آج ہم سب علمائے کرام، مشائخ عظام کو یہاں مولانا شہیدؒ کی یاد میں اکٹھا کیا اور ہمارا مولانا شہیدؒ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق رہا ہے کیونکہ ان کا تعلق میرے والد صاحب کے ساتھ رہا اور بڑا قریبی تعلق رہا اور ان کی شہادت کے بعد ۸۸ء سے لے کر مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شہادت تک اتنا قریبی تعلق رہا تھا کہ شاید ان کے بھائیوں کا بھی اتنا تعلق نہ رہا ہو، سب سے اہم بات یہ تھی کہ مولانا صاحبؒ کا جو نام ہم لے رہے ہیں ان کے نظریہ کو زندہ رکھنے کے لیے سب سے بڑا ان کا کارنامہ ''شریعت بل'' لے کر آنا، ناموس رسالتؐ اور صحابہ کرامؓ کی شان، یا ختم نبوتؐ میں جو کردار انہوں نے ادا کیا لیکن سب سے بڑا کردار ان کا جہاد افغانستان تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاد اسلام کا ایک ایسا جز ہے کہ جہاد کے بغیر مسلمان نہیں اور مسلمان کے بغیر اسلام نہیں اور یہی وجہ تھی کہ مولانا سمیع الحقؒ نے جہاد افغانستان میں جو کردار ادا کیا میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ان پندرہ لاکھ شہید جو اس وقت جہاد افغانستان میں تھے یا وہ ریاستیں جو آزاد ہوئیں جہاد افغانستان کی وجہ سے، ان کی مسجدوں میں ۸۰،۸۰ سال سے تالے لگے ہوئے تھے، جب تک ان مساجد سے اذان بلند ہوتی رہیں گی ان شاء اللہ! مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

میں آج صرف اس نظریہ کو جو ہمیں مولانا سمیع الحقؒ نے سبق کے طور پر سکھایا، بہت سی کتابیں جو ان کی یاد میں نکالی ہیں، یہاں پر دیکھی ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اس نظریے کو زندہ رکھیں کیونکہ آج آپ لوگ یہاں پر تشریف فرما ہیں، آپ سب نظریاتی لوگ ہیں، جن کا دین سے تعلق ہے، جن کا مدارس سے تعلق ہے کیونکہ آج سیاست سے نظریہ ختم ہو چکا ہے، صحافت سے نظریہ ختم ہو چکا ہے، آج عدالتوں سے بھی نظریہ ختم ہو چکا ہے، آج اگر اس ملک میں سیاست ہو رہی ہے، صحافت ہو رہی ہے، عدالتیں چل رہی ہیں تو وہ کسی نظریہ پر نہیں چل رہیں بلکہ مفادات پر چل رہی ہیں۔ میں آج مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی یاد میں سٹیج سے صرف ایک ہی بات کروں گا کہ ہم نے غربت کے خلاف جنگ نہیں کرنی، ہم نے بیروزگاری کے خلاف نہیں کرنی، اگر ہم نے جدوجہد کرنی ہے تو اس نظریہ کو آگے لے کر چلنا ہے، اس ملک کے اندر وہ نظام قائم ہونا چاہیے وہ نظریہ ہونا چاہیے جس نظریہ کیلئے پاکستان بنا تھا، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

آج میں تمام قائدین سے کہوں گا کہ آپ لوگ نظریاتی لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام کا بول بالا اور اسلام کا جھنڈا بلند ہو، آج ہم سب کومل کر ہی جدوجہد کرنی ہے کہ یہ فرسودہ نظام، پارلیمانی نظام ہو یا صدارتی نظام ہو جو اس ملک کے اندر رائج ہوا جو انگریزوں نے اس ملک میں رائج کیا، آج آپ نے دیکھ لیا کہ مظلوم کو انصاف نہیں مل رہا، غریب کو اس کا حق نہیں مل رہا، نہ امیر کو سکون مل رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس بے سکونی کی وجہ یہ ہے کہ ہم دین سے دور ہوگئے ہیں، ہم نظریہ سے دور ہوگئے ہیں، آج اگر آپ نے کوئی نعرہ بلند کرنا ہے، سمیع الحق صاحبؒ کو یاد کر کے یا اپنے بزرگوں کو یاد کر کے تو ہم نے یہی کہنا ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہونا چاہیے، جس شریعت کے لئے مولانا سمیع الحق صاحبؒ نے ساری عمر جدوجہد کی۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس ملک کو نہ صحیح ڈگر پر ڈال سکیں گے نہ ہم اس ملک کے لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلا سکیں گے۔ اگر ہم نے نجات دلانی ہے تو ہم نے اسلام کا جھنڈا بلند کرنا ہے، اس جھنڈے کو لے کر چلنا ہے، ان شاء اللہ میں ایک سپاہی کی حیثیت سے جو بھی آگے چلے اس کے ساتھ چلیں گے، اس ملک میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نظام قائم ہو اور مولانا سمیع الحقؒ کے اللہ تعالیٰ درجات بلند کرے، وہ شہید ہیں، وہ زندہ ہیں اور ان شاء اللہ انکے مشن کو آگے لیکر چلیں گے، میرے بھائی مولانا حامد الحق، ہم بھی اور میرے بھائی سراج الحق اور ہم سب علمائے کرام جو مولانا سمیع الحقؒ کی یاد میں اکھٹے ہوئے ہیں ان شاء اللہ ان کے مشن کو آگے لے کر چلیں گے، بہت بہت شکریہ

- **جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب** (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل)

اسٹیج پر تشریف فرما زعمائے کرام! علمائے کرام! سیاسی قائدین اور اس کنونشن کی صدارت کرنے والی شخصیت صاحبزادہ مولانا حامد الحق حقانی صاحب!

آج کے یہ لمحات ہمارے لئے بہت ہی بابرکت لمحات ہیں کہ ہم حضرت شہیدؒ مولانا سمیع الحق صاحبؒ کے اس تعزیتی پروگرام میں علمائے کرام کا کردار اور معاشرے میں ان کا مقام پر گفتگو سن رہے ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اس قافلے اور اس زنجیر کی ایک کڑی ہیں، جنہوں نے ہمیشہ اسلام کو فروغ دینے میں، اسلام کی حقانیت کی آواز بلند کرنے میں، اپنی استعداد، اپنی محنت اور اپنی کوششیں صرف کیں اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ مجھے یقین ہے کہ آج اس محفل میں جید علمائے کرام نے میرے آنے سے پہلے حضرت مولانا شہیدؒ کے مختلف پہلوؤں پر بات کی ہوگی لیکن ایک حوالہ ان کی شخصیت کا ایسا ہے جو حضرت مولانا کو اور لوگوں سے منفرد بناتا ہے اور وہ حوالہ آپ کی

قیادت ہے،آپ کی قیادت ایسی تنظیم کی تشکیل ہے کہ جس تنظیم کے اغراض ومقاصد کا نام لینا اس وقت بہت مشکل تھا۔وہ دور جب ہر وقت کفر کے فتوئی لگ رہے تھے، ہرطرف کفر کے نعرے لگ رہے تھے تو آپ آگے بڑھے اور آپ نے ''ملی یکجہتی کونسل'' تشکیل دی، یہ ''ملی یکجہتی کونسل'' دراصل ۱۹۵۱ء کے علمائے کرام کی ان ۲۲ نکات کی تجدید تھی کہ جن نکات کی بنیاد پر علمائے کرام نے لبرل اور سیکولر طبقے کو یہ جواب دیا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ مسلمان شیعہ، سنی ، بریلوی ،دیوبندی میں تقسیم ہیں تو آئین کس اساس پر بنے گا؟ تو اُن کیلئے یہ ۲۲ نکات بنائے تھے، ان پر سب علماء متفق تھے، پھر ''ملی یکجہتی کونسل'' کے اعلامیہ کا اساس بھی اسی پر تھا اوراس کریڈٹ کا بڑا حصہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو جاتا ہے۔

- **جناب عبداللہ گل صاحب** (سربراہ تحریک نوجوانان پاکستان وفرزند جنرل حمید گلؒ)

مذہبی قائدین اور مولاناؒ کے وارثین ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شہداء کوعزت دینی چاہیے، ہم نے بہت سنا کہ ووٹ کوعزت دو،فلاں کو عزت دولیکن شہداء کوعزت دینا اگر آپ لوگ قاتلوں کونہیں پکڑ سکتے ،ریاست اپنی بنیادی ذمہ داری نہیں نبھاتی اور ایف آئی آر تک درج نہیں کرتے اور اس کے بعد اس کواس ہال کا یا کم ازکم ان کو یہ کرنا چاہیے تھا کہ مولاناؒ کی اہم خدمات ہیں، جو ان کی دینی ،سیاسی ،مذہبی بحیثیت پاکستانی بحیثیت مسلمان ،ان کی خدمات کے ادراک کے اندر ہم اس چیز کو سمجھتے ہیں اور مولاناؒ کے لیے ہم یہ پروگرام فی سبیل اللہ اس کنونشن ہال میں کرواتے ہیں لیکن ہم کسی اور زمانے میں رہ رہے ہیں، یہاں روزانہ لوگوں کوشہید کیا جاتا ہے۔

مولاناؒ کی شہادت کی وجہ ان کا جرات مندانہ موقف تھا،ان کا جرم شریعت بل ہے، ان کا جرم ناموس رسالتؐ ہے،ان کا جرم لوگوں کواتحاد کی لڑی میں پرونا ہے، ان کا جرم افغانستان کے اندر جہاد کیلئے مضبوط موقف ہے، ان کا جرم مغربی نظام کو للکارنا ہے ،ان کا جرم پاکستان کے اندر دین کا پھیلاؤ ہے اوران کا جرم یہ بھی ہے کہ وہ باطل کے سامنے کلمہ حق کہتے تھے، یہ جرم بہت زیادہ ہیں اور اس جرم کے اندر میرے والد جنرل حمید گلؒ بھی شریک تھے ،اس جرم کے اندر جو ہم سارے یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی سب شریک ہیں ،اتحاد وہ واحد راستہ ہے جو ہم سب کو بچا سکتا ہے، پاکستان اوراسلام لازم وملزوم ہیں ،یہ ممکن نہیں ہوگا کہ مغربی طرز جمہوریت جو ہے وہ زیادہ دیر چل پائے، یہاں

مولاناؒ سے پیار کرنے والے پاکستان کے کونے کونے سے آئے ہیں، یہاں ٹوپی والے لوگ بھی ہیں اور پگڑی والے بھی ہیں لیکن مقصد ان کا لا الہ الا اللہ ہے ،صرف اللہ کی خاطر اس مرد مجاہد کے لیے آئے ہیں،اس مرد مجاہد کی جس دن شہادت ہوئی اُسی دن اس عبداللہ گل پر حملہ ہوا، یہ وہی قاتل تھے اور جب میں وہاں ہسپتال پہنچا تو مولاناؒ کا جسم بیدردی سے کاٹ دیا گیا تھا۔

وہ لمحات یاد کرتے ہوئے آج بھی دل سینہ سے باہر آجاتا ہے۔ وہ میرے باپ کی حیثیت کے تھے، میرے تایا تھے، میری والدہ مرحومہ ان کو بڑا بھائی کہتی تھیں، مولاناؒ ہمارے گھر کے فرد تھے اور مولاناؒ چلے گئے لیکن اپنا نظریہ اس صورت میں چھوڑ گئے ، یہ نظریہ زوال پذیر نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ نظریہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظریات کے عین مطابق ہے اور اس نظریے کو زوال نہیں آسکتا لیکن آج کوئی اور شخصیت ہوتی، سلمان تاثیر کیلئے دیگر لوگوں کے لئے ،سب کے لئے زبانیں کھلتی ہیں مولاناؒ کا جرم چونکہ اسلامی جرم ہے،اس لئے میڈیا بھی یہاں خال خال موجود ہے، ابھی یہاں کوئی اور پروگرام ہوتا ،کوئی ناچ گانے کا پروگرام ہوتا تو کیمروں کی بھرمار ہوتی، سراج الحق صاحب بیٹھے ہیں، قاضی حسین احمدؒ، جنرل حمید گلؒ ،مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جانے کے بعد جیسے بند ٹوٹ گیا، پیچھے سے وہ پانی کا ریلا آیا جو ڈی اسلامائزیشن کی طرف لے کے جا رہا ہے، جو اسلام کے مخالف چل رہا ہے، آج اگر یہ شخصیات حیات ہوتیں تو کیا کشمیر آپ سے کوئی لے کے جا سکتا تھا؟ یہی پاکستان تھا یہی ہندوستان تھا اور مجاہدین کا ایک قافلہ تھا ،للکار تھی شیر کی ، بھارت کا پسینہ خشک ہوجاتا تھا، آج کشمیر کے اوپر ہماری کمزور ترین خارجہ پالیسی ہے، ہم نے گلگت بلتستان میں وہ کر ڈالا جو ہندوستان نے کشمیر میں کر ڈالا ،ادھر ہم ادھر تم۔ مولانا حیات ہوتے تو کیا یہ ہوسکتا تھا؟

آج ہمیں ان کا نظریاتی وارث بن کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اپنے ملک کو کس طرف لے کے جانا ہے ، بہت غدار ہوگئے لیکن جب پچھلی حکومت کے اندر جماعت الدعوہ اور دیگر جماعتوں پر پابندیاں لگیں تو ان کو کیا کیا القابات دیئے گئے اور کن کن ناموں سے پکارا گیا، آج جہاں روزانہ شہادتیں ہوتی ہیں ،مولانا عادل خانؒ کو شہید کر دیا جاتا ہے، یہ خون اتنا ارزاں نہیں ہے، یہ علماء کا خون ہے ،اس کے اندر قرآن کی روانی موجود ہے، اس خون کو اتنا سستا نہ لیجئے !اب اتحاد کی ڈھال سے شریعت کا نفاذ ہونے کو ہے ،اس لئے افغانستان کے اندر بھی آئے دن نت نئی سازشیں سامنے آئیں گی اسی طرح پاکستان کے اندر افواج پاکستان پر انگلیاں اٹھائی جائیں گی، گلگت بلتستان تو قائداعظم

سے لے کر آج تک کی حکومتوں تک کسی میں ہمت نہیں تھی کہ اس کی حیثیت تبدیل کرے، میں علی الاعلان کہہ رہا ہوں کہ کشمیر بیچا ہے۔ ع قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند

یہ قوم بکنے والی نہیں ہے، یہ قوم جھکنے والی نہیں، ہم لا الہ الا اللہ پر یقین رکھتے ہیں، ہم جہاد فی سبیل اللہ کے داعی ہیں، ہم اپنے اسلاف کی قربانیوں کو بھلا نہیں سکتے، پاکستان ایک نظریہ ہے، ایک نور کی مانند ہے اور نظریہ اور نور کو زوال نہیں آتا، چونکہ وقت کی قلت ہے، میں آخری بات کروں گا اگر آپ مولاناؒ کے قاتلوں کو نہیں پکڑیں گے اگر علماء کے خون کو اس طرح ضائع کرنے دیا جائے گا میں اپنے بھائی مولانا حامد الحق حقانی کو کہوں گا کہ اگلا پروگرام ڈی چوک میں رکھیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں، ان شاء اللہ یہ ساری قیادت آپ کے ساتھ ہے، یہی وہ لوگ تھے جنرل محمد ضیاء الحق شہید جن کے نام سے دنیا کانپ جاتی تھی اور ان کے ساتھی اور رفقاء کون تھے، جن کو ایک ایک کر کے شہید کیا جا رہا ہے، یہ وقت بہت خطرناک ہے اگر ہم نے کمزوری دکھادی تو پھر پاکستان کے اندر اسلام کا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا، پاکستان کے اندر سے اسلام نکالا جا رہا ہے، کبھی کسی بل کے ذریعے اور کبھی کسی بل کے ذریعے، آپس کی سیاست نے ملک کے ریاستی اداروں کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہے، اس کے اندر اپوزیشن ہے یا حکومت؟ دونوں کے اندر اداروں کو بلاتے ہیں، آج ایک ایسی مصالحتی باڈی کی ضرورت ہے جو میرے خیال میں سب کیلئے قابل احترام ہو، قائدین کرام موجود ہیں جن کی موجودگی میں اس آگ کو ٹھنڈا کرنا پڑے گا ورنہ خدانخواستہ یہ آگ پاکستان کے گلی گلی، کوچے کوچے میں پھیل جائے گی، دنیا پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کے مخالف ہے، دنیا افواج پاکستان کے خلاف ہے کیونکہ ان کا نعرہ ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ ہے، ہندوستان اپنے نت نئے چکر چلا رہا ہے، وزیراعظم صاحب کہتے ہیں کہ میں ٹرافی جیت کے آیا ہوں، پچھلے سال ۲۷ جولائی کو جیتی، وہ ٹرافی کیا تھی، کیا آئی ایم ایف نے آپ کا قرضہ اتار دیا؟ کیا آپ کا کشمیر آپ کو مل گیا یا ہاتھ سے گیا؟ اور کیا آپ کو نیوکلیئر کلب میں شامل کر لیا اور اسی طریقے سے کیا آپ کے اوپر کوئی اقتصادی پابندیاں ختم کی گئیں؟ یہ سب چکر ہے صرف یہ کہ شہادت ہے مطلوب مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

وہ آدمی چلا گیا، اپنی نظریاتی اولاد چھوڑ گیا جس کے اندر ہم سب ہیں، مولاناؒ کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی، بہت جلد پاکستان کی اس کشمکش کے اندر ایک نظام ابھرے گا وہ نظام لا الہ الا اللہ کا ہوگا، پاکستان اسی مقصد کیلئے بنا تھا، قرآن کا نظام ہوگا، ہمارا نظام ہوگا، دنیا دیکھے گی اور کہے گی کہ یہ ہے پاکستان۔

● مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب (مہتمم جامعہ ابو ہریرہ نوشہرہ)

بغیر تمہید کے، بغیر القاب و آداب کے سب تقاریر ہوگئی ہیں اور اب وقت ضائع نہیں کرتا، پہلی بات یہ ہے کہ ہم سب آج یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ ناموس رسالتؐ کے تحفظ، ناموس صحابہؓ کے تحفظ، ملک میں نفاذ شریعت اور اسلامی انقلاب کے لئے جس طرح مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے جان دے دی۔ ہم گردنیں کٹوا دیں گے، اپنی چمڑی ادھڑوا دیں گے اور جسم کے ٹکڑے کرا دیں گے، جان و مال کی قربانی دیں گے مگر اسلام، پیغمبر حق (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مولانا سمیع الحقؒ کا دامن نہیں چھوڑیں گے اور مجھے کہنے دو مولانا سمیع الحقؒ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا عبدالحقؒ حقانیہ کی صورت میں کل بھی زندہ تھے، آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک کیلئے زندہ رہیں گے

یہ دیکھو میرے سامنے تفسیر امام لاہوریؒ دس جلدوں میں موجود ہے، اس پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنی زندگی میں کام شروع کیا تھا اور ہزاروں صفحات تحریر کئے۔ تفسیر کے اختتام سے پہلے حضرت اس دنیا سے تشریف لے گئے کہ پھر حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم کی دعاؤں میں مولانا راشد الحق سمیع اس مشن کو لے کر آگے بڑھے، تحقیق، حواشی، تصحیح اور اضافہ جات کا بقیہ کام وغیرہ مکمل کروایا، اب یہ تفسیر ان شاء اللہ دس جلدوں میں پریس جانے والی ہے، یہاں بطور نمونہ آپ کے سامنے ہم نے اسے ''ڈمی'' بنا کر پیش کیا ہے تاکہ علماء وشرکاء دیکھ لیں اور دعا کریں کہ اللہ کریم اس کی اشاعت کو جلد سامنے لائے۔ (آمین)

اب مسئلہ یہ ہے کہ اس تفسیر میں خاص کیا ہے؟ میں نے امام رازیؒ کی تفسیر سورہ فاتحہ پڑھی، میں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر ''ام الکتاب'' پڑھی، میں نے شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگرد مولانا اکرام الدینؒ کی تفسیر ''سورہ فاتحہ'' پڑھی اور بہت سارے علماء کی تفاسیر میں نے پڑھی ہیں لیکن جس انداز سے امام لاہوریؒ نے سورہ الفاتحہ کی تفسیر لکھی اور بیان کی ہے وہ بالکل منفرد اور نرالی ہے، یہی وہ ترجمہ اور تفسیر ہے جو حضرت قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا عبدالحلیم دیروی (دیر باباجی)، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ سمیت اب تک ہزاروں علماء ان سے پڑھ کر گئے۔ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ ساٹھ سال پہلے دورہ تفسیر پڑھتے رہے اور قلمبند کرتے رہے۔ حضرت شہیدؒ نے اس تفسیر کا آغاز کیا، مرتب کیا، خون دل دیا اور صاحبزادہ راشد الحق سمیع نے اس تفسیر کو آخر تک پہنچا کر ان کے خواب اور تمنا کو پایہ تکمیل تک پہنچایا

اور اپنے عظیم والدؒ کی روح اور ان کے عقیدت مندوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ تمام تفسیر آپ دیکھیں اور میں نے بھی اس کا مطالعہ کیا، میں نے جب اس کی پروف ریڈنگ اور تصحیح کا کام شروع کیا تو ایسے لگا گویا اللہ تعالیٰ بول رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔ امام لاہوریؒ کے امتیاز، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا طرز تحریر، ادبی فنکاریاں، بلند و بالا قلم کاریاں، سادہ انداز بالکل حضرت درخواستیؒ کی تقریر کی طرح لیکن لوگو! تفسیر پڑھتے جاؤ ایسے لگے گا جیسے اللہ پاک کے دامن میں بیٹھا ہوں، ان شا اللہ! یہ بہت جلد منظر عام پر آجائے گی۔

دوسرا کام مولانا سمیع الحقؒ کی بقاء اور تحفظ اور ان کے مشن کو زندہ اور جاری رکھنا ہے اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ جو یہاں تشریف فرما ہیں، بڑے استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ کام کرتے رہے، اپنے بھائی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا پورا کام سنبھالتے رہے اور اب اپنے بھتیجوں کی سرپرستی فرما رہے ہیں، مولانا راشد الحق، مولانا سمیع الحق شہیدؒ پر خصوصی ''الحق نمبر'' چار جلدوں میں لا رہے ہیں۔

میں عرض کر رہا ہوں کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا راشد الحق حقانی ان کے علمی تراث پر کام کر رہے ہیں، سیاسی امور مولانا حامد الحق حقانی نے سنبھال لئے ہیں اور ادبی، علمی کام مولانا راشد الحق سمیع نے ۔عزیزم مولانا راشد الحق سمیع ، ماہنامہ الحق کے پچیس سال سے ادارت کی ذمہ داریاں بھی سنبھال رہے ہیں، الحق کے مدیر شہیر اور دارالعلوم حقانیہ کے مدرس ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی زندگی میں تمام تعمیرات کا کام بھی سنبھالا اور وسیع و عظیم اور بے مثال تاریخی جامع مسجد و جدید دارالتدریس جس پر کروڑوں کا خرچہ آرہا ہے، انہیں بھی تکمیل کے تقریباً آخری مراحل میں پہنچا دیا ہے۔

اس کے علاوہ الحق کے آٹھ، دس نمبرات بھی چھاپ چکے ہیں، ان کے ساتھ حضرت والدؒ کی خصوصی دعائیں تھیں، اب اپنے چچا حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی، محبت و شفقت وعنایت اور ان کا بھرپور تعاون اور ان کی برکات اور مشائخ حقانیہ کی دعاؤں سے الحمدللہ مولانا راشد الحق سمیع چار ضخیم جلدوں میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ نمبر منظر عام پر لا رہے ہیں۔ آج تک پاک و ہند میں رسائل کے نمبر چھپتے رہے ہیں لیکن ایسا تاریخی ادبی، فنی اور پوری زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی خلوت و جلوت کے مظاہر، سیاسی کامیابیاں و کامرانی، درس و تدریس اور تصانیف مولانا سمیع الحق شہید کی زندگی اور حیات کا گوشہ اس میں مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

آپ حضرات دعا کریں کہ یہ کام حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی میں مولانا راشد الحق جلد شائع کرادیں، مولانا حامد الحق صاحب جس طرح سیاسی میدان میں کام کررہے ہیں تو علمی کام، ماہنامہ ''الحق'' کی ادارت اور قلمی وادبی کام مولانا راشد الحق پورا کررہے ہیں، تفسیر بھی آگئی اور الحق نمبر بھی آگیا اور اس کے علاوہ صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام جو کتاب تھی جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا وہ کتاب دوبارہ، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کارنامہ چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے، یہ چھپتے رہیں گے اور آگے بڑھتے رہیں گے، ان شاء اللہ، مولانا سمیع الحق کا خون رائیگاں نہیں جائیگا۔

کفر تو کفر ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون تو پھر خون ہے جم جاتا ہے رنگ لاتا ہے

مولانا شہیدؒ کا خون اپنے صاحبزادوں، فضلاء، علماء، طلباء اور علمی تصانیف وتالیفات اور تفسیر لاہوریؒ اور الحق کے خاص نمبر کی صورت میں اپنا رنگ اور جلوے دکھا رہا ہے ان شاء اللہ! اسی طرح مولانا سمیع الحقؒ کی دسیوں بیسیوں کتابیں نمبروار چھپتی رہیں گی اور پوری دنیا میں علم وعمل اور دعوت و تبلیغ اور جہاد کا رنگ پھیلاتی رہیں گی۔

- **ڈاکٹر ابوالخیر زبیر صاحب** (سربراہ ملی یکجہتی کونسل)

اسٹیج پر بیٹھے عمائدین ملت اور حاضرین ذی وقار! آج ہم اور آپ یہاں ایک ایسی ذات کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے جمع ہیں، جس نے دینی، قومی اور سیاسی ہر میدان کے اندر اپنی عظمت اور اپنی صلاحیت کے جھنڈے گاڑھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ مولاناؒ کے ساتھ ایک عرصہ متحدہ مجلس عمل میں ساتھ رہا اور ملی یکجہتی کونسل، دفاع پاکستان کونسل، مولاناؒ کے شب و روز کو دیکھا، مولاناؒ کی زندگی کے کس کس پہلو پر روشنی ڈالیں، ان کا ہر پہلو محبت سے سرشار تھا، جدوجہد اور جوش وجذبے سے معمور تھا، مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں مولانا شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، مولانا درس دے رہے تھے، دورہ حدیث کی کلاس میں درس دینے کے بعد مولاناؒ نے مجھے حکم دیا کہ میں کچھ گفتگو کروں، میں حیران رہ گیا کہ تقریباً اس کلاس کے اندر ایک ہزار سے زائد طلبائے کرام موجود تھے یعنی بڑے بڑے مدارس میں مجھے جانا ہوا، ہم خود بھی دارالعلوم چلارہے ہیں لیکن صرف ایک کلاس کے اندر جو تاریخی تعداد ہے، حضرت شہیدؒ نے اس میں ایک اہم کردار ادا کیا، وہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

یہ مولاناؒ کی کارکردگی تھی کہ ایک سپر پاور سرنگوں ہوا اور ایک سپر پاور جو ہم اور آپ آج کل

دیکھ رہے ہیں جو کل تک ان کو دہشت گرد کہا کرتا تھا، آج وہ ان جہاد کرنے والوں سے بھیک مانگ رہا ہے، امن کا یہ سہرا انہی کے سر جاتا ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اس عزم اور حوصلے کے ساتھ وہاں کردار ادا کیا اور مجاہدین کی سرپرستی کی کہ دو سپر پاوروں کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ حضرت مولاناؒ جو پاکستان میں اسلامی نظام کیلئے جدوجہد کررہے تھے پاکستان کے خلاف تو عالمی سازشیں ہوتی تھیں ،اس کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، آپ کو یاد ہوگا،۸۰ء کی دہائی کے اندر پاکستان کو کمزور کرنے کیلئے مسالک کے درمیان اختلاف پیدا کیا گیا اور پاکستان کے گلی کوچوں میں لاشیں گر رہی تھیں اور حضرت مولاناؒ نے کہا کہ یہ تو بڑی خطرناک صورتحال ہے اور ملک کو کمزور اور تباہ کرنے کیلئے یہ عالمی سازشیں ہورہی ہیں، مولانا شاہ احمد نورانیؒ حضرت مولانا شہیدؒ کے پاس آئے اور صورتحال بتائی اور آپ نے دیکھا کہ ملی یکجہتی کونسل تشکیل پائی کہ جس کے ثمرات ہم سب نے دیکھے ،وہ جو قتل وخون غارت گری ہورہی تھی وہ بند ہوگئی اور ایک ایسا ضابطہ اخلاق تیار کیا گیا کہ اگر آج بھی اس ضابطہ اخلاق پر عمل ہوجائے تو پاکستان کے اندر کوئی خون خرابہ اور قتل وغارت گری نہیں ہوگی، کسی قسم کی کوئی دہشت گردی نہیں ہوگی ۔

آج یہ ہمارے حکمران نئے نئے ضابطہ اخلاق بنانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں، ارے بھائی صاحب! اپنا ضابطہ اخلاق تو حضرت مولانا صاحبؒ لکھ کر چلے گئے، دستخط کردیئے گئے، تمام مسالک کے قائدین کے دستخط کرادیئے تھے ،اب یہ حکمران کہاں گئے کہ اس ضابطہ اخلاق پر عمل کیا جائے تو پاکستان کے اندر امن قائم ہوگا لیکن مجھے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ضابطہ اخلاق پر عمل تو بہت دور کی بات ہوگی حکومت کے اداروں کے اندر ایسے لوگ گھسے ہوئے ہیں جو فرقہ واریت کو بھڑکانے کی سازشیں کررہے ہیں۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کون لوگ ہیں وہ جنہوں نے اسلام آباد کے اندر آگ لگائی ، پھر فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی کی؟ کون لوگ تھے؟ وہ جنہوں نے ان کو راتوں رات فرار کرایا ،کون لوگ تھے وہ جنہوں نے ان کو ویزہ دلوایا؟ حکومت کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں؟ حضرت مولانا شہیدؒ اپنی زندگی کے اندر ایسے کام کر گئے ہیں کہ اگر آج صرف ان کاموں پر عمل کیا جائے تو پاکستان کے اندر امن قائم ہوجائے گا اور فرقہ واریت کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہوگی، حضرت مولانا شہیدؒ کے سب سے بڑے کارنامے یہ تھے کہ پاکستان کے اندر اسلامی نظام نافذ کرنے کیلئے بڑی جدوجہد کی ،شریعت بل پیش کیا گیا، آج ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ریاست مدینہ۔

ریاست مدینہ کیلئے تو مولاناؒ اپنی زندگی کے اندر سارا کام کرگئے ہیں، اگر وہ شریعت بل دیکھ لیں اوراس پر عمل کرلیں تو پاکستان میں دوسرے دن نظام مصطفیٰ قائم ہوگا اورامن وامان کا بول بالا ہوجائے گا اور پاکستان دہشت گردی سے نجات پائے گا، میں کہتا ہوں حکمران آخری تقریر مولانا صاحبؒ کی یادرکھیں اور پچھلے حکمرانوں سے سبق حاصل کریں جنہوں نے اسلام کے خلاف سازشیں کیں، ختم نبوت کے خلاف سازشیں کیں، نظام مصطفیٰ کے قانون اورآئین کے اندر جو فقہ ہیں اس کے خلاف سازشیں کیں وہ ذلیل اور رسوا ہوئے۔

مولاناؒ نے اپنے آخری بیان میں حکمرانوں کونصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حکمرانو! اب بھی وقت ہے کہ سدھر جاؤ، ان سے سبق حاصل کرلو اور ہم وہاں جارہے ہیں کہ فرانس کے اندر جو بے ادبی ہوئی ہے وہاں کے صدر اپنے الفاظ واپس لے رہے ہیں اور شرمندہ ہورہے ہیں لیکن پاکستان کے حکمرانوں کا کیا کریں؟ یہاں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہورہی ہے، صحابہ اہل بیتؓ کی شان میں گستاخی ہورہی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اس پر ایکشن لینے والا نہیں، ہمیں چاہیے کہ حضرت مولاناؒ کی آخری تقریر کو دیکھیں اور آخری تقریر کو لائحہ عمل بنائیں، اے حکمرانو! خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اس وقت امن قائم ہوجائے گا اور جتنے مصائب ہیں ان سب سے نجات ملے گی، اس لئے کہ پاکستان کے امن کا دارومدار پاکستان کی ترقی کا دارومدار صرف اور صرف نفاذ مصطفیٰ پر موقوف ہے۔

- **مولانا مفتی محمد** (جامعۃ الرشید کراچی)

معزز حاضرین! آج ہم ایک ایسی شخصیت کی یاد میں جمع ہیں جنہوں نے پوری زندگی اسلام کے نفاذ کی کوششوں میں صرف کیں، انہوں نے کئی مرتبہ قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہا تھا کہ یہی ہمارا منشور ہے اور یہی ہمارا قانون ہے، یہ قانون چودہ سو سال پہلے نازل ہو چکا ہے، قائداعظم نے ایک ادارہ قائم کیا تھا باقی سارے ادارے تو پہلے سے انگریز نے قائم کر رکھے تھے، پاکستان ریلوے، پاکستان پوسٹل، ہیلتھ کا شعبہ، تعلیم کا شعبہ یہ سب تو پہلے سے قائم تھے۔

جو ایک محکمہ مستقل طور پر قائد اعظم محمد علی جناح نے قائم کیا تھا وہ تھا، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ری کنسٹرکشن اور علامہ اسد کی کو اس کا سربراہ بنایا تھا اور مقصد یہی تھا کہ سارے قوانین کا جائزہ لیا جائے جو قوانین قرآن وسنت کے خلاف ہوا نہیں ختم کر کے متبادل طور پر قرآن وسنت کے مطابق قانون لایا جائے چنانچہ علماء کی مسلسل جدوجہد اس میں رہی، قرارداد مقاصد اسی سلسلے کی ایک

کڑی ہے،۳۱ر علمائے کرام کے ۲۲ نکاتی دستور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور پھر جنرل ضیاء الحق مرحوم ہم جو چاہیں انہیں برا بھلا کہیں کہ وہ ڈکٹیٹر تھے جو کچھ بھی تھے لیکن اسلامائزیشن کا کام جتنا بہترین انداز سے اور جتنا زیادہ ان کے دورِحکومت میں ہوا اتنا اس سے پہلے بھی نہیں ہوا اس کے بعد بھی نہیں ہوا بلکہ بعد میں آنے والی حکومتوں نے ان کے بنائے ہوئے بہت سارے قوانین میں تبدیلیاں تو کیں اور تبدیلی کرنے کی کوششیں مسلسل جاری ہیں اور اندرونی اور بیرونی اسلام کے دشمن اس کیلئے کوشاں ہیں کہ یہاں اسلام کا بول بالا نہ ہو، اسلامی قوانین نافذ نہ ہوں، ضیاء الحق مرحوم نے ایک مجلس شرعی قائم کی تھی اور حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے اس کے لئے بہت گراں قدر خدمات انجام دی تھیں، ۱۹۸۲ء کی بات ہے اور اس میں وفاقی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں آپ نے قرارداد پیش کی، ملک کے قانون، عدالتی نظام، ذرائع ابلاغ، اصلاح معاشرہ اور انتظامیہ کے سلسلے میں اسلامی اصلاحات تیزی سے منظّم اور موثر انداز میں سرانجام دی۔ آپ نے چودہ نکات پیش کیے، جن میں ریاست کے تمام شعبوں کی اسلامائزیشن کے لیے لائحہ عمل موجود تھا، مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے دیگر رفقاء کار کی بے مثال کاوشوں کے نتیجے میں بہت سے اقدامات کیے گئے اور کئی امور میں قابل تحسین پیش رفت ہوئی، جن میں وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور دائرہ کار، قانون شہادت، قانون شفعہ، قانون قصاص ودیت، نظام تعلیم میں اصلاحات قرارداد مقاصد کو موثر بنانے کیلئے آئینی ترمیم، آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت قانون سازی، نظام صلوٰۃ وزکوٰۃ کا قیام، عدلیہ اور پولیس کے عملے کو شرعی قوانین کی تربیت، یہ اس کے نمایاں پہلو ہیں، اور ان سارے شعبوں میں کام ہوا اور اس وقت جو علمائے کرام اس مجلس کا حصہ بنے تھے، ان پر بہت ساری تنقیدات بھی ہوئی لیکن جو مخالفت کرنے والے بھی تھے انہوں نے بھی بعد میں اس کی بہترین کارکردگی کا اعتراف کیا اور حضرت مولانا شہیدؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ان کی خدمات کو سراہا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ ہمارے اکابر تھے، ہمارے بڑے تھے، جنہوں نے اسلام کیلئے بڑی حکمت و تدبر سے اور دوراندیشی سے اور بردباری سے اور صبر وتحمل سے مفاہمت کا ماحول پیدا کر کے یہ سارے کام کیے تھے، آج ہم دوبارہ انہی جیسے قائدین کے محتاج ہیں، ہمیں اپنے اندر ایسے افراد پیدا کرنے کی ضرورت ہے جن کو ہم آج کا سمیع الحق شہیدؒ کہہ سکیں، جنہیں آج کا مفتی محمودؒ کہہ سکیں، کیا ہم ایسے افراد تیار کرنے کے لیے فکرمند ہیں؟ ہم نے ایسے ادارے بنائے ہیں؟ اور ایسی کوئی تربیتی نشستیں ہم قائم کر رہے ہیں؟ جس کے نتیجے میں ایسے افراد کہ جو ایک طرف تو اسلامی

نظام مقاصد پر کوئی سمجھوتہ کرنے والے نہ ہوں، ان کے اندر جرات ہو، ان کے اندر شجاعت ہو، ان کے اندر بیبا کی ہو اور دوسری طرف ان کے اندر بصیرت ہو، وہ زمانے کے حالات سے واقف ہوں، وہ اس وقت بھی اس سوسائٹی کو مخاطب کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، اس کے لہجے میں، اس کے اسلوب میں اور اس کی نفسیات کو پیش نظر رکھ کر کران کی ذہن سازی کر سکتے ہوں۔

ہم ایسے اقدامات کے لیے تیاری کریں اور ایسے باصلاحیت کار والے افراد تیار کریں کہ جو اسلامائزیشن کا دوبارہ سے اور نئے سرے سے کام شروع کریں اور جن چیزوں میں ترمیمات کر کے ان کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے، ان کی دوبارہ اصلاح کریں اور جن چیزوں میں نئے سرے سے کام کرنے کی ضرورت ہے ان میں نئے سرے سے کام کریں، ایسا نہ ہو کہ ہم قوم کو ایسی بند گلی کی طرف لے جائیں کہ جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ آج مولانا سمیع الحق شہیدؒ شدت سے یاد آرہے ہیں وہ ہوتے تو مفاہمت کا کوئی نہ کوئی راستہ نکالتے اور وہ بند گلی میں قوم کو نہ لے جاتے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اپنے حصے کا کام کرنے کی، زمانے کے تقاضوں کو سمجھنے کی اور اس ملک عزیز میں اسلامائزیشن کے لیے رجال کار اور ادارے بنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

● **مولانا عبدالرؤف فاروقی** (جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام، اسٹیج سیکرٹری برائے کانفرنس)

میں پوری حقانی برادری بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب، مولانا حامد الحق حقانی صاحب، مولانا راشد الحق کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک عظیم قومی، ملی، مذہبی رہنما حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شان میں ان کے شایان شان کانفرنس کا انعقاد کیا۔ میں نے سیاسی لفظ قصداً استعمال نہیں کیا کہ وہ مذہبی میں آ ہی گیا تھا۔ بقول اقبال مرحوم کے

جلال پادشاہی ہو یا کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

● **مولانا عبدالقدوس نقشبندی**

صدر ذی وقار! حضرت مولانا انوار الحق صاحب زید مجدکم، قائد ابن قائد حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور ملک بھر سے تشریف لانے والے معززین! میں استقبالیہ کمیٹی کا انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس عظیم کانفرنس کا انعقاد کیا، میرے بھائیو! آج ایک شخصیت جو ہمیں بہت زیادہ یاد آرہی ہے، سیاسی جدوجہد ہو، طالبان کی بات ہو، دفاع افغانستان کی بات ہو، پاکستان کے دفاع

کی بات ہو،شریعت بل کا معرکہ ہو، ملک میں اسلام کے نفاذ کی بات ہو،تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے کرنے کی بات ہو، ڈاکٹر ابوالخیر زبیر صاحب تشریف فرما ہیں، ملی یکجہتی کونسل کا گلدستہ اس وقت حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اکٹھا کیا، جب خطرہ موجود تھا کہ پاکستان کے مختلف مکاتب فکر، اللہ نہ کرے کہ وہ باہم دست وگریباں ہوں ،اس وقت وہی شخصیت مولانا عبدالحقؒ کے بیٹے پاکستان کے عظیم عالم سکالر، جمعیت علمائے اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق شہیدؒ تھے کہ وقت کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے تمام قائدین کو نہ صرف ایک سٹیج پر اکٹھا کیا بلکہ اتحاد کیلئے وہ مربوط کوششیں کیں جو پاکستان کو امن استحکام کی طرف لے جانے کیلئے ضروری تھیں۔ہم آج اس عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اکٹھے ہیں، اللہ رب العزت ان کی محنتوں کو، ان کے جہاد کو، ان کی کوششوں کو جو پاکستان کے لیے تھیں، عالم اسلام کیلئے تھیں، علاقائی استحکام کیلئے تھیں قبول فرمائے اور سب سے بڑھ کر ان کا وہ کردار جو افغانستان میں تھا ،ایک نہیں بلکہ دوسپر پاورز کو شکست دینے کیلئے جو کردار انہوں نے ادا کیا، میں اور آپ یہاں ہم اکٹھے ہیں ان کے اس کردار کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے کہ نہ صرف روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بلکہ ہم دیکھنے جارہے ہیں کہ ان شاء اللہ بہت جلد امریکہ کے بھی ٹکڑے ٹکڑے انہی کی سوچ اور نظریہ اور انہی کی جدوجہد کی وجہ سے ہوں گے۔

میں مولانا حامد الحق صاحب ،مولانا عبدالروف فاروقی صاحب ،مولانا ایوب خان صاحب اور جمعیت علمائے اسلام کے دیگر رہنما مولانا فہیم الحسن تھانوی، حافظ احمد علی کراچی سے، بلوچستان کے قبائل کے ،پورے پاکستان کے مختلف اضلاع سے آنے والے جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کو نہ صرف یہاں خوش آمدید کہتا ہوں بلکہ ہم آج یہ عزم کرنے کیلئے اٹھے ہیں جو شمع مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے روشن کی تھی جو علم انہوں نے جہاد کا افغانستان میں بلند کیا تھا، جو کوشش انہوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ شریعت بل کے معرکہ کی صورت میں پیش کی تھیں، ہم ان شاء اللہ ان کی اس جدوجہد کو نہ صرف خراج تحسین پیش کرتے ہیں بلکہ اس علم کو لے کر ہم ان شا اللہ اگلی نسل تک اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ اللہ رب العزت حضرتؒ کی شہادت کو قبول ومنظور فرمائے اور ہم سب کی اس مبارک جدوجہد کو اپنی بارگاہ میں قبول کرتے ہوئے پاکستان اور اسلام کو جو خطرات درپیش ہیں ان کے لیے عملی اقدام اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے ،میں آخر میں آپ سب حضرات کا بہت مشکور ہوں کہ آپ ملک بھر سے قافلوں کی صورت میں یہاں تشریف لائے۔

- **جناب ڈاکٹر ضمیر اختر صاحب** (تنظیم اسلامی اسلام آباد)

محترم علمائے کرام اور حاضرین گرامی! آج ہم اپنے قومی ملی ہیرو کوخراج تحسین پیش کرنے کے لئے یہاں جمع ہیں، میری مراد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہیں، میں نے ان کا نام اخبارات کے ذریعے کراچی میں شریعت بل جوانہوں نے پیش کیا تھا، اس حوالے سے سنا تھا اور بڑی خواہش تھی کہ اس عظیم شخص کی اس طرح سے ستائش کی جائے جو ان کے شایان شان ہو، میرے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ وہ ہم میں نہیں ہوں گے اور ہم ان کے اسی قدم کی ستائش کر رہے ہوں گے ہم سلام پیش کرتے ہیں اس عظیم مجاہد کو جس نے اندرون ملک شریعت کے نفاذ کیلئے جو ہمارے ادارے ہیں ان کو اپنی ذمہ داری یاد دلائی اور شریعت بل کو ان کے سامنے پیش کیا، یہ اور بات ہے کہ اس شریعت بل کی پذیرائی نہیں ہوئی، پیش ہی نہیں ہوا اور اس کے بعد بھی اس طرف کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر تمام علمائے کرام کو، یہاں موجود ہر مسلک کے نمائندوں کو یہی کہوں گا کہ اس ملک کا جواز یہی ہے کہ یہاں شریعت اسلامیہ نافذ ہوں اگر یہاں پر قوانین اسلام کے نفاذ کی کوشش نہیں کی جاتی تو اس ملک کا جواز نہیں ملتا، اس لیے پاکستان کی تحریک چلاتے ہوئے جس نعرہ نے تمام مسلمانوں کو یکجا کیا تھا تو وہ نعرہ یہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، نعرہ پاکستان کے قیام کے بعد پورا کرنے کیلئے اولین جو کوشش مولانا شبیر احمد عثانی کی زیرسرپرستی وہ قرارداد مقاصد پاس ہوئی لیکن اسکو دستور کا حصہ نہیں بنایا گیا یہ ۸۰ء کی دہائی ہے جب مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء اور ان کے مسلک کے علماء نے ضیاء الحق مرحوم کو یہ بات باور کرائی کہ آپ اپنے آپ کو جس منصب پر پہنچا چکے ہیں بہرحال! اس بحث میں نہیں پڑتے کہ آپ جائز طریقے سے آئے یا ناجائز طریقے سے ،اس وقت اگر آپ یہ کام کرگزریں اور قرارداد مقاصد کو دستور کا حصہ بنالیں تو آپ کے کریڈٹ میں بہت بڑی نیکی جائے گی اور ملت اسلامیہ آپ کو یاد رکھے گی۔

- **مولانا محمد اسعد درخواستی** (رہنما جمعیت علمائے اسلام جنوبی پنجاب)

خاندان درخواستی کی طرف سے خاندان حقانی کو آج میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کو زندہ کرنے کیلئے آج یہ بہترین اجتماع مقرر فرمایا ہے، اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں اپنے قائد حضرت مولانا حامد الحق سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سامنے میرے شیر کی تصویر لگی ہے واللہ سریع الحساب

مولانا سمیع الحقؒ ہم سے مخاطب ہوکر کہہ رہے ہیں کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم میں وہ جذبات باقی نہیں رہے، میرے سامنے مولانا سمیع الحقؒ کی وہ چلتی پھرتی تصویریں نظر آرہی ہیں، یہ سارا خاندان حقانی کا تعلق خاندان درخواستی سے اس وقت بنا تھا جب حضرت درخواستیؒ نے حضرت مولانا سمیع الحق شہید نوراللہ مرقدہ کے ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں کلاشنکوف تھام کر کہا تھا سمیع الحق تمہارا دنیا انتظار کررہی ہے، آج حامد الحق صاحب ذرا آپ بھی نکلئے! دنیا آپ کا انتظار کررہی ہے ذرا دیکھئے! میرے سامنے جذبہ جہاد کے احیاء کا وقت ہے، ارے! الجہاد کے نام لینے والے ذرا گھبرا رہے ہیں، میں نے دیکھا تھا مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو کہ جب جہاد کا نام آتا وہ آپے سے باہر ہو جاتے، کبھی ان کے چہرے پرخوف نظرنہیں آتا تھا، اعلائے کلمۃ اللہ کرنے میں مولانا سمیع الحقؒ کا کوئی ثانی نہیں تھا، مولانا حامد الحق حقانی ذرا اعلائے کلمۃ اللہ کیجیے! اپنے والدگرامی کے مشن کو زندہ کیجئے! پہلی بات جذبہ جہاد کا احیاء کیجئے! آپ سب حضرات کی خدمت میں تین باتیں عرض کروں گا ان میں آپ کی تائید چاہتا ہوں کہ پاکستان میں جذبہ جہاد کے احیاء کی تائید آپ سب کرتے ہیں، دوسری بات گستاخانہ خاکوں کے خلاف ملک گیراحتجاج کا اعلان فرمایئے کہ میرے قائد ہوتے، زندہ ہوتے تو مجھے یقین ہے وہ آسانی سے یوں بیٹھے نہ رہتے بلکہ وہ آج اعلان کرچکے ہوتے تو آج آپ اعلان فرمائیں کہ پوری دنیا گستاخانہ خاکے بلکہ فرانس میں تو حکومتی اوروزیراعظم کی سرپرستی سے ہورہے ہیں، آج اعلان کریں کہ پورے پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے گستاخانہ خاکوں کے خلاف احتجاج کریں گے، تیسری بات ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کے خلاف پاکستان میں میرے صحابہؓ کے خلاف باتیں ہوئیں، آج یہ اعلان فرمائیں، ان شاء اللہ! پاکستان میں اگر صحابہ کے خلاف کوئی بات ہوگی تو اس زبان کو ہم کھینچ لیں گے، دعا ہے اللہ رب العزت سے کہ اللہ رب العزت مجھے اور آپ کواس پرعمل کی توفیق عطا فرمائے۔

● **مولانا سید چراغ الدین شاہ** (سربراہ اتحاد امت)

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی   کٹی ہے برسرمیدان مگر جھکی تو نہیں

قابل صداحترام علمائے کرام اورمشائخ عظام! آج ہم کوئی عرس منانے نہیں آئے ہیں بلکہ ایک عظیم شخصیت جس کا عظیم نظریہ تھا، اوروہ اپنے اکابر کے وارث تھے، ان کے علوم ومعارف کے امین تھے اور ان کے سیاسی اور مذہبی وراثت کے وارث تھے، میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا اور دس سال میں ان کے ساتھ رہا، پہلے نائب امیر رہا پھر میں جنرل سیکرٹری پانچ سال رہا، میں نے ان کے

اندر جو اخلاق دیکھے، ان کی دیانت، امانت اور صداقت دیکھی وہ بہت کم لوگوں میں دیکھی، آپ بیک وقت ایک مفسر بھی تھے، محدث بھی، محقق بھی تھے اور مدرس بھی، اللہ نے ان کو بہت سارے کمالات سے نوازا تھا، ہمارے لیے انہوں نے تو اپنا کام پورا کیا، شہادت جو مومن کا اصل مقصود ہے ان کو مل گئی، ہمیں یہ سبق دیا کہ میرا مشن، میرا پروگرام جو میں نے ساری عمر اسلام کی سربلندی کے لیے کام کیا، اس مشن کو لے کر آگے اپنے اپنے پلیٹ فارم پر اکھٹے ہو کر اپنے مفادات کو بالائے طاق رکھ کر اپنی فرقہ واریت کو پیچھے چھوڑ کر مفاد پرستی، قوم پرستی، جماعت پرستی کو چھوڑ کر خدا پرستی کا راستہ اختیار کر کے اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کے قیام کیلئے اکٹھے ہو جاؤ، یہ حضرت کا مشن اور پروگرام تھا یہ پیغام تمہیں منظور ہے؟ جس کو منظور ہے وہ ہاتھ اٹھائیں (سب حاضرین نے ہاتھ اٹھا کر نعرہ تکبیر اور ناموس رسالتؐ اور شہید اسلام مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نام کے نعرے لگائے)

- **مولانا محمد ایوب خان** (رہنما جمعیت علمائے اسلام شمالی پنجاب)

یہ میرے قائد کے لئے:

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینا لازم ہے

قابل صد احترام! سب کو خوش آمدید کہتا ہوں، قائد جمعیت حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب! دیگر احباب اور دور دراز سے ہماری ضلعی تنظیموں کے عہدیداران جو یہاں آئے ہوئے ہیں، آج اس کنونشن سنٹر کے اندر ہم اس عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے یہاں اکٹھے ہیں، مجھے وہ منظر اور وہ وقت یاد ہے جب سوویت یونین کا سرخ ریچھ گرم پانیوں کی تلاش میں ریاستوں کو روندتا ہوا آپ کے ہمسائے ملک افغانستان کو پیش قدم بنا کر کراچی کے پانیوں پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، اس وقت ایک بوڑھی آواز بلند ہوئی، حضرت مولانا عبدالحقؒ کا وہ صاحبزادہ میدان میں آیا، اس نے قوم کے ضمیر کو جھنجوڑا، قوم کے لیڈروں، وڈیروں کو اٹھایا، طلباء کو اٹھایا پھر استاد سیاف بھی آیا، یونس خالص بھی آیا، برہان الدین بھی آیا، مجددی بھی آیا، ساری دنیا نے مولانا سمیع الحقؒ کی تبلیغ کے بعد پاکستان کو اپنا مطمح نظر بنایا، پاکستان کی سپورٹ کے بعد افغانی فاتح بنے، کوئی آواز اُس وقت نہیں گونج رہی تھی، ایک آواز گونج رہی تھی اور مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب پاکستان میں فرقہ واریت کی تڑتڑاہٹ تھی، چار لاشیں ادھر، چار لاشیں اُدھر پھر ملی یکجہتی کونسل بنا کر اس قوم کو یک جہتی عطا کی۔

آج ہم اس قائد کو سلام پیش کرنے کیلئے آئے ہوئے ہیں اور ایک وقت وہ بھی آیا جب انہوں نے اسلامی جمہوری اتحاد بنایا، متحدہ دینی محاذ بنایااور انہوں نے شعبہ تصنیف وتالیف میں بھی بے شمار خدمات انجام دیں، میرا دل چاہتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جیسا کہ ایک صاحب نے کہا تھا کہ پاکستان میں ایک ہی آواز آئے گی، صحابہ، صحابہ، صحابہ، صحابہ۔ میرا یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا اور پاکستان میں ایک آواز آئے گی، سمیع الحقؒ، سمیع الحقؒ، اس موقع پر میں آپ کو کہوں گا آپ میرے ساتھ ملکر جواب دیں اور خراج تحسین میں آپ بھی حصہ ڈالیں، سب خطیب نہیں بنیں گے۔

میرے بھائیو! اس قائد کو یہی خراج تحسین ہے کہ آپ اس کے جھنڈے کو بلند کریں، ان شاء اللہ قریہ قریہ، گلی گلی، ہم ان کے مشن کو لے کر جائیں گے۔ حکومت سے مطالبہ ہے کہ ان کے جو اصل قاتل ہیں ان کا نام ہی لے لیں۔

- ## مولانا محمود الحسن توحیدی صاحب

مولانا شہیدؒ کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، آپؒ نے پوری زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتے ہوئے گزاری، آخری عمر میں تحفظ ناموس رسالتؐ کیلئے جان قربان کردی، آسیہ ملعونہ کو بچانے کے لئے حکومت نے بڑی کوششیں کیں مگر قائد جمعیت نے واضح کردیا تھا کہ ہم اس معاملے میں کسی قسم کی مفاہمت سے کام نہیں لیں گے، چاہے جو کچھ ہوجائے، آج بھی قائد کا خون اسی بات کی گواہی دے رہا ہے۔

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

قائد جمعیتؒ مذہبی معاملے میں کسی قسم کی مصلحت کے قائل نہیں تھے۔ میں مولانا حامد الحق سے کہوں گا کہ جو ہمارے بھتیجے بھی ہیں کہ جتنے ہمارے خون کے قطرات ہیں سب آپ کیلئے حاضر ہیں۔

- ## مولانا مفتی رویس خان (مفتی آزاد کشمیر)

بزرگانِ محترم! میں نے مولانا حامد الحق صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ایک بہت بڑے عالم دین تھے جو شہادت کے مرتبے پر فائض ہوئے، ان کے ساتھ

میں نے بہت سارے مقامات پر کانفرنسز میں شرکت کی تو ان کیلئے اگر عربی میں بھی کوئی بیان ہوجائے تو بہتر ہوگا توانہوں نے فرمایا کہ آپ ہی کردیں، میں نے سوچا کہ کافی دیر ہوگئی ہے ابھی شاید پروگرام نہ بن سکے،اب میں صرف یہی تجویز پیش کرتا ہوں کہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت اور گمنام قاتلوں کا پتہ لگانے کیلئے ہمیں ایک منظّم اور ایک ہمہ جہت تحریک کی ضرورت ہے۔

اس پروگرام کے انعقاد پر مولانا انوار الحق صاحب ، مولانا حامد الحق صاحب ، مولانا سید یوسف شاہ صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ مولانا شہیدؒ پر ایک جامع قسم کا سیمینار منعقد کیا جائے جس کیلئے پاکستان کے اسکالرز ،انگریزی ،عربی اور اردو تینوں زبانوں میں ان کی حیات وخدمات پر مقالات پیش کریں اور ان مقالات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے ،اب چونکہ بہت سارے اکابر کے خطابات باقی ہیں ،مولانا احمد لدھیانوی صاحب بھی موجود ہیں، بھائی سراج الحق صاحب موجود ہیں ،مولانا سید چراغ الدین صاحب بھی موجود ہیں، مجھے اس لئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں ہے، اسلئے آپ حضرات کے سامنے فاتحہ پڑھتا ہوں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ایصال ثواب کیلئے آپ بھی پڑھ لیں اور اسکا ثواب مولانا شہید کو بخش دیں ۔

(حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا حامد الحق صاحب مدظلہ میزبان حضرات تھے اس لئے ان حضرات کی تقاریر آخر میں رکھی گئیں تھیں ۔)

- **مولانا حامد الحق حقانی** (نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

آج پاکستانی قوم، علمائے کرام اور دینی سیاسی قیادت میں ایک عجیب سا اضطراب، خوف اور بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے، پوری قوم کو بانٹنے کیلئے ہندوستان اوراسکی کٹھ پتلی حکومت اور یہود ونصاریٰ اسرائیل وامریکہ سب پاکستان کو تقسیم کرنے پر لگے ہوئے ہیں کہ کسی طریقے سے قوم، لیڈر، سیاستدان ، مذہبی لیڈراور افواج پاکستان آپس میں گھتم گھتا ہوجائیں، یہ سوچنے کی بات ہے کہ جس انداز میں ہمیں لڑایا جارہا ہے اس کے نتائج اس ملک وقوم کے لئے خطرناک ہیں، کیا پھر پاکستان تقسیم ہونے سے بچ سکے گا؟ کبھی نہیں! جب ہم انقلاب پیدا کریں گے جب ہم ایک مٹھی ہوجائیں تو آپ یقین کریں کہ عالم کفر جس کی تمام کوششیں عالم اسلام کو مٹانے پر لگی ہیں وہ ناکام ہوجائیں گی، جس طرح میرے اور آپ کے قائد مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اسلام اور پاکستان کی خاطر اپنا خون دے کر یہ ثابت کردیا کہ علماء ہی نظریہ،عقیدہ اور پاکستان کے سچے وفادار ہیں اور دشمنوں نے ہمیں

غلامی کی زنجیریں پہنانے کیلئے مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کو شہید کیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے مذموم عزائم کے راستے میں ایک بڑی دیوار ہیں، ایک مضبوط چٹان ہیں، اگر اس کو ہٹا دیں تو ہمارا کام آسان ہوجائے گا اور پھر پاکستان کو سیکولر بنادیا جائیگا، ایک مولانا سمیع الحق شہیدؒ تھے کہ ہم ان کو روکتے بھی تھے کہ خدارا ابا جی! اتنی تیزی نہ دکھائیں اور اتنا جذبہ نہ دکھائیں، پتہ نہیں پاکستانی قوم آپ کی شہادت کے بعد اٹھے گی بھی یا نہیں؟ بدقسمتی سے نہ مذہبی جماعتیں مؤثر طور پر اس قتل ناحق کے حساب مانگنے کے لئے اٹھیں اور نہ حکومتی وعدالتی ادارے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں سنجیدہ ہوئے۔ دو سال بعد بھی ہم اسلام آباد کے دل میں ''پارلیمنٹ، ایوان صدر اور اعلیٰ عدالت'' سپریم کورٹ کے سامنے یہاں کنونشن سینٹر میں احتجاج کررہے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہورہی۔

آج ۸۲،۸۳ سال کے لیڈر مولانا سمیع الحقؒ کو خوف کے مارے شہید کیا گیا، وہ پاکستان اور دنیا بھر کی بے دین قوتوں وحکومتوں کے خلاف کلمہ حق بلند کرتے تھے اور خصوصاً عالمی استعمار امریکہ ومغرب کے افغانستان پاکستان میں جارحیت کے خلاف شروع دن ہی سے آپ نے علم بغاوت بلند کررکھا تھا۔ آج ملک کے تمام بڑے مذہبی سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ مل کر قوم کے سامنے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر حلف اٹھائیں اور ملک میں اسلامی نظام لائیں، وہ شریعت بل جو مولانا سمیع الحقؒ نے پارلیمنٹ میں پاس کرایا، وہ شریعت بل جو میں نے اور اعظم طارق شہیدؒ نے مل کر قومی اسمبلی میں پیش کیا لیکن پرویز مشرف کا دور تھا ہمیں اس پر مزید کام نہیں کرنے دیا گیا، مولانا سمیع الحقؒ کی کتابیں قوانین پر بنی ہوئی ہیں، آج ان کی ''تفسیر لاہوری'' سامنے اسٹیج پر الحمدللہ رکھی ہوئی ہیں، آج گویا اس کی تقریب رونمائی بھی ہے۔

آج ایک لحاظ سے ''الحق'' کے خصوصی نمبر ''امام الشہداء حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ'' کی بھی ایک طرح سے تقریب رونمائی ہورہی ہے، میں نئی نسل کے نوجوانوں سے کہوں گا کہ آپ حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی تاریخ پڑھیں کہ وہ کتنے خوددار انسان تھے؟ کتنے خدا پرست تھے؟ کتنے مجاہد تھے؟ کتنے محبّ وطن پاکستانی تھے؟ مولانا سمیع الحقؒ نے ہمیشہ اتحاد کا درس دیا، متحدہ دینی محاذ بنایا، ملی یکجہتی کونسل بنائی، متحدہ مجلس عمل بنایا، دفاع پاکستان کونسل بنائی، یہ سب اس لئے کہ ہمارا ملک امن کا گہوارا بن سکے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سب علماء جاگ جائیں، متحد ومتفق ہوجائیں، ایک بڑا اتحاد

قائم ہونا چاہیے تب آپ کے مدارس، خانقاہیں اور مراکز بچ سکیں گے، پشاور میں جو مدرسہ زبیریہ میں دھماکہ ہوا ہے وہ بھی دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا رحیم اللہ حقانی کا مدرسہ ہے، وہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا انوار الحق صاحب کے شاگرد ہیں، ان معصوم ننھے طلباء و بچوں کا کیا جرم تھا؟

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علمائے دیوبند نے ہر دور میں قربانیاں دی ہیں، میرا ارادہ تھا کہ زیادہ باتیں نہیں کروں گا لیکن یہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی روح کے جذبات تھے جو آپ کے سامنے رکھے۔ اب میں اس کانفرنس کا مشترکہ اہم اعلامیہ آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اس تمام تقریب کا اصل پیغام اور روح ہے۔

- **شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ** (مہتمم جامعہ حقانیہ ونائب صدر وفاق المدارس)

معزز علمائے کرام، مشائخ عظام اور حاضرین مجلس! تقریریں آپ نے بہت سن لیں، سب سے پہلے میں اسلام آباد کے علماء اور خطباء کا شکر گزار ہوں کہ وہ کثیر تعداد میں تشریف لائے اور دور دراز سے بھی تشریف لانے والے حضرات کا بھی مشکور ہوں، مولانا احمد لدھیانوی صاحب، جناب سراج الحق صاحب، جناب اعجاز الحق صاحب، جناب عبداللہ گل ودیگر صحافی برادری کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، رضا کار کارکنان اور طلباء جو صبح سے یہاں خدمت میں مصروف ہیں ان کا بھی ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر سے نوازے۔

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ عمر میں مجھ سے بڑے تھے، ہمارے درمیان دو یا ڈھائی سال کا فرق تھا، ۳۵ سال قبل جب والد گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا انتقال ہوا تو اکابر نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی دستار حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور میرے سر پر رکھی، حضرت شہیدؒ نے مجھے کبھی بھی یہ احساس نہیں دلایا کہ اتنی ذمہ داری تمہارے یا میرے اوپر ہے، سارا بوجھ ہی انہوں نے خود سنبھالا ہوا تھا، میرے اس عظیم بڑے بھائی نے باوجود تصنیفی وتالیفی اور سیاسی و جہادی مصروفیات کے میرے ساتھ ایسا سلوک رکھا کہ مجھے والد صاحبؒ کی کمی محسوس نہ ہونے دی، آپ میرے لئے ایک چھت کی مانند تھے، چھت کے بغیر آدمی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

آپ کی شہادت کے بعد ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے سروں سے سائبان ہٹ گیا ہے، انہوں نے کبھی بھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑا، آپ کی پالیسی، تجاویز، ایسی موثر ہوتیں کہ الحمدللہ ۳۵ رسال میں کبھی میرا اور ان کا اختلاف نہیں آیا۔ آپ نگرانی فرماتے رہے اور میں خادم کے طور پر

کام کرتا رہا، جب والد صاحبؒ دنیا سے رخصت ہوئے تو لوگ کہتے تھے کہ اب یہ باغ (دارالعلوم حقانیہ) ختم ہو جائے گا اور اس وقت حقانیہ کے دورہ حدیث میں تین سو یا ساڑھے تین سو طلباء پڑھتے تھے، پھر اِن کی سرپرستی میں دارالعلوم نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی۔

آج کل ہمارے ہاں پہلے سے بھی زیادہ داخلے میں بہت سختی کی جاتی ہے لیکن پھر بھی دورہ حدیث میں پندرہ سو سے زائد طلباء ٹیسٹ پاس کر کے آجاتے ہیں، یہ تعداد برصغیر و پاک و ہند میں کسی ایک مدرسہ میں بھی ایک نہیں ہے۔ یہ سب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی پالیسی اور سرپرستی کا نتیجہ ہے۔

آپ شہید کو اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کمالات سے نوازا تھا، ذہانت اور علمی تبحّر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ عطا کیا تھا، آپ کئی کئی دن اسفار میں رہتے لیکن جیسے ہی واپس تشریف لاتے تو دارالحدیث تشریف لے جاتے اور بغیر مطالعہ کے بخاری شریف کا ایسا درس دیتے کہ طلباء دنگ رہ جاتے اور سب سے اہم بات یہ کہ دارالعلوم حقانیہ، افغان مجاہدین اور افغان طالبان کی علمی وروحانی درسگاہ ہے۔ میرے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور برادرم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ان کے استاد تھے، اس لئے بڑی قوتوں نے انہیں شہید کیا، اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ (آمین)

تقریب کے آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے حاضرین سے فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھنے کی استدعا کی اور اس کے بعد دعا فرمائی اور یوں یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

- **مولانا سید یوسف شاہ صاحب** (امیر جمعیت علمائے اسلام کے پی کے)

حضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب نظامت کے دوران قائد جمعیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے کارناموں اور کردار پر گفتگو فرماتے رہے، آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ سے متعلق اپنے ارشادات کے علاوہ کانفرنس کے انعقاد میں مدد کرنے والے حضرات حضرت مولانا انوار الحق صاحب، حضرت مولانا حامد الحق صاحب، حضرت مولانا راشد الحق صاحب، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب، مولانا حزب اللہ جان صاحب اور مولانا محمد اسرار مدنی کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

سیاسی زعما اور علماء کا متفقہ اہم اعلامیہ

بمورخہ ۲ر نومبر ۲۰۲۰ کی یہ عظیم الشان کانفرنس اور اس میں شامل مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین و کارکنان سماجی تنظیموں کے رہنماء، علماء و مشائخ اور عوام الناس کا یہ نمائندہ اجتماع......

(۱) مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی علمی، دینی، سیاسی، سماجی، قومی، ملی اور پارلیمانی خدمات کو زبردست انداز میں خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے ملک میں امن وامان اور مسلکی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا اور تصنیف و تالیف سے لے کر اس وطن عزیز پاکستان کے آئینی اور دستوری خدمات تک کردار ادا کیا، دین اسلام اور پاکستان کے لیے ان کی لازوال خدمات ہمیشہ کے لیے سنہرے الفاظ میں یاد رکھی جائیں گی۔

(۲) یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو راولپنڈی میں انتہائی بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا تھا اس سانحہ عظیم پر تمام خاندان سمیت دارالعلوم حقانیہ نے مولانا شہید رحمہ اللہ کے لاکھوں چاہنے والوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی اور کئی ماہ تک شب و روز ملکی اداروں سے مکمل تعاون کیا تاکہ مولانا کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ آج یہ نمائندہ اجتماع اس بات پر افسوس اور تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ بدقسمتی سے مولانا سمیع الحقؒ کے بہیمانہ قتل کو بھی حسب روایت ''اندھا قتل'' قرار دیا گیا جس سے ہمیں انتہائی دکھ اور مایوسی ہوئی اور آج دو سال مکمل ہونے کے باوجود بھی ہم مولانا شہیدؒ کے قاتلوں کو پکڑنے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کے منتظر ہیں اور اب تک حکومتی اداروں کی طرف سے ہونے والے اقدامات کو ناکافی و مایوس کن سمجھتے ہیں۔ آخر ملک کے اتنے بڑے مذہبی سیاستدان کے قتل کے سانحہ کو کیسے اتنی آسانی سے فراموش کیا جا سکتا ہے؟ یقیناً یہ ملک کے تمام اداروں پر ایک سوالیہ نشان ہے اور رہے گا اور جب تک ہمیں انصاف نہیں ملتا اس وقت تک ہر طرح کی جدوجہد جاری رہے گی۔

(۳) یہ نمائندہ اجتماع، امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکہ کے درمیان امن معاہدے کو خوش آئندہ قرار دیتا ہے اور امریکہ اس کی اتحادی قوتوں سمیت عالمی برادری سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ افغانستان سے انخلاء کے بعد بین الافغانی مذاکرات سمیت علاقائی امن میں کردار

ادا کریں تا کہ ماضی کی طرح ماضی کے تلخ تجربات کو دوہرایا نہ جا سکے۔

(۴) اقوام متحدہ اور او آئی سی فرانس سمیت دیگر ممالک میں توہین آمیز خاکوں کے خلاف بروقت اقدام کریں اور عالمی سطح پر اس کیلئے قانون سازی کی جائے نیز مسلم دنیا فرانس سے سفارتی بائیکاٹ کرے۔

(۵) یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ جب تک فرانس حکومت معافی نہ مانگے اور آئندہ ایسے واقعات کیلئے لائحہ عمل نہ بنائے اسوقت تک فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ جاری رہنا چاہیے۔

(۶) یہ نمائندہ اجتماع کشمیری مسلمانوں پر جاری ظلم وستم کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ انتہا پسند نریندر مودی اس وقت پورے خطے کے امن کے لیے خطرہ ہے لہٰذا اس کے خلاف سفارتی سطح پر بھرپور اقدامات کیے جائیں۔

(۷) یہ نمائندہ اجتماع ملک میں جاری فرقہ وارانہ واقعات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے، حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فرقہ پرست عناصر کے خلاف بروقت اقدامات کرے اور توہین صحابہؓ واہل بیتؓ کا ارتکاب کرنے والوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

(۸) یہ نمائندہ اجتماع پاکستان میں جید علمائے کرام پر قاتلانہ حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے گزشتہ دنوں مہتمم جامعہ فاروقیہ مولانا عادل خانؒ کی شہادت، پشاور کے مدرسہ زبیریہ میں معصوم بچوں پر حملہ اور مختلف جگہوں پر علماء اور اساتذہ دینی مدارس کی پکڑ دھکڑ پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتا ہے اور دہشت گردانہ واقعات اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔

(۹) یہ نمائندہ اجتماع ملک میں جاری مہنگائی اور بیروزگاری پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ غریب عوام کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں کیونکہ عوام کی قوت برداشت جواب دے چکی ہے۔

(۱۰) یہ نمائندہ اجتماع امت اور اپوزیشن کے درمیان جاری کشمکش اور رسہ کشی پر بھی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام سیاسی قائدین کے ساتھ تصادم کے بجائے مفاہمت کا راستہ اختیار کرے اور عوامی مسائل پر توجہ دے نیز سیاسی رسہ کشی میں قومی رازوں کو افشا کرنے سے گریز کیا جائے اور ملکی وقار کو مقدم رکھا جائے۔

بارہواں باب

مولانا سمیع الحق شہیدؒ
خانوادہ حقانی کی نظر میں

بچھڑا کس اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

....

تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تمہیں یاد کرنے لگتے ہیں

افادات: شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ
ضبط وترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی

عظیم بیٹا اپنے عظیم والد کی نظر میں

مولانا سمیع الحقؒ پر اپنے عظیم والد کا بھرپور اعتماد و بھروسہ

حضرت مولانا سمیع الحقؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے بڑے فرزند ہونے کے ناطے سے اپنے والد کے چہیتے اور مقرب رہے، اس اعتبار سے قطع نظر شیخ الحدیثؒ اپنے اس عظیم فرزند کے علمی دینی اور سیاسی جدو جہد اور اس میں حاصل ہونے والی روزافزوں ترقیوں کو ملاحظہ کرنے پر نہ صرف از حد خوش ہوتے بلکہ اس کا اظہار بطور فخر اور تحدیث نعمت کے طور پر اپنی نجی مجالس، منبر ومحراب اور انفرادی واجتماعی حلقوں میں مختلف طریقوں سے کرتے تھے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ مولانا سمیع الحقؒ کو اپنے دینی علمی اور سیاسی مشن کے امین اور جانشین سمجھ کر ان پر بھرپور اعتماد کرتے تھے اور ہر وقت اس سلسلے میں ان کی ترقیات کے لئے دعا گو ہوتے، اس عنوان کے حوالے سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی حیات اور مرضِ وفات کے زمانے کے چند ارشادات پیش خدمت کئے جاتے ہیں جو ان پر اپنے والد کے بھرپور اعتماد کا تاریخی مظہر ہیں۔

مولانا سمیع الحقؒ مسلّم لیڈر

مولانا ضیاء الدین قریشی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) لکھتے ہیں: خاص تاریخ تو مجھے یاد نہیں لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ ''شریعت بل'' کے پیش کرنے کا ابتدائی زمانہ تھا اور جونیجو دور تھا، کل کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونا تھا، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اسمبلی کے اجلاس کی تیاری کے لئے اپنی بیٹھک میں بعض احباب سے مشورہ فرما رہے تھے، اس روز احقر کو مولانا عبدلقیوم حقانی کے ہمراہ حضرتؒ کی مجلس میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی (یہ احقر کی دارالعلوم میں خدمات کے ابتدائی ایام تھے) تو مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال اور ''شریعت بل'' کے متعلق حکومت اور سیاسی لیڈروں کے بیانات اور اس سلسلہ کے بعض تأثرات عرض کیے۔ اُس وقت سیاسی فضاء کچھ ایسی مکدّر تھی گویا ''شریعت بل'' پیش کر کے کوئی بہت بڑا جرم کیا گیا ہے۔

یہ وہ دور تھا جب ''شریعت بل'' کے حق میں ایسی فضاء نہیں تھی جو آج ہے۔ اُس وقت مولانا سمیع الحق صاحبؒ اور ان کے رفقاء کی ایک طرف تو حکومت سے جنگ تھی اور دوسری طرف بے دین سیاستدان اور بعض لیڈروں سے جو ''شریعت بل'' کی شدید مخالفت کر رہے تھے اور بعض اپنے ''مہربانوں اور نادانوں'' نے بھی اس بل کو نعوذ باللہ ''شرارت بل'' اور ''مودودی ازم'' کہہ کر ٹھکرا دیا تھا تو مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے جب ''شریعت بل'' کے بارے میں عوامی حلقوں کے تأثرات سے حضرتؒ کو آگاہ کیا تو حضرتؒ نے اپنے مخصوص انداز میں مولانا عبدالقیوم حقانی کو مخاطب کرتے ہوئے (پشتو میں) فرمایا کہ سمیع الحق مسلّم لیڈر شو یعنی (مولانا) سمیع الحقؒ مسلّم لیڈر بن چکا ہے، ہم جب اس مجلس سے رُخصت ہوئے تو مولانا حقانی صاحب نے مجھ سے کہا: قریشی صاحب! ''یاد رکھو! مولانا سمیع الحقؒ کی قیادت پر قبولیت کی مہر لگ چکی ہے، اب ان شاء اللہ! ایک دن ضرور ہمارے مہربان استاد ایک مسلّم لیڈر بن کر اُبھریں گے اور اللہ ان سے دین کی عظیم خدمت لے گا'' لیکن اُس وقت حالات کچھ ایسے تھے کہ مجھ کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ واقعتاً ایسا ہو جائے گا کیونکہ یہ وہ دور تھا جب حضرت مولانا سمیع الحقؒ نہ تو جمعیۃ علماءِ اسلام کے سیکرٹری جنرل تھے اور نہ مولانا سیاسی انداز سے اس قدر متعارف تھے کہ آثار وقرائن سے کچھ مستقبل کو پہچان لیا جاتا، لیکن آج حالات نے واضح کر دیا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی پیشنگوئی صحیح تھی، اوّلاً مولانا کو جمعیۃ علمائے اسلام کا سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ ''متحدہ شریعت محاذ'' کی تشکیل بھی آپ ہی کی مساعی کی مرہونِ منت ہے، عورت کی حکمرانی کے خلاف ''متحدہ علماء کونسل'' کا قیام آپ کے ہاتھوں عمل میں آیا جس کے آپ سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ آل پارٹیز قومی شریعت کانفرنس بھی آپ کی دعوت پر ہوئی، جس میں پیپلز پارٹی کے علاوہ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے شرکت کی۔ تحریک نفاذِ شریعت بھی آپ کی مساعی کی ممنون ہے جس کے آپ سیکرٹری جنرل رہے اور جو بینظیر کے ایوانِ حکومت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔

مولانا سمیع الحقؒ کی سفر حج سے واپسی پر حضرت شیخ الحدیثؒ کی حد درجہ مسرت

مولانا اشرف علی قریشی مرحوم (جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے داماد، جامعہ اشرفیہ پشاور کے مہتمم اور مصنف کتب کثیرہ ہیں) اپنے تعزیتی مضمون (جو ماہنامہ ''الحق'' کے شیخ الحدیث نمبر میں شائع ہو چکا ہے) میں بیان کرتے ہیں کہ مولانا سمیع الحقؒ اپنے بچوں کے ساتھ حج کے سفر سے واپسی

پرسیدھے ہسپتال آئے ، حضرت (مولانا عبدالحقؒ) پر مولانا سمیع الحق صاحبؒ اور پوتوں سے مل کر خوشی کی عجیب کیفیت طاری تھی اور فرمایا کہ ’’اس وقت مٹھائی ہوتی تو تقسیم کر لی جاتی خوشی کا موقع ہے‘‘ حضرت یہ فرما ہی رہے تھے کہ میں اچانک ہسپتال کے کمرہ میں داخل ہوا اور ساتھ راستے میں مٹھائی بھی لے لی تھی کہ ہسپتال میں مہمانوں کے کام آئے ، مجھے دیکھ کر حضرت بے حد خوش ہوئے اور فرمایا؛’’دیکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری سن لی‘‘ اور مٹھائی سب میں تقسیم فرما دی اور حج سے آئے ہوئے تمام افراد کو گلے لگایا اور چوما بھی اور خصوصاً حضرت مولانا سمیع الحقؒ کو بھی گلے لگا کر بوسے دیئے۔ گو کہ اس بات پر بعد میں حضرت مولانا سمیع الحقؒ گھبرا بھی گئے تھے کہ کہیں حضرت ہم سے بچھڑنے والے تو نہیں ہیں جو سب سے اس طرح مل رہے ہیں۔ مولانا اشرف علی قریشیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ مولانا عبدالحقؒ مولانا سمیع الحقؒ سے بے حد خوش تھے اور مجھے بارہا فرمایا کہ سمیع الحقؒ کی وجہ سے میری عزت میں اضافہ ہوا اس نے میری عزت بڑھا دی ہے۔ (الحق نمبر: صفحہ ۸۸۶)

مولانا سمیع الحقؒ کی ’’شریعت بل‘‘ کے حوالے سے مساعی کی سرخیاں

ہم سے اکثر جب مولانا عبدالحق صاحبؒ ’’مولانا سمیع الحق صاحب‘‘ کے بارے میں پوچھتے کہ اس کا کوئی بیان وغیرہ تو اخبار میں نہیں آیا ؟ میں ہسپتال میں روزانہ حضرت مولاناؒ کو اخبار کی سرخیاں سناتا اور جہاں کہیں وہ وضاحت چاہتے تھے وہ خبر ذرا تفصیل سے پڑھتا، خاص کر انہیں افغان مجاہدین کی خبر اور مولانا سمیع الحقؒ کی ’’شریعت بل‘‘ کے بارے میں جدوجہد کا بیان سن کر بہت خوشی ہوتی تھی اور بہت دعائیں دیتے تھے۔

مولانا سمیع الحقؒ کے آنے کی خوشی اور آڑو لانے کی فرمائش

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے نواسی کے شوہر یعنی رشتہ کے داماد آخری ایام کی تفصیلات ماہنامہ ’’الحق‘‘ کے شیخ الحدیث نمبر کیلئے رقمطراز ہیں : حضرت مولانا صاحبؒ کبھی کوئی چیز (کھانے کی ہوتی یا پینے کی) از خود نہیں مانگتے تھے ہم ہی ان کی خدمت میں پیش کرتے وہ اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے تھے، کبھی دیر بھی ہو جاتی لیکن آپ خاموش رہتے البتہ جس دن مولانا سمیع الحق صاحبؒ ہسپتال تشریف لاتے تو وہ اصرار کرتے کہ کس چیز کے کھانے کی خواہش ہے؟ تو ان سے آڑو منگوا لیتے تھے، حضرتؒ کو آڑو بہت پسند تھے۔ (الحق نمبر: صفحہ ۸۹۰)

سمیع الحقؒ کی گستاخی میری (عبدالحقؒ) گستاخی ہے

جناب عبدالرب صاحب کا بیان ہے : میں نے ایک دن ازراہ مذاق عرض کیا کہ ہمیں تو آپ سرسری دعائیں دیتے ہیں اور اصل دعائیں صرف مولانا سمیع الحقؒ کیلئے وقف کر رکھی ہیں فرمانے لگے کہ میں سب کیلئے ایک جیسی دعائیں کرتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ مقام و رفعت، دینی خدمت اور عزت و شہرت کی دعائیں بھی صرف مولانا سمیع الحقؒ کیلئے کرتے ہیں تو حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ سمیع الحقؒ مجھے بہت پسند ہے وہ ایک مردمجاہد ہے اور اپنے باپ کا نام روشن کر رہا ہے اور اگر کوئی اسے بری نظر سے دیکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجھے بری نظر سے دیکھتا ہے اور جو کوئی اسے نظر بد سے دیکھتا ہے اور اس کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ ایسا ہے جو میرے ساتھ کرتا ہے اور آپ سب میرے ساتھ مل کر دعا کریں کہ شریعت کی شمع سمیع الحقؒ کے ہاتھوں روشن رہے۔ (الحق نمبر، صفحہ ۸۹۰)

شیخ الحدیثؒ کا مولانا سمیع الحق کے سر اور ماتھے کو چومنا

کرنل (ر) ڈاکٹر سید داؤد گیلانی جو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے سب سے چھوٹے داماد ہیں اور انہیں حضرتؒ کے آخری ایام میں ہسپتال میں حضرتؒ کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی وہ اپنے تأثرات بیان کرتے ہیں کہ : حضرتؒ کی رحلت سے چند دن پہلے جب حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور ان کے بچے سفر حج سے واپس تشریف لا رہے تھے ان کے سفر حج کے دوران حضرتؒ کی علالت بڑھ گئی اور انہیں ہسپتال میں داخل کیا گیا ان کو لینے کے لئے میں پشاور ائیر پورٹ چلا گیا، سفر حج کی تھکاوٹ بھی تھی اور ابھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا تو راستے میں ڈیفنس کالونی میں ہمارا غریب خانہ پڑتا ہے میں نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ سے عرض کیا کہ گھر چلتے ہیں کھانا کھانے کے بعد ہسپتال چلے جائیں گے تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں پتہ نہیں میری روح حضرت داجی (پشتو میں حضرتؒ اپنے گھر میں اسی لقب سے یاد کیے جاتے ہیں) کیلئے کتنی پریشان ہے! بدنی تھکاوٹ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، مجھے سیدھا ہسپتال لے جائیں، مولانا کے حکم کے مطابق ہم سیدھے ہسپتال چلے گئے تین چار گھنٹے تک مسلسل علماء اور عقیدت مند بیمار پرسی کیلئے آتے رہے اور اپنے اپنے حصے کی دعائیں لے کر جاتے رہے، میں مسلسل حضرتؒ کے ہاتھ پیر دباتا رہا، ان کے ساتھ ہی چار پائی پر بیٹھا تھا مجھے آرام سے سرگوشی میں کہا کہ ’’جب سب لوگ چلے جائیں تو چن لالا (حضرت مولانا سمیع الحقؒ، جن کو

گھر میں سب چھوٹے بہن بھائی اسی نام سے پکارتے ہیں) کومت جانے دینا میں نے ضروری بات کرنی ہے۔'' میں نے چن لالا کو اشارے میں بتا دیا کہ دا جی کا فرمان یہ ہے جب سارے علماء چلے گئے تو حضرت مولانا سمیع الحقؒ کو اشارے سے بلا کر دونوں ہاتھ اس طرح کھولے کہ جیسے کسی بچے کو قریب لایا جا رہا ہو اور ہو بھی یہی رہا تھا حضرتؒ نے دونوں ہاتھ حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے سر کے پیچھے رکھ کر ان کے ماتھے کو خوب چوما اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور تقریباً ۴۵ منٹ طویل دعا فرمائی اور ساتھ ساتھ روتے رہے، دعا تو اب مجھے پوری طرح یاد نہیں مگر اس کا نچوڑ کچھ اس طرح سے تھا: ''اے پاک رب العزت! میرے اس فرزند نے دین کی سر بلندی کیلئے جو محنت کی ہے اور جو کرنے والا ہے یہ سب تیری ہی توفیق اور رحمت سے ہوئی ہے، اس میں ہمیں اور ان کو کامیابی عطا فرما، شریعت بل جو کہ سمیع الحق کی محنتوں کا ثمر ہے اس کو قبول فرما'' دعا کے دوران ہی حضرتؒ نے مولانا سمیع الحقؒ کو چند احکامات دیئے جو کہ مجھے ابھی یاد نہیں اور پھر ان کو قریب کر کے دوبارہ چوما اور ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اے رب العزت! سمیع الحقؒ کو قبول فرما'' اور آنسو بہاتے ہوئے ان کو گاؤں جانے کے لئے رخصت کیا، راستے میں بھی حضرت مولانا سمیع الحقؒ روتے رہے اور جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ نے فرمایا: ''ڈاکٹر صاحب! یہ معمول کی بات نہیں! کچھ ہونے والا ہے یا تو حضرتؒ نے مجھے رخصت کر دیا ہے یا خود رخصت ہو رہے ہیں اور روتے ہوئے اپنے گھر پہنچے۔ (الحق نمبر، صفحہ ۸۹۳)

مولانا سمیع الحقؒ منزل کی جانب رواں دواں

حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد الحق حقانی ''میرے دادا جان میرے مربی'' کے عنوان کے تحت اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے دا جی گل (حضرت مولانا عبدالحقؒ) نے ابا جی کے سیاسی حالات اور موجودہ پروگراموں کی تفصیل معلوم کرتے جسے میں ہمیشہ پوری تفصیل سے بیان کرتا، وہ بڑی دلچسپی اور خوشی سے سنتے اور مسکرا کر فرماتے کہ (سمیع الحق) واقعی بڑا اِسلامی سیاست کا ماہر قائد بنتا جا رہا ہے اور درست طریقہ پر منزل کی جانب میری ہدایت کی روشنی میں گامزن ہے اللہ اس کو اپنے حفظ و امان اور حفاظت میں رکھے، پھر فرمایا بیٹا! مجھے بہت فکر ہے کہ ان (مولانا سمیع الحقؒ) کے حاسد بہت زیادہ ہیں لیکن وہ ایک دن ضرور کامیاب ہو گا۔

نفاذِ شریعت کی جدوجہد ضرور رنگ لائے گی

پھر علاقہ اور لوگوں کی رائے اور ان کے مسائل متفرقہ کے بارے میں دریافت کرتے اور فرماتے کہ بیٹا! لوگوں کو تسلی دیا کریں کہ ہم آپ کے دنیاوی کاموں کی طاقت تو نہیں رکھتے لیکن نظامِ شریعت کے نفاذ کے لئے آخر دم تک جدوجہد کریں گے، ایک دن خدا ضرور تمہاری محنت کی قدر کرے گا، پاکستان، عالم اسلام اور دنیا پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ (الحق نمبر، ص ۱۱۵۷)

دارالعلوم اور ملکی مسائل کے سلسلے میں مولانا عبدالحقؒ کے اہداف

ابا جی کی طرف دا جی گل متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا! تم بڑے خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کے بچے بچے کو حج کرا دیا اور عمروں کی نعمت سے سرفراز فرمایا، اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ادا کیا کرو اور پھر اچانک ابا جی سے بے تکلف، بلا جھجک اور فرقِ مراتب سے ہٹ کر ان کو اپنے قریب بٹھا کر ابا جی کے چہرے کے کئی بوسے لئے اور بے حد پیار کیا یہ انتہائی جذباتی اور اور رقت انگیز منظر تھا ہم سب کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے پھر انتہائی جذباتی اور محبت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوئے کہ بیٹا! میں تم سے بہت خوش اور راضی ہوں تم نے مجھے خوش کر دیا ہے میں نے زندگی میں دارالعلوم اور ملک کے مسائل کے جو اہداف اپنے سامنے رکھے تھے تو تم نے اس کو خوش اسلوبی سے باحسن طریقہ سے پورا کرنے کی حتی الوسع کوشش کی، ابا جی اس موقع پر نہایت افسردہ اور سر جھکائے ڈبڈباتی آنکھوں کے ساتھ حضرتؒ کی چارپائی میں دائیں جانب ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اس موقع پر خاندان کے دیگر افراد کے علاوہ تینوں چچا صاحبان، پروفیسر محمود الحق حقانی حالاً ایجوکیشن کونسلر جدہ سعودی عرب، مولانا انوار الحق صاحب، الحاج اظہار الحق صاحب بھی موجود تھے پھر ہمیں حضرت کا حکم ملا کہ اکوڑہ خٹک میں سب چھوٹے بڑے آپ لوگوں کے استقبال کے منتظر ہیں تم لوگ (سمیع الحق) کے ساتھ چلے جاؤ۔ (الحق نمبر ص ۱۱۶۰)

عالمِ برزخ میں مولانا سمیع الحقؒ کی فکر

مولانا سمیع الحقؒ کے بڑے ماموں مولانا سیف الرحمٰن جہانگیروی لکھتے ہیں: جس دن یعنی مارچ ۱۹۹۰ء کو مولانا سمیع الحقؒ کے سینٹ کے لئے دوبارہ انتخاب لڑنے کا دن تھا۔ میں صبح صادق سے قبل حسبِ معمول تہجد پڑھنے میں مشغول تھا کہ مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا

کہ حضرت مولانا عبدالحق مرحوم مجھے کہہ رہے ہیں کہ گل دادا (حضرت شیخ الحدیثؒ انہیں گل دادا کہہ کر پکارتے تھے) تم اکوڑہ خٹک نہیں گئے؟ میں نے کہا: حضرت! کوئی خاص بات ہو، اور حکم ہو تو میں ابھی چلا جاؤں گا۔ فرمایا کہ ہاں! آج سمیع الحق کا الیکشن ہے اور وہ پریشان ہوگا تم جا کر اُسے تسلی دو اور انہیں میرا کہہ دو کہ فکر نہ کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں، مولانا سیف الرحمٰن نے فرمایا کہ مجھے خواب ہی میں یہ احساس ہوا کہ حضرت مولانا عبدالحق تو وفات پا چکے ہیں اور دل میں آیا کہ حضرت کیا شفیق والد ہیں، وفات کے بعد بھی انہیں اپنی اولاد کی کتنی فکر ہے۔

بلاشبہ یہ ایک عظیم ابتلاء اور معرکے کا الیکشن تھا پیپلز پارٹی اور سرخ پوش ہمیشہ سے مولانا سمیع الحقؒ سے ناراض اور نالاں رہتے تھے، خود موجودہ حکومت آئی جے آئی یعنی مسلم لیگ کی اکثریت نے مولانا سمیع الحقؒ کو ٹکٹ دینے کی شدید مخالفت کی تھی اور شریعت بل کے طویل معرکۂ کارزار کی وجہ سے دین دشمن اور ماڈرن قوتیں ان سے نالاں تھیں کہ دوبارہ یہ جا کر کانٹا نہ بن جائیں، جمعیۃ علماءِ اسلام کے نام سے دوسرے گروپ کے لیڈر خود پشاور آ کر ان دنوں ڈیرہ جما بیٹھے اور ایک ایک ایم پی اے سے مخالفت میں رابطہ کرنے لگے، اے این پی کے ایک لیڈر اور ایم پی اے جناب فرید طوفان کی روایت ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا درد سر ہے؟ تو اس لیڈر نے کہا:

چہ زمونگ دی سڑی سرہ کار دے چہ دے او نہ وزی

''ہمارا اس آدمی سے کام ہے کہ یہ کسی قیمت پر نکلنے نہ پائے''

کچھ اور نو دولتیے کروڑ پتی بھی آزاد اور پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر میدان میں اُترے تھے یہ تمام محاذ چاروں طرف سے مولانا سمیع الحق کو چاروں شانے چت گرانے کے درپے تھے اور معرکے کا دن پڑ اگر خداوند قدوس کا فضل اور عظیم والد کی روحانی توجہات اور بیٹے کے بارے میں فکرمندی کام آئی اور مولانا بڑی شان سے کامیاب ہو کر عظیم والد اور اکابر کے مشن کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے سینٹ میں دوبارہ پہنچ گئے۔ (الحق نمبر ص:۱۰۵۶)

محترمہ نصرت بی بی بنت حضرت مولانا عبدالحقؒ
زوجہ مولانا اشرف علی قریشی

میرے عظیم بھائی جان

حیات انسانی میں رشتے ناطے بہت ہی انمول اور قیمتی ہوتے ہیں،ان رشتوں کی اہمیت افادیت اور فضیلت سے کون انکار کرسکتا ہے، وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہوتے ہیں جن کے پاس رشتے ہوتے ہیں،اپنوں کا ساتھ ہوتا ہے اور سعادت مند ہے وہ انسان جوان رشتوں کی قدر کرتے ہیں، انہیں خوش اسلوبی سے نباہتے ہیں،انہی رشتوں میں ایک رشتہ بہن بھائی کا بھی ہے جو پیار محبت، الفت، اپنائیت، خلوص، ایثار اور قربانی سے بھرا ہوتا ہے، بہن بھائیوں کے رشتے میں کوئی طمع لالچ نہیں ہوتی بلکہ ان کے درمیان محبت شبنم کے بوندوں کی طرح پاک ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے بہن بھائی کے رشتے میں ایک قدرتی محبت رکھی ہے،اس رشتے میں دکھاوا کم اور حقیقت زیادہ ہوتی ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ اور تحفہ ہے۔ ایک دوسرے سے جڑا یہ رشتہ وقت اور فاصلوں کا محتاج نہیں ہوتا،اس رشتے کا آغاز پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے اور تادم حیات تک باقی رہتا ہے حتیٰ کہ کسی ایک کی موت کے بعد بھی ان کی یادیں باقی رہ جاتی ہیں،لحہ بہ لحہ اس کے ذہن میں اس کی یاداشتیں امنڈنے لگتی ہیں اور جب بھائی ایک ایسی عظیم شخصیت ہو جو سیرت وکردار،اوصاف وکمالات کا پیکر ہو،اخلاق عالیہ کا نمونہ ہو،ان کی پوری زندگی خلوص اور للّٰہیت سے بھری ہوئی ہو توان کی موت کے بعد بھی ان کی یادیں کبھی نہ ختم ہوسکیں گی، ان کی یادیں ان کی شفقتیں،ان کی مہربانیاں اوران کی محبتیں زندگی کے پل پل میں سامنے آنے لگتی ہیں،میری مراد ایسی عظیم شخصیت ہے جو رشتے میں میرے بڑے بھائی جان حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہیں جنھوں نے ساری زندگی اسلام اور اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت میں گزاری۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سارے خصائل حمیدہ اور اوصاف جمیلہ سے نواز رکھا تھا، باہر کی دنیا میں بھی وہ اخلاق عالیہ کا پیکر مجسم تھے اور عائلی زندگی میں بھی وہ اسوۂ حسنہ کا نمونہ تھے،وہ صرف میرے لئے ہی بھائی نہیں بلکہ ہم سب کے سائبان تھے، ہمارے پیارے بھائی جان کو ہم سے

جدا ہوئے دو سال ہو گئے لیکن ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ ہم انہیں بھول گئے ہوں، ان کے ساتھ گزرا ہوا وقت بہت یاد آتا ہے، سب بہنوں میں راقم السطور سب سے بڑی تھی، میری خوش قسمتی یہ تھی کہ میں نے ان کے ساتھ پہلا حج بھی اور پھر بعد میں عمرہ بھی ان کی معیت میں ادا کیا اور کئی دن ایک ساتھ مقامات مقدسہ میں گزارنے کا موقع ملا۔ یاد رہے کہ یہ سفر حج اور سفر عمرہ شاہی ضیافت یعنی سرکاری اعزاز واکرام اور مکمل رائل پروٹوکول کے ساتھ تھا۔ میرے لئے تو یہ سب سے بڑی خوش قسمتی کی بات تھی کہ عرصہ دراز کے بعد مصروف ترین بھائی جان کیساتھ حرمین شریفین میں وقت گزارنے کی سعادت ملی۔ سفر حج میں ہر جگہ اور ہر وقت میری صحت اور آرام کے بارے میں بار بار پوچھتے رہتے۔

ہمارے بھائی جان کی اپنی بہنوں کے ساتھ بہت محبت اور الفت تھی، جب بھی ہم ان کے گھر جاتے وہ ہماری بہت مہمان نوازی کرتے، ہمیں اپنے کمرے میں اپنے ساتھ بٹھاتے، ہمارے ساتھ دیر تک مختلف موضوعات پر بے تکلف خوشی سے بات چیت کرتے، ہمارے حضرت بھائی جانؒ بہت خوش طبیعت انسان تھے، گھر کے باہر بھی عقیدت مندوں، شاگردوں اور کارکنوں کے ساتھ شفقت وخلوص سے پیش آتے تو اسی طرح گھر اور خاندان میں بھی سب کے ساتھ بہت محبت وشفقت فرماتے دیگر سیاسی لیڈران کی طرح ان کے دو رنگ نہیں تھے، جیسے گھر میں تھے ویسے باہر بھی۔ انکی بے تکلف اور بے تصنع شخصیت کا یہی کمال تھا جو آپ کو دیگر لیڈران سے زیادہ عوام و خاص میں ہر دلعزیز رکھتا تھا، میرا رشتہ بھی حضرت بھائی جان شہیدؒ نے کروایا، حضرت مولانا اشرف علی قریشی مرحوم ان کے دوست تھے اور ان سے انہیں بہت انس و محبت تھی، جب بھی آپ پشاور آتے تو میرے گھر ضرور تشریف لاتے اور یہاں قیام کرتے۔ حیران ہوں کہ بھائی جانؒ کی کون کون سی یاد کو احاطہ ءتحریر میں لاؤں، آپ ایک مخلص انسان تھے۔ کاش! میرے بھائی کچھ اور عرصہ حیات رہتے لیکن اجل کا طے تھا اور ان کی قسمت میں شہید ہونا لکھا تھا، ان کو اپنی بہنوں سے بہت محبت تھی، اسی لئے انہوں نے اپنے بیٹے برخوردار مولانا حامد الحق کا رشتہ میری بیٹی سے طے کیا، جب بھی اپنے بھائی کی یاد آتی ہے تو دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔ ظالموں نے میرے عزیز القدر اور بزرگ بھائی کو نہایت سفا کی سے شہید کر کے ہم سب بہن بھائیوں کو ان کی شفقتوں ومحبتوں سے محروم کر دیا، نہ صرف خاندانِ حقانی بلکہ پوری امت مسلمہ ان کے فیوضات اور برکات سے محروم ہو گئی۔ چونکہ شہید کبھی مرتے نہیں اس لئے میرا ایمان ہے کہ ان کا لہو ضرور رنگ لائے گا اور ان کا خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے عزیز بھائی کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات عطاء فرمائے۔ (آمین)

محترمہ خالدہ بنت حضرت مولانا عبدالحقؒ
زوجہ انجینئر حافظ ہدایت الرحمٰن مرحوم

صلہ رحمی اور خاندانی حسنِ سلوک کی دلچسپ داستان

شہید ناموس رسالتؐ مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ میرے بڑے بھائی تھے، حضرت اقدس بڑے بھائی جان (چن لالا) کے بارے میں اپنے صحیح احساسات وجذبات شاید کبھی بھی کھل کر بیان نہ کر پاؤں کیونکہ میرے پاس انکی شخصیت کے شایان شان الفاظ نہیں ہیں۔ میں ان کی بے لوث محبت و شفقت کو الفاظ کی محتاج نہیں سمجھتی ہوں اور نہ ہی الفاظ میں اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کر سکتی ہوں، میری شادی سے قبل ہی میرے والدین کا انتقال ہوگیا تھا اور شوہر کے انتقال کے بعد میرے بڑے بھائی صاحب میرے لئے والد صاحب کی طرح بنے، آپ بھائی بھی اور محافظ بھی، غرضیکہ والدین کے انتقال کے بعد میرے تنہا رہنے کا خیال ان کو ہر وقت دامن گیر رہتا اور باقاعدہ مجھے خرچے وغیرہ کے پیسے بھی دیتے اور اگر میں حساب وکتاب دینا چاہتی تو آپؒ نہ مانتے، میرا رشتہ میری پھوپھی کے بیٹے انجینئر حافظ ہدایت الرحمٰنؒ سے ہوا تھا، ان کے مالی حالات کوئی زیادہ کارساز نہ تھے، بھائی جان مرحوم نے والدین کی وفات کے بعد اپنی جیب سے دس ہزار روپے (۳۵۔۴۰ برس قبل اس وقت خطیر رقم تھی) میرے پھوپھا (سسر) جناب خلیل الرحمٰن صاحب کو دیئے کہ وہ گھر میں ضروری مرمت وغیرہ کا کام کروا کر میری شادی کروادیں کیونکہ بھائی جان کو ہر وقت میری فکر رہتی کہ میں تنہا ہوں اور پھر والدین کی جدائی کا صدمہ بھی اس کو سہنا پڑ رہا ہے۔

ہمیشہ اپنوں کے لئے فکرمند رہتے

میری شادی کروانے کے بعد بھی بھائی جان شہیدؒ بے فکر نہ ہوئے بلکہ ہمیشہ میری فکر کرتے رہے، میرے شوہر (مرحوم) کی کوئی خاص آمدن کا ذریعہ وغیرہ نہ تھا تو بھائی جان شہیدؒ ہر وقت ان کے روزگار کی فکر کرتے رہتے، کبھی اس وقت کے وزیراعظم نواز شریف سے ملواتے، کبھی کسی اور اعلیٰ عہدیدار سے، آخر کار ان کو اسلام آباد میں نوکری مل گئی، اس کے بعد بھی ہر وقت میری فکر کرتے کہ اکوڑہ میں اکیلی کیا کرتی ہو؟ اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ اور وہاں ان کے پاس اسلام آباد میں رہو،

میری شادی کے بعد میرے سسرال والے مٹی کے تیل کا چولہا استعمال کرتے جس کی مجھے عادت نہ تھی اور بھائی جان کو ہر وقت یہ بات ستاتی رہتی کہ میں والدین کے گھر میں آرائشوں کی عادی تھی اور سسرال میں وہ آسانیاں مجھے میسر نہیں لہٰذا ایک دن مجھے ایک سیلنڈر دیا اور کہا کہ یہ لے جاؤ اور اس کو استعمال کرو، غرض ایسی بہت ساری یادیں ہیں۔

دوسروں کے آرام کا خیال رکھتے

پھر ایک دن میرے گھر آئے اور ان دنوں ان کے پاس جیپ تھی اور میرے پاس میرے گھر سے ضرورت کی کئی اشیاء لیں اور مجھے اسلام آباد میں میرے شوہر کے گھر چھوڑ آئے، وہیں اسلام آباد میں میرے شوہر ایک دن ان سے ملنے ان کے مکان پر گئے تو مجھ سے کہا کہ تمہارے پاس تو آرام کرنے کا کوئی خاص انتظام نہ ہوگا اور اپنے دوسرے کمرے کے بیڈ سے فوم کا گدا اٹھا کر مجھے دیا کہ اس کو استعمال کرو (وہ فوم کا گدا اور سیلنڈر میرے پاس آج تک موجود ہیں) اور اسی طرح ساری زندگی میری فکر کرتے رہے۔

ہمیں عزت محبت و پیار دیا

۲۰۰۹ء میں سڑک حادثہ میں میرے جواں سال بیٹے محمد حماد الرحمٰنؒ کا انتقال ہوگیا، اس حادثے کے بعد ان کو میری فکر مزید ہونے لگی، میرے بیٹے کے انتقال کے بیس دن بعد مجھے فون کیا اور اس فون کال سے پہلے گھر کے تمام افراد نے ان کو منع کیا تھا کہ اس کا دل غمگین ہے اور یہ موقع اس بات کا نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا دل غمگین ہے اور یہی موقع ہے کہ اس کے دل کو سکون دیا جائے لہٰذا مجھے فون کیا کہ میں تمہیں حماد کا نعم البدل تو نہیں دے سکتا لیکن آج سے میرا بیٹا اسامہ تمہارا بیٹا اور تمہاری بیٹی میری بیٹی ہوئی اور یوں میری بیٹی کو میری خوشی کی خاطر اپنے گھر لے گئے اور بہو بنا لیا اور ہمیشہ میری بیٹی کا بہت خیال رکھا، اس کو گھر میں بہت عزت، محبت اور پیار دیا۔

محبتیں، شفقتیں اور مہربانیاں

اسی طرح ان کی شفقتوں اور محبتوں میں وقت گزرتا گیا اور زندگی کا ایک اور امتحان سامنے آیا وہ یہ کہ میرے شوہر اچانک بہت بیمار ہوگئے ان کا علاج کافی مہنگا تھا اور بھائی جان ان کا علاج قائد اعظم ہسپتال راولپنڈی میں کرا رہے تھے اور ساتھ ہی باقی لوگوں کو منع کرتے کہ میری بہن کو پتہ نہ

چلے کہ اس کے شوہر کے علاج پر اتنی رقم لگ رہی ہے پھر وہ مزید پریشان ہوگی اور اسے تکلیف ہوگی اور مجھے بے خبر رکھ کر میرے شوہر کا بہت مہنگا علاج کرواتے رہے لیکن پھر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا اور میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، اس موقع پر مجھے اور میرے بچوں کو بہت تسلی دی، میرے شوہر کی وفات پر بہت غمزدہ تھے، کبھی اگر میں ان کے سامنے اس بات کا اظہار کرتی کہ آپ نے ساری زندگی میرا خیال رکھا اور کبھی میری فکر سے فارغ نہ ہوئے تو ناراض ہوتے اور کہتے کہ تم نے ہمارے والدین کی خدمت کی ہے اور آخر وقت تک ان کا خیال رکھا ہے تو اب تمہارا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے اور تمہارا خیال رکھ کر ہم والدین کا حق ادا کریں گے۔

مدرسہ ہاجرہؒ کی نگرانی سونپنا

اپنی زندگی میں ہماری والدہ محترمہ (بی بی ہاجرہؒ) کے نام سے مدرسے کا افتتاح کروایا اور اس مدرسے کی خدمت ونگرانی میرے سپرد کی اور پھر اس مدرسے کی خدمت پر بہت خوش رہتے اور ہر وقت مجھ سے مدرسے کے حالات معلوم کرتے اور اکثر طالبات کے پرچہ جات دیکھ کر ان کی محنت پر بہت خوش ہوتے۔شہادت سے چند دن قبل میری بیٹی، بھابھی اور میرا داماد (اسامہ سمیع) عمرہ ادا کرنے جارہے تھے اور میں ان سے ملنے گئی اور بھائی جان سے بھی ان کے کمرے میں ملاقات ہوئی، یہ ملاقات میری ان سے آخری ملاقات ٹھہری، میرے گھر اور مدرسے کے درمیان دو سڑکوں کا فاصلہ ہے اور میں دن میں دو مرتبہ مدرسہ آتی جاتی ہوں، ایک دفعہ صبح، پھر ظہر کے وقت بچوں کو کھانا وغیرہ دے کر پھر دوبارہ مدرسے آتی،حضرت بھائی جانؒ کو یہ بات گوارا نہ تھی اور مجھے ہر وقت فرماتے کہ دو دو مرتبہ مت آیا جایا کرو، دوپہر کے وقت میرے گھر پر رہا کرو کیونکہ سڑک پر بہت زیادہ دوطرفہ ٹریفک ہے اور آگے ریلوے لائن بھی ہے، اسی طرح اس آخری ملاقات میں بھی مجھ سے کہا کہ یہ دو دو مرتبہ آنا جانا اپنے معمول سے نکال دو، میرا گھر بھی تمہارا گھر ہے،تمہارے باپ کا گھر ہے، دو بچے ہیں اور تم تینوں دوپہر کا کھانا یہاں کھالیا کرو گھر جانے کی ضرورت نہیں۔آپ کی شفقت ومحبت کے بہت زیادہ واقعات اور یادیں ذہن کے دریچوں میں تازہ ہیں لیکن احساس غم کی شدت اور کم مائیگی کے باعث انہی الفاظ سے اپنے عظیم مرحوم بھائی کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔اللہ تعالیٰ حضرت بھائی جانؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات عطاء فرمائے۔(آمین)

محترمہ زاہدہ بنت حضرت مولانا عبدالحقؒ
زوجہ ڈاکٹر سید داؤد گیلانی، سعودی عرب

خانوادۂ حقانی کے سربراہ

ہمارے بڑے محترم اور پیارے بھائی جان حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ہمارے لئے والد محترم جیسے تھے، ان کے ساتھ میری آخری گفتگو جو ہوئی تھی اس کے بارے میں اختصار سے بتانا چاہتی ہوں کہ میں سعودی عرب میں پچھلے ۱۵؍برس سے رہ رہی ہوں، ایک دن میرے شوہر (جناب ڈاکٹر داؤد صاحب) نے عصر کے وقت کہا کہ بہت دن ہوگئے ہیں مشر (یعنی حضرت مولانا شہیدؒ) سے ہماری بات نہیں ہوئی، پشتو میں مشر خاندان کے سربراہ کو کہتے ہیں، حضرت کی موجودگی میں بچے ان کو ''ابا جی'' اور خاندان کے سب بڑے افراد ان کو ''چن لالا'' کے نام سے یاد کرتے تھے اور جب وہ مجلس میں موجود نہیں ہوتے تو سب ان کو ''مشر'' کہتے تھے کیونکہ آپ خاندان کے بڑے تھے اس وجہ سے اس نام سے یاد کرتے تھے، حقیقت میں انہوں نے ہمیشہ اپنے بڑے ہونے کا حق ادا کیا، چاہے وہ عمر کے اعتبار سے ہو یا بڑے بھائی کی صورت میں یا خاندان کے سربراہ کی صورت میں ہو لیکن ان کا کردار بھی حقیقت میں بڑوں جیسا تھا، اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ اور پورے خاندان کے ساتھ ان کا بہت ہمدردانہ اور مشفقانہ اور محبت بھرا رویہ ساری زندگی رہتا تھا، اس لئے ان کی غیر موجودگی میں ہم ان کے متعلق بات کرتے تو کہتے کہ ''مشر'' ایسے، ''مشر'' ویسے، ''مشر'' سے بات کرتے ہیں تو اس دن بھی میرے شوہر نے کہا کہ کافی دن بیت گئے کہ حضرت شہیدؒ سے بات نہیں ہوئی چلو بات کرتے ہیں اور کال ملائی تو ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے میرے شوہر نے کہا کہ میں نوکری چھوڑ کر واپس آ رہا ہوں، سعودی عرب چھوڑ رہا ہوں، حضرتؒ جب بھی عمرہ یا حج کے لئے سعودی عرب تشریف لاتے تو ہم جب ان سے ملنے کے لئے حرمین شریفین چلے جاتے تو کہتے کہ واپس پاکستان آ جاؤ، اللہ تعالیٰ آپ کو پاکستان سے بار بار حرمین شریفین کی زیارت کیلئے بلائے گا، بچے آپ کے وہاں ہیں، بہن بھائی وہاں ہیں، آپ یہاں اکیلی ہو، اکیلے رہنا بہت مشکل ہوتا ہے، باہر رہنا اتنا ہی کافی ہے اب پاکستان واپس آ جاؤ پاکستان تو ہم ہر دفعہ انہیں کہتے کہ ہم واپس آئیں گے تو اس دفعہ جب میرے شوہر نے ان کو فون پر کہا کہ ہم آئیں گے تو وہ نہیں مانے اور کہا کہ میری بہن کو فون دیدو تو جب میں نے فون لیا تو کہا کہ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہاں! ہم ان شاء اللہ! واپس آ رہے ہیں تو مجھے فرمایا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس بار تم واپس آ ہی جاؤ، کل بھی میرے گھر میں سب بہن بھائی جمع تھے لیکن تمہاری بہت کمی محسوس ہوئی۔

حضرتؒ کی یہ عادت تھی کہ جب بھی ان کو وقت ملتا وہ چاہے رمضان میں ہوتا یا عید وغیرہ کے موقع پر تو وہ اپنے بہن بھائیوں کو ان کے بچوں سمیت کھانے (دعوت) کیلئے جمع کرتے اور بہت خوش ہوتے، بہن بھائیوں اور ان کے بچوں کے درمیان بیٹھ کر آپ مسرور رہتے اور سب سے بہت پیار کرتے، جب بھی ہم بہن و بھائی ان کے ہاں جاتے تو بہت زیادہ پُرمسرت ہو جاتے، یہ میری بدقسمتی تھی کہ اکثر میرے شوہر کی پوسٹنگ دور دراز علاقوں میں ہوتی تو اس وجہ سے میں اس قسم کی مجلسوں سے محروم رہتی، نہ رمضان میں نہ عید وغیرہ کے موقع پر اور جب سے یہاں سعودی عرب ہم لوگ منتقل ہوئے ہیں تو پھر تو مزید اس قسم کی پُررونق مجلسوں سے کافی دور ہوگئی تو مجھے بہت سختی کے ساتھ کہا کہ دیکھو! پرسوں میرے ہاں دعوت تھی، سب جمع تھے لیکن تم اس میں نہیں تھی لیکن ایک بات انہوں نے مجھ سے بار بار کہی کہ یہ سعودی عرب اور پیسے کمانا ساری زندگی ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ مجالس بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کی پھر نہیں ہوں گی، خاندان کے افراد آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور بہن بھائیوں سے عرصہ دراز کے بعد مل کر دل خوش ہو جاتا ہے، بس واپس آ جاؤ تو اب مجھے ان کی وہ قیمتی باتیں بہت یاد آتی ہیں۔ مجھے کیا علم تھا کہ ہماری یہ ٹیلیفون کی گفتگو آخری ثابت ہو رہی ہے اور پھر چار پانچ دن بعد ان کی شہادت کا افسوسناک واقعہ ظہور پذیر ہوا، بدقسمتی کہیے کہ میرے نصیب میں ان کی زندگی میں واپس پاکستان جانا نہیں تھا اور نہ ہی میں ان کی ان مجالس میں شریک ہوسکی، جس کی حضرت بھائی جانؒ خواہش مند تھے۔ آپ ساری زندگی دیگر بہن بھائیوں کی طرح ہمارے لئے بھی فکرمند رہتے تھے۔

حقیقت میں آپ ہم بہن بھائیوں سے بہت پیار وشفقت کیا کرتے تھے لیکن مجھ سے بہت زیادہ پیار وشفقت فرماتے کیونکہ میں بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی اور اس طرح میری وجہ سے میرے شوہر سے بھی بہت پیار کرتے تھے، ہم جب بھی پاکستان جاتے اگر رات دس بجے بھی ایئرپورٹ پہنچتے یا رات دو بجے، تو ان کا فون آتا کہ خیریت سے پہنچ گئے؟ اور کل دوپہر کا کھانا میرے گھر تم لوگ کھاؤ گے اور خود ہمارا بھی یہ پروگرام ہوتا کیونکہ آپ ہمارے باپ کی جگہ تھے اور ہمارے بڑے بھائی جان تھے اور یہ کوشش ہوتی تھی کہ پہلے ہم ان کو سلام کے لئے جائیں لیکن ہمیشہ پہلے ان کا فون آتا کہ کھانا میرے ساتھ کھانا ہے، ہم رات کو لیٹ پہنچتے لیکن ہم ان کی زیارت اور سلام کیلئے حاضر ہو جاتے، اس پر آپ بہت خوش ہوتے اور ہر دفعہ ایک بات کرتے کہ واپس آ جاؤ اور بہن بھائیوں کے درمیان رہنا اچھا ہوتا ہے اور اکیلے دور دیار میں رہنا بہت مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے محروم نہ فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

محترمہ نفیسہ شفیقؒ بنت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

والد ماجد مولانا سمیع الحق شہیدؒ نفیس اور اعلیٰ ذوق کی سادہ مزاج شخصیت

الحمدللہ مجھے شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی سب سے بڑی بیٹی ہونے کا شرف حاصل ہے ،اس کی بدولت بدوشعور سے مذہبی وروحانی ماحول میں پلی بڑھی۔ اس ماحول کی وجہ سے دادا جان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خصوصی شفقتیں میسر آئیں۔حضرت والد صاحبؒ نے شروع ہی سے میری تعلیم وتربیت پر بھرپور توجہ دی۔ ان کی زندگی کے کئی پہلو تھے، وہ گھریلو زندگی بھی بہت سی خوبیوں سے آراستہ تھی، آپ بہت نفیس اور اعلیٰ ذوق کے سادہ مزاج انسان تھے۔صفائی، نفاست، نازک مزاجی ، پابندی اوقات، ترتیب اور سلیقہ سے آراستہ شخصیت تھے۔ سفید کپڑوں اور واسکٹ کو پہننا ان کو زیادہ پسند تھا۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی آپ بہت عمدہ ذوق کے مالک تھے۔ کھانا پینا بہت کم کیا کرتے تھے لیکن ہمیشہ اچھا اور بہترین پکوان کو ترجیح دیتے تھے۔ والد صاحب کو میرے ہاتھ کے کھانے بہت پسند تھے اور اکثر فرمائش سے بھی بنوایا کرتے تھے۔ میری خوش قسمتی یہ رہی کہ میرے شوہر مرحوم شفیق الدین فاروقی عرصہ ۴۰ سال میرے والد شہیدؒ کے ساتھ قدم بہ قدم ان کے ساتھ رہے، مرحوم ماہنامہ ''الحق'' کے منیجر رہے اور اسی واسطہ سے علم و ادب کیساتھ ان کا گہرا رشتہ تھا اسی مناسبت سے حضرت والد صاحبؒ کے ساتھ بھی ان کا تعلق قائم ہوا، پھر فاروقی صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی گاڑی بھی اکثر سعادت سمجھ کر چلاتے رہے اور حضرت والدصاحبؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی تقریباً چالیس برس تک ان کی خدمت میں پیش پیش رہے، عمر بھر اندرون وبیرون اسفار میں ان کے ہمراہ ہوتے۔اسی طرح میرے شوہر اور بچے بھی ابا جان شہیدؒ کے ساتھ بہت مانوس تھے اور حضرت والدصاحب اکثر حرمین شریفین کے اسفار میں مجھے اور میری فیملی کو ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ شہادت سے دو روز قبل مجھے اپنے گھر بلایا اور کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔میرے سب سے چھوٹے بیٹے حذیفہ شفیق سے ان کو بڑا لگاؤ تھا، ان سے شفقت ومحبت تھی تو مذاق کے انداز میں گپ شپ بھی ان سے کرتے۔آپ کے بچھڑنے سے ہماری زندگی کی ساری رونقیں رخصت ہوگئیں ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت اباجیؒ کی شہادت کو قبول فرمائے۔(آمین)

مولانا سلمان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

شفقت ومحبت کا پیکر

دو نومبر دو ہزار اٹھارہ جہاں عالم اسلام کے لئے انتہائی افسوسناک خبر کا ذریعہ بنا وہیں علوم اسلامیہ کی عظیم درسگاہ دیوبند ثانی جامعہ حقانیہ کے لئے بھی اشکوں بھرا دن رہا، جامعہ کے وسیع وعریض دلان میں سارا دن طلباء کے آنسو بہتے رہے اور جامعہ کی مقدس زمین اللہ کے مہمانوں کے ان اشکوں کی بارش سے بھیگتی رہی، دو نومبر کے دن ہزاروں علماء کے استاد، جامعہ حقانیہ کے چراغ، درجنوں کتابوں کے مصنف اور ہزاروں دلوں کے سکون، حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کا دن بن گیا، راولپنڈی کے بحریہ ٹاؤن جیسے پوش علاقے میں سفاک قاتلوں نے درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیرانہ سالی میں بیاسی سالہ بزرگ کو خنجروں کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا، جس طرح سے حضرت استادؒ کو شہید کیا گیا یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان سے کوئی برسوں پرانی دشمنی کا انتقام لیا گیا ہو چونکہ واقعہ پوش ایریا اور بحریہ ٹاؤن میں ہوا جو سیکورٹی میں اپنی مثال آپ بتایا جاتا ہے تو شروع میں کچھ امید تھی کہ شہید مولانا سمیع الحقؒ کے قاتلوں کو جلد سے جلد گرفتار کر کے قوم کے سامنے پیش کر دیا جائے گا لیکن افسوس کہ یہ تحریر قلمبند کرتے ہوئے دو برس بعد بھی کوئی امید دور دور تک نظر نہیں آتی۔

مثالی زندگی

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے مثالی زندگی گزاری، انہوں نے دینی علوم کی تکمیل کے بعد دینی علوم کی ترویج واشاعت میں اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالحقؒ کی جانشینی کے منصب کو نہایت عمدگی سے سنبھالا، باوجود متعدد سیاسی مصروفیات کے جامعہ حقانیہ کے تعلیمی نظام میں نہ کبھی تعطل آیا اور نہ ہی جامعہ کا معیار تعلیم طے کردہ معیار سے نیچے آنے دیا، یہی وجہ ہے کہ آج بھی جامعہ حقانیہ ان معدودے چند مدارس کی صف اول میں کھڑا نظر آتا ہے جہاں سے تعلیم کا حصول دینی تعلیم کے متلاشی ہر طالب العلم کی خواہش ہے، حضرت مولانا سمیع الحقؒ نہ صرف یہ کہ جامعہ کے استاد یا سیاسی لیڈر تھے بلکہ وہ طلباء کے لئے شفیق باپ کے مانند بھی تھے، جامعہ کا کوئی ایسا طالب علم نہیں جو ان سے

کسی قسم کا خوف محسوس کرتا بلکہ ہر طالب العلم کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی کہ وہ حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر سکے،فرمایا کہ سلمان الحق ! گاڑی تم لے کر آؤ حالانکہ ان کی اپنی گاڑیاں بھی موجود تھیں، مجھے اس بات پر تا زندگی فخر رہے گا کہ میں اس احتجاجی پروگرام میں انہیں اپنے ساتھ لے گیا اور ان کیلئے گاڑی چلانے کی خدمت ادا کی، جامعہ سے حضرت مولانا سمیع الحقؒ کا تعلق انتہائی وسیع اور گہرا تھا وہ ہمیشہ چاہتے تھے کہ تعمیر معاشرہ میں جامعہ حقانیہ پوری دنیا میں کردار ادا کرے ۔ افغانستان میں قیام امن بھی ان کی ترجیحات میں شامل تھا ، باوجود اس کے کہ جامعہ حقانیہ کے خلاف کئی غلط پروپیگنڈہ کئے گئے اور جامعہ کو مذہبی ''دہشت گردوں'' سے منسلک کرنے کی جھوٹی داستانیں گھڑی گئی لیکن حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی قیادت میں جامعہ حقانیہ میدان میں ڈٹ کر کھڑا رہا اور کسی بھی موقع پر اس کے پایہ استقلال میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوئی ، نہ ہی کبھی جامعہ کے میناروں سے ایسا کوئی اعلان ہوا جو نقص امن کیلئے خطرہ ثابت ہو، اس وقت بھی ضرورت ہے کہ جامعہ کا ہر طالب علم شیخ کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت بنا لے ،حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا مشن ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا ، ان کے علوم وفیوض کا یہ سرچشمہ یونہی تشنگان علوم دینیہ کی پیاس بجھاتا رہے گا ۔ یہاں حضرت مولانا شہیدؒ کی زندگی ، حیات وخدمات ،سیرت کردار پر چند سطور کو قلمبند کرنا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ مولانا شہیدؒ کی زندگی کے یہ روشن پہلو نسل نو کے لئے مشعل راہ ثابت ہوسکے اور ان کی زندگی سے رہنمائی حاصل کرے ۔

عظیم والد کے عظیم جانشین

محدث کبیر، شیخ الحدیث ،حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ،آپ کی ذات منبع علوم وفنون ،منبع فیوض وبرکات ، مرکز رشد وہدایت اور ذخیرۂ گفتار وکردار تھی ،وہ بیک وقت مفسر قرآن ، محدث دوراں ، فقیہ زمان ، اصولی سیاستدان ، مخلص داعی ، بہترین مدرس اور نامور شخصیت تھے ، معاشرے میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا، ہر آنکھ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور آپ کے ساتھ ہر میدان میں شانہ بشانہ کھڑا ہونا معاشرے کے ہر ہر فرد نے اپنے آپ پر واجب کر دیا تھا، اس کی زندہ مثال آپ کی سیاسی زندگی ہے اور دوسری مثال جامعہ حقانیہ کی وہ عظیم یونیورسٹی ہے جس کی شاخیں ملک کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہیں جس کی ابتداء چند شاگردوں سے ہوئی ، بھلا معاشرے میں اعلیٰ مقام کی پہچان کیلئے اس سے بڑا کوئی ثبوت ہوسکتا ہے؟ان کے فرزند ارجمند شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ بھی اپنے عظیم والد کے عظیم جانشین تھے ، آپ علم وعمل ، تواضع وعاجزی، خاکساری

وانکساری، خلوص وللّٰہیت، دینی غیرت وحمیت، دیانت وامانت، زہد وتقویٰ اور شجاعت وبہادری کے پیکر تھے، آپ علوم نبوت کے امین ومحافظ، اسلاف امت کی روایات کے حقیقی ترجمان ووارث تھے، عصر حاضر کے ممتاز علماء ومفکرین میں ان کا شمار ہوتا تھا، آپ علم وعمل کے ہر میدان اور ہر محاذ پر سرگرم عمل رہے، درس وتدریس ہو یا تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ ہو یا جہادی سرگرمی سب میں انہوں نے بہترین کردار ادا کیا، تصنیف وتالیف اور تحقیقی میدان میں ان کی گراں مایہ خدمات کو عالم اسلام کے جید علماء اور مفکرین نے سراہا، جہادی خدمات نے چار دانگ عالم کو متاثر کیا۔

نجی زندگی، سیرت وکردار

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ شفقت ومحبت کے پیکر تھے، سیرت پر آپ گہری نظری ہوتی تھی لیکن صرف نظر ہی نہیں بلکہ اس کو عملی جامہ بھی پہنایا تھا، اہل وعیال کے ساتھ بہترین اندازِ زندگی گزاری، ہر ہر بات پر سکون واطمینان کے ساتھ سوچا کرتے تھے، اگر کبھی کسی سے کوتاہی سرزد ہوتی تو حضرت شیخ رحمہ اللہ ان کے ساتھ عفو ودرگذر کا معاملہ کیا کرتے تھے، ہمارے ساتھ ساری زندگی دوستانہ اندازِ تعلق قائم رکھا، یہاں تک کہ اگر آپ کو کہیں محسوس ہوتا کہ میں پریشان دِکھ رہا ہوں تو تب تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک میری پریشانی کو ختم کرنے میں میری مدد نہ کرتے چونکہ ہمارے بڑے تھے، اس لئے ہمارے جذبات کی انتہاء درجہ قدر کرتے تھے اگر کبھی ہم سے اونچ نیچ ہو بھی جاتی تھی تو اسے دل پہ نہ لیتے بلکہ اکثر مسکرا کر اسے ٹال دیتے۔

ممتاز خوبیوں اور اوصاف کے حامل

چچا باپ کے مانند ہوتا ہے، حضرت چچا مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ باعمل عالم اور سیرت کے عملی نمونہ تھے، میں بھتیجے کی حیثیت سے ان کے بہت قریب رہا لہٰذا میں نے ان کی بہت ساری خوبیوں، کمالات اور ممتاز اوصاف کا قریب سے مشاہدہ کیا جن میں سے چند ایک لکھنے کی جسارت کروں گا، حضرت الشیخ عاجزی وانکساری کے پیکر تھے، اکثر میرے ساتھ دوستانہ گفتگو کرتے رہتے تھے، اکثر ایسا ہوتا کہ میں پہلے سے موجود ہوں اور آپ تشریف لاتے تو مجھے کھڑا نہ ہونے دیتے بلکہ کندھوں پر زور دے کر اٹھنے سے منع کرتے تھے، مجھے سینے سے لگا کر دعائیں دیتے تھے کبھی بھی کھانے میں نقص نہیں نکالا کرتے تھے، کبھی بھی اپنے حاسدوں کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے بلکہ اگر کوئی آپ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرتا تو مسکرا کر ٹال دیتے، بہر کیف! بہت ساری ایسی ممتاز خوبیاں

ہیں جس کو بیان کرنے اور لکھنے کے لئے ضخیم کتاب درکار ہوگی۔

اقربا پروری سے کوسوں دور

حضرت شیخ شہید رحمہ اللہ کی زندگی کے ایسے گوشے نہ ہونے کے برابر ہیں جو کسی کو معلوم نہ ہوں، آپ کی زندگی اس گول نقشے کی طرح ہے جو میز پر موجود ہوتی ہے اور ہر کوئی اسے دیکھ سکتا ہے، آپ شہیدؒ کی اولاد اور ہم سب اکھٹے پلے بڑے ہوئے ہیں، ساری زندگی ایک ساتھ گزاری ہے، ہم میں سے کوئی بھی یہ فرق نہیں کرتا تھا کہ فلاں میرا کزن ہے یا بھائی اور الحمدللہ آج بھی ویسا ہی چل رہا ہے، حضرت چچا شہید رحمہ اللہ نے ہمیشہ ہم کو اپنی اولاد پر ترجیح دی، ہمیں کبھی یہ محسوس نہیں ہوا ہے کہ وہ ہمارے چچا ہیں یا ہم ان کے بھتیجے ہیں بلکہ وہ چچا کا کم اور باپ کا کردار زیادہ ادا کرتے تھے جو ان کا بڑا پن تھا۔

وسعت قلبی اور وسعت ظرفی

حضرت عم محترمؒ بڑے دل والے انسان تھے، علمی وسیاسی اختلافات کو صرف اسی میدان تک محدود رکھتے تھے، البتہ فرماتے تھے کہ کوئی بھی میدان ہو لیکن مقصد خالص رکھنا چاہئے اور وہ ہے امت مسلمہ اور اہل پاکستان کی خدمت، میری سیاسی مخالفت کو کبھی بھی دل پر نہیں لیا بلکہ مجھ سے اکثر خوشگوار موڈ میں جاری سرگرمیوں کے بارے میں پوچھتے تھے اور اس کے متعلق مفید مشورے دیا کرتے تھے، آپ کبھی بھی یہ نہیں سمجھتے تھے کہ میں ہی حق پر ہوں بلکہ مخالف کو بھی حق کی نگاہ سے دیکھتے تھے کبھی بھی خانگی زندگی پر اس کو کوئی اثر نہ آنے دیا۔

سیاسی زندگی

آپ کی سیاسی زندگی میں بھی خاصی تاریخی امور وجود میں آئے اور بیشتر کتابوں میں اسکے مناظر موجود ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عم محترم کی طبیعت جہاد کی طرف زیادہ مائل تھی اور ان کا مزاج جہادی تھا، وہ امت مسلمہ کیلئے دل دردمند رکھتے تھے اور امت مسلمہ کے کسی کونے میں کسی بھی مسلمان پر کوئی ظلم ہوتا تو ان کا دل ان مظلوموں کیلئے دھڑکتا تھا تاہم حضرت مولانا شہیدؒ کا سیاسی میدان میں شامل ہونا اس غرض سے تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام اور قوانین کا نفاذ ہو سکے لیکن آپ کو تدریسی و تصنیفی مصروفیات میں زیادہ دلچسپی تھی اور اسے ہی اصل میدان سمجھتے تھے۔

مولانا فضل الرحمٰن کے بارے میں ان کا رویہ

میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ حضرت عم محترمؒ اختلاف کو حد میں رکھتے تھے، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے بارے میں آپ کا رویہ معتدل رہا، کبھی بھی آپ نے یہ تأثر نہیں دیا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ان کے سیاسی مخالف ہیں بلکہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب جب بھی اکوڑہ خٹک سے گزرتے تھے تو آپ ان کو دعوت دیتے تھے اوران کی خوب خاطر مدارت کرتے تھے، چند سال پہلے جب کتاب ''خطبات مشاہیر'' چھپ گئی تو اس کا ایک سیٹ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو ہدیہ پیش کیا، ان کے ساتھ ایسی محفل جمی رہتی تھی کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے کہ سیاسی مخالفت کے باوجود ایسی دلبرانہ گفتگو، حضرت عم محترمؒ بڑے دل والے انسان تھے اور یہ ان کا بڑا پن تھا، یہاں تک کہ آپ نے کبھی بھی اور کسی سے بھی یہ شکوہ نہیں کیا کہ وہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ساتھ کیوں دیتے ہو؟ اور نہ کسی کو ان کے جلسے جلوس میں جانے سے روکتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ اختلاف رائے رکھنا اور نہ رکھنا ہر کسی کا حق ہے جو بات اور کام آپکو صحیح لگے وہی کیجئے! آپ لوگوں پر دارالعلوم میں کوئی زبردستی نہیں؟

حسن جمال اور حسن مزاح

مولانا شہید رحمہ اللہ عموماً جمالی مزاج کے انسان تھے، ان کی محفلوں میں جہاں علمی وادبی شہ پارے ہوتے تھے، وہاں مزاح بھی ہوتا رہتا تھا لیکن یہ مزاح ایک حد تک ہوتا تھا، آپ رحمہ اللہ چونکہ سیاسی وسماجی شخصیت تھے لہٰذا آپ کی محفلیں بھی کئی پہلوؤں پر مشتمل ہوتی تھی، طلباء کے ساتھ محفل، علماء کے ساتھ محفل، بچوں کے ساتھ محفل، اہل وعیال کے ساتھ محفل اور آنے والے مہمانوں کے ساتھ محفلیں ہوا کرتی تھی، ظاہری بات ہے کہ ہر ہر محفل کے تو ویسے بھی زندہ دل ہوتے ہیں، اس لئے حضرت ان کے ساتھ بیٹھ کر ہنستے تھے، علماء کے ساتھ جو محفل ہوتی تھی، وہ ادبی علمی گفتگو پر مشتمل ہوتی تھی، علماء بھی آتے تھے کہ ان سے کچھ ملفوظات ونوادرات سن لیں۔

الغرض حضرت کے تمام محافل ذوق وسرور سے بھرپور ہوتی تھیں، اس پر مفصل تحریر لکھنے کی ضرورت ہے جو پھر کبھی پیش کردوں گا (ان شاء اللہ)

مولانا حافظ لقمان الحق حقانی
مدرس ونگران کتب خانہ جامعہ حقانیہ

میدان عمل کا بیباک جرنیل

الحاج مولانا محمد اظہار الحق حقانی مرحوم، (سابق منتظم اعلیٰ دارالعلوم حقانیہ) کے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا لقمان الحق حقانی دارالعلوم میں عرصہ دراز سے مدرس اور متعدد انتظامی شعبوں و امور میں گہری دلچسپی لینے والے عاجز طبع اور صلح مزاج شخصیت کے حامل ہیں اور ان کا اپنے تایا شہیدؒ کے ساتھ خصوصی محبت وتعلق قائم رہا اور حضرت شہیدؒ پر انہوں نے بہت خوب لکھا۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے برگزیدہ ہوتے ہیں کہ وہ زمین میں ملائکہ کے محاسن کا روپ دھارتے ہیں، وہ ایسے چنیدہ ہوتے ہیں کے ان کے کارناموں سے رب کائنات کا خصوصی انتخاب چھلکتا ہے، وہ ایسے دیدہ ور اور دلاور ہوتے ہیں کہ انہیں انوار الٰہی کا مظہر سمجھا جانے لگتا ہے، وہ اپنی ہمہ جہتی کی بدولت مافوق الفطرت مخلوق لگنے لگتے ہیں وہ جب میدان عمل میں تنہا اتریں تو ان کا سامنا کرنے والوں کو یہ تنہا فرد لشکر سے زیادہ بھاری محسوس ہوتا ہے، جب کسی سے سامنا ہو تو ان کے چہروں کو دیکھنے سے مصور کائنات کا ذکر وتصور قائم ہوجائے، جب اپنوں کے درمیان ہوں تو ابریشم کی طرح طرح نرم ہوں، جب اللہ کے باغیوں کے سامنے ہوں تو فولاد دکھائی دیں، جو اپنے کام سے ایسے مخلص ہوتے ہیں کے بڑوں کے اعتماد کا مظہر اور معاصرین ومتاخرین کیلئے اسوہ اور نمونہ کہلاتے ہیں، جن کی راتیں خالق کے سامنے قیام وسجود سے معمور اور ان کے دن خلقِ خدا کی مجالس ومحافل کے لئے وقف ہوتے ہیں، جن کے ذاتی دکھ درد کا کوئی ساجھی نہ ہو مگر وہ امت مسلمہ کے دکھوں کے ساتھی وغمخوار رہتے ہوں۔

دینی حمیت اور اسلامی غیرت کی مثال

ایسے ہی پاکیزہ برگزیدہ، چنیدہ، خدا ترس، دیدہ ور، مافوق الفطرت اپنی ذات میں انجمن، انوار الٰہیہ کا مہبط، اسلاف کے معتمد، اخلاف کے مقتداء، رہبان باللیل اور فرسان بالنہار کا نمونہ، شفیق، خلیق،

انیس اور ہر دلعزیز ہستیوں میں سے ایک ہستی، ہمارے تایا جان، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے دوسرے مہتمم وشیخ الحدیث، حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے حیات میں ان کے معتمد وامین، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے روح رواں، ''دفاع پاکستان کونسل'' کے چیئر مین، ہزاروں علماء ومشائخ اور مجاہدین کے استاد وشیخ، دینی تحریکات کے مخلص و مصلح وسر پرست، قافلہ حق کے حدی خواں، رزمِ حق وباطل میں اہل حق کے سپہ سالار، دینی حمیت سے سرشار، اسلامی غیرت کی مثال، جرات و بہادری کا نشان، اہل باطل کے لیے شمشیر بے نیام اور اہل حق کے امام، حضرت مولانا سمیع الحق شہید نوراللہ مرقدہ ہیں، جن کی ولادت اپنے وقت کے امام الاولیاء، محدّثِ کبیر، علم وعمل کے مجسم نمونہ، عبدیت کے نشان، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ جیسے ہستی کے گھر میں ۳۰ رستمبر ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔

کمالات اورخوبیوں کا مجموعہ

حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ ایک فرد یا ایک شخص کا نام نہیں بلکہ ایک فکر، ایک نظریے اور جہد مسلسل کا نام ہے، حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا انتخاب تھے، دنیا جانتی ہے کہ حضرت مولانا عبدالحقؒ کی پسند تمام عالم کی پسند بن گئی محبوب العالم محبوب العالم، حضرت مولانا سمیع الحقؒ بذات خود کمالات اورخوبیوں کا مجموعہ تھے، بیک وقت عالم بھی تھے، قائد بھی اور مجاہد بھی، قوی اعصاب کے مالک اور بیدار مغز رہنما بھی تھے، انتہائی خوددار اور استغناء کے مالک، انتہائی شفیق ومہربان بھی تھے گویا وہ بذات خود ایک انجمن تھے، ان کی زندگی ایک تاریخ اور تحریک سے عبارت تھی، حضرتؒ کی شہادت کے بعد اہل علم اور اہل حق میں سے ہر ایک فرد حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی جدائی پر بزبان حال یوں نوحہ خواں نظر آتا ہے، ہر ایک کی زبان حال پر گویا یہ شعر جاری تھا۔

ویراں ہے میکدہ، خم و ساغر اداس ہے
تم کیا گئے کہ گئے دن بہار کے

میرے خیال میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے سوانح لکھنے والے حیراں وششدر ہوں گے کہ حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی زندگی کے کس پہلو پر کس حوالے سے لکھیں اور ان کے کن کن صفات وکمالات پر روشنی ڈالی جائے کیونکہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی ذات اور ان کی شان کچھ اس طرح تھی۔

کس کس کمال کا کوئی اب تذکرہ کرے
ان کے تو ہر کمال میں لاکھوں کمال تھے

حضرت شہیدؒ کے معمولات یومیہ طلباء وعلماء کے لئے نمونۂ عمل

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شب و روز کے معمولات، عادات و اطوار اور نشست و برخاست، تکلم وسکوت، ہیئت ولباس، اکل وشرب کا انداز، عبادت بالخصوص نماز و دعا ہر دیکھنے والے بالخصوص طلباء کے لئے سیکھنے کا بہت بڑا ذریعہ تھے گویا آپ رحمہ اللہ کی ذات وشخصیت، تعلیم وتربیت کا چلتا پھرتا نمونہ تھی، درجہ اولیٰ سے درجہ سابعہ تک سات سالوں میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی شخصیت کا مطالعہ کرنے والے طالبعلم جب دورہ حدیث میں آداب معاشرت اور شمائل نبویؐ پر مشتمل احادیث پڑھتے تو اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہاں تو ہر ادا کا ماخذ ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی پیروی حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے اپنی ذات پر اس طرح لازم کی تھی کہ دیکھنے والوں کے لئے آپ رحمہ اللہ کی ذات وشخصیت احادیث نبویہ کی عملی تفسیر بن گئی تھی، کسی شاگرد کے اپنے استاد کے بارے میں اس طرح کے تاثر میں حسن ظن اور حسن عقیدت کا پہلو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، تاہم میرا نہیں خیال کہ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو جاننے والوں میں کوئی بھی ان حقائق کا انکار کرے، جن کو زیر قلم لانا میری مجبوری بن گئی، ذاتی مشاہدہ پر حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کو جن اوصاف کے ساتھ متصف پایا، حسب ذیل ہیں۔

بہترین مدرس

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جیسی عظیم درسگاہ کے منصب اہتمام اور دینی وسیاسی امور پر فائز رہنے کے باوجود حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے کبھی تدریس سے اپنا رشتہ توڑا نہ اپنے لئے امتیازی شان کے متمنی رہے، وہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے بہترین وممتاز مدرسین میں سے ایک تھے، ان کا انداز تدریس نہایت شگفتہ، انوکھا، آسان اور عام فہم تھا، طلبہ کو آسان اور سہل انداز میں سمجھانے کی کوشش فرماتے، طلبائے کرام ان کے پیریڈ میں خوشی اور مسرت محسوس کرتے تھے، وہ اپنی کلاس میں طلبہ کو کتاب کے ساتھ حالات کے تغیر وتبدل سے بھی آگاہ فرماتے تھے۔ وہ صرف سیاسی عالم نہ تھے بلکہ وہ ایک جید مدرس بھی تھے، تدریس کے ساتھ ان کی دلچسپی اوائل عمر ہی سے رہی، اسی جذبے کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوجوانی میں تدریس حدیث کی عظیم سعادت سے سرفراز فرمایا کہ طویل

مدت تک ترمذی اور بخاری جیسے امہات الکتب کی تدریس فرماتے رہے، طلباء کے ساتھ مشفقانہ رویہ، درسگاہ بروقت تشریف لانا اور کلاس کے اختتام سے قبل درس روک لینا، یہ آپ کے درس کا منظر تھا۔

حضرت مولانا عبدالحقؒ کی نیابت اور منصب اہتمام

اللہ پاک نے آپ کو عنفوان شباب میں نائب مہتمم کا منصب دلوایا چنانچہ خود حضرت دادا جانؒ نے دارالعلوم کے جملہ امور کی نیابت اپنی زندگی ہی میں عملاً آپ کو دے رکھی تھی، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ علم عمل زہدوتقوی اور دیگر صفات کا ایک بحر بے بیکراں تھے، وہ ایک خاموش طبع انسان تھے، حیاء ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، بقول شاعر:

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت ‏ ‏ ‏ ‏ جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

اللہ پاک جب کسی اپنے خاص بندے سے کام لینا چاہتا ہے تو ان کی بھرپور مدد کرتے ہیں اورانہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازتے ہیں، جب حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو آپ نے حسن انتظام سے حضرت کے انتخاب کی بھرپور لاج رکھی اور اپنی جانشینی کا صحیح حق ادا کردیا۔

بہترین منتظم

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جیسی عظیم دینی وعلمی درسگاہ کے منصب اہتمام پر فائز شخصیت کے لیے علمی وتدریسی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ جو انتظامی صلاحیت درکار تھی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے اندر بطریق اتم موجود تھی۔

محبوبیت ومقبولیت اور ہردلعزیزی

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو پورے جامعہ میں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ تمام اداروں اور جماعتوں میں مقبولیت عامہ حاصل تھی تو بے جا نہ ہوگا، جامعہ کے تمام اساتذہ وطلباء اور عملہ میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا بہت عقیدت، محبت اور احترام پایا جاتا تھا، ایک دفعہ میرے کمرے کا ایک ساتھی کہنے لگا کہ جتنی عقیدت اور احترام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ پائی جاتی ہے، اتنی کسی اور کے ساتھ نہیں، بعض لوگوں اور خاص طور پر طلباء کی ایک بری عادت یہ ہوتی ہے کہ بڑی سے بڑی شخصیت کے حوالے سے کوئی قابل مواخذہ بات کہہ دیا کرتے ہیں لیکن حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا سب احترام کرتے تھے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ طلبہ پر نہایت شفیق ومہربان تھے، جامعہ کے سب سے بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود (کسی کا اخراج کرنے، گوشمالی اور سرزنش کرنے اوراساتذہ کی

سبکدوشی اور تقرری وغیرہ معاملات آپ سے براہ راست متعلق ہوتے تھے) کوئی بھی شخص استاد، عملہ کے افراد اور طلباء شیخ شہیدؒ کی ذات پر انگلی اٹھانے سے گریزاں رہتے، اس میں زیادہ سے زیادہ دخل حضرت شیخ شہیدؒ کے ورع وتقویٰ، دیانتداری، امانتداری، اعلیٰ اخلاق اور خلوص وللّٰہیت کا تھا۔

حضرت شیخ شہیدؒ کی شجاعت اور بہادری

حضرت تایا جان شہید رحمہ اللہ کے مزاج میں شجاعت واستغناء، علم، عمل اور حلم و بردباری رچی بسی تھی، مولانا شہیدؒ مجسم شجاعت وبہادری تھے، وہ کہیں بھی اسلام مخالف بات کرنے کو برداشت نہیں کرسکتے تھے، وہ دین کے ہر معاملے میں بہت ہی غیرت مند اور نڈر پائے گئے تھے، جب بھی کسی باطل قوت نے سر اٹھایا تو مولانا شہید رحمہ اللہ اس کا سر کچلنے کیلئے میدان میں کود پڑتے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس امتیازی وصف سے نوازا تھا کہ باطل کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے تھے، اپنے پرائے سب ہی حالات کی نزاکت کا احساس دلاتے لیکن وہ کوہ ہمالیہ کی طرح ثابت قدمی دکھاتے، افغانستان میں روسی سامراج کے خلاف مولانا شہیدؒ کی ایک توانا آواز تھی، آخر کار ان کے بہادر شاگردوں کی جدوجہد اور حضرت شہیدؒ کی سیاسی مساعی سے روس رسوا ہوکر راہ فرار اختیار کرگیا، امریکی سامراج کے خلاف ان کا بہادرانہ کردار کسی سے مخفی نہیں، سب نے طالبان کا ساتھ چھوڑنے کو مصلحت قرار دیا لیکن مولانا شہیدؒ آخری گھڑی تک ان کے ساتھ کھڑے رہے، جہاد ان کا محبوب مشغلہ تھا، ان کی شجاعت، دیدہ دلیری اور بہادری کی زندہ مثال آسیہ ملعونہ کی رہائی پر ان کا آخری خطاب ہے جس کے سبب ان کو خونِ شہیداں سے رنگ دیا گیا اور باطل برداشت نہ کرسکا اور اسے جام شہادت دے کر ان سے جان چھڑانے کی مذموم جسارت کی۔

شان استغناء

حضرت تایا جان شہیدؒ استغناء کی مجسم تصویر تھے، سخاوت ان کا محبوب مشغلہ تھا، بہت سارے مقررین اور سیاسی قائدین جب کسی بھی مجلس میں جاتے ہیں تو باقاعدہ گاڑی کے خرچہ وغیرہ کا بھرپور تقاضا کرتے ہیں، مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے درجنوں جلسوں، دستاربندیوں، سیاسی اور تعلیمی اسفار کئے، بسا اوقات میزبان حضرات کرایہ اور گاڑی خرچ کی پیشکش کرتے، آپ فرماتے، یہ تو میرا علمی، سیاسی اور اصلاحی فریضہ ہے، مجھے ضرورت نہیں اس کو مدرسہ کے طلباء پر خرچ کردیں۔ اس طرح ہر جمعہ کے دن درجنوں لوگ نماز کے بعد آپؒ کے حجرے میں جمع ہوتے، بسا اوقات جیب میں کسی وجہ

سے پیسے نہیں ہوتے تو موجود بچوں ،احقر یا سیکرٹریز وغیرہ سے کچھ دیر کیلئے ادھار طلب کرتے اور فرماتے کہ غریب لوگوں کو خالی ہاتھ لوٹانا بہت ہی غیر مناسب ہے، جامعہ کے جملہ اساتذہ اور خدام کے بچے وغیرہ آجاتے تو ساتھ بٹھاتے اور کچھ پیسے دیتے، خصوصاً عملہ میں جس کی شادی یا غمی ہوتی تو اپنی جیب سے تعاون فرماتے ۔

حلم وبردباری

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ بردباری کی مجسم تصویر تھے،لوگ انہیں میڈیا اور ٹی وی سکرین پر دیکھتے تو سمجھتے کہ ایک سخت مزاج سیاسی شخصیت ہیں مگر جب لوگ ملاقات کرتے تو سراپا حلم پاتے، بہت سارے لوگ ایک بار ان سے ملے تو ان کی نرم دلی،شگفتہ مزاج اور بردباری سے اتنے متاثر ہوئے کہ برسوں یاد رکھا بلکہ ہمیشہ یاد رکھا، ،جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں جب بھی کسی ملازم کے بارے میں کوئی شکایت موصول ہوتی توہم سب دیکھتے کہ اب مولانا صاحب اس شخص کی بھرپور کلاس لیں گے ، مگر کمال شفقت یہ تھا کہ وہ شخص سامنے آتا تو فرماتے کہ آجاؤ ''حضرت!'' کیا حال ہے؟ کوئی لفٹ وغیرہ ہمیں نہیں دیتے کیا وجہ ہے؟ گپ شپ لگاتے ،آخر میں سبق آموز انداز میں اس کو نصیحت فرماتے ۔

مدرسہ کے اساتذہ اور ملازمین کے ساتھ تعلق اور برتاؤ

حضرت شہیدؒ مدرسہ کے جملہ متعلقین سے برادرانہ تعلق رکھتے تھے اور تواضع وانکساری کی وجہ سے بھائیوں جیسا سلوک فرماتے تھے، حضرت شہیدؒ نے چھوٹے بڑے کا سوال ختم کردیا تھا جس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ مشورہ کے لئے جو اجلاس ہوتے ان میں مبتدی طلبہ کو پڑھانے والے اساتذہ کرام کی رائے کو بھی وقعت دیتے تھے، مدرسہ کے بیشتر اساتذہ کو حضرت سے تلمذ کی نسبت بھی حاصل تھی، اس کے باوجود بارہا ایسا ہوا کہ حضرت شہیدؒ نے اپنی رائے کو بعض اساتذہ کی رائے کے مقابلے میں چھوڑ دیا، حضرت شہیدؒ کی بے پناہ شفقت نے تو مجھ ناکارہ بھتیجے کو بھی اس قدر جرأت مند بنادیا تھا کہ مجالس میں حضرت مولاناؒ جیسی عظیم شخصیت اور تایا جان کی رائے کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرنے کی جرأت کرتا اور کبھی تکرار بھی کرلیتا لیکن محاسن اخلاق کے اس پیکر نے کبھی محسوس تک بھی نہیں ہونے دیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ احقر لقمان الحق حقانی اور ان کی اولاد احفاد بھی حضرت کے نقوش پا کو حرز جاں بنا کر ان کے عظیم مشن کی تکمیل کریں جس کے لئے انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

مولانا عرفان الحق اظہار حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شہادت سے جنازے تک سفر آخرت کا منظر

مضت الدهور وما أتين بمثله
ولقد أتى فعجزن عن نظرائه

''دفاع پاکستان وافغانستان کونسل'' کے سربراہ، جمعیت علماء اسلام (س) کے امیر، دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم، ملک میں شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لئے پارلیمنٹ میں سب سے طویل عرصہ تک جنگ لڑنے والے سابق سینیٹر، درجنوں کتابوں کے مصنف، عظیم سکالر، عالم اسلام کے معروف ہر دلعزیز رہنماء، ماہنامہ ''الحق'' کے بانی، مؤسس، سرپرست اور مغرب میں ''فادر آف طالبان'' کے نام سے مشہور، عظیم شخصیت، احقر (عرفان الحق) کے تایا جان حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کو بروز جمعہ ۲ رنومبر ۲۰۱۸ء بعداز مغرب ۶ بجے ان کے مکان واقع بحریہ ٹاؤن راولپنڈی میں خنجروں کے ذریعے درجنوں وار کر کے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا (انا لله وانا اليه راجعون)

جب شہادت کی خبر آئی

اس واقعہ کی اطلاع احقر اور برادر مکرم مولانا حامد الحق کو ۶:۴۰ پر ان کے سیکرٹری نے موبائل سے اس وقت دی جب ہم آسیہ ملعونہ کے خلاف جہانگیرہ میں منعقدہ احتجاجی مظاہرے سے واپس ہو رہے تھے، اس قیامت خیز خبر سے ایسا محسوس ہوا جیسے سروں پر آسمان ٹوٹ گیا ہو اور زمین پاؤں کے نیچے سے سرک گئی ہو، اطلاع ملتے ہی ہم فوراً روانہ ہو چلے، راولپنڈی پہنچے تو سفاری ویلاز ہسپتال کے باہر مولانا صاحبؒ کے سینکڑوں عقیدت مند کھڑے تھے، مولانا صاحب رحمہ اللہ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا؟ وہ تو ملک وملت کے حد درجہ خیر خواہ شخصیت تھے، جس ظالم نے بھی یہ کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ مولانا احمد شاہ (معاون مولانا شہیدؒ) ایک جگہ نڈھال پڑے تھے میں نے وقوعہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا کہ میں حضرت کے حکم سے سودا سلف لینے ''کار چوک'' تک دس منٹ کیلئے گیا

تھااور پیچھے نامعلوم ظالم بدبختوں نے یہ گھناونی واردات کردی، درجنوں علماء ومقامی سیاسی زعماء تعزیت کے ساتھ ساتھ ہمیں حوصلہ بھی دلا رہے تھے۔

ہجوم عشاق کا ماتم

تایا جان کو ہم اہل خاندان چھوٹے بڑے ''اباجی'' کے شیریں نام سے پکارتے تھے، ان کے جسد مبارک سے سفید چادر ہٹائی تو دل چیرنے والی کیفیت کا سامنا کرنا پڑا، حضرت کا چہرہ مبارک، داڑھی، سینہ، کندھے خون سے لت پت تھے۔ فوراً ان کے ماتھے اور چہرے کا بوسہ لیا، ۶۱ برس تک قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمزمے بلند کرنے والے ہونٹ اب بالکل خاموش تھے، یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ سینہ جو اسلامی علوم وفنون، حدیث مبارکہ اور قرآن پاک کے علوم کا گنجینہ تھا، اس پر کوئی اس بیدردی سے وار کرسکتا ہے؟ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور چیخ چیخ کر رونا شروع کیا، انہیں چند لمحے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بدبخت شقی القلب ظالموں نے ان کے سینہ، کندھوں، چہرے اور سر پر کئی وار کئے تھے۔ مزید حوصلہ دیکھنے کا نہ رہا تو فوراً کپڑے سے حضرت کے جسد کو ڈھانپ دیا۔ مولانا قاری فضل ربی (مہتمم مدرسہ گلستان جوہر) نے بڑھ کر تسلی دینے کی کوشش کی پھر مولانا عبدالمجید ہزاروی (جامعہ فرقانیہ والے) نے صبر کی تلقین فرمائی، ناظم وفاق المدارس پنجاب مولانا عبدالرشید، مولانا عبدالغفور حیدری، فرزند مردِحُر جنرل حمید گل، عبداللہ گل صاحب نے حالات کا مقابلہ کرنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آج میں دوبارہ یتیم ہوگیا۔

پولیس کے اعلیٰ حکام، حضرت کے پوسٹ مارٹم کروانا چاہ رہے تھے، میں نے اور مولانا حامدالحق ودیگر برادران نے باہمی اتفاق سے شرعی نقطہ نظر کی رو سے اور حضرت کی پوسٹ مارٹم کیلئے اتاری گئی قمیص کے بغیر تصاویر ہسپتال والوں نے نیٹ پر وائرل کردی تھی جس پر ہم بہت زیادہ اس وقت ناراض ہو گئے تھے کہ یہ کس قدر غیر ذمہ دارانہ اور غیر اخلاقی کام کیا ہے، اس غفلت اور پولیس وبحریہ ٹاؤن سیکورٹی کی مجرمانہ لاپرواہی کی بنیاد پر پوسٹ مارٹم سے معذرت کی لیکن پولیس والے چاہ رہے تھے کہ قانون و فائل کا پیٹ بھردیا جائے لہٰذا حضرت کا پوسٹ مارٹم بھی کرایا جائے، میں نے جذباتی ہوکر کہا کہ کتنے پوسٹ مارٹموں سے اصل مجرموں تک آج تک آپ لوگوں نے رسائی کی؟ حضرت کے جسم مبارک میں تو درجنوں چھید ہو چکے ہیں، آپ نے مزید ان کے جسم کی بے حرمتی اور بے ادبی ابھی کرانی ہے؟ اس ملک میں تو صدر ضیاء الحق، وزیراعظم لیاقت علی خان، وزیراعظم بینظیر جیسے

بڑے لوگوں کے قاتل بھی نامعلوم ٹھہرے (اور حضرت تایا جانؒ کا قتل بھی تین سال بعد حسب روایت ''اندھا قتل'' قرار دے دیا گیا ہے اور کیس کو داخل دفتر کر دیا گیا ہے۔افسوس! صد افسوس)

مقتل کا مشاہدہ

جبکہ میں حضرت کے مکان اور کمرہ واردات دیکھنے کیلئے مولانا احمد شاہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا، جہاں تفتیشی ٹیمیں اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھیں، دیکھا تو چارپائی کے چادر پر خون پڑا تھا، نیچے دائیں جانب زمین پر جما ہوا خون بھی نمایاں نظر آ رہا تھا، یہ سب کچھ نہ جانے کس طرح سے دیکھنے کا حوصلہ پیدا ہوا، پریشانی کے عالم میں احقر کبھی اوپر حضرت کے کمرے اور کبھی سیڑھیوں سے اتر کر مکان کے نچلے حصہ کو دیکھتا رہا کہ نہ جانے یہ ملک وملت کا دشمن کس طرف سے داخل ہوکر شقاوت کے مظاہرے کرنے میں مصروف ہوا؟ نہ جانے حضرت نے دفاعانہ کوشش میں کیا نصیحت کی ہوگی؟ ان کیلئے تو موت اور حیات دونوں یکساں تھے بلکہ موت وصال حبیب کا ذریعہ تھا۔ہم جیسے ناتوانوں کیلئے ان کی حیات دنیاوی بےفکری کا سامان تھا، یہ تصور وسوچ بھی ہمارے لئے محال ہو جاتا تھا کہ حضرتؒ نہ ہوں گے ہم تو زبان حال سے کہتے تھے کہ

تم سلامت رہو ہزار برس   ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

علم پروری اور اصاغر نوازی

ہم نے آپؒ کو اخلاق عالیہ میں بالکل یوں پایا، جیسے کہ اکابرین واسلاف کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے، بڑے بڑے مناصب پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی ذات میں تکبر کا شائبہ بھی نہیں تھا۔شفقت واصاغر نوازی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔چھوٹے سے چھوٹے طالب علم کے ساتھ بھی توجہ اور بات چیت میں ایسے پیش آتے، جیسے ایک بڑا ان کے سامنے ہو۔

طلباء کی خدمت کا اہتمام

ابھی دو تین ہفتوں کی بات ہے کہ گورنر خیبر پختونخواہ (شاہ فرمان صاحب) حقانیہ آ رہے تھے تو اس موقع پر مولانا صاحبؒ دفتر اہتمام میں تشریف فرما تھے اور مہمانوں کو ساتھ والے دفتر اہتمام میں بٹھایا جانا تھا،سرکاری پروٹوکول کے لوگوں اور ہمارے اپنے ساتھیوں نے آ کر اطلاع دی کہ چند لمحوں میں گورنر صاحب پہنچ جائیں گے،مولانا صاحبؒ اس وقت چند طالب علموں کے ساتھ محو گفتگو تھے،آپ نے اطلاع دینے والے کو کہا کہ اچھا آ رہا ہوں، پھر تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا دفتری اہلکار

آیا کہ آپ دوسرے دفتر آجائیں گورنر مدرسہ میں داخل ہوگئے اس پر آپ نے فرمایا کہ ظالمو! کچھ لمحوں کیلئے طالب علموں کے ساتھ نہیں چھوڑتے ہو؟ اور پھر ان کے ساتھ مصروف ہوگئے، یہ ان کے دل میں طالب علم کے عظیم مقام کا احساس تھا کہ حکمران وقت کے بجائے دلی توجہ ان کی طرف مبذول رہی۔ طالب علم کی ہر قسم کی ضرورت کا احساس انہیں ہمہ وقت دامن گیر رہتا۔ جب بھی ان کو کسی معاملہ میں شکایت ہوتی تو ان تک رسائی ایسی ہی آسان تھی جسے اپنے ہم درس ساتھی سے بلا تکلف ہر بات کہنا آسان ہو اور اس کے ازالہ میں لمحوں کا توقف بھی نہ برتتے بلکہ اسی وقت متعلقہ شعبوں میں احکامات جاری کر کے تنفیذ کی نگرانی بھی کرتے تھے۔

بے نفسی وخاکساری

نہ جانے ہم ان کی کس کس ادا کو یاد کر کے روئیں گے؟ بے نفسی وخاکساری آپ کو میراث میں اپنے والد بزرگوار سے ملی تھی، جب کوئی احادیث کی اجازت لینے کا کہتا تو آپ فرماتے کہ بڑے بڑے شیوخ موجود ہیں ہم تو اس کے اہل نہیں ہیں، کوئی اصرار کرتا تو پھر اجازت دیتے ہوئے فرماتے کہ ہم تو بیچ میں صرف ذرائع ہیں اکابر کے شرائط پر اجازت دے رہا ہوں۔ اب تو کچھ عرصہ سے عرب وعجم اور مغرب و بلاد بعیدہ سے نئے مواصلات آئی ایم او، واٹس ایپ، مسینجر وغیرہ سے بہت سارے حضرات اجازت کے طلبگار رہتے، جن کی درخواست احقر حضرت تک پہنچاتا۔ مولانا صاحب مجھ سے تحقیق کرتے اگر وہ فارغ التحصیل ہوتا تو اجازت سے مشرف فرماتے۔

حلم وبردباری

گھر میں یا باہر جب بھی دعا کا موقع ہوتا تو خود دعا نہیں کراتے تھے بلکہ کسی دوسرے استاد سے کہتے کہ آپ دعا کیجئے! ہم آمین کہیں گے، گھر میں کوئی اجتماع یا دعوت وغیرہ ہوتی تو احقر کو جہیر الصوت ہونے کی بنیاد پر فرماتے کہ عرفان! اجتماعی دعا کراؤ۔ حلم اور بردباری کے آپ خوگر تھے، آپؒ کا بڑے سے بڑا سیاسی اور ذاتی دشمن بھی سامنے آتا تو آپؒ ان سے کبھی بھی حرف شکایت منہ پر نہ لاتے تھے، کشادہ پیشانی سے ایسے ملتے جیسے وہ قریبی دوست ہو۔

جب جسد اقدس اکوڑہ خٹک لایا گیا

افسوس! وہ عظیم مدبر، وہ بے مثل سیاستداں، وہ دردمند رہنماء، ایمانی حرارت سے لبریز انسان ہم میں نہیں رہا۔ حضرت کی لاش مبارک کو رات کے گیارہ بجے بحریہ ٹاؤن کے ہسپتال سے

ایمبولینس کے ذریعہ اکوڑہ خٹک روانہ کیا گیا۔ احقر کے علاوہ مولانا حامد الحق، مولانا شاہ ولی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا یوسف شاہ ساتھ تھے، سارے راستہ میں نظروں کے سامنے حضرتؒ کی زندگی کی فلم گردش کرتی رہی۔ ہائے افسوس! ہم اس گنج گرانمایہ سے محروم ہو چلے، تقریباً ایک بجے اکوڑہ پہنچے تو ہزاروں طلباء علماء اور عوام الناس اپنے فقید المثال علمی وروحانی باپ کے استقبال کیلئے سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر رو رہے تھے، شیڈول کے مطابق حضرت کو پہلے مولانا راشد الحق سمیع کے مکان میں لے جایا گیا، جہاں انہیں غسل دیا گیا اس عمل میں احقر کے ساتھ چاروں فرزندان (مولانا حامد الحق، مولانا راشد الحق، مولانا اسامہ، مولانا خزیمہ) برادران مولانا انوار الحق، پروفیسر محمود الحق، میرے برادر خورد ڈاکٹر حسیب الحق، عم زاد ڈاکٹر عثمان حقانی، مولانا لقمان الحق اور عبدالرب صاحب وغیرہ شامل تھے۔

اور چودھویں کا چاند چمک اٹھا

غسل سے قبل حضرت کے بدن پر لگنے والے درجنوں زخموں میں سے اکثر کو ٹانکے لگانے کی ذمہ داری برادرم حسیب الحق وڈاکٹر عثمان حقانی نے نبھائی، حضرت کے چہرے پر جمے خون کو پانی اور روئی سے صاف کرنے کی دیر تھی کہ ادھر حضرت کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح چمکنا شروع ہوا۔ تقریباً تین بجے حضرت کی لاش کو گھر لایا گیا۔ صبح ۱۱ بجے طلباء وعلماء اور عوام الناس کی زیارت کیلئے جسد مبارک کو نئی زیر تعمیر مسجد کے ہال میں رکھا گیا، جہاں جوق در جوق دیدار کا سلسلہ چلتا رہا۔ نماز جنازہ سے قبل دارالعلوم اور گرد وجوار میں ہزاروں علماء وطلباء اور عوام الناس کا سمندر امڈ آیا، دارالحدیث کا وسیع ہال بھی کھچا کھچ بھر چکا تھا، اوپر نیچے تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی، مولانا عبدالقیوم حقانی اسٹیج کی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے، علماء، زعماء، مشائخ، عمائدین اور قائدین کو مدعو کرتے، چند منٹ اظہار خیال کا موقع دیتے اور پھر دوسرے کو بلاتے اس طرح اکابر علماء اور خطباء کے خطابات سے لوگوں کو حضرت مولانا شہیدؒ کی شخصیت وکردار سیرت وسوانح سے آگاہ کیا جاتا رہا۔ جنازہ کیلئے اکوڑہ خٹک کے خوشحال خان خٹک کالج وٹیکنیکل کالج کے وسیع احاطے مختص کئے گئے، لیکن وہ کم پڑ جانے کی وجہ سے لاکھوں افراد باہر سڑک اور کھیتوں میں صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ برادرم مولانا حامد الحق نے جنازہ پڑھایا اور پھر ہزاروں لوگوں کی آہ وسسکیوں میں انہیں اپنے عظیم والد محترم، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے جوار میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مولانا اسامہ سمیع حقانی
صاحبزادہ حضرت شیخ شہیدؒ

ایک عظیم اور مشفق باپ کا تذکرہ

اس جہانِ فانی کا نظام اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر کسی کو موت کے پیالے پر ہونٹ لگائے بغیر چارہ نہیں ،صرف ایک رب العزت کی ذات ہی ایسی ہے جس کو فناء نہیں ،وہ الحی القیوم ہے باقی ہر نفس نے اس دارالفناء کو چھوڑ کر دارالبقاء کی طرف کوچ کر جانا ہے چونکہ اس جہانِ فانی میں ہر شخص (ذی نفس) جانے کے لیے آیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا ہنوز بڑے بڑے بادشاہ اور زعماء بھی اس عالم فناء سے کوچ کر گئے ہیں، دنیا کا کوئی شخص حتی کہ انبیائے کرام علیہم السلام بھی موت کے اس اٹل قانون سے مستثنیٰ نہیں ،دنیا میں آنا ہی جانے کی تمہید اور توطئہ ہوا کرتی ہے لیکن اس جہانِ فانی سے جانے والوں میں کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوا کرتے ہیں کہ وہ اس جہانِ فانی سے اس شان سے جاتے ہیں کہ اطراف واکناف عالم میں صف ماتم بچھ جاتی ہے، آسمان وزمین نوحہ کرتے ہیں، وہ لمحات حیات اس طرح گزار کر جاتے ہیں کہ زندگی ان پر رشک اور موت ان پر ناز کرتی ہے جیسا کہ زمین کے مختلف حصوں میں پتھر کے ٹکڑوں اور سنگریزوں کی تعداد حد شمار سے زیادہ پڑی رہتی ہے جن کو انسان اور جانور ہر وقت پامال کرتے رہتے ہیں لیکن ان ہی میں کوئی سنگریزہ لعل یا ہیرا بن کر نکل آتا ہے، سمندر میں بارش کے بے شمار قطرے ہر سال گرتے رہتے ہیں جو کسی حساب میں نہیں آتے لیکن انہیں میں چند قطرے وہ بھی ہوتے ہیں جو آغوش صدف میں پل کر موتی بن کر نکلتے ہیں۔

ایسا ہی کچھ معاملہ ان بنی نوع انسان کے ساتھ ہے ،روزانہ ہزاروں انسان پیدا ہوتے ہیں لیکن ان میں چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو واقعی انسان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں، وہ اپنی ذات میں ایک کائنات ہوتے ہیں جن کا وجود اس دھرتی پر اللہ رب العزت کی رحمت کو متوجہ کرتا ہے ،جن کے نالے اور آہیں عذاب الٰہی کو ٹال دیا کرتی ہیں اور ان کی موت پر ان کا خلا پورا نہیں ہوسکتا......

پھیل جاتی ہے ہر طرف خوشبو
جب بھی ہم ان کا نام لیتے ہیں

دائمی جدائی معتقدین کیلیئے رنج والم

اپنے وقت پر سبھی گئے اور اپنے اپنے وقت پر سبھی نے جانا ہے یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں جانے والوں کو کوئی نہیں روک سکتا لیکن یہ فطری امر ہے کہ کسی کی دائمی جدائی متعلقین، معتقدین اور پسماندگان کو جو دکھ رنج اور الم دیتی ہے وہ ایک فطری عمل ہے جسے الفاظ میں پرویا نہیں جا سکتا......

رنج کتنا ہی کریں ان کا زمانے والے
جانے والے تو نہیں لوٹ کے آنے والے
جانے والے تیرے مرقد پہ کھڑا سوچتا ہوں
خواب ہی ہوگئے تعبیر بتانے والے

خوشی اور غمی لازم وملزوم

جس طرح ہماری زندگی میں خوشیوں کے لمحات آتے ہیں اس طرح مصائب، تکالیف، صدمات اور غموں کی تاریکیاں بھی آتی رہتی ہیں مگر کچھ غم تو ایسے ہوتے ہیں کہ جن سے انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے......

کیسی بے کیف سی رہ جاتی ہے دل کی بستی
کیسے چپ چاپ چلے جاتے ہیں جانے والے

وقت ہی دل کے زخموں کے لئے مرہم پٹی

لیکن بزرگوں سے سنا ہے، بزرگوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالی نے وقت کو ایسا مرہم بنایا ہے جو بڑے بڑے غم کو بھی آہستہ آہستہ مندمل کر دیتا ہے اگر چہ اس میں کچھ وقت لگتا ہے، وقت ہی دل کے زخموں اور غموں کے لئے بڑا مرہم ہے اگر اللہ تعالی نے وقت کو مرہم نہ بنایا ہوتا تو شاید انسان کبھی سنبھل نہ پاتا۔

گر وقت کے مرہم کا درماں نہ ملے کوئی
کچھ حادثے انسان کو برسوں نہ سنبھلنے دیتے

دوسری بات یہ کہ انسان قدرت الٰہی کے سامنے ہار جانے پر مجبور ہے، ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمارا یہ ایمان بھی ہے اور پورا پورا ادراک بھی لیکن انسان جب اپنی خواہشات کو دم توڑتا دیکھتا ہے تو اس کی بے بسی اس کے ایمان میں پختگی اور اللہ کی ذات پر توکل اور بڑھا دیتی ہے۔

انسانوں کے پاس اپنے مصائب، تکالیف، صدمات اور غموں کے مداوا کے لیے صرف اور صرف صبر ہی ہے، اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں اور جو نعمت انسان کے پاس موجود ہوتی ہے اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ عموماً انسان کے پاس جو ایک نعمت موجود ہوتی ہے تو وہ اس کی قدر نہیں کرتا، بچھڑ جانے کے بعد اس کی کمی محسوس کرتا ہے پھر نعمت بھی ایسی کہ جس کی مثال اس کائنات میں ملنا مشکل ہے، جسے عرف اور شریعت کی اصطلاح میں باپ، والد کہا جاتا ہے، یہ باپ ایک نعمت ہے جس کی عظمت کا اندازہ تب ہوسکتا ہے جب کسی کا باپ نہ ہو اور باپ بھی ایسا کہ جب وہ ایک راسخ العقیدہ عالم باعمل ہو تو ان کے ساتھ رشتہ ایک نہیں دو رشتے منسلک ہوتے ہیں ایک رشتہ نسبی دوسرا روحانی، جب کسی سے ایسا باپ بچھڑے انسان صبر نہ کرے تو کیا کرے، مجھے بھی اس صبر کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں۔

والد محترم کی جدائی اور شہادت کی المناک خبر

۳۰ ر اکتوبر ۲۰۱۸ کو میں والدہ مکرمہ، رفیقۂ حیات اور بچیوں (رغدہ اور نظرۃ نعیم) کے ہمراہ عمرہ کیلئے روانہ ہوا، وہاں جمعہ کے روز صبح نماز فجر کے وقت سے ہی میرے دل کی کیفیت کچھ تغیر کا شکار تھی اور خود کو بوجھل سا محسوس کر رہا تھا، عصر کی نماز حرم مکہ میں پڑھ کر رہائشگاہ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں پھوپھا (ڈاکٹر سید داؤد شاہ صاحب) نے فون کر کے کہا کہ آپ کہاں ہیں؟ ہم آپ کو طائف لے جانے کیلئے آئے ہیں، ہم نے کہا کہ پانچ منٹ میں ہوٹل پہنچنے والے ہیں، ہوٹل پہنچ کر پھوپھا اور پھوپھی دونوں آچکے تھے، کمرے میں بیٹھے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ پاسپورٹ ویزا دکھاؤ! انہوں نے میرا پاسپورٹ دیکھ کر جناب نظام الدین صاحب کو فون کیا کہ میں ان کو طائف لے کر جانا چاہتا ہوں ان کیلئے کوئی مشکل تو نہیں ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ لے جائیں، تھوڑی دیر بعد پھر نظام الدین صاحب نے فون کیا اور میرے پھوپھا صاحب کو کہا کہ ڈاکٹر صاحب! ان کو ابھی نہ لے جائیں، تھوڑا صبر کرلیں، ایک مسئلہ درپیش ہے، اس کو کنفرم کرنے کے بعد پھر بتاتا ہوں، پھوپھا نے مجھے کہا کہ میں اور تمہاری پھوپھی حرم شریف جا کے طواف وغیرہ کرتے ہیں اور مغرب کی نماز کے بعد پھر ہوٹل

آجانا، پھر چلیں گے، پھوپھا اور پھوپھی ہوٹل سے نکل گئے، والدہ محترمہ نے مجھے کہا کہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں، میرے لئے نیچے سے گرم چائے لے آؤ، جب نیچے اترا تو دیکھا کہ سڑک کے اس پار پھوپھا اور پھوپھی آپس میں سرگوشیاں کررہے تھے، مجھے دیکھ کر پھوپھا نے کہا اسامہ! ادھر آؤ ایک مسئلہ درپیش ہے، اب ہم جدہ جائیں گے، میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ مولانا صاحب پر کسی نے فائرنگ کی ہے لیکن وہ ٹھیک ہیں پاکستان سے فون آیا کہ آپ کو واپس آنا چاہئے لیکن تم نے والدہ محترمہ کو فی الحال کچھ کہنا نہیں تو میں نے کہا اب ہم انہیں جدہ کس طرح لے جائیں گے وہ ضرور پوچھیں گی، میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی، میں نے پاکستان رابطہ کرنے کی متعدد بار کوشش کی لیکن کسی سے رابطہ نہیں ہو پارہا تھا تو میرا دل خوف سے دھڑکنے لگا، میرے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا کہ تمہارے پاس انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے اس کے ذریعے پاکستانی چینل سرچ کرکے اس سے معلوم کرلیں گے، آخرکار پتہ تو چلا کہ حادثہ تو واقعی رونما ہوا ہے لیکن اس وقت تک ان کی شہادت کی اطلاع نہیں ملی تھی، میں نے جب دیکھا تو حوصلہ نہ کرپایا اور والدہ محترمہ کے پاس جانے کیلئے دوڑنے لگا پیچھے سے پھوپھا نے پکارتے ہوئے کہا کہ ابھی ان کو مت بتانا لیکن میں نے ان کی نہ سنی کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب میں کیا کروں، میں ابھی ہوٹل کے کمرے کے قریب تھا کہ میں نے امی کو پکارا، امی اور رفیقہ حیات گھبرا گئیں کہ کیا ہوا؟ تو میں نے امی سے کہا کہ قیامت ٹوٹ پڑی ہے تو امی نے کہا کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ اباجی پر کسی نے حملہ کیا ہے تو وہ بے حال ہوگئیں اور کہنے لگی کب اور کہاں پر؟ میں نے کہا وہ اسلام آباد میں تھے اور ابھی تک خبر آرہی ہے کہ پنڈی روڈ پر کسی نے ان پر گولیاں چلائی ہیں، اس کے بعد کمرہ میں ایک کہرام مچ گیا، پھوپھا اور پھوپھی ہم سب کو دلاسہ دلا رہے تھے کہ اللہ خیر کرے گا، تھوڑی دیر بعد میں نے انٹرنیٹ پر دیکھا کہ خبروں میں حضرت کی شہادت کی خبر چل رہی تھی اور برادرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب اس بات کی تصدیق کرچکے تھے، میں نے امی اور پھوپھی کو ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ ہماری دنیا اجڑ چکی ہے تو پھوپھی میرے اشارے سے سمجھ گئی کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا، یہ تم کیا کہہ رہے ہوں؟ میں نے اس خبر کی تصویب ان سے کرائی اور کہا کہ حامد بھائی نے تصدیق کردی ہے۔

اس وقت تک ہم سمجھ رہے تھے کہ حضرت پر گولیوں سے فائرنگ ہوئی ہے لیکن تھوڑی دیر بعد جب میں نے اپنے فیس بک پر ایک گروپ کی بھیجی ان کی تصویر دیکھی تو بے ساختہ چیخیں نکل گئیں، سب سے کہا کہ اباجی کو خنجروں سے شہید کردیا گیا ہے وہ نہیں مان رہے تھے، میں نے ان کو تصویر دکھائی جس

میں حضرت خون میں لت پت پڑے ہوئے تھے تو اس کے بعد سب حواس باختہ ہوئے اور زار و قطار رونے لگے، اتنے میں نظام الدین صاحب نے فون کیا اور کہا کہ آپ ان کو جدہ لے آئیں، حضرت شیخ شہیدؒ ہو چکے ہیں اور میں ان کے پاکستان واپسی کا انتظام کر رہا ہوں، گرچہ بہت مشکل ہے لیکن میں کوشش میں ہوں، ان شاء اللہ ہو جائے گا، پی آئی اے کا ایک جہاز دس بجے جا رہا ہے، آپ ان کو ۱۰ بجے جدہ لے آئیں، اس کے بعد ہم نے جلدی میں اپنا سامان درست کیا اور جدہ روانہ ہوئے، جدہ ائیر پورٹ پہنچ کر نظام الدین صاحب زار وقطار رونے لگے اور مجھے دلاسہ دینے کی کوشش کی اور کہا کہ ہم سب لٹ چکے ہیں، حضرت کی تو اپنی تمنا پوری گئی لیکن ہمیں یتیم کر کے چلے گئے، آپ حوصلہ رکھیں اور والدہ محترمہ کو بھی دلاسہ دیں، میری بڑی بیٹی رغدہ کہہ رہی تھی کہ بابا! آپ یہ نہ کہیں کہ ابا جی ہم میں نہیں رہے اور زار وقطار رو رہی تھی غلطی سے اس نے میرے موبائل میں حضرت شہید کی شہادت والی تصویر دیکھ لی، اس کے بعد وہ حواس باختہ ہوگئی، اگر اب بھی وہ غلطی سے وہ تصویر دیکھ لے تو دو تین دن سکتے کی حالت میں رہتی ہے، حالانکہ اس وقت اس کی عمر چھ سال تھی۔

نظام الدین صاحب نے ہم سے کہا کہ آپ کی فلائٹ ۱۰ بجے کنفرم ہے، تھوڑی دیر میں جہاز پر چڑھ جاؤ گے اور موسم کی خرابی کی وجہ سے جہاز ایک گھنٹہ لیٹ ہو کر ۱۱ بجے روانہ ہوا، تقریباً ساڑھے پانچ بجے ہم اسلام آباد ائیر پورٹ پہنچے، پانچ چھ گھنٹوں کا یہ سفر ایسا لگ رہا تھا کہ جیسا کہ صدیوں پر محیط اور طویل سفر ہو اور سفر ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا، ائیر پورٹ میں میرے ماموں جمیل خان اور بہنوئی سید سلیمان داؤد گیلانی اور میرے کزن ڈاکٹر عثمان حقانی ہمیں لینے کیلئے انتظار میں کھڑے تھے، جب ہم ائیر پورٹ سے نکلے تو سب گلے لگا کر ہمیں دلاسہ دینے کی کوشش کر رہے تھے اور سب زار وقطار رو رہے تھے، ہم سلیمان کی گاڑی میں براستہ موٹر وے تقریباً ساڑھے نو بجے گھر پہنچے، گھر لوگوں سے کھچا کچ بھرا ہوا تھا، ہر طرف سر ہی سر دکھائی دے رہے تھے، میں فوراً والدہ محترمہ کو لے کر حضرت شہید رحمہ اللہ کا دیدار کرانے کیلئے لے گیا اور حضرت شہید رحمہ اللہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان کو اس عظیم شہادت کی مبارکباد دی، گھر میں سب رشتہ دار جمع تھے، سب کے سب ذکر الٰہی اور تلاوت میں مشغول تھے اور سب کے حوصلے بلند تھے کیونکہ یہ سب حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے خانوادے کے تربیت یافتہ تھے اور والد محترم کی شہادت پر فخر محسوس کر رہے تھے لیکن سب کو اس بات کا صدمہ تھا کہ اب ان کے سر پر سائبان نہیں رہا اور سب کو بے سہارا کر دیا ہے، اس کے بعد میں دارالحدیث گیا جہاں سب لوگ تعزیت کے لئے جمع تھے، میں اپنے چچاؤں اور بھائیوں سے ملا جبکہ

اس وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب وہاں سٹیج پر جلوہ افروز تھے اور ان کے ساتھ مولانا عرفان الحق حقانی صاحب بھی تشریف فرما تھے ، انہوں نے ان کے کان میں کچھ کہا تو حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے رونے کی کیفیت میں یہ فرمایا کہ مولانا عرفان الحق صاحب فرمارہے ہیں کہ دو دن پہلے جب مولانا اسامہ سمیعؔ عمرے پر جارہے تھے تو حضرت شہید رحمہ اللہ نے ان کو رخصت کرتے ہوئے دعا دی کہ یااللہ! ان کو میں اپنے نمائندہ کے طور بھیج رہا ہوں، آپ ان کو قبول فرمالیں، اس کے بعد سب سے ملا اور سب مجھے اس صدمے پر دلاسہ دے رہے تھے۔

میرے والد میرے مربی

اباجی سے میرا رشتہ صرف باپ بیٹے کا نہیں بلکہ وہ میرے رہنما بھی تھے، جس نے میرے دل میں طلوع سحر کی امید جگائی تھی، وہ میرے ہادی بھی تھے جس نے مجھے راستہ دکھایا تھا، وہ میرے معلم بھی تھے ،جس نے مجھے علم کی اس روشن وادی میں پڑھایا تھا، وہ میرے رہبر بھی تھے، جس نے مجھے راہ دکھائی تھی، وہ صرف میرے ہی نہیں بلکہ سب کی دل عزیز شخصیت تھے، نوجوانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کے خوگر اور نسل نو کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، محمد بن قاسم رحمہ اللہ ، صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ ،شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کے جہادی ولولوں کا درس دینے والے اور جہادی ولولوں سے سرشار شخصیت تھے، اس جہادی جذبہ کی تحت ۲ رنومبر کو سرشام ان کو اسلام آباد کے پر امن علاقے میں جام شہادت سے سرفراز کیا گیا اور آپ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے ، حیات انسانی کا اختتام سب کو معلوم ہے لیکن علم وادب ،قلم وقرطاس ، درس وتدریس ،عزم و ولولہ، جہاد اور سیاست پر زندگی کا اختتام یقیناً لاکھوں دلوں کو غم سے دوچار کر گیا، والدی مکرم کی شہادت کی اس خبر نے ہر مداح شاگرد اور عقیدت مند کو مغموم کیا، غم تو خیر فطری عمل ہے لیکن ان کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کر کے امام احمد بن حنبلؒ کے اس قول کی یاد دلائی کہ فیصلے ہمارے جنازے کریں گے۔

ع یہ اجنبی سی منزلیں اور رفتگاں کی یاد

ایک غیر معمولی صدمہ

میں خود بھی سکتے کی عالم میں ہوں، کچھ لکھنے کی سکت نہیں، ایک تو اس لئے کہ یہ صدمہ خود غیر معمولی صدمہ ہے، دوسری یہ کہ کسی باعظمت شخصیت، باعظمت زندگی اور باعظمت حیات مستعار پر لکھنے

کیلئے باعظمت صاحبِ قلم کا ہونا بھی ضروری ہے مگر اول تو میں نہ اہل قلم ہوں نہ باعظمت، میرا قلم اس سے یکسر محروم ہے، تاہم کچھ نسبتیں ایسی ہیں کہ مجبوراً ایسے عظیم والد پر کچھ لکھوں اب لکھنے بیٹھا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں؟ لکھنے کا آغاز حضرت شہید رحمہ اللہ کے کس کارنامے سے کروں؟ ان کے کس کس کردار کو سراہوں؟ وہ تو ایک جامع الصفات والکمالات ہستی تھے، جن کی حیات وخدمات کو ایک مضمون میں سمیٹنے کی گنجائش نہیں بلکہ ان کی حیات وخدمات پر لکھنے کیلئے ضخیم جلدیں درکار ہوں گی، بہرحال! ذیل میں اپنے والد صاحب مرحوم کے کردار، خصوصیات، اوصاف اور وکمالات پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں۔

جامعیت

والد مکرم کی سب سے زیادہ قابل رشک صفت ان کی جامعت تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کی شخصیت کو ہر دینی کام کیلئے ایک شجر سایہ دار بنایا تھا، دین کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں میں ان کی مؤدت، محبت اور الفت دیدنی تھی، اس حوالہ سے وہ اپنے شیخ اور والد بزرگوار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے حقیقی جانشین تھے۔ بقول سوانح نگار کہ جو جامعیت حضرت شیخ عبدالحق قدس اللہ سرہ کی شخصیت میں تھی، اس کا عکس جمیل حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی ہستی میں ہمیں دکھائی دے رہا تھا۔'' ہر دینی رضا کار کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا در کھلا ہوتا تھا، حق کے ہر علمبردار کا وہ ساتھ دیتے تھے، ہر ایک انہیں اپنا سمجھتا تھا، جس طرح وہ بلاتفریق اپنے اور پرائے سے الفت ومحبت کرتے تھے، اسی طرح اپنے اور پرائے ان سے محبت اور الفت سے پیش آتے تھے، یہ ان کی جامعیت تھی۔

حسن معاشرت اور حسنِ معاملہ

والد مکرم کی معاشرتی زندگی نہایت سادہ تھی، وہ معاملات میں صاف تھے، جس کسی سے بھی کوئی معاملہ کرتے تو اس سے مکمل وضاحت طلب کرتے، چھوٹے چھوٹے معاملہ میں آخرت کا محاسبہ اور خوف الٰہی دامن گیر ہوتا، بیٹا ہونے کے ناطے جہاں تک مجھے معلومات ہیں کہ کوئی شخص معاملات اور لین دین میں ان پر انگلی نہیں اٹھا سکتا، اس دور پر آشوب اور پرفتن میں معاملات کی صفائی بہت بڑی بات اور عظیم وصف کمال ہے، میرے نزدیک ان کا یہ امتیازی وصف ان کا خوف محاسبہ آخرت ہے، وہ اجلی اور صاف

ستھری شخصیت کے مالک تھے، معاملات کی صفائی کی بڑی سختی سے تاکید فرماتے تھے، لین دین میں گول مول بات کرنے وہ کوسوں دور تھے، ہر طرح کی بناوٹ ان کے ہاں قابل نفرت تھی۔

اشاعت دین کے لئے مساعی جمیلہ

والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ علم وعمل اور گلشنِ رشد وہدایت کے مکیں ہی نہیں بنے رہے، گو کہ ان کا مستقل یہی پڑاؤ رہا، بچپن سے لیکر حصول علم اور دستار علم تک ظاہر سے لے کر باطن تک ظلمات سے لے کر نور تک ان کا سفر بالالتزام جاری رہا، اس لئے کہ انہیں اپنے ابناء کو بھی (روحانی اولاد کو بھی) متوسلین، معتقدین اور عامۃ المسلمین کو بھی اس منزل تک لے جانا تھا، آج دنیا دیکھ رہی ہے ان کے اباجی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے قائم کردہ مدرسہ حقانیہ ان کی موت کے بعد والد مکرم کے زیر اہتمام کتنی ترقی حاصل کر کے اب مینارہ نور بن کر پورے عالم اسلام میں علوم ومعارف کی روشنی پھیلا رہا ہے، وہ جامعہ حقانیہ کے مہتمم رہے، مدرس رہے، ناشر رہے، مصنف رہے، سب کچھ بن کر شب وروز خدمت علم اور فروغ واشاعت ہدایت اور دین اسلام کی خدمات انجام دیتے رہے، انہوں نے ایک سچے مؤمن ایک عظیم مجاہد، داعی بزرگ، رہبر شریعت، پیر طریقت کی صورت میں اپنے آپ کو منور کیا اور اپنے اردگرد بسنے والے جیتے جاگتے، لوگوں کو بھی اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے نہیں چھوڑا، ان کا اپنا دامن بھی تو ہر قسم کی آلائیشوں سے پاک رہا اور اپنے اردگرد مسلمان بھائیوں کو گناہوں کا ارتکاب کرنے نہیں دیا، ان کی ہر ادا، فکر وعمل اور کردار کا ہر زاویہ قابل رشک اور قابل تقلید ہے۔

اخلاص وللّٰہیت کے پیکر

والد مکرم چلتے پھرتے للّٰہیت کے پیکر تھے، ان کے کردار، گفتار میں رچی بسی ہمہ وقت کی للّٰہیت تھی، ان کی ایک ایک اداء، ایک ایک کردار سے مہکتی للّٰہیت، عبدیت اور انابت کی خوشبو کو ایک معمولی شخص بھی محسوس کر سکتا تھا، اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنی مخلوق کی خدمت کیلئے خاص خاص بندوں کو پیدا فرماتے ہیں، وہ بندے جس طرح ہمہ وقت بھر پور اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ دین کے سارے شعبوں کی خدمت میں لگے رہتے ہیں اسی طرح وہ ہمہ وقت مخلوق خدا کی خبر گیری میں اور ان کی مادی اور روحانی خدمت میں مشغول رہتے ہیں، یہ لوگ کامل انسان اور کامل ولی اللہ ہوتے

ہیں، میرے عظیم والد مرحوم اسی قسم کے عظیم شخصیات میں سے ایک تھے، آپ علوم علمائے دیوبند اور معارف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ و شیخ لاہوری رحمہ اللہ کے امین رہے۔

تواضع وسادگی

والد مکرم سادگی کا پیکر مجسم تھا، بلند تر مناصب پر فائز ہونے کے باوجود وہ تمام تر تکلفات اور پروٹوکول کو بالائے طاق رکھتے تھے،ان کی نہ کوئی فرمائش ہوتی تھی ، نہ ہی کوئی تقاضا ،اس کے علاوہ ان کے علم وفضل،عہدے اور مناصب،قلم وتحریر، درس وخطاب سے تکبر وغرور کی کوئی رمق نہیں پھوٹی بلکہ عاجزی اورانکساری ان کے رگ رگ میں سرایت کرچکی تھی ، اسے کوئی بھی، جہاں بھی، تشریف لانے کی دعوت دیتے تو وہ بخوشی بلاتأمل اسے شرف قبولیت سے نوازتے اور اس دعوت میں تشریف لاتے ،ان کی ایسی خوبیوں نے انہیں مرجع خلائق بھی بنایا اوران کا محبوب بھی۔

حاصلات زندگی

والد مکرم کی زندگی اوراس کے حاصلات پر روشنی ڈال کر مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ کام جو حکومتوں اور بڑے بڑے اداروں کے کرنے کا ہے اکیلا اور بے وسیلہ شخص کرگیا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اتنا بڑا ادارہ اور عظیم کام کہ بعض اوقات حکومتیں بھی اس کے سنبھالنے میں ناکام ہوجاتی ہیں، لوگ اپنے دو تین بچوں کی تربیت صحیح طریقے سے نہیں کرپاتے لیکن والد مرحوم ہر سال چار ہزار طلبہ کی تربیت کا حسن انتظام فرماتے تھے اورساتھ انہوں نے اپنی اولاد کی حسن تربیت بھی بخوبی انجام دی اور قناعت کی زندگی گذاری، ہمیشہ رضائے الٰہی پر قانع رہے، ناجائز دولت جمع نہ کی، نہایت سادہ علمی مشقت سے بھرپور زندگی گذاری۔

حسن فطرت کا فقیرانہ مزاج

والد مکرم بنیادی طور پر فقیرانہ مزاج کے آدمی تھے،ان کی ہرا داء فقیرانہ تھی،خوش مزاجی اور خوش گفتاری ان کی نمایاں خصوصیات میں سے تھی ، ان کی اکثر باتیں علمی،تحقیقی وتصنیفی پہلوؤں پر ہوتی تھیں، انہوں نے ہمیں بلکہ تمام فیض یافتگان کیلئے جو وراثت یا ذمہ داری چھوڑی ہے، وہ قلم وکتاب اور تصنیف وتالیف سے محبت ہے لیکن اس وراثت کا امین بننا آسان نہیں کیونکہ ان کی اداؤں کا وارث بننا گیلی لکڑی کی طرح جلنے کے مترادف ہے، اللہ کرے ہم اپنے عظیم والد کے مشن کو آگے بڑھاسکیں، بہرحال! والد مکرم کی ہراداء دلربا، اورحسن فطرت کا شاہکار تھی۔

متوازن شخصیت کے مالک

والد مکرم اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ان کی ذات میں پورے ایک عہد کا خلاصہ جمع ہو گیا تھا، ان کی شخصیت بڑی متوازن تھی اوران کی رائے بڑی وقیع اور باوزن ہوا کرتی تھی، اللہ نے ان کو خداداد صلاحیتوں سے نوازا تھااوراعلیٰ ذہانت کے مالک تھے، طبیعت میں اعتدال، رائے میں توازن ،فکر میں گہرائی اورمعاملات میں دوراندیشی آپ کا طرہ امتیاز تھی ، وہ اپنی وضع کے پابند، اخلاق وشرافت کا مجسمہ اورعلم وعمل کا پیکر تھے، ان کا شماران علماء میں ہوتا تھا، جواپنے علم وفضل اورقلم وقرطاس سے محبت کی وجہ سے اہل علم وقلم کے حلقہ میں جانے پہچانے جاتے تھے، مختلف علوم وفنون پر ان کی گہری نظرتھی ، ان کے تبحرعلمی کا اندازہ ان کے تالیفات ودروس سے ہوتا ہے، گوناگوں مشاغل سے بھرپورشخصیت تھی، ان کی گفتگو کا محورعلمی وفکری باتیں ہوا کرتی تھیں۔

جلال وجمال

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تووالد مکرم کوزیادہ ترعلمی وفکری گفتگو کرتے ہوئے پایا، جہاں تک ان میں جلال کا عنصر تھا تو وہاں جلال کے عنصر پر جمال کا عنصر غالب تھا، بارعب بھی تھے لیکن ساتھ ساتھ شفیق بھی ، وہ اپنے تمام بچوں اوربچیوں پر بہت شفقت کیا کرتے تھے، چاہے وہ بیٹے ہو یا بیٹیاں ہر ایک کیلئے فکرمند رہتے اوران کی ضروریات زندگی کا خیال رکھا کرتے تھے، بچوں کی طرح بچیوں سے بھی بے انتہاءشفقت فرماتے تھے۔

درویش انسان

والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ ایک وقیع علمی شخصیت کے مالک تھے، مختلف علمی ،دینی، اصلاحی اورانقلابی حلقوں کے روح رواں، مرحوم کو اگر ہر میدان کا شہسوار کہاجائے تو بے جانہ ہوگا، ان کا اٹھنا بیٹھنا ،اوڑھنا بچھونا ،تحصیل علم اورپھراسے دوسروں تک پہنچانے کیلئے وقف تھا، مسلک کے حوالے سے ہرمکتب فکر کے علمائے کرام کے ساتھ ان کی دوستی اورمراسم تھے اورہرایک کے ہاں عزیز ومحبوب تھے، سب ان کا احترام کرتے تھے ،سیاسی حوالے سے بھی ہر پارٹی سے ان کے گہرے روابط تھے، ہرایک سے بات چیت فرماتے تھے کہ سامنے والا اس کا گرویدہوجاتا اورجوکوئی بھی جب بھی ملتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ مدتوں سے ان سے شناسائی ہے۔

تواضع اورانکساری

یہ بھی بڑی عجیب چیز ہے کہ آدمی اپنے کو جتنا مٹاتا ہے، اتنا ہی وہ اونچا ہوکر ابھرتا ہے، والد مکرم میں یہ شان بخوبی دیکھی، بڑے بڑے مناصب کے باوجود انہوں نے اپنے لئے اپنے لئے غیر معمول پروٹوکول اور بے جا تکلفات کوکبھی پسند نہیں فرمایا، لباس، وضع قطع اور بود وباش سے ذرا بھی مشیخت کے آثار نہیں ٹپکتے تھے، مجھے بچپن سے لیکر اب تک والد مکرم کی صحبت حاصل رہی، ان کی نشست بالکل معمولی اور سادہ تھی، کبھی کہیں جاتے ہوئے کوئی اہم بات کہنی ہوتی، تو راقم اور میری والدہ کو بلاکر فرماتے، ہم اس کے ساتھ بلاتکلف اٹھتے بیٹھتے لیکن والد مکرم نے یہ کبھی محسوس نہ کیا، وہ دوسروں کوکبھی تکلیف نہ دیتے، اپنا کام خود سرانجام دیتے تھے، دوسروں سے معافی مانگنے میں ذرہ بھی پس وپیش نہ فرماتے، اپنے چھوٹوں کی اس انداز سے حوصلہ افزائی فرماتے کہ آدمی شرم کے مارے پانی پانی ہوجاتا۔

حق گوئی وبیباکی

خلاق عالم نے اس امت کو ہر دور میں وہ عظیم ورثاء نبوت عطاء فرمائے، جنھوں نے ہر دور میں اسلام کی سربلندی اوراعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنا تن من دھن قربان کردینے میں دریغ نہ کیا، میرے ابوجان کی زندگی ایک مرد مجاہد کی زندگی تھی، جس میں علم پیہم اور یقین محکم جھلکتا ہوا نظر آتا تھا، جس بات کوحق سمجھا، اس کوعلی الاعلان بلاخوف لومۃ لائم، پوری جرأت کے ساتھ بیاں فرمایا اورجس کو خلاف حق اورخلاف شریعت پایا، اس کی برملا اور مدلل انداز میں مخالفت کی اورکسی پرتنقید اورتردید میں بھی محتاط رہے اورکسی کی ذاتیات اورشخصی معاملات سے حتی المقدور اجتناب رکھا، حق گوئی میں بیبا کی اورخلاف حق کے متعلق کمال جرأت آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی اورحق گوئی میں ہمیشہ عواقب سے بے نیاز رہ کر افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر پر پوری قوت سے عامل رہے، ان کی اس حق گوئی پر بے شمار واقعات شاہد ہیں لیکن آپ کی زندگی کا آخری واقعہ توہین رسالتؐ جس میں آسیہ ملعونہ کی رہائی پر ان کا شدید غضب وغیض تھا اورجو آخری تقریر انہوں نے جامعہ حقانیہ کے سامنے جی روڈ پر اورنگی کے جلسہ میں کی، آخر کار اس حق گوئی اور بیبا کی اورشجاعت اورعشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، تحفظ ناموس رسالتؐ کی وجہ سے جام شہادت نوش کرگئے اور شہادت بھی ہمارے اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اوردیگر خیرالقرون کے شہداء کی طرح، خنجر سے ان پر وار کرکے، ان کوشہادت کے عظیم رتبے اورمقام اورمرتبہ پر فائز کردیا گیا۔

دینی غیرت وحمیت

والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نوراللہ مرقدہ میں دینی حمیت وغیرت کا جذبہ غیر معمولی طور پر موجود تھا، اسلام کے خلاف بات کسی طور پر برداشت نہیں کرتے تھے، جدیدیت جو عصر حاضر کا سب سے بڑا اور خطرناک ترین فتنہ ہے اور رفتہ رفتہ اسلامی معاشروں میں پروان چڑھ رہا ہے، حتی کہ بعض نام نہاد علماء بھی اس کی زد میں ہیں وہ بھی مغرب کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو کر ماڈرن ازم کے دلدادے ہوجاتے ہیں، والد مکرم نے اپنی جوانی کے دور سے لیکر ابھی تک ''الحق'' کے ذریعے فتنہ جدیدیت کا تعاقب کیا، بہت پہلے جب ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا فتنہ سر اٹھا چکا تھا، جو کہ جدیدیت کے سب سے بڑے سرغنہ تھے جیسا کہ آج کل غامدی جدیدیت کے فتنہ کا علمبردار ہے، ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے خلاف سب سے توانا آواز ماہنامہ ''الحق'' کی تھی، والد مکرم نے ہر دور میں باطل تنظیموں اور تحریکوں کے خلاف بھر پور جدوجہد کی ہے، ان کی مساعی جمیلہ تاریخ کے سنہرے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جائیں گے۔

پاسبان دین وملت

والد مکرم نے زمانے کے طاغوت کے سامنے لایخافون لومة لائم کا مصداق بن کر جرأت واستقلال کے ساتھ کلمہ حق بلند کیا اور دین اسلام کی سربلندی اور بالادستی اور خلق خدا کو دین اور صراط مستقیم کی رہنمائی کیلئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر لادینیت کو دفن کر ڈالا، اسلام کے اس عظیم فرزند پر امت مسلمہ ہمیشہ رشک کرتی رہے گی اور اس پاسبان ملت کی زندگی آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ بن جائیگی، قافلہ حق وعزیمت کے یہ عظیم پاسباں جس نے دین حق کی شمع ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روشن رکھنے کیلئے اپنی زندگی میں مردانہ وار مقابلہ کیا، ان شاء اللہ ان کی یہ خدمات تاریخ کے سنہرے اوراق میں ثبت ہونگی۔

شوق عبادت

والد مکرم کی زندگی میں ہمت اور مجاہدہ ہر ہر قدم پر دکھائی دیتا تھا، بلکہ جوں جوں ان کے بڑھاپے اور نقاہت اور ضعف میں اضافہ ہوا ویسے ویسے انکا مجاہدہ بھی بڑھتا چلا گیا، وہ اپنے روزمرہ معمولات وظائف اور تلاوت قرآن پاک لزوم کیساتھ ویسے ہی پورے کرتے رہے، جیسے جوانی میں پورے کیا کرتے تھے، وہ جب پریشان ہوتے اور ناموافق حالات میں گھرے ہوتے تب بھی ایسے سکون سے ذکر کیا کرتے کہ ہمیں سرے سے پتہ ہی نہ چلتا کہ کوئی پریشانی ان پر غالب ہے یا کوئی مسئلہ درپیش ہے۔

بچوں کے ساتھ مشفقانہ رویہ

حضرت شہید اباجیؒ کا معمول یہ تھا کہ جب صبح دارالعلوم حقانیہ تشریف لے جاتے تو پھر عصر کی نماز کے بعد ہی لوٹتے تھے، ایک دن اپنے معمول کے مطابق مدرسہ سے گھر لوٹے، جب گھر پہنچے تو تھکے ہوئے تھے، اپنے کمرے سے باہر آئے تو میری بڑی بیٹی رغدہ صحن میں جھولے جھول رہی تھی، اس وقت اس کی عمر دو یا تین سال کی تھی، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے جب اس کو دیکھا تو وہ بھی جا کر جھولے میں بیٹھے اور اس کے ساتھ بچوں کی طرح جھولنے لگے، حضرت شہید رحمہ اللہ اکثر بچوں کے ساتھ گھر میں اسی طرح کھیلا کرتے تھے اور ان کا بچوں کے ساتھ بڑا لگاؤ تھا، اکثر بچے شام کے وقت جا کر ان کے بستر پر بیٹھ جاتے تھے اور ان کو تنگ کرتے تھے تو میں ان کو منع کرتا تو مجھے ڈانٹتے تھے کہ چھوڑو لگے رہنے دو، تمہیں کیا تکلیف ہے، میں کہتا جی شرارتیں کر رہے ہیں تو فرماتے کرنے دو، اگر اس عمر میں یہ شرارتیں نہیں کریں گے تو کیا میں اور تم کریں گے؟ ایک دن اسی طرح حضرت گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے، دوپہر کے کھانے کا وقت تھا لیکن کھانا ابھی لگا نہیں تھا تو میری چھوٹی بیٹی نظرۃ النعیم ان کے پاس آئی اور ان کے ساتھ شرارتیں شروع کردیں تو حضرت نے بھی اسی کے انداز میں اس کے ساتھ کھیلنے لگے اور کافی دیر تک اس کے ساتھ کھیلتے رہے۔

تعلیم کے بارے میں سختی اور پابندی

اسی طرح حضرت شہید اباجی رحمہ اللہ تعلیم کے بارے میں بہت سخت تھے اور پابندی بھی کراتے تھے، تھوڑی سی بھی غفلت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی، میں جب مدرسہ میں تھا تو اکثر جمعرات کے دن جب چھٹی پر گھر آتا تو جمعہ کے دن صبح ہی سے فرماتے کہ تیاری کرو عصر کے وقت مدرسہ جاؤ گے اور اگر کبھی رہ جاتا تو بہت ڈانٹتے اور کبھی کبھار ایک آدھ دن بات بھی نہ کرتے پھر بلا کر بٹھاتے اور سمجھاتے۔ ایک دفعہ ۲۰۰۱ الیکشن میں جب بڑے بھائی مولانا حامد الحق جیتے تو اگلے دن لوگ بڑی تعداد میں مبارک باد دینے آرہے تھے، میں ان دنوں سوات میں سکول پڑھتا تھا، جب ظہر کا وقت ہوا تو تھوڑی دیر کیلئے اباجی شہید رحمہ اللہ گھر آئے تو جب مجھے دیکھا تو کہا کہ سکول کب جاؤ گے؟ تو میں نے کہا: جی کل، تو غصے سے جلال غالب آیا اور کہا کیوں؟ خیریت ہے؟ تو میں نے کہا کہ بھائی الیکشن جیتے ہیں تو ایک دن چھٹی کرلیتا ہوں تو میرے ماموں کو بلایا اور کہا اس کو ابھی ہاسٹل لے جاؤ، میں اسی وقت روانہ ہوگیا۔ اسی طرح ایک دفعہ میرا پرائمری کا امتحان تھا، دوسری یا تیسری

کلاس کا اور میں اپنے سکول کے ہیڈ ماسٹر کے گھر میں رہتا تھا، امتحان کے آخری دن میری پھوپھی وفات پا گئیں تو پورے خاندان اور گھر والوں کو کہا کہ اسامہ کو پتہ نہ چلے کہ کیا ہوا ہے؟ کیونکہ اس کا پرچہ خراب ہوجائے گا، جب پرچہ ختم ہوا تو مجھے گھر آ کر پتہ چلا کہ میری پھوپھی فوت ہوئی ہے اور میرے آنے سے پہلے ان کی تدفین ہو چکی تھی۔

وعدے کے پکے

حضرت اباجی شہید رحمہ اللہ وعدے کے کھرے اور پکے تھے ایک دفعہ کسی بات پر کسی سے وعدہ کر لیتے تو پھر اس پر ڈٹے رہتے، اگر کسی کو پروگرام وغیرہ کیلئے وقت دیتے تو پھر ضرور جاتے، فرماتے کہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں آؤں گا اگر نہیں گیا تو وعدہ خلافی ہوگی اور یہ ٹھیک بات نہیں ہے، زندگی کے آخری سالوں میں جب ان کے دل کا اپریشن نہیں ہوا تھا تو جب کوئی وقت لینے کیلئے آتا تو بہت مشکل سے کسی کو وقت دیتے اور کہتے کہ بیٹا! اب میں زیادہ سفر نہیں کرسکتا اور میرے لئے آنا جانا بہت مشکل ہے اور میں اکثر بیمار رہتا ہوں اور اگر میں نے ایک دفعہ وعدہ کرلیا تو پھر مجھے وہ پورا کرنا پڑتا ہے اور میں بیماری کی وجہ سے پروگرام میں نہ جاسکوں اور وعدہ خلافی کروں تو پھر مجھ پر بوجھ ہوتا ہے، اس لئے کہتے کہ وقت تو دیتا ہوں لیکن وعدہ نہیں کرتا کہ پورا کر پاؤں گا کہ نہیں، اس لئے حضرت شہید اباجی رحمہ اللہ وعدے کے پکے اور کھرے تھے۔حضرت اباجی شہید رحمہ اللہ کی ساری زندگی سنت کے مطابق تھی اور ان کے ہر پہلو میں سنت جھلکتی تھی۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند

ایک دفعہ حضرت درس دینے کیلئے مدرسہ جارہے تھے تو حضرت کو جرابیں اکثر میں پہنایا کرتا تھا تو میں حضرت اباجی رحمہ اللہ کو جرابیں پہنانے لگا، دائیں طرف ہونے کی وجہ میں نے بائیں پاؤں سے جرابیں پہنانا شروع کیں تو حضرت نے غصے سے پاؤں کھینچ لیا، منہ میں دوائی ہونے کی وجہ سے کچھ کہا نہیں لیکن میں نے دائیں پاؤں میں جرابیں پہنائیں اور پھر بائیں پاؤں میں اور پھر ہم مدرسے چلے گئے اور مجھ سے کہا کہ ہر کام سیدھے ہاتھ اور دائیں جانب سے کیا کرو، بہر حال! والد مکرم تو شہید ہوگئے اور سرخرو ہو کر ہمیں داغ مفارقت دے گئے لیکن ہمارے لئے ایک روشن زندگی کا نمونہ چھوڑ کر چلے گئے۔

صاحبزادہ خزیمہ سمیع حقانی
فرزندارجمند حضرت شیخ شہیدؒ

فراق والد کی المناک داستان

بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کہ والد صاحب پر کچھ لکھوں لیکن سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس طرح قلم اٹھاؤں اور کیا لکھوں؟ استاد محترم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم اور برادرم مولانا راشدالحق سمیع کی خواہش اور اصرار تھا کہ آپ حضرت والد صاحبؒ کے بارے میں ضرور لکھیں، اس ہستی کے بارے میں جو آپ کے اور ہمارے عظیم قائد، محسن، شفیق والد اور سب سے بڑھ کر ہمارے آئیڈیل اور ہیرو تھے اور ہیں ۔اس دارِ فانی میں انسان کی تمام مرادیں اور خواہشات پوری نہیں ہوتیں اور ہر مخلوق نے فناء ہونا ہے، میری بھی خواہش تھی کہ ابا جی شہید رحمہ اللہ سے دورہ حدیث میں اگلے سال کتاب المغازی اور ترمذی پڑھوں گا اور میری ہر خوشی میں شریک ہوں گے جیسے کہ میرے باقی بھائیوں نے ان سے پڑھا اور ان کی ہر خوشی میں وہ موجود رہے، اس بات پر میں اپنے بھائیوں کو اپنے آپ سے زیادہ خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ انہیں ابا جی شہید رحمہ اللہ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقع ملا، یقیناً ابا جی شہید رحمہ اللہ کی یہ جدائی قابل برداشت تو نہیں لیکن بطور مسلمان ہمارا عقیدہ ہے یہ جدائی عارضی ہے، ان شاء اللہ اُس نہ ختم والی زندگی میں اللہ تعالیٰ دوبارہ ابا جی شہید رحمہ اللہ سے ہماری ملاقات کرائے گا، اللہ تعالیٰ نے ابا جی کو شہادت کا عظیم مرتبہ عطا فرمایا جو ان کی خواہش بھی تھی بطور مسلمان ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور جب اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آئے تو وہ شہادت کے ساتھ اور ایمان کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہو، شہادت وہ عظیم مرتبہ ہے جس کی خواہش خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیشہ اپنے لئے شہادت کی دعا مانگی تھیں۔

ابا جی شہید رحمہ اللہ کی چند خواہشیں

ابا جی شہید رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ وہ اپنی زندگی میں تفسیر امام لاہوریؒ کا کام مکمل کریں اور یہ خواہش تقریباً پوری ہوگئی، تین پارے تفسیر کے کمپوز اور تصحیح، ترتیب و تدوین وغیرہ سے رہ گئے

تھے لیکن عملاً وہ کام پورا کر چکے تھے جو پارے رہ گئے تھے ان میں عنوانات ، درسی ومجلسی افادات اور پروف ریڈنگ وغیرہ کا کام باقی تھا جو کہ ابا جی شہید رحمہ اللہ کی تفسیر کی ٹیم نے برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی خصوصی نگرانی، دلچسپی اور سرپرستی میں الحمدللہ پورا کر دیا ہے۔ اس تفسیر پر ابا جی شہید رحمہ اللہ نے سفر وحضر، بیماری وصحت، فٹ پاتھ، سڑک، گاڑی ہو یا جیپ ، گھر ہو یا ہسپتال کا بستر اور یہاں تک کہ امام لاہوریؒ کے مزار پر بھی تفسیر کا کام کیا ،اس تفسیر کو اپنے ساتھ حج ہو یا عمرہ جدہ کی عالمی کانفرنس ہو یا مصر کا جامعہ از ہر یا پھر اس دنیا کے دوسرے ممالک، تفسیر کا کام ہر جگہ ساتھ لے جاتے اور اس پر کام کرتے رہتے۔

افغانستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی خواہش

ابا جی شہید رحمہ اللہ کی ایک خواہش یہ بھی تھی کہ اپنی زندگی میں پاکستان اور افغانستان میں اسلامی نظام کا نفاذ دیکھ سکیں، اگر آج آپ حیات ہوتے تو یقیناً امارت اسلامیہ کی حالیہ فتوحات کا سن کر بہت خوش ہوتے کیونکہ اس مشن کیلئے بہت سے مجاہدین اسلام نے قربانی دی ہے اورابا جی شہید رحمہ اللہ نے بھی اس کے لئے بہت جدو جہد کی تھی اور بالآخر مجاہدین اسلام سرخرو ہوئے اوراغیار کی تیسری عالمی قوت کو بھی شکست سے دوچار کر دیا۔

منیٰ کے مقام پر الجزائر کے علماء سے ملاقات اور حدیث کی اجازت

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۲۰۱۴ء میں منیٰ کے مقام پر ابا جیؒ تفسیر کا کام کر رہے تھے مجھ سے الجزائر کے دو نوجوان علماء ملے، انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ صاحب آپ کے کیا لگتے ہیں؟ اور یہ کیا لکھ رہے ہیں؟ میں نے ان سے کہا یہ ہمارے والد صاحب ہیں ، محدث ہیں اور تفسیر کا کام کر رہے ہیں جب انہیں پتہ چلا یہ محدث ہیں تو انہوں نے ابا جی سے سند حدیث کی اجازت لینے کی خواہش ظاہر کی، ابا جی نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ جدہ جا کے آپ کو حدیث کی اجازت دوں گا پھر جدہ میں ابا جی نے ان کو احادیث کی اجازت دی اور مجھے اور میرے بڑے بھائی مولانا اسامہ سمیع کو بھی فرمایا کہ آپ دونوں بھی بیٹھ جائیں اور حدیث کی اجازت دی پھر ان نوجوان علماء سے کہا کہ آپ عرب ہیں اس لئے آپ کے پاس جو احادیث ہوں آپ ہمیں بھی اس کی اجازت دے دیں۔

ابا جی کی گھریلو زندگی

مجھے یاد ہے کہ بچپن میں ابا جی صبح کا ناشتہ ہمارے سکول جانے کے بعد آٹھ بجے سے

ساڑھے نو بجے تک اپنے کمرے سے باہر صوفہ پر بیٹھ کر کرتے تھے اور ساتھ اخبارات پڑھتے تھے، ساڑھے دس بجے یا گیارہ بجے دارالحدیث درس دینے جاتے تھے پھر وہاں سے دفتر اہتمام جاتے وہاں مہمانوں سے ملتے، دفتری معاملات نمٹاتے جو مکتوبات آئے ہوتے بذریعہ ڈاک وغیرہ کا سرسری جائزہ لیتے اور اساتذہ سے جامعہ کے بارے میں مشاورت کرتے اوران کے مسائل سنتے تھے پھر جامعہ کی تعمیرات کا جائزہ لیتے اس کے بعد ماہنامہ مجلّہ ''الحق'' اور ''مؤتمر المصنفین'' کے دفتر جاتے، رسالہ، ای میل اور پریس ریلیز دیکھتے تھے اور ای میل کا جواب دیتے تھے، ڈھائی سے تین بجے واپس گھر آتے تب تک ہم سکول سے آچکے ہوتے تھے اوران کا انتظار کرتے تھے، کھانا تیار ہو چکا ہوتا، دوپہر کا کھانا سب ساتھ مل کر کھاتے تھے اگرکوئی بھی دسترخوان پر موجود نہ ہوتا تو ناراض ہوتے تھے، کھانے کے وقت سب کا پوچھتے تھے یہاں تک کہ چوکیدار اورڈرائیور کا بھی پوچھتے کہ انہیں کھانا دیا یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہوتا تو کہتے پہلے ملازمین کو کھانا دیا کرو، اچار، کیچپ یا کوئی اور ڈبے والے چیز دسترخوان پر دیکھتے تو منع کرتے کہ یہ صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہے، کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کرتے، عصر کے بعد اگرکوئی مہمان آئے ہوتے تو ان کو وقت دیتے تھے، معمول کے مطابق عصر کے وقت چائے پیتے اور گھر کے باہر چمن میں کچھ دیر چہل قدمی کرتے، مغرب کے بعد اپنے گھر والوں کو وقت دیتے تھے، تمام بہن بھائی، پوتے پوتیاں یا خاندان کے دوسرے افراد مغرب کے بعد ان سے ملنے آتے تھے اورابا جی شہید رحمہ اللہ کے ساتھ بات چیت کرتے تھے، عشاء سے قبل بھی چہل قدمی کرتے تھے، گھر میں یا باہر چمن میں، میں جب ساتھ ہوتا تھا تو چمن میں جگنو پکڑتا اورابا جی شہید رحمہ اللہ کے پاس لایا کرتا تھا، رات کی نو بجے خبریں سنتے، اس کے بعد جو رسائل، کتابیں اورخطوط آئے ہوتے تھے ان تمام کا مطالعہ کرتے تھے اورخطوط کے جوابات تیار کرتے، عشاء کا کھانا بہت کم کھاتے تھے، تقریباً روٹی کا چوتھا حصہ، تھوڑے سے سالن کے ساتھ تناول فرماتے تھے، اس کے بعد رات کے ایک سے ڈیڑھ بجے تک تالیف وتصنیف کے کام میں مگن رہتے۔ مطالعہ کے وقت ہم کوشش کرتے کہ کمرہ کے اندر نہ جائیں اگرکوئی چلا بھی جاتا تو وہ مطالعہ میں اتنے مصروف رہتے کہ ان کو محسوس تک نہ ہوتا اورہم اپنا کام بھی کرلیتے تھے۔

گھریلو زندگی کے آخری ایام

بعد میں ضعف کی وجہ سے روزمرہ کی زندگی میں تھوڑی سی تبدیلی آگئی تھی اب صبح کا ناشتہ صرف اپنے کمرے میں کرتے اوردیر سے کرتے، دارالحدیث درس دینے بارہ بجے جاتے اوردوپہر کا کھانا عصر کے وقت آکر کھاتے، میں اور بھائی مفتی اسامہ بھی ساتھ کھانا کھاتے، چہل قدمی چھوڑ دی

تھی، پیدل چلنا دشوار ہوگیا تھا لیکن دل کے آپریشن کے بعد دارالعلوم سے واپس پیدل آتے تھے، رات کو زیادہ وقت تفسیر امام لاہوریؒ کو دیتے تقریباً رات ایک بجے تک کام کرتے تھے۔

آخری ملاقات

شہادت سے ایک دن پہلے جمعرات کا دن تھا، میں صبح دارالعلوم سبق کے لئے گیا مجھے پتہ تھا کہ آج اباجی اسلام آباد جائیں گے، تقریباً گیارہ بجے کا گھنٹہ خالی تھا، میں واپس گھر آیا کیونکہ اباجی شہید رحمہ اللہ جب بھی اسلام آباد جاتے تو ان کا سامان اور کھانا ہم خود سیٹ کرتے تھے، میں نے حجام لقمان کو بلایا تا کہ اباجی شہید رحمہ اللہ کے بال وغیرہ بنا لے کیونکہ اکثر ہم ہر دو ہفتے بعد جمعہ کے دن حجام کو بلاتے تھے، میں نے ان سے بال بنانے کا کہا، پھر دارالعلوم آگیا مولانا مفتی شیر عالم صاحب کے درس کا وقت شروع ہوگیا تھا، درس جلدی ختم ہوا، موبائل دیکھا تو موبائل پر کافی فون گھر سے آئے تھے، گھر گیا، اباجی شہید رحمہ اللہ نے پوچھا کہاں غائب ہوگئے تھے؟ میں نے کہا سبق کیلئے گیا تھا، اباجی رحمہ اللہ نے کہا کہ حجام کو پیسے دے دو، اباجی شہید رحمہ اللہ اپنے کمرے میں تیار ہونے چلے گئے، بہن نے کپڑے نکالے اور میں نے الماری سے جرابیں نکالیں کہ میں ان کو پہناؤں گا کیونکہ یہ ڈیوٹی اکثر میری ہوتی تھی۔

میں گاڑی میں پگڑی، کپڑے اور کھانا وغیرہ رکھنے کیلئے گیا، اندر واپس آیا، اباجی شہید رحمہ اللہ کو بہن جرابیں پہنا چکی تھی، میں نے مذاقاً ذرا تلخ لہجہ میں بہن سے کہا کہ تم نے کیوں جرابیں پہنائیں؟ اباجی شہید رحمہ اللہ اپنا کوئی چغہ مانگ رہے تھے، ہم نے سارے چغے نکالے اوران کو دکھائے لیکن جو وہ طلب کررہے تھے وہ چغہ نہیں مل رہا تھا، میں نے اپنی پسند سے ایک چغہ نکال کرانہیں دیا، وہ چغہ اباجی کو بھی پسند آیا، مجھے اپنی کتاب کا مسودہ جس کا نام ''نفاذ اسلام کی جدوجہد'' تھا تین کاپیاں دیں اور کہا کہ ایک کاپی مولانا عرفان الحق صاحب کو دے دو، اس کے بعد بریف کیس اٹھا کر گاڑی لے آیا، اباجی گاڑی میں بیٹھ گئے، پھر برادرم مولانا راشدالحق کو اپنی زیرطبع کتاب کا مسودہ حوالہ کیا اوران سے فرمایا کہ یہ مولانا اسرار کے سپرد کردو کہ میں نے تمام مسودہ دیکھ لیا ہے، اشاعت میں تاخیر ہورہی ہے، اب اسے پریس کے لئے بھیج دیں، اباجی شہید رحمہ اللہ اسلام آباد سے پہلے چارسدہ جلسہ کیلئے جارہے تھے، مولانا حامدالحق صاحب کو بھی ساتھ جانا تھا، مجھے اباجی نے کہا انہیں بلاؤ گھر سے کہاں ہیں؟ انہیں گھر سے نکلنے میں وقت لگتا ہے، میں بھائی جان مولانا حامدالحق صاحب کو بلانے گیا اوران کو بتایا کہ اباجی گاڑی میں بیٹھ گئے، واپس آیا تو اباجی سے کہا کہ بھائی جان آرہے ہیں، اتنے میں میرے پیچھے بھائی جان بھی آگئے

اورگاڑی میں سوار ہوگئے، سب سے آخر میں برادرم مولانا راشد الحق نے ان سے کچھ گفتگو کی اور حضرت والد صاحب نے بھائی جان سے بڑے مشفقانہ انداز میں کچھ فرمایا بھی ۔ پھر ہم دونوں بھائیوں نے اباجی شہید رحمہ اللہ کو اپنی زندگی میں آخری بار رخصت کیا، گاڑی روانہ ہوئی اور ہم دونوں سڑک تک اباجی کی گاڑی کو جاتے دیکھ کر واپس ہوگئے۔ ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ یہ ہماری الوداعی ملاقات ہوگی۔

قیامت خیز منظر کی اندوہناک خبر

۲ رنومبر ر۲۰۱۸ء بروز جمعہ تقریباً سات بج کر دس منٹ شام کو ایک خبر ہم پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑی، میں اپنے پھوپھی زاد فواد الرحمٰن کے ساتھ برادرم مولانا اسامہ سمیع کے کمرے میں بیٹھا تھا، والدہ اور بھائی دو دن پہلے عمرہ کے لئے گئے تھے، بہنوں کی رونے کی آوازیں آئیں، پتہ نہیں کیوں؟ میرے دل میں خیال آیا کہ کوئی چھری وغیرہ سے زخمی ہوا ہے، نیچے آیا تو یہ خبر ملی کہ اباجی کو شہید کر دیا گیا ہے، دل اس بات کو تسلیم نہیں کر رہا تھا اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو تسلی دے رہا تھا کہ پہلے بھی ایسی افواہیں پھیلتی تھیں، بعد میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تھی، دارالعلوم گیا تو طلباء ہمارے گھر کی طرف آنے کی کوشش کر رہے تھے، بے چین آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

میں نے حامد بھائی کو فون ملایا، انہوں نے اس خبر کی تصدیق کی، مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی اپنے مجاہد والد جن کی آرزو تھی شہادت، جن کی زندگی تھی جہاد، جن کا کام تھا اسلام کی ترجمانی، ان کی شہادت پر خوشی سے فخر کروں یا جدائی پر روتا رہوں، رات گیارہ بجے تک مجھے اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ اباجی شہید کو خنجر کے وار سے شہید کیا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون دل زخمی تھا، آنکھیں برس رہی تھیں، آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا تھا، دماغ نے ساتھ چھوڑ دیا، ناامیدی اور مایوسی کے سائے دراز ہوگئے، والد گرامی کے مخلص دوست، ساتھی اور بے تکلف رفیق، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تعزیت کیلئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا حضرت شہید ناموس رسالت ﷺ کی یہ جدائی عارضی جدائی ہے، یہ فراق چند ایام کا فراق ہے، ان سے ملاقات ہوگی، وہ ہم سے اور ہم سب ان سے ملیں گے، ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور پھر ہمیشہ کا ساتھ رہے گا، اس سے قلب حزین کو تسلی ہوئی، اطمینان خاطر نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ کریم انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہمیں اور جمیع امت کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

جناب عمار شفیق الدین فاروقیؒ

نانا جان کے ساتھ گزرے ہوئے یادگار لمحات

یوں تو نانا جان (ابا جی شہیدؒ) کے ساتھ گزارا ہوا ہر لمحہ ہی محبت و شفقت سے لبریز اور میرے لئے ہمیشہ کے لئے ایک یادگار ہے لیکن چند یادیں بطور سعادت یہاں پر رقم کر رہا ہوں، بچپن سے ہی جب میں نے ہوش سنبھالا اپنے پیارے ابو شفیق الدین فاروقی مرحوم کو دارالعلوم حقانیہ کی خدمت اور ابا جی شہیدؒ کی خدمت و دوستی کے لیے وقف پایا، ابا جیؒ سے میرا رشتہ صرف نانا نواسے کا نہیں بلکہ گھر اور خاندان کے سربراہ کا تھا یہاں تک کہ سب بہن بھائیوں بشمول میرا نام بھی ابا جی نے ہی منتخب فرمایا تھا اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کو میری پیدائش کے موقع پر ابا جی شہیدؒ نے اذان کے لئے بلایا تھا۔

بندہ انگلش میڈیم اسکول میں پڑھتا رہا ہے اور ہمیشہ والد محترم کو ابا جی کی مغربی میڈیا کے ساتھ انگریزی ترجمانی کرتے دیکھا تحریک طالبان کے زمانے میں جب یہاں دارالعلوم میں مغربی میڈیا کا تانتا بندھا تو ابا جی شہیدؒ کے انٹرویوز بہت بڑھ گئے اور میرے والد صاحب نے ترجمانی کیلئے مجھے آگے کر دیا، یوں ایک طویل عرصے تک ابا جی شہیدؒ کے افکار ونظریات کو انگلش میں ترجمہ کر کے میڈیا والوں سے مکالمہ کا اعزاز مجھے ملا جو میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔ بندہ عالمی ادارہ صحت سے منسلک ہے اور W.H.O اور UN کے لیے ۲۰۱۳ سے کام کر رہا ہے اور اسی سلسلہ میں ایک عالمی کانفرنس جامعہ ازہر میں ۲۲ نومبر ۲۰۱۷ء کو منعقد ہوئی جس میں بندہ ناچیز عالمی ادارہ صحت کے بڑے پلیٹ فارم پر پاکستان کی طرف سے ترجمانی وتقریر کر رہا تھا، اس کانفرنس میں انٹرنیشنل اسلامک ایڈوائزر گروپ کے کور ممبر کی حیثیت سے ابا جی شہیدؒ نے بھی شرکت کی، ابا جی شہیدؒ نے کانفرنس کے بعد اپنے کمرے میں بلا کے بہت محبت اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا کاش! آج شفیق صاحبؒ زندہ ہوتے تو بہت خوش ہوتے، اب جاؤ مصر کی سیر کرو، اہرام مصر اور خان خلیلی وغیرہ کے نام بتائے اور بندہ پھر گھوم کے آیا۔

شہادت سے چند دن پہلے ہی ایک اور کانفرنس کے سلسلے میں ابا جی شہیدؒ کے ساتھ سعودی عرب کا سفر کر رہا تھا اور پاسپورٹ بھی میرے ہی پاس تھے، ابا جی شہیدؒ سفر کے بارے میں بار بار

معلوم کر رہے تھے کیونکہ کانفرنس سے زیادہ عمرہ ادائیگی اور اللہ کے گھر کے زیارت کی انہیں خواہش تھی، میں نے ان کے لئے خصوصی طور پر مدینہ منورہ میں ۱۶؍نومبر کو کمرے بھی بک کروا دیئے تھے اور سعودی عرب کا ویزہ بھی لگ چکا تھا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا، ابا جی کی شہادت کے چند دن بعد ۱۴؍نومبر ۲۰۱۸ء کو وہ کانفرنس او آئی سی کے سیکرٹری جنرل کی سربراہی میں جدہ میں منعقد ہوئی، جس کا آغاز ہی امام حرم شیخ صالح بن حمید پریذیڈنٹ انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی سعودی عرب نے ابا جی شہیدؒ کے لیے فاتحہ خوانی سے کیا اور ان کی دینی، علمی، ادبی اور سیاسی خدمات پر زبردست خراجِ تحسین پیش کیا، بندہ نے کانفرنس کی شام ابا جی شہیدؒ کے لیے خصوصی عمرہ ادا کیا۔

ابا جی کی شہادت سے ایک ہفتہ پہلے جب بندہ اسلام آباد سے اکوڑہ ویک اینڈ پر آیا تو مدرسہ جا کے ابا جی سے ملاقات ہوئی، ابا جی مجھے پیار سے ''بیوروکریٹ'' کہہ کر بلاتے تھے اور کہا ''بیوروکریٹ صاحب!'' آج اکوڑہ خٹک کا دورہ ہے اور مسکرا دیئے پھر دارالعلوم حقانیہ جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کی تعمیر کے حوالے سے بات چیت کی اور آخر میں مدرسہ سے متصل بنات مدرسہ ہاجرہ پر بات کی آپ بہت ہی خوش تھے کہ ماشاء اللہ حقانیہ سے متصل بنات کا مدرسے نے صرف اپنے خاندان کی خواتین نہیں بلکہ تمام اہل علاقہ اور نوشہرہ کی خواتین دینی علوم سے فیض یاب ہورہی ہیں۔

جانے والے سے ملاقات نہ ہونے پائی
دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی

شہادت سے ایک روز قبل بندہ حسب معمول اکوڑہ کے سفر کیلئے اسلام آباد سے نکلا تو روڈ بلاک تھا، کوئی دھرنا ہورہا تھا، ہم نے وہاں گاڑی پارک کی اور روڈ کھلنے کا انتظار کیا اس دوران مولانا احمد شاہ کا فون آیا ابا جی کے ساتھ تشریف فرما تھے اور پوچھا کہ روڈ کی کیا صورت حال ہے؟ میں نے کہا کہ بلاک ہے، انہوں نے کہا کہ اچھا! ہم چارسدہ میں ہیں اور اسلام آباد آنا چاہتے ہیں، کچھ دیر بعد رابطہ کرتے ہیں، اتنے میں روڈ کھل گیا اور میں چل پڑا، موٹروے پہ داخل ہوتے ہی مولانا احمد شاہ کا پھر فون آیا اور روڈ کا پوچھا، میں نے بتایا کے ابھی ابھی کھلا ہے لیکن بہت رش ہے آپ ابا جی کو بولیں کہ اسلام آباد نہ آئیں، اتنے میں ابا جی نے ٹیلی فون لیا اور اپنی پیاری اور شفقت والی آواز میں میرا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ بیوقوف اگر روڈ بند ہے تو تم کیسے آرہے ہو؟ اور آخری گپ شپ ہوئی۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ مدتوں سے منتظر بدبخت دشمن ان کے وہاں تاک میں بیٹھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اور ان کو یہ عظیم رتبہ و مقام دینا تھا۔

مولانا بلال الحق مکی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اکابر کی سیرت وکردار کا عکس جمیل

- ...... عمِ مکرم کی شفقتیں، اصاغر نوازی اور محبت بھری یادیں
- ...... سادگی و بےنفسی، بچوں سے محبت
- ...... قرآن کریم کے ساتھ اشتغال ودلچسپی

عمِ مکرم شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحقؒ علم وکمال، حکمت وبصیرت، فہم و فراست، جہاد وسیاست، درس وتدریس اور علمی مہارت میں اپنی مثال آپ تھے، مسلکِ دیوبند کے ترجمان، علوم ومعارف اکابر دیوبند کے شارح، سلفِ صالحین اور اپنے عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی سیرت وکردار کا عکسِ جمیل، حضرت شہیدؒ کے ان تمام اوصاف پر اکابر علماء اور اساتذہ کرام خوب لکھ رہے ہیں، راقم حضرت شہیدؒ کی تواضع، وانکساری، اصاغر نوازی، علم پروری اور سادگی و بےنفسی کے روشن مشاہدات اور چند حکایات نذر قارئین کر رہا ہے۔

سادگی و بےنفسی

ایک مرتبہ رات کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا (صبح اخبارات آتے تھے، پہلے حضرت شیخ شہید رحمہ اللہ مطالعہ کرتے تھے پھر میں رات کو یعنی مغرب کی نماز کے بعد ان سے واپس لاتا اور حضرت والد قبلہ کے پاس پہنچاتا تھا میں اخبار لینے گیا) حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بیٹے! بیٹھ جاؤ پھر پوچھا کہ اس وقت بازار کھلا ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں ابھی تو سب بازار بند ہیں تو حضرت نے پوچھا فروٹ والے بھی بند ہوں گے، میں نے عرض کیا کہ وہ تو دیر تک کھلے رہتے ہیں تو حضرت شہید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم فارغ ہو؟ میں نے کہا جی! میں فارغ ہوں، صرف اخبارات لے جانے کیلئے آیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اخبارات رکھ لو بعد میں لے جاؤ گے، پہلے بازار جاتے

ہیں، میں نے کہا جی! ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم ہو،حضرت بغیر گاڑی کے میرے ساتھ روانہ ہو گئے تو راستے میں میں حضرت کی سادگی کو دیکھ کر حیران ہوا کہ آپ ایک سادہ سی ٹوپی بغیر واسکٹ وپگڑی کے بازار جارہے ہیں اور ہم دونوں جب دارالعلوم کے گیٹ کے سامنے پہنچے ،حضرت نے پیچھے دیکھا تو ایک پولیس والا جو کہ حضرت کی سیکورٹی پر مامور تھا وہ آہستہ آہستہ آرہا تھا تو حضرت نے مجھے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کہاں جارہے ہو؟ میں نے اس پولیس والے سے پوچھا کہ تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا حضرت کے ساتھ جاتا ہوں، میں نے جب حضرت شہید رحمہ اللہ سے کہا کہ جی یہ آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو حضرت نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس کو کہو واپس چلا جائے، میں نے پگڑی وغیرہ اس وجہ سے نہیں باندھی کہ کوئی مجھے پہچان نہ لے، پولیس کی وجہ سے سب پہچان لیں گے ،سادگی اور بلاتکلف زندگی ہی اصل زندگی ہے،تو میں نے اس موقع پر دل میں کہا قربان جاؤں آپ کی سادگی پر۔

بچوں سے محبت

عمِ مکرم حضرت شہید رحمہ اللہ اپنے خوردوں بالخصوص اپنے خاندان کے چھوٹوں سے جو محبت اور تعلق خاطر رکھتے تھے وہ تو بس ان ہی کے ساتھ خاص تھا،ایک دفعہ میں دفتر حاضر ہوا تو حضرت شہید رحمہ اللہ تشریف فرما تھے، میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا، وہ دفتر میں شرارت کررہا تھا، میں نے اس کو منع کیا اورغصہ بھی ہوا حضرت مجھ سے ناراض ہو گئے اورفرمایا کہ بچوں پرغصہ مت کرو، ان سے محبت کرو پھراس کو اپنے پاس بلایا اوراس کا بوسہ لیا اوراس کو ہزار روپے دیئے ،اسی رات کو میری اہلیہ کسی کام سے ان کے گھر گئی ، حضرت سے بھی ملاقات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ کبھی کبھی ہمارے گھر بھی آیا کرواورحضرت نے پوچھا بیٹی! آپ کے کتنے بچے ہیں،اس وقت میری چھوٹی بیٹی بھی ساتھ تھی، میری اہلیہ نے کہا جی! ماشاء اللہ دو بچے ہیں،حضرت نے پوچھا کہ دونوں بیٹیاں ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں جی ایک بیٹا ہے ایک بیٹی ہے،حضرت نے فرمایا کہ ہاں! یاد آیا صبح بلال کے ساتھ بیٹا مصعب دفتر آیا تھا مجھ سے ملا تھا،فرمایا بڑا پیارا بچہ ہے۔

رمضان المبارک میں قرآن مجید سنانے پرخوشی کا اظہار

عم مکرم کا جذبہ یہ تھا کہ بچوں کوشروع ہی سے ایسے حافظ کے پاس بٹھایا جائے جو اچھا قاری بھی ہوتا کہ ابتداء ہی سے حروف کے مخارج صحیح طور پر ادا ہوں اورقرآن کو اس کے پورے حقوق کے

ساتھ پڑھا جاسکے، چنانچہ دارالعلوم میں قرأت وتجوید کیلئے مستقل قاری رکھا گیا تھا، دارالحفظ کے قیام کے ساتھ ایسے حفاظ کی تقرری کی جاتی تھی جن کی قرأت وتجوید پختہ تھا، یہ سلسلہ تاہنوز قائم ہے۔

رمضان المبارک میں جب اپنے پرانے محلے ککے زئی میں تراویح پڑھا کر آتا تھا تو پہلے اخبارات لینے کیلئے حضرت کے گھر جاتا تھا تو ہر روز حضرت مجھ سے کارگزاری لیتے کہ کتنے پارے سنائے ہیں اور کتنے کتنے پارے سناتے ہو روزانہ؟ کون کون محلے والی مسجد میں آتے ہیں، فلاں آتا ہے کہ نہیں؟ میں ہر ایک کے بارے میں حضرت شہید رحمہ اللہ کو آگاہ کرتا۔ حضرت میری رپورٹ بڑی دلچسپی سے سنتے، پھر آخر میں فرماتے کہ تم بڑے خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مولانا انوارالحق جیسا باپ دیا ہے اگر وہ سختی نہ کرتے تو آج تم لوگ قرآن مجید بھول جاتے۔

شعبۂ حفظ، قراءت وتجوید میں دلچسپی

عمِ محترم کو دارالعلوم حقانیہ میں شعبۂ حفظ وقراءت وتجوید سے بے حد محبت تھی، حضرت والد مکرم بھی شعبۂ حفظ اور قراءت وتجوید کے اجراء میں دلچسپی لیتے تھے والد مکرم نے اکوڑہ خٹک کے مشہور حافظ جناب محترم حافظ مظفر الدین صاحبؒ سے قرآن حفظ کیا تھا اور خود والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے اپنے والد بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کو چالیس سال تک رمضان المبارک میں تروایح میں قرآن سنایا (اسی طرح تایازاد برادر مولانا حافظ راشد الحق سمیع بھی خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے بھی دارالعلوم حقانیہ کی جامع مسجد میں اپنے والد صاحبؒ کو تقریباً تیرہ برس تک مسلسل تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی) اور اسی طرح پرانی مسجد میں آج کل بندہ کو ۱۹۹۸ء سے سنانے کا شرف حاصل ہے جو کہ تاحال جاری ہے، اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

اسی شعبہ نے ترقی کی آج قرأت وتجوید شعبہ حفظ کے طلباء سمیت درس نظامی کے طلبہ کیلئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ دوران تعلیم روزانہ ایک پیریڈ تجوید کا پڑھا کریں، قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کی مشق کریں، متعدد اساتذہ اس کی خدمت کیلئے مقرر ہیں، سینکڑوں طلبہ ہر سال اسی شعبہ سے مستفید ہورہے ہیں، پھر وہ ملک کے مختلف گوشوں میں پھیل کر تجوید کی خدمات انجام دے رہے ہیں، جو میرے داداجی، عم محترم اور والد مکرم اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے محبین، معاونین اور تمام سرپرستان کیلئے صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی
جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دادا جانؒ کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات کی کہانی

یوں تو دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد ہی عموماً انسان کی قدر ومنزلت کا اندازہ ہوتا ہے لیکن دادا جان مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قدر ومنزلت کا اندازہ الحمدللہ ان کی حیات میں ہوگیا تھا، ان کی پرنور وبارعب وضع قطع، ملنسار طبیعت، عجز وانکساری، دنیوی نمود ونمائش وجاہ وجلال کے رسم ورواج سے مستغنی، علم وعرفان کے بحر، اسلامی سیاست کے قلندر، صاحب بصیرت، سرتا پا شفقت ہی شفقت نیز ان کی ہمہ جہت شخصیت کو اگر قلم مرتب کرنا چاہے تو سیاہی کے دریا اور صفحات کے کارخانے ختم ہوجائیں گے لیکن ان کی شخصیت اور لازوال خدمات کی کما حقہ ترجمانی کا حق ادا نہ کرپائیں گے۔

زندگی کی چوبیس بہاریں ان کی حیات میں گزار چکا ہوں، پیچھے دیکھتا ہوں تو ان سے وابستہ یادوں کا ایک بحر محیط ہے، ان کے مخاطب کرنے کا انداز، مصافحہ کی گرمجوشی، آو بھگت کا اسلوب، حوصلہ افزائی ودلجوئی، تربیت پر اثر، ڈانٹ ڈپٹ، مطالعہ کی ترغیب جیسی یادیں آج بھی جب دل ودماغ پر برستی ہیں تو ان کی جدائی کا احساس جسم کی کیفیات متغیر کرکے آنکھوں کو نم کردیتا ہے لیکن ساتھ ہی ان کی جدوجہد سے بھرپور زندگی، لازوال خدمات اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہ شہادت سر فخر سے بلند کردیتی ہے۔

سفر حرمین شریفین میں خدمت کی سعادت

الحمد للہ اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کا بے پناہ شکرگذار ہوں کہ دادا جان کی زندگی کے آخری سالوں میں ان کی ٹوٹی پھوٹی خدمت کا موقع عنایت فرمایا، دادا جان رحمہ اللہ کئی عشروں سے رمضان المبارک کے آخری ایام حرمین الشریفین میں گزارتے تھے اور کئی رمضان الحمدللہ انکی صحبت میں حجاز مقدس میں گزرے، ان کی زندگی کے رمضان المبارک کا آخری سفر حرمین میں الحمدللہ ان کے ساتھ نصیب ہوا، والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی اور دیگر اہل خانہ کسی عذر کی بناء پر اس سفر میں نہ جاسکے تو مجھے دادا جان رحمہ اللہ کے ہمراہ روانہ کردیا، یوں دادا جان انکے خادم

مولانا احمد شاہ اوراحقر اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے ، دادا جان رحمہ اللہ انتہائی نفیس اورخلوت پسند طبیعت کے مالک تھے اوراسی وجہ سے ہمیشہ سے اپنی آرام گاہ میں تنہا آرام فرماتے لیکن نصف ماہ پر محیط اس مبارک سفر میں چوبیس گھنٹے حتیٰ کہ ان کے ہمراہ ایک ہی کمرے میں ان کی صحبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطافرمائی۔

مواجہہ شریف میں تفسیر لاہوریؒ پر کام

ان کی برکات کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ میں انہیں ویل چیئر پر بٹھا کر ہوٹل سے مسجد نبوی شریفؐ کے لئے روانہ ہوا، انہوں نے فرمایا پہلے سلام پیش کرنا ہے،مواجہہ شریف لے چلو، سرکار کائنات حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ یہیں ایک طرف مجھے بٹھا دو، امام لاہوری رحمہ اللہ کی تفسیر مبارک پر کام کرنا چاہتا ہوں ، میں نے ایک طرف انکی ویل چیئر گھما کر انہیں بٹھا دیا اتنے میں وہاں صفائی والے خدام آ کر صفائی کرنے لگے اوروہاں موجود معتمرین کو وہاں سے چلے جانے کا کہنے لگے، دادا جان رحمہ اللہ کے پاس جب آئے تو دادا جان رحمہ اللہ نے فرمایا تفسیر لکھ رہا ہوں، تھوڑا یہاں بیٹھنے کا موقع عنایت فرمائیں، اس خادم نے سنا تو دادا جان رحمہ اللہ کی وہیل چیئر کو خود پکڑ کر انہیں مسجد نبوی شریفؐ کے ائمہ اوراس کے ملحقہ ہال میں لے گئے اورفرمایا کہ یہاں آرام سے جب تک چاہیں بیٹھے رہیں، دادا جان رحمہ اللہ اوران کی تفسیر کی برکت سے ائمۃ الحرم کا دیدار بھی نصیب ہوا اوردادا جان رحمہ اللہ کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے قرب وجوار میں تفسیر لکھنے کی خواہش بھی پوری ہوئی۔

امام حرم کی طرف سے تحفہ

اسی طرح ایک بار رمضان المبارک کے ایام میں حضرت دادا جان رحمہ اللہ اوروالد محترم کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں سعودی شاہی مہمان خانہ ’’قصر صفاء‘‘ میں مقیم تھے ، ائمۃ الحرم بھی وہی مقیم تھے، ایک دن امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ سے نماز مغرب کے بعد ملاقات ہوئی، دادا جان رحمہ اللہ سے کافی محبت وشفقت کا اظہار فرمایا اورخود ہی لفٹ میں ساتھ اوپر چڑھے اورمطعم کا بٹن دبا کر فرمایا ، آپ روزہ افطار کرکے آئے ہیں، مطعم چلیں ، صبح شام قصر صفاء سے حرم شریف آتے جاتے وقت مختلف ائمۃ الحرم سے ملاقاتیں ہوتی رہیں، ایک روز شیخ سدیس صاحب حرم شریف میں تراویح پڑھا کر واپس ہوئے ، اتفاقاً میں اوروالد صاحب بھی انہی کے ہمراہ حرم شریف سے’’ قصر صفاء‘‘ میں

داخل ہوئے، امام صاحب نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑا اور مجھے اور والد محترم کو اپنے ساتھ اپنے کمرے کی طرف روانہ کردیا، جب کمرے میں پہنچے تو اپنے خادم سے فرمایا کہ وہ جبہ لے آؤ، خادم جاکر ایک قیمتی خوبصورت جبہ لے آیا، امام صاحب نے فرمایا کہ یہ جبہ میری طرف سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی خدمت میں پیش کریں۔ والد محترم کے ہمراہ امام صاحب سے رخصت لی اور دادا جان کے کمرے کی طرف روانہ ہوئے، دادا جان تراویح پڑھ کر تھکاوٹ سے چور تھے، جوں ہی میں نے وہ جبہ انہیں پیش کیا اور کہا کہ امام سدیس صاحب نے آپ کیلئے دیا ہے تو ان کا چہرہ خوشی سے کھکھلا اٹھا اور فوراً چارپائی سے اٹھ کر پہنا، دادا جان رحمہ اللہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس جبے کو محبت وعقیدت کے ساتھ استعمال کرتے رہے۔

ایام علالت میں خدمت کی سعادت

اسی طرح الحمدللہ گزشتہ کئی برس سے ان کے پیر دبانا اور خصوصاً ان کے پاؤں وغیرہ پر تیل سے مالش کرنے کی سعادت حاصل رہی، ان کی زندگی کے آخری برس جب انہیں عارضہ قلب لاحق ہوا اور پیرانہ سالی میں ان کے دل کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی، ہسپتال میں ان کی کم وبیش ایک ماہ کے دورانیہ میں ٹوٹی پھوٹی خدمت کی سعادت اللہ تعالیٰ نے بخشی لیکن بڑی سعادتمندی نصیب ہوئی وہ اس طرح کہ ہسپتال سے رخصتی کے وقت میں اور والد محترم ہمراہ تھے، ڈاکٹر نے جب گھریلو علاج اور دواؤں کا نسخہ مرتب کیا تو دادا جان نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ گھریلو علاج اور دواؤں کی ذمہ داری میرے پوتے (عبدالحق ثانی) کی ہوگی، یوں الحمدللہ صبح، دوپہر اور شام ان کی دواؤں کی ذمہ داری میری رہی اور جب بھی دادی محترمہ یا گھر کا دوسرا فرد دوا دینا چاہتا تو فوراً مجھے طلب فرماتے کہ ثانی کو بلاؤ ان ایام میں دادا جان مجھے ''ڈاکٹر صاحب'' پکارتے، ان کا اپنی اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ گھر کا ہر فرد یہی سمجھتا تھا کہ دادا جان رحمہ اللہ ان سے زیادہ محبت اور انہیں فوقیت دیتے ہیں اور یہی حالت ہر اس شخص کی ہے، جس کا زندگی میں ان سے واسطہ رہا ہو۔

خلاصہ ان کی زندگی، شخصیت اور خدمات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ایک گوہر نایاب تھے اور اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کی ہوئی زندگی کو بھرپور طریقے سے بسر کرکے سرخرو ہوکر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوچکے۔

محترمہ حمیرا بنت شفیق الدین فاروقیؒ

پیارے ابا جی کے نام

آج جب میں نے ابا جی (مولانا سمیع الحقؒ) کے بارے میں لکھنے کیلئے قلم اٹھایا تو میں سوچ رہی تھی کہ کیا لکھوں اور کیسے لکھوں؟ کیونکہ میں کوئی لکھاری نہیں جس کی تحریر میں قارئین کیلئے پڑھنے کا مواد زیادہ ہو، سکول کالج کے رٹے رٹائے مضامین کے علاوہ اور کبھی کچھ نہ لکھ سکی، یہی سوچتی ہوں کہ یادوں کو الفاظ میں کیسے ڈھالوں تا کہ اس عظیم ہستی کی عظمت اور شفقت کے ساتھ انصاف کر سکوں۔

میرا نام حمیرا شفیق فاروقی ہے اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ میرے نانا محترم ہیں (تھے کا لفظ میں اس لئے استعمال نہیں کروں گی کہ شہید زندہ ہوتے ہیں)

میں پچھلے چھ سال سے مغربی ملک میں فیملی سمیت مقیم ہوں اور میری یہ بدنصیبی ہے کہ میں نانا جان کے آخری دیدار کے لئے پاکستان میں نہیں تھی، (اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے)

ابا جی کے ساتھ گزارے پل اگر قلمبند کرنے بیٹھوں تو ایک کتاب آسانی سے مرتب ہو جائے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی کہ تحریر میں وہ یادوں والی مٹھاس کہاں ڈھل سکتی ہے

خاندان کے اکثر بچوں کی طرح میرا نام بھی ابا جیؒ نے رکھا تھا، میرا نکاح بھی ابا جیؒ نے پڑھایا تھا، جب میرا پہلا بیٹا پیدا ہوا تو ابا جی پہلے ہی دن مجھ سے ملنے میرے سسرال آئے اور آتے ہی کہا کہ تم نے تو آج مجھے ''پر'' لگا دئے ہیں، ہم حیران ہوئے کہ اس کا کیا مطلب ہوا؟ فرمانے لگے کہ آج تم نے پرنانا بنا دیا ہے تو میرے ساتھ ''پر'' لگ گئے نا۔ میرا بیٹا محمد عبداللہ ابا جیؒ کا پہلا پرنواسہ ہونے کی وجہ سے ابا جیؒ کو بہت عزیز تھا، میں جب بھی امی کی طرف اکوڑہ خٹک آتی تو ابا جیؒ عبداللہ کو اپنے پاس ضرور بلواتے۔ کہتے ہیں کہ باپ سونے کا نوالہ کھلاتا ہے تو شیر کی نگاہ سے بھی دیکھتا ہے لیکن ہمارے اس شیر کی نگاہ میں جتنی محبت اور شفقت ہم نے دیکھی تو شاید ہی کہیں ہو۔ دنیا کی نظر میں زیرک سیاستدان ہمارے لئے ایک شفیق، ملنسار اور محبت کا پیکر تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ابا جیؒ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

محترمہ سمیہ بنت شفیق الدین فاروقیؒ

نہایت پیار وشفقت کرنے والے پیارے نانا جان کے نام

میرا نام سمیہ شفیق ہے اور میں اپنے پیارے نانا جان کی بڑی صاحبزادی کی بیٹی ہوں، میرا پورا بچپن نانا جان کی شفقت ومحبت دیکھ کر ہی گزرا۔ میرا نام بھی ابا جی (نانا جان) نے ہی رکھا تھا۔ بچپن سے لے کر بڑے ہونے تک جب بھی ابا جی کے گھر جاتی وہ واپس گھر جانے نہ دیتے اور کہتے کہ نانا کے پاس بھی کچھ دیر بیٹھی رہو۔

جب میرے والد محترم جناب شفیق الدین فاروقی صاحبؒ بیمار ہوئے اور نانا جان ان کی عیادت کرنے ہمارے گھر آتے تھے تو مجھے ان کی خدمت کرتے دیکھ کر بہت دعائیں دیا کرتے تھے اور ساتھ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر خدانخواستہ میں بیمار پڑا تو تم نے میری بھی ایسے ہی خدمت کرنی ہے، میرا نکاح بھی ابا جی نے ہی پڑھایا اور پڑھاتے ہوئے ان کی آنکھیں نم ہوگئیں تھیں،

میری شادی کے بعد وہ میرے گھر تشریف لائے اور بہت خوش ہوئے، مجھے اپنے گھر خوش دیکھ کر۔ جب میری بیٹی کی پیدائش ہوئی تو میں نے نانا جان سے کوئی اچھا سا نام رکھنے کو کہا تو انہوں نے میری بیٹی کا نام سورۂ قریش سے ایلٰف رکھا اور کہا کہ یہ نام مجھے بہت پسند ہے۔ ہم نے فوراً ہی یہ نام رکھا۔ اب میری بیٹی پانچ سال کی ہے اور سب کو ابھی تک اس کا نام بہت پسند آتا ہے۔

ابا جی (شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ) کی اچانک شہادت کا سن کر پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی، ابا جی خاندان کے نہیں بلکہ پورے پاکستان کے رونق تھے۔ خداوند کریم نانا جان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ آمین

جناب حذیفہ شفیق الدین فاروقی

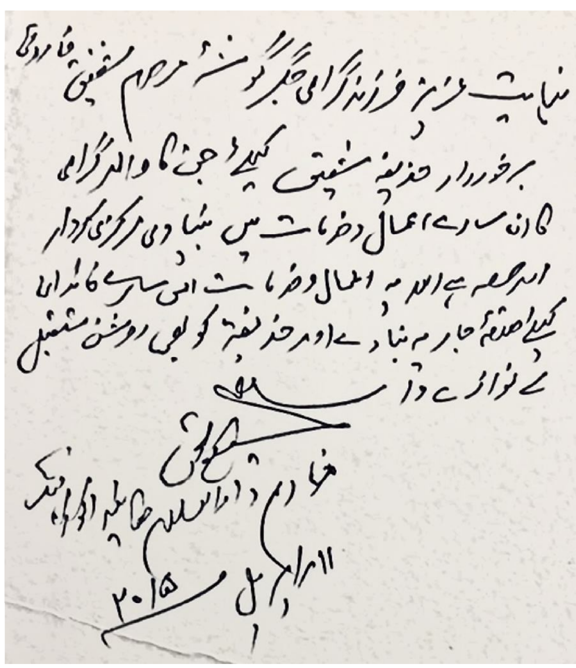
مولانا شہیدؒ کا آٹوگراف

حذیفہ شفیق حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے چھوٹے نواسے ہیں اور جناب شفیق الدین فاروقی منیجر ''الحق'' کے دوسرے صاحبزادے ہیں، حضرت شہیدؒ کو ان سے خصوصی لگاؤ تھا، انہیں اپنے خصوصی آٹوگراف سے نوازا جو کہ درج ذیل ہے:

''نہایت عزیز فرزند گرامی جگر گوشہ مرحوم شفیق فاروقی برخوردار حذیفہ شفیق کے لئے جن کا والد گرامی کا ان سارے اعمال وخدمات میں بنیادی مرکزی کردار اور حصہ ہے اور یہ اعمال و خدمات اس سارے خاندان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے اور حذیفہ کو بھی روشن مستقبل سے نوازے۔

والسلام

(مولانا) سمیع الحق (۱۱/اپریل ۲۰۱۵)''


نہایت عزیز فرزند گرامی جگر گوشہ مرحوم شفیق فاروقی
برخوردار حذیفہ شفیق کیلئے جن کا والد گرامی
کا ان سارے اعمال وخدمات میں بنیادی مرکزی کردار
اور حصہ ہے اور یہ اعمال وخدمات اس سارے خاندان
کیلئے صدقہ جاریہ بنادے اور حذیفہ کو بھی روشن مستقبل
سے نوازے
والسلام
سمیع الحق
خادم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۱۱/اپریل ۲۰۱۵

طوبیٰ بنتِ مولانا حامدالحق حقانی

وہ ایک ہستی تھی گھنی چھاؤں جیسی

انسان کے ساتھ زندگی میں بعض اوقات ایسے واقعات پیش آتے ہیں جو اس کے دل ودماغ پر پتھر کی لکیر کی طرح نقش ہوجاتے ہیں جن کا کسی بھی وقت دل ودماغ سے مٹنا ناممکن ہوتا ہے، اسی طرح کا ایک واقعہ ہمارے ساتھ ہمارے دادا جان مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کی صورت میں پیش آیا۔ جمعہ کی رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ میں اور میرے والد محترم (مولانا حامدالحق حقانی) شام کے وقت ایک سڑک کے کنارے کھڑے ہیں، اتنے میں موٹر سائیکل پر سوار کچھ لوگ آتے ہیں اور سڑک پہ کھڑی ایک گاڑی پر فائرنگ کردیتے ہیں، یہ دیکھ کر میں اور میرے ابو چلانا شروع کردیتے ہیں کیونکہ گاڑی میں موجود ہمارا کوئی رشتہ دار تھا مگر نظر نہیں آیا کہ وہ کون تھا، فائرنگ کرکے وہ بھاگ گئے، میں نے اور میرے ابو نے ان کے پیچھے بھاگنا شروع کردیا لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ آسکے، جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو بہت پریشان ہوئی کہ میں نے یہ کیسا خواب دیکھا، صبح کی نماز پڑھتے ہوئے بھی یہ خواب میرے ذہن میں تھا لیکن پھر میرے دماغ سے نکل گیا اور پھر اسی شام پونے سات بجے میرے والد صاحب نے میرے بڑے بھائی کو فون کرکے اباجی کی شہادت کی اطلاع دی۔ جیسے ہی بھائی نے ہمیں یہ خبر دی تو پہلے تو ہمیں یقین نہ آیا ہم نے کہا یہ جھوٹی خبر ہوگی لیکن جب بھائی نے روتے ہوئے بتایا کہ اس قیامت خیز حادثہ کا سن کر دل کانپ اٹھا۔ آپ کی شہادت کی خبر سے لیکر تدفین تک وہ تمام اذیت ناک لمحات آج بھی جب یاد آتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، آنکھوں میں بے اختیار آنسو آجاتے ہیں اور عجیب سی بے چینی کی حالت طاری ہوجاتی ہے۔ ان کے جانے کے بعد ان کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے، دن ہو یا رات کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں ان کی یادیں دل ودماغ سے محو ہوں، ہر وقت دل ودماغ پر چھائے رہتے ہیں، کبھی کبھار ان سے ملنے کو ان سے باتیں کرنے کو بہت دل چاہتا ہے لیکن افسوس! اب ایسا ممکن نہیں۔

داداجی کی مشفقانہ ادائیں

ان کی زندگی میں اپنی شرمیلی طبیعت کی وجہ سے آپ سے ملنے کئی کئی ہفتے بعد جایا کرتی تھی تو جب بھی ان کے کمرے میں داخل ہوتی تو مجھے دیکھتے ہی فرماتے کہ ''ناوی راغلہ'' (دلہن آگئی) یا پھر مجھے کہتے کہ تم تو بوڑھی ہو کہ گھر سے ہی نہیں نکلتیں، تھوڑا سا ڈانٹتے شکوہ کرتے کہ تم گھر میں سارا دن کیا

کرتی رہتی ہو؟ ادھر دادا کے پاس بھی آیا کرو لیکن پھر محبت اور شفقت سے ملتے اور اپنے ساتھ بٹھا لیتے، مجھے ان کی خدمت کا موقع تو بہت نہیں ملا جس کا افسوس مجھے ہمیشہ رہے گا لیکن جب کبھی میں جاتی تو ان کے پاؤں کافی دیر تک دبانے کی سعادت حاصل کرتی، جس پر آپ بہت خوش ہوتے، دعائیں دیتے اور کہتے کہ ماشاء اللہ تم لوگ میرے پاؤں اور میری خدمت اچھے طریقے سے کرتے ہو۔

مطالعے کا حد درجہ شوق رکھتے تھے، جب کبھی بھی ہم میں سے کوئی ان کے پاس جاتا تو کوئی نہ کوئی کتاب ہاتھ میں تھما دیتے کہ یہ پڑھو اور مطالعے کی تلقین کرتے کہ فارغ اوقات میں اچھی کتابیں پڑھا کرو، بہت بڑے دل کے مالک تھے جب بھی وہ گھر پر موجود ہوتے انکے کمرے میں رونق لگی رہتی۔

محبت بھری یادیں

اکثر شام کو سب ان کے پاس اکھٹے ہوتے جس پر وہ بہت خوش ہوا کرتے تھے، سب بچے بیڈ پر ان کے پاس جمع ہوتے اور فرمائشیں کرتے رہتے، بچے انہیں تنگ کرتے تو بڑے انہیں منع کرتے کہ نہ کرو، باہر جاؤ جس پر اباجی انہیں ہی ڈانٹ دیتے کہ چھوڑو لگے رہیں، میری آخری ملاقات ان سے جب ہوئی تو اس سے کچھ ہی دن پہلے میرا بی اے کا رزلٹ آیا تھا جو ان کو میرے ابو کے ذریعے پتہ چل گیا تھا، بہت ہی خوش تھے، جتنی دیر میں ان کے پاس بیٹھی رہی یہی باتیں کرتے رہے اور مجھے بار بار نصیحت کرتے رہے کہ بیٹا! تم ماسٹر بھی ضرور کرنا، تم دینی تعلیم کے حصول کیساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرنا کیونکہ یہ آج کل بہت ضروری ہے، مجھے انعام دینے کیلئے پیسے نکالے تو میں نے کہا کہ نہیں اباجی! میں تو انعام لینے نہیں آئی تو کہنے لگے شرماؤ نہیں دادا سے لوگ زبردستی لیتے ہیں، یہ تو میں تمہیں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں، میری بہنوں سے فرمایا کرتے کہ طوبیٰ میری سب سے اچھی پوتی ہے، غرض ان کی محبت بھری بہت سی یادیں ہیں جنہیں بیان کرنا ممکن نہیں، آج بھی جب میں ان کے مقبرے کی جالیوں کے پاس جاتی ہوں تو ایک لمحہ کیلئے انہیں ان کے کمرے کے بیڈ پر لیٹے ہوئے کسی اخبار یا کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے تصور کرتی ہوں، پھر اسی لمحے انہیں قبر میں لیٹے تصور کرتی ہوں تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں، یقین نہیں آتا کہ اب ہمارے پیارے اباجی ہمارے ساتھ موجود نہیں، بہرحال! موت ایک اٹل حقیقت ہے جو بھی اس دنیا میں آتا ہے اسے ایک نہ ایک دن جانا ہوتا ہے لہٰذا جو بھی اس دنیا سے رخصت ہو ہمیں صبر کرنا چاہئے ہم سب کو اسی طرح ایک دن جانا ہے، اباجی کی زندگی اور موت دونوں قابل رشک ہیں، ہمیں ان کی شہادت پر فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے قاتلوں کو دنیا اور آخرت میں عبرتناک سزا دے۔ (آمین)

سہیمہ بنت راشدالحق سمیع حقانی

داداجان شہیدؒ کے ساتھ چند یادگار لمحات

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس کا مزہ ہر کسی کو چکھنا ہے سوائے رب کریم کے جو ہمیشہ قائم ودائم رہنے والی ذات ہے ۔۲/نومبر ۲۰۱۸ھ بروز جمعۃ المبارک تقریباً سات بج کر دس منٹ میں اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی، تھوڑی دیر بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلی تو والد محترم کے کمرے سے ان کے رونے کی آواز آرہی تھی، وہ فون پر داداجانؒ کے سیکرٹری مولانا احمد شاہ سے بات کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مجھے صحیح صحیح بتاؤ مجھ میں حوصلہ ہے ،ابا جی حملے میں زخمی ہیں یا شہید کردیئے گئے ہیں؟ پھر والد محترم مولانا راشدالحق کو میں نے بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھا، ایک تو ان کے رونے کی آواز سن کر گھبرا گئی دوسرا جب ''شہید ہوگئے ہیں'' کا لفظ سنا تو مزید خوف میں مبتلا ہوگئی کہ یہ کون زخمی یا شہید ہوگئے ہیں؟ جو والد صاحب اتنا رو رہے ہیں، جیسے ہی والدہ محترمہ کمرے سے باہر نکلیں میں نے پوچھا والد صاحب کیوں اتنے پریشان ہیں؟ انہوں نے روتے ہوئے فرمایا کہ ابا جی شہیدؒ ہوگئے ہیں، یہ سن کر مجھے ایک دھچکا لگا اور شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے پریشانی کی حالت میں دل ہی دل میں کہہ رہی تھی کہ یہ کسی نے افواہ پھیلا دی ہے ایسا نہیں ہوسکتا ، پھر جب اپنی دادا کے گھر گئی تو وہاں سب خاندان کو روتا دیکھ کر بھی مجھے یقین نہیں آرہا تھا، لیکن ایک امید تھی کہ اب کوئی آکر کہہ دے گا کہ یہ ایک افواہ تھی پھر کچھ دیر بعد دادا جان شہید رحمہ اللہ کی لاش کو دیکھ کر بھی مجھے پریشانی میں محسوس ہو رہا تھا گویا کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں ایسا نہیں ہوسکتا۔ظاہر ہے کہ یہ کوئی عام حادثہ نہیں تھا۔آج بھی جب دادا جانؒ کے کمرے میں جانے کا سوچتی ہوں تو یوں لگتا ہے کہ آپ پلنگ پر لیٹے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار پڑھ رہے ہوں گے۔

داداجان شہید رحمہ اللہ کی خوش مزاجی

داداجان شہید رحمہ اللہ بہت ہی خوش مزاج اور خوش طبع انسان تھے جب بھی میں ملنے جاتی تو ہمیشہ مسکراہٹ والے انداز سے استقبال کرتے جب ان کے پاس جاکر بیٹھتی تو حال احوال پوچھتے ،

سکول و مدرسہ کی تعلیمی مصروفیات کے بارے میں پوچھتے کہ کیا کیا پڑھ رہی ہو؟ اور آج بھی کبھی کبھی میرے والد صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا کر رہی ہو؟ تو مجھے وہ وقت یاد آ جاتا ہے۔

دادا جانؒ بچوں سے بے پناہ محبت کرتے، چھوٹے بچوں سے ان کی معصومانہ زبان میں بات کرتے، جب کبھی بچے شرارت کرتے تو بڑے انہیں ڈانٹتے کہ اباجی کو تنگ نہ کرو تو اباجی رحمہ اللہ الٹا انہی کو ڈانٹتے کہ بچوں کو چھوڑو، بچوں سے میں تنگ نہیں ہوتا، مجھے اندازہ تھا کہ دادا جانؒ ہر کسی کو الگ الگ بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور سب یہ محسوس کرتے کہ میں ہی ان کا بہت خاص ہوں۔

داداجان کی خوش نصیبی

شہادت کا مقام حاصل کرنا ہر مسلمان کی دلی تمنا ہوتی ہے دادا جانؒ کی بھی یہ دیرینہ تمنا تھی ہر کسی سے کہتے کہ میرے لئے دعا کرنا کہ مجھے شہادت نصیب ہو، دین اسلام کی خاطر آپ نے خوب آواز بلند کی بغیر کسی خوف کے، ساری زندگی آپ کی دین اسلام کی تگ ودو اور خدمات کرنے میں گزری اور بالآخر انہیں ان خدمات کا انعام شہادت کی صورت میں مل گیا اور دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوئے۔

میری خوش نصیبی

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہے جن کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو بہت خوش نصیب اور خوش قسمت سمجھتا ہے، میں بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میری زندگی میں ایک ایسی ہستی (دادا جانؒ) موجود رہے، جن کے بارے میں میں فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ میرے دادا جانؒ نے کس طرح دین اسلام کی خاطر اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ میں اگر اس عظیم شخصیت کے اوصاف لکھتی رہوں تو ضخیم کتاب بن جائے گی مگر اس عظیم شخصیت کی زندگی کی عظیم خدمات کی عظیم داستان ختم نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دادا جان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات سے نوازے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آمنہ بنت مولانا حامدالحق حقانی

پیارے دادا جان کی کے نام

اپنی زندگی کی ۱۵ بہاریں میں نے جس ہستی کو دیکھ کر گزاری وہ ایک بہت بڑے دل والے بہت بڑے ظرف کے مالک خوش اخلاق اور نفیس انسان تھے، وہ میرے دادا جان حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ تھے، ہمیشہ دادا جان کو دیکھ کر بے پناہ خوشی ہوتی، کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ وہ ایسے اچانک ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے اور نہ میں کبھی ایسا سوچ سکتی تھی۔ میں اور میری چھوٹی بہن، چچا کی بیٹی اور ہماری چھوٹی پھوپھو کا ایک گروپ ہوتا تھا، ہم کبھی کبھار اباجیؒ کے پاس جاکر ان کے ساتھ مزاح وغیرہ کرتے تھے، کبھی ان سے کہیں لے جانے کی فرمائش کرتے تو کبھی پیسے مانگتے آپ ہر دفعہ ہماری بات مان لیتے، میں جب بھی ان کے سامنے جاتی تو آپ مجھے دادی جان مرحومہ یعنی ان کی پہلی زوجہ مرحومہ کے نام سے بلاتے جو مجھے بہت اچھا لگتا۔

ان کے ساتھ ہم نے کم عرصہ گزارا لیکن وہ ایک ایک لمحہ میرے لئے بہت قیمتی ہے، مجھے اپنے پیارے اباجی کی خدمت کا موقع زیادہ تو نہ مل سکا مگر ہم سب اکٹھے جب بھی اباجیؒ کے کمرے میں جاتے تو ان کے پلنگ پہ ان کے پیروں میں بیٹھ جاتے اور ان کے پیر دبانے لگتے، زندگی میں ایک یہی خدمت تھی ان کی جو کرنے کو ملی۔ان کی شہادت کے دو دن پہلے بروز بدھ کو شام کے وقت ان سے زندگی کی آخری ملاقات ہوئی، بہت دنوں کے بعد اباجی کے پاس گئی تھی جس پر وہ کچھ خفا بھی ہوئے۔ یہ ہماری بدنصیبی تھی کہ ہم نے اس دن ان کے ساتھ کم وقت گزارا کیونکہ آپ مصروف تھے پھر ۲/نومبر جمعہ کی شام ہمیں ان کی شہادت کی افسوس ناک خبر ملی جو ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ تھا اور برداشت سے باہر تھا، اباجیؒ کی شہادت کے بعد کئی ہفتوں تک یہ سب محض ایک افسانہ سا معلوم ہوتا تھا، اب بھی جب میرے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اب اباجی اگلے سال عید پہ اور رمضان میں ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے تو دل میں ہول اٹھنے لگتے ہیں، کبھی کبھی تصور میں یہ خواہش کرتی ہوں کہ کاش! میں ان سے دوبارہ ان سے مل سکوں کیونکہ آپ کے بغیر خاندان میں ہر چیز خالی اور بے مزہ لگتی ہے، ان کا کمرہ اور مطالعہ کا دفتر وغیرہ سب سونا لگتا ہے۔میری اللہ سے ایک یہی دعا ہے کہ مجھے آخرت میں اِن سے ملنا نصیب ہو۔ (آمین)

حافظ محمد بن راشد الحق سمیع

متعلم درجہ ثانیہ

دادا جان شہیدؒ سے وابستہ چند ملاقاتیں اور یادیں

جدی المکرّم حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ پر لکھنے کا بہت پہلے سے ارادہ تھا کہ ان پر کچھ نہ کچھ لکھوں لیکن شدت غم سے نڈھال تھا، یادوں کا ایک سمندر چلا آ رہا تھا اور کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں مگر لکھتے ہوئے سب سے زیادہ دل و دماغ پر جو بات غالب ہے وہ یہ کہ جب بھی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو مجھ سے مل کر حضرت دادا جان رحمہ اللہ بہت زیادہ خوش ہوتے اور کچھ نہ کچھ از راہ شفقت مذاق میں فرماتے کیونکہ میں حصول تعلیم کے لئے بچپن ہی سے گھر بار چھوڑ کر مدرسے گیا ہوا تھا اس لئے ہفتے دو ہفتے بعد ملاقات ہوتی تو میرے ساتھ آپ بہت مشفقانہ خوش طبعی زیادہ فرماتے اور مجھ جیسے چھوٹے وادنیٰ طالب علم پوتے کو بھی آپ بہت زیادہ عزت ومحبت سے نوازتے ۔ یہ آپ کی اصاغر پروری اور حوصلہ افزائی کی سب سے بڑی صفت ہے۔

کبھی کبھی مجھے وہ وقت بھی یاد آتا ہے کہ نادانی میں رات ساڑھے گیارہ بجے اپنے مدرسہ جامعہ تحسین القرآن کے کچھ ساتھیوں کے اصرار پر میں نے حضرت شہید رحمہ اللہ کو فون کیا کہ ابا جی! میں محمد احمد بول رہا ہوں اور میرے تمام ساتھی آپ سے دعا کیلئے درخواست کر رہے ہیں حالانکہ ان کو اتنی رات گئے فون کرنے پر مجھ پر غصہ کرنا چاہیے تھا لیکن ان کی شفقت ومحبت ان کے غصہ پر ہمیشہ غالب ہوتی لہٰذا آپ نے برا جاننے کے بجائے الٹا مجھے بڑے آرام وسکون سے مشفقانہ لہجے میں سلام کا جواب عنایت فرمایا اور پھر ہم سب طلباء کو اپنے لئے دعاؤں کا فرمایا تو میرے ساتھی حیران رہ گئے کہ ایسی بڑی عظیم بزرگ شخصیت اور وہ ہم چھوٹے بچوں سے دعا کا کہہ رہے ہیں اور کس محبت سے تم سے بات چیت کر رہے ہیں ،آپ کے دادا جان تو بہت مصروف اور علمی شخصیت ہیں، ان میں کوئی تکبر یا بڑائی وغیرہ نہیں پائی جاتی،الحمدللہ حضرت دادا جانؒ کو اللہ تعالیٰ نے کتنے عظیم اور بیشمار اوصاف وصفات اور خصوصاً اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔

جب حضرت شہید رحمہ اللہ نے ہمارے ساتھیوں سے کہا کہ میرے لئے شہادت کی دعا کرنا

وہ وقت بھی بھولنے کا نہیں جب میں ایک ہفتے بعد مدرسہ تحسین القرآن نوشہرہ سے آتا تو جب بھی ابا جی سے ملاقات ہوتی تو فرماتے آج پھر جمعرات ہے؟ میں نے کہا جی ابا جی! کبھی کبھی بغیر جمعرات کے آتا تو فرماتے پھر جمعرات ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں جی! کسی کام کے سلسلے میں آیا ہوں، حضرت شیخ سے میری آخری ملاقات بھی مجاہدین کے ذکر خیر کے حوالے سے ہوئی۔

حضرت شہید رحمہ اللہ سے جب آخری ملاقات کے لیے آ رہا تھا تو کسی کو معلوم نہیں کہ یہ میری آخری ملاقات ہوگی کیونکہ رب العالمین کے فیصلے جیسے بھی ہوں اس میں خیر ہی خیر ہوتی ہے تو میں کالی پگڑی کے ساتھ کالے کپڑوں میں ملبوس ان کے سامنے حاضر ہوا تو فرمایا کہ تم تو مجاہد لگ رہے ہو تو میں نے کہا جی! میں تو آپ کا مجاہد ہوں تو آپ مسکرائے۔ میرے حفظ قرآن پر آپ بہت خوش تھے اور رمضان کی تراویح ونوافل میں آپ کو قرآن سنانے کی سعادت بھی مجھے ملی۔اسی طرح میرے والد مولانا راشد الحق سمیع صاحب بھی اس حوالے سے خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے تقریباً دس بارہ سال دارالعلوم کی جامع مسجد میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح حضرت دادا جانؒ میرے والد صاحب مدظلہ کے علمی، تصنیفی و تالیفی ذوق سے بہت زیادہ خوش ہوتے اور خصوصاً دارالعلوم کے تعمیراتی کاموں اور منصوبوں میں ان کے انہماک اور دلچسپی سے ہر وقت ان کے لئے دل سے دعا گو رہتے اور انہیں بہت اہمیت دیتے۔ حساس نوعیت کے سیاسی و جہادی اور مدرسہ کے انتظامی امور و فیصلوں میں والد صاحب مدظلہ سے ضرور مشورہ طلب کرتے اور اکثر انہیں اپنے ساتھ بیرون ممالک میں بھی شریک سفر رکھتے کیونکہ میرے والد صاحب ان کے بہت مزاج شناس تھے۔حرمین شریفین کے بیشمار اسفار میں ان کے ساتھ حج وعمرے کی سعادت حاصل کی۔ ہر قسم کے مہمانوں کی آمد اوران کے انتظامات کے سلسلے میں والد صاحب کو پہلے سے فون کر کے بلا لیتے اوران کے لئے انتظامات وشیڈول ان کے ذمے تھے۔الغرض آپ کی شخصیت میں ایسا کمال تھا کہ ایسا محسوس ہوتا کہ وہ ہر شخص اور فرد کو خاص اہمیت دیتے کیا اپنے کیا بیگانے، کیا چھوٹے کیا بڑے۔

آپ کے جانے سے ہمارے خاندان کی ساری رونق چلی گئی ہے،آپ خاندان کے بڑے بزرگ اور سربراہ بھی تھے لیکن اپنے مشفقانہ ونرم خو طبیعت کے باعث ہر کسی کے دوست بھی تھے۔خصوصاً تمام چھوٹے بچے شرارت اور کسی چھوٹی بڑی غلطی کی وجہ سے والدین سے چھپ کر ان کی پناہ گاہ میں چلے جاتے اور یوں ہم والدین کی سختی وناراضگی سے محفوظ رہتے۔

محمد عمر بن راشد الحق سمیع
متعلم دارالحفظ جامعہ حقانیہ

میرے دادا جانؒ کے ساتھ گزرے ہوئے حسین لمحات

موت تو سب کو آتی ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس، غیرت، بہادری اور دلیری کی موت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ انہی چند بہادرلوگوں میں میرے داداجان شہیدؒ بھی شامل ہیں، کئی بار ذہن میں یہ بات آئی کہ دادا جان شہیدؒ کی زندگی اوران کے اخلاق کے بارے میں کچھ لکھوں مگر جب بھی ان کی یادیں لکھنے لگتا تو مجھے وہ منظر یاد آ جاتے جب دو نومبر کو میرے دادا جانؒ رات کے وقت ہمارے گھر خون میں نہائے ہوئے لائے گئے اس دن ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ آج دادا جانؒ کی ہمارے گھر سے رخصتی کا دن ہے؟ الحمدللہ میرے دادا جانؒ نے اسلام اور ناموس رسالتؐ کے لئے جس موت کو گلے لگایا ہے وہ غیرت وحمیت سے بھرپور ہے جو وار بھی دشمنوں نے ان پرخنجروں سے کئے وہ سب کے سب آپ نے سینے، چہرے اور سر پر سجائے۔

میرے دادا جانؒ بڑوں کے ساتھ تو اخلاق سے پیش آتے ہی مگر چھوٹوں کے ساتھ بھی ان کا رویہ بہت زیادہ پیار ومحبت والا ہوتا۔ پوتوں میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے میرے دادا جانؒ میرے ساتھ کافی پیار ومحبت سے بات کرتے، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ عمر کا جسم چھوٹا ہے لیکن سر بڑا ہے مطلب عمر بہت تیز اور ذہین ہے، یہ ان کا حسن ظن اور حس مزاح کا ثبوت تھا۔

الحمدللہ مجھے بھی کچھ نہ کچھ ان کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی، جب ان کے دل کا آپریشن ہوا، ہم ان کی عیادت کے لئے ہسپتال جاتے اوران کے ساتھ باتیں کرتے، ہمارا پورا خاندان دادا جانؒ کے ساتھ اتنا پیار کرتا تھا کہ ہمارا سارا گھرانہ رات کے وقت ان کے کمرے میں جمع ہوجاتا اوروہ سب کے ساتھ پیار ومحبت کا اظہار فرماتے۔ میں اور میرے دادا جان اکثر سیاست کے حوالے سے مکالمہ کرتے ان کی اپنی جماعت تھی اور میں عمران خان کی جماعت میں تھا۔ وہ مجھے اکثر مذاق میں چھیڑتے کہ تمہارے بچوں کے لیڈر عمران خان نے آج ایسا ویسا کیا ہے اور غلط بیان دیا ہے اوراس سے حکومت صحیح نہیں چل رہی ہے، میں اس پر تھوڑا ناراض ہوجاتا اور مختلف اوٹ پٹانگ والے جوابات دیتا اورآپ میرے بیوقوفانہ جوابات اوراعتراضات پر ہنستے بلکہ لطف اندوز ہوتے۔

یہ واقعہ بھی بھولنے والا نہیں ہے کہ جب میں اور میرے بڑے بھائی محمد احمد بڑوں سے پوچھے بغیر موٹر سائیکل پر گھر سے نہانے کے لئے تپتی دوپہر میں چلے گئے تھے تو والد محترم مولانا راشد الحق صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ پریشان ہوئے اور ہمیں بہت تلاش کیا آخر میں انہوں نے ہمارے پیچھے بندے بھجوائے اور کہا کہ انہیں فوراً پکڑ لے کر آؤ۔ جب ہم گھر پہنچے تو میرے بھائی نے کہا کہ اب کیا ہوگا؟ ابو تو بہت غصے میں ہیں تو ہم لوگ پناہ ڈھونڈنے کیلئے دادا جانؒ کے کمرے میں گئے اور ان کو سارا ماجرا سنایا کہ ہماری مدد کریں تو دادا جانؒ نے ابو جان کو فون کیا اور انہیں سمجھایا کہ یہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں انہیں معاف کر دیں تو یوں ہماری دادا جانؒ کی شفقت وسفارش کی وجہ سے ''جان'' بچ گئی۔ اسی طرح ان کی شفقت ومحبت کی بہت ساری مثالیں ہیں لیکن جگہ اور وقت کم ہے اس لئے کم لکھا ہے۔ دادا جانؒ کی بدولت میری کئی اہم سیاسی و مذہبی شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں جن میں امام کعبہ شیخ صالح بن حمید سرفہرست ہیں جنہوں نے آتے ہی مجھے ہوا میں اچھال کر گود میں بٹھایا اور مسکرا کر اپنے دوست دادا جانؒ سے دریافت کیا کہ یہ آپ کا کون سے نمبر کا بیٹا ہے؟ دادا جانؒ نے ہنس کر جواب دیا کہ ماشاء اللہ یہ میرا پوتا ہے۔ اس طرح وزیراعظم جناب عمران خان، مولانا فضل الرحمٰن صاحب وغیرہ سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

میرے پیارے دادا جانؒ کی چند یادیں

محمد احمد بن حامد الحق حقانی (عمر ۹ سال)

مجھے اپنے پیارے اباجی حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے بہت محبت اور پیار تھا اور وہ بھی نہایت شفقت والفت کا معاملہ مجھ سے کرتے۔ میں جب چھوٹا تھا تو اباجیؒ روز مجھے اپنے گھر بلایا کرتے اور بہت دیر تک میرے ساتھ کھیلتے رہتے، جب بھی وہ ملک سے باہر کہیں جاتے تو ہمارے لئے کھلونے لانا نہ بھولتے، وہ مجھے ہمیشہ بچوں کا لیڈر کہتے تھے، مجھے اپنے دادا جانؒ سے بہت پیار تھا، وہ ہم سب کو سیر کرانے کے لئے جہاں چاہتے لے جاتے اور ہمیں باہر کھانا بھی کھلاتے، میں کبھی کبھی ان کے پیر دبایا کرتا اور پھر وہ مجھے بہت سی دعائیں دیتے، پھر اللہ نے انہیں اپنے پاس جنت میں بلا لیا۔

☆☆☆

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

تیرہواں باب

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے جواہر پارے

چند یادگار تحریرات، تاریخی انٹرویوز، سفرنامے

اہم خطبات و مکاتیب خطوطِ مشاہیر بنام مولانا شہیدؒ

ع کس ''محبت'' کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

....

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

سفرنامہ: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

سفرِ حرمین شریفین کی جھلکیاں

شہر مکہ وشہر مدینہ کی زیارت کا خواب ہر مسلمان آنکھوں میں سجائے شب و روز گذارتا ہے، شہر مکہ، مہبط وحی اور مرکزِ اسلام ہے۔اس شہر مقدس میں کعبۃ اللہ ہے، یہ گھر بظاہر چھپن فٹ اونچا ہے لیکن اس کا روحانی مقام بہت بلند و برتر ہے، اس طرح شہر مدینہ کے ذرّے ذرّے میں عشق و مستی کے خزینے مستور ہیں، یہاں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم نے مدینہ منورہ کو بقائے دوام اور شہرت تمام بخش دی ہے۔ مکہ اور مدینہ دونوں شہروں کا کونہ کونہ زائرین عقیدت سے چھان لیتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق بھی ۱۹۶۳ء میں یہاں گدا بن کر آئے، یہ وہ دور تھا جب ٹیلی فون کی سہولت بھی میسر نہ تھی اور نہ موبائل ایجاد ہوا تھا، نہ فیکس موجود تھا، نہ رابطے کے تیز ترین ذرائع۔مکرمہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بیٹھ کر پاکستان کے کسی شہر سے رابطہ کرنا گویا دو براعظموں کے فاصلے سمیٹنے کے مترادف تھا، جو بات میں عرض کر رہا ہوں وہ آج سے نصف صدی پہلے کی ہے، اس دور میں مولانا سمیع الحق اپنے عظیم والد محدثِ کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو خطوط لکھتے اور ان خطوط میں حرمین میں پیش آمدہ واقعات اور مشاہدات تحریر کرتے۔ انکی یہی تحریریں جو درحقیقت سفرنامہ حرمین ہے، ''گنبد خضریٰ کے سائے میں'' کے عنوان سے معنون ہو کر القاسم اکیڈمی سے چھپی اور ہزاروں قارئین کے دلوں کی دھڑکن بنی۔ذیل میں ''گنبد خضریٰ کے سایہ میں'' کے چند صفحات کی جھلکیوں اور اس سفر کی تفصیلات، مشاہدات اور واقعات نذرِ قارئین ہیں۔ (ع ق ح)

بارگاہ رسالتؐ میں پہلی حاضری

مولانا سمیع الحق لکھتے ہیں: سردار دوجہاں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے اس ارذل غلام اور پھر حضرت والا اور دوسرے احباب و رفقاء ومحبین کا سلام وصلوٰۃ پیش کیا حضرت والا کی طرف سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے بالخصوص حاضری سے متصل بعد صلوۃ وسلام ان الفاظ ماثورہ سے دن میں بارہا پیش کرتا ہوں الصلوة و السلام عليك يا رسول الله من والدی عبد الحق بن معروف گل الاکوروی یستشفع بك الی ربك اس وقت جب کہ خط

لکھ رہا ہوں روضہء اطہر کی جانب قبلہ دالان میں حضرت سرورِ کائنات علیہ الف الف صلوۃ وتحیۃ کے مواجہہ شریف میں بالکل محاذات میں چند قدم پر بیٹھا ہوں، زائرین صلوۃ وسلام پیش کر رہے ہیں اور خط لکھتے ہوئے مواجہہ شریف کی کھڑکی مبارک پر بار بار نظر پڑ رہی ہے۔ نماز جمعہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میں نے بھی روضة من رياض الجنة میں منبر مبارک کے سامنے جگہ رکھ لی ہے کہ امام کے خطبہ وزیارت کا پورا استفادہ ہو سکے، پہلی حاضری میں گھر کے ایک ایک فرد تمام احباب اور بالخصوص اراکین حضرات جناب الحاج محمد یوسف صاحب، الحاج غلام محمد صاحب، الحاج سید نور بادشاہ، جناب الحاج رحمان الدین، جناب ملک امرالٰہی، ملک کرم الٰہی صاحب اور جتنے یاد آ سکے صلوۃ وسلام نام بنام پیش کیا اور دعائیں کیں خدا کرے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک توجہات شفقت مبذول فرمادیں اور اس روسیاہ کی دعائیں قبول ہوسکیں۔ رمضان المبارک کی وجہ سے مسجد نبوی کا عجیب نظارہ ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے میری دعا ہے کہ خداوند قدوس حضرت والا اور والدہ ماجدہ اور تمام متعلقین کو بار بار جنت کے ان نظاروں کی باریابی بخشے۔

رمضان میں مسجد نبویؐ کے ایمانی نظارے

یہاں تراویح کے دو گھنٹے بعد روضة من رياض الجنة میں امام مسجد اور ایک حبشی بزرگ باجماعت تہجد میں قرآن مجید سناتے ہیں صاحب قرآن کے پہلو اور جہاں قرآن نازل ہوا وہاں قرآن کی تلاوت کی ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ نمازوں میں اقصائے عالم کے مختلف لوگ خصوصاً آج کل سیاہ فام، نائیجیریا، سوڈان، افریقی ممالک کے لوگ بھی بہت زیادہ آئے ہوئے ہیں اور ان کے پرسوز ایمانی نظاروں کو دیکھ کر رشک ہوتا ہے، تہجد کا سلسلہ سحری تک ہوتا ہے تقریباً تین گھنٹے میں آٹھ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، امام ایک ایک رکوع وسجدہ اور تعدیل ارکان میں پانچ دس منٹ لگاتا ہے اور پھر بعد از تہجد دوتسلیمتین سے تین رکعت وتر پڑھ کر آخری رکعت میں پرسوز لہجہ میں دعائے قنوت پڑھتا ہے، ہم تو وتر بعد از تراویح ہی اپنے مسلک پر پڑھ لیتے ہیں مگر اس دعا کی نرالی شان کی وجہ سے ان کے وتر میں بھی شریک ہوتے ہیں بحمد اللہ عزوجل نمازوں تہجد اور تراویح کیلئے روضة الجنة میں حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو مبارک میں کھڑے ہونے کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے، حج کے زمانہ میں بے پناہ ہجوم کی وجہ سے مواجہہ شریف میں سکون و یکسوئی میسر نہیں ہوتی مگر ان دنوں تو پوری یکسوئی کا موقع بھی مل سکتا ہے تراویح وتہجد کے درمیانی وقت میں مواجہہ شریف میں حاضری کا تنہائی میں بھی موقع مل رہا ہے اس وقت دو چار افراد ہی ہوتے ہیں، چونکہ قیام ہی مسجد نبویؐ میں ہے اگر

رمضان میں یہاں آنا نہ ہوتا تو یہ سعادت ملنی مشکل تھی الحمد للہ عز وجل کہ اس کمترین کو خدا نے اس سعادت سے مشرف فرمایا ورنہ اپنی روسیائی کی وجہ سے اس دربار میں پہنچنے کے لائق نہ تھا محض آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اس دربار کی عجیب شان ہے شاہ وگدا اس شہنشاہ دو جہاں کے دربار میں ایک ہیں۔

منیٰ اور عرفات میں

آٹھویں ذوالحجہ بروز پیر صبح منیٰ کو روانگی ہوئی بسترہ دوستوں کے ساتھ بس میں بھیجا اور خود بحمد اللہ منیٰ تک پیدل چلے منیٰ میں مسجد خیف کے قریب اپنے معلم کی مرزوقی کے کیمپ میں ٹھہرے۔ پانچ نمازیں منیٰ میں پوری کیں، نویں ذی الحجہ منگل کی صبح کو بعد از طلوع شمس روانگی ہوئی، ہمارا جانا معلم کی بسوں میں نہ تھا اس لئے عرفات میں مرزوقی کا کیمپ ملنا مشکل ہوا، گھنٹہ بھر تلاش کی آخر ایک جماعت کے ساتھ معلم کا جھنڈا نظر آیا، ہم ان کے ساتھ ہوئے کہ کیمپ پہنچا دے۔ وہ مزّ ور اللہ کا بندہ ہمیں دن میں نو دس بجے جبل رحمت لے گیا اور بالکل چوٹی پر چڑھانے لگا حالانکہ ابھی وقوف کا وقت نہ تھا اور نہ جبل رحمت کے اوپر چڑھنا مسنون ہے مگر حسب رواج وہ اسے اپنا فریضہ سمجھتا رہا کہ حجاج کو اوپر چڑھا دے پہاڑ پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، ہجوم تھا کہ ایک دوسرے پر گر رہا تھا پہاڑ کے سرے میں موٹے مصریوں اور سیاہ فام صومالی و نائیجیریوں میں بری طرح پھنس گیا، چھتری ایک طرف چشمے ایک طرف خدا نے بمشکل جان بچائی کہ ہجوم سے نکل کر نیچے آیا خدا خدا کر کے معلم کے کیمپ میں پہنچے جو مسجد نمرہ کے قریب تھا اور ہم جبل رحمت کے ارد گرد تلاش کرتے رہے ظہر کی نماز کیمپ میں پڑھی۔ مولانا زکریا صاحب، مولانا یوسف صاحب، قاری طیب صاحب اور سب تبلیغی حضرات چونکہ اسی معلم کے ساتھ تھے تو اکٹھی ہی نماز پڑھی نماز کے بعد مولانا یوسف نے دردناک تقریر کی اور پھر گھنٹہ بھر دعائیں کیں رونے کا ایک کہرام تھا۔ خیمہ کے ایک گوشہ میں قاری طیب صاحب دوسرے میں مولانا زکریا صاحب اور بہت سے اہل علم لوگ بیٹھے تھے زہے قسمت اگر ان بزرگوں کی بدولت دعائیں قبول ہو جائیں۔ ظہر کی نماز جمع بین الصلوٰتین مسجد نمرہ میں اس وجہ سے نہ پڑھی کہ امام مقیم ہو کر بھی قصر کرتا ہے اور ہمارے بزرگوں کے فتویٰ کے مطابق اس صورت میں احناف کو خیموں میں صرف ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ نماز ظہر کے گھنٹہ بھر کی مجلس کے بعد مجلس برخواست ہوئی اور اپنی مرضی سے سب اپنے اشغال میں لگ گئے۔ میں بھی وہاں سے جبل رحمت وقوف کے لئے گیا۔ بحمد اللہ جبل رحمت کے دامن میں سکون کی جگہ ملی اور غروب شمس تک ایک ایک دوست اور ایک ایک فرد کو دعاؤں میں یاد کیا، قبولیت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ غروب شمس کے بعد اپنے کیمپ شام کے بعد پہنچا تو معلوم ہوا کہ رفقاء کیمپ جا

چکے ہیں اور میرا بستر ہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا ہے، وہاں سے بس میں بیٹھ کر مزدلفہ آیا، مزدلفہ پہنچتے ہی سخت ترین سردی محسوس ہوئی۔ انتہائی سرد ہوا چل رہی تھی۔ اس دفعہ خداوند تعالیٰ نے مزدلفہ کی رات کی سردی سے اپنے بندوں کی آزمائش کی یہ ایک یادگار سردی تھی اور اللہ کی شان ہے کہ جس طرح کبھی گرمی سے آزمائش کرے تو اس میدان میں سردی بھی پیدا کرسکتا ہے۔ پہلے سے بستر بھی ندارد صرف احرام کی چادروں میں تھا میں نے تو ساری رات بس میں بیٹھ کر گذاری بس نماز کیلئے بمشکل اترا، اکثر لوگ بغیر بستر وں کے تھے اور جن کے قریب بسیں نہ تھیں ان کو تو اور بھی تکلیف ہوگئی اور زکام وغیرہ لگ گیا، صبح یوم النحر یوم العید کو طلوع شمس کے بعد منیٰ آئے۔ جمرۃ عقبہ کی رمی کی نحر اور حلق سے بعد از ظہر فارغ ہوئے، بعد از شام مکہ معظّمہ آکر طواف زیارت سے فارغ ہوکر رات کو واپس منیٰ چلے گئے، ہمارے قریب ہی منیٰ میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ کا خیمہ تھا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رہا، گیارہویں اور بارہویں کی رمی بھی بعد از عصر ان کے رکاب میں پورے اطمینان اور ان کی ہدایت پر ہوئی الحمد للہ مولانا اور حجاج کی غالب اکثریت فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ارشاد خداوندی سے فائدہ لیکر منیٰ سے بارہویں کو واپس ہوئی اور ہم بحمد اللہ و من تاخر والوں میں سے رہے اور تیرہویں کو بروز ہفتہ بعد از زوال رمی کر کے منیٰ سے واپس ہوئے اور اس طرح بحمد اللہ عز وجل مناسک حج کی ادائیگی سے فارغ ہوئے۔

نجد اور عشاق نجد

جب کچھ بھی نہ ہوتا تب بھی عشاق نجد یہاں کی ہواؤں اور خاص خوشبو سے سرمست ہوجاتے اور کہا کرتے کہ ع سلام علی نجد ومن حل بالنجد

اور ایک دل جلے نے نجد کو چھوڑتے وقت بڑی حسرت سے کہا کہ......

تمتّع من شمیم عرار نجد فما بعد العشیۃِ من عرار

مجنوں بنی عامر کا تعلق بھی انہی دیار سے تھا اور کہا کرتا تھا کہ......

لاتقل دار ھا بشر قی نجد کل نجد للعامریۃ دار

مسیلمہ کذاب کی سرکوبی

میرے تصور میں صحابہ کرامؓ کی تگ و دو اور مسیلمۃ کذاب کی سرکوبی کے لئے جنگ یمامہ کی قربانیاں اور سرفروشیاں چل رہی تھیں، نجد کی رات چاندنی رات تھی۔ سڑک پر جگہ جگہ ریت کے

تو دوں سے بس کو دھچکے لگتے کہ ایک دفعہ تو بس الٹتے الٹتے رہ گئی ۔ صبح چار بجے ریاض نظر آیا، سعودی عرب کا دارالخلافہ شاہی خاندان کا شہر ہر طرف چمک دمک گویا کہ ایک بقعۂ نور ۔ ۴ بجے بس سے اترے وہاں ہی فٹ پاتھ پر بستر جمائے اور سوگئے ۔ صبح دھوپ کی تمازت سے آنکھ کھلی، نماز قضاء ہو چکی تھی، من نام عن صلوة اونسيها فليصلها اذا ذكرها پر عمل ہوا مدینہ کیلئے بس کی تلاش شروع کی، اڈے پر رکابِ مکہ مکہ، طائف طائف کی آوازیں لگ رہی تھیں، مکہ بس کا کرایہ ۲۵ ر ریال تھا مدینہ کیلئے ۱۵ ر ریال کرایہ پر ٹرک میں سامان رکھا مگر پھر اُنیت (چھوٹی سی پک اَپ) میں ۱۵ ر ریال پر بات طے ہوگئی ۔ سامان اس میں منتقل کیا ۔ اڈہ کے قریب مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی ۔

متنبّی کذاب مسیلمہ سے جنگ

ریاض، یمامہ میں ہے، سنا ہے کہ یہاں سے پچاس کلومیٹر پر متنبّی دجال مسیلمہ کذاب کے ساتھ کئے گئے جہاد کا مقام ہے یہاں ۱۱ھ یا ۱۲ ر ہجری میں حضرت خالد بن ولیدؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہؓ لڑے اور صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی ۔ اس جنگ میں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ شرحبیل بن حسنہؓ، حضرت زید ابوحذیفہؓ، سالم مولیٰ حذیفہ ثابت بن قیسؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ جیسے ممتاز صحابہ شریک تھے ۔ مسلیمہ کذاب حضرت وحشی کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا ۔ انہوں نے احد میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے کے بعد یہ ٹھانی تھی کہ اس کا کفارہ بھی کفر کے ایک سرغنہ کے قتل کی شکل میں ادا کروں گا حضرت وحشی نے اسی نیزہ سے اُسے مارا جس سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا، نیزا پار نکل گیا اور ابودجانہؓ نے آگے بڑھ کر تلوار سے اسکا کام تمام کیا ۔ اس کی عورت محل کے برج پر چڑھ کر چیخنے لگی کہ امیر کو ایک غلام نے قتل کر دیا ۔ ابن کثیر کے بقول اس معرکۃ میں بیس یا اکیس ہزار کافر مارے گئے اور مسلمانوں میں سے پانچ چھ سو صحابہؓ شہید ہوئے جس میں بڑی تعداد اجلّہ صحابہ حفاظ وقراء کی شامل تھی ۔ بنوحنیفہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والے وفود نے ابوبکر صدیقؓ کی خواہش پر اس کے کلام کو سنایا جسے وہ وحی کہتا تھا تو وہ ایسے ہی ہزلیات پر مشتمل تھا جس کا نمونہ ہمارے پنجابی متنبّی کذاب مرزا غلام احمد معلون کی من گھڑت وحی میں ملتے ہیں ۔ مثلاً (میں ولد میں) وعلی ھذا ۔

حرم نبویؐ میں

سلام و دعا کے بعد سامان رکھوایا، ہم نے جلدی جلدی غسل کیا، نئے کپڑے بدلے اور خواجہ یثرب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیشی اور حاضری کیلئے مسجد نبوی علی صاحبها الف الف تحية

چل پڑے۔ سلطان عبدالمجید خان ترکی سے منسوب باب مجیدی سے ہوتے ہوئے باب عمر بن الخطابؓ سے داخل ہوئے، عصر کی تکبیر بلند ہورہی تھی بسم اللّٰه وعلى ملة رسول اللّٰه، اللهم افتح لنا ابواب رحمتك کہتے ہوئے حرم نبویؐ میں داخل ہوئے، دروازہ کے قریب صفوں میں جگہ ملی۔ نماز سے فراغت کے بعد اٹھا ہی تھا کہ سامنے سے صدیق عزیز محبّ مکرم برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل ہماری طرف بڑھتے ہوئے آرہے تھے۔ ملاقات ہوئی کہا حلفاً کہتا ہوں کہ ابھی نماز میں بھی تمہارے ہی خیال میں تھا۔ یہ اور مولانا حسن جان، مولانا عبدالرزاق سکندر تینوں اعتکاف میں تھے، کچھ فاصلے پر حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور مدنی ملے وہ اپنا معتکف دکھانے لے گئے اس کے بعد برادرم عبداللہ کاکاخیل کی رہنمائی میں سیدی وسیدالکائنات حضور اقدس سردار دو جہان علیہ الصلوۃ والسلام کے مواجہہ شریف میں حاضری دی اللهم صل على محمد واله واصحابه وبارك وسلم سب حضرات بالخصوص والد ماجد کی طرف سے سلام پیش کیا الصلوة والسلام عليك يا رسول الله من والدى الشيخ عبدالحق يستشفع بك الى ربك۔

اس کے بعد عبداللہ نے مسجد کے قدیم وجدید اصل اور توسیع شدہ حصوں کو مخصوص نشانات کے ذریعہ متعارف کرایا۔ افطار حضرت مولانا مدظلہ کے ساتھ مسجد نبویؐ میں ان کی اعتکاف گاہ میں کیا اور ہم بھی باب عمر بن الخطابؓ کے قریب ان ساتھیوں کے معتکف میں مقیم ہوگئے۔ رات کو تراویح اور پھر باجماعت نماز تہجد میں جو لطف ہے کاش قلم اور الفاظ اس کی تعبیر کرسکتے۔

عمرۂ رمضان بیت اللہ کی پہلی حاضری

بالآخر رمضان میں اللہ تعالیٰ نے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کا موقع عطا فرمادیا۔ الشیخ الموقر عبداللہ بن باز نے اپنی مہر اور دستخط سے خصوصی ورقہ دیا کہ راستہ میں آنے جانے میں رکاوٹ کے موقع پر یہ کام آئے، عربی ٹائم کے تقریباً ایک بجے صبح بذریعہ موٹر مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔ جدہ تک کرایہ ۱۳؍ریال تھا۔ اس سے قبل مولانا مدظلہ کے مکان میں غسل کیا اور احرام کی چادر باندھ کر مصلی نبوی پر دوگانہ ادا کیا پھر مواجہہ شریف میں کھڑے ہوکر قبولیت عمرہ اور مغفرت کی دعا کی، آبار علی یعنی ذوالحلیفہ میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے تھے، احرام کا دوگانہ پڑھ کر نیت احرام کی اور تلبیہ پڑھا، گاڑی میں ڈرائیور اور دو ساتھی روزہ سے نہیں تھے اور سگریٹ پی رہے تھے جو شاید رخصت سفر سے فائدہ اٹھا رہے تھے، راستہ میں خیف مسجد، الحمراء، قریۂ نخیل، العالیہ وغیرہ کے سائن آرہے

تھے ، بعض دیہات کھجوروں کے باغات سے ڈھکے ہوئے تھے ، سڑک کے کنارے خس وخاشاک سے ڈھکی ہوئی دکانیں تھیں ، دس منٹ کم آٹھ بجے سعودی ٹائم پر بدر شریف پہنچے ، موٹر ٹھہرائی اور ساتھیوں کو ظہر کی نماز پڑھائی ، ۱۵۔۲۰ منٹ کے بعد بدر سے روانہ ہوئے ۔ سوا نو بجے رابغ پہنچے ، ریتلی زمین نخلستان اور دونوں طرف پختہ اور کچی آبادی تھی ، نمازِ عصر کے قریب جدہ پہنچے اڈہ میں نماز عصر ادا کی ، ایک موٹر مکہ جانے کے لئے تیار تھی ، ۴/ ریال پر اس میں مکہ روانگی ہوئی ، پون گھنٹہ میں مکہ مکرمہ پہنچے ایک دوست جو کہ جدہ کے ڈرائیور تھے ، نے رہنمائی کی ، مسجد حرام سے باہر افطار کے لئے کچھ خریدا ۔

کئی فرحتوں میں دیدار بیت اللہ

داخل ہوتے ہی موذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی ، ایک شخص نے زمزم کا چھوٹا سا کوزہ پکڑایا ، کھجور اور زمزم سے بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے افطار کیا ۔ کتنی فرحتیں اور مسرتیں یہاں بیک وقت جمع ہوگئیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو دو فرحتوں کا مژدہ سنایا ہے کہ للصائم فرحتان ، فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه روزہ دار کیلئے دوگونہ خوشیاں ہیں ایک تو روزہ کھولنے کے وقت خوشی اور دوسری خوشی اس کے بدلے اپنے رب کی ملاقات کی ، آج میرے سامنے پیاس بجھانے کیلئے ٹھنڈے زمزم سے افطار کی فرحت دوسری فرحت نظروں کے سامنے اللہ کے بیت کی پہلی جھلک اور اللہ سے امید ہے کہ وہ تیسری فرحت لقاء رب یعنی اپنے دیدار کی لذت وسرور سے بھی نواز دے گا و ما ذلك على الله بعزيز ۔

سکون اور اطمینان کی ایسی کیفیت میں ڈوب گیا کہ شاید اسے کوئی بھی کبھی بھی بھول نہ سکے ۔ افطار کے بعد نماز مغرب پڑھی اور عمرہ کے مناسک میں لگ گئے ۔ طوافِ عمرہ شروع کیا ، رکن یمانی کو حجر اسود سمجھ کر بوسہ دیا اور نیتِ طواف کی مگر وہی ان پڑھ عرب دوست کام آیا اس نے رہنمائی کی اور حجر اسود کی نشاندھی کی ، یہاں تو جنید وشبلی اور رازی وغزالی بھی حواس کھو بیٹھتے ہیں ہم کس شمار و قطار ، سنا ہے کہ مناسک حج کے امام ملا علی قاریؒ بھی حواس کھو بیٹھے تھے اور استلام حجر اسود کے بعد الٹے ہاتھوں طواف کا آغاز کیا کسی کے سمجھانے پر صحیح سمت میں چل پڑے ، سعی کے اختتام پر مروہ سے باہر ایک حجام کی دکان پر حلق کروایا ۔ وہاں سے اس عرب ساتھی کیساتھ ایک ہوٹل جا کر کھانا کھایا ، احرام کی چادریں تبدیل کیں اور حرم پاک میں تراویح کی سعادت حاصل کی اور رات کو رکن یمانی کے سامنے برآمدہ میں سویا ۔ فالحمد للّٰه على توفيقه العمرة في رمضان اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس ارشاد کا مصداق ہمیں بھی بنادے۔ عمرّہ فی رمضان تعدل الحج معی رمضان میں عمرہ کی فضیلت میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

بدویانہ زندگی اور ماحول

جامعہ میں کچھ دیر قیام کے بعد جناب عبداللہ کاکاخیل اور مولانا حسن جان کے ساتھ اطراف مدینہ رحوالی مدینہ اور باغات اورزرعی فارموں میں جاکر مدینہ طیبہ کی بدویانہ زندگی دیکھنے کا پروگرام بنا تھا، چل پڑے غزوہ احد میں بنی غطفان وقریش کی لشکر گاہ، بیر عثمان (زراعتی جگہ) مجمع السیل وادی بطحاء وعقیق وغیرہ کی ساتھیوں نے نشاندہی کی، یہاں کی صورت حال کی قرآن کریم نے ان الفاظ میں نشان دہی کی ہے اِذْ جَآءُ وْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ میرے دائیں جانب فوق اور بائیں اسفل وادی ہے میں مجمع السیل میں کھڑا ہوں، گھومتے پھرتے کھجور کے باغات جو "والنخل بٰسقٰت" کا مصداق ہیں، جگہ جگہ حظیرات جوفکانوا کھشیم المحتضر کا نقشہ پیش کرتے ہیں، ایک عجیب بدویانہ اورسادہ، فطری زندگی، ایک جگہ قہوہ خانہ تھا انڈے کھائے جو راستہ میں بدوعورتوں سے خریدے تھے، ظہر کی نماز جبل احد کے دامن میں ایک باغ میں پڑھائی، کیمپ میں تیل سے چلنے والے واٹر پمپ جن کی آواز تُک تُک سے گردوپیش کی خموشی اورسکون میں ایک پُرکیف ارتعاش پیدا ہوتا رہتا ہے، کئی جگہ عرب گھرانے اپنے اہل وعیال کیساتھ پکنک منانے آئے تھے۔

احد کا نقشہ

احد کے میدان جہاد کا نقشہ مولانا حسن جان نے تفصیل سے سمجھایا جس کا وہ بہت تحقیق اور تجسس سے کتابوں کی روشنی میں سروے کر چکے تھے، یہ جبل رماۃ ہے، یہ کفار کا معسکر ہے، یہ لشکر صحابہؓ کا محل وقوع ہے، اوپر پہاڑ ہیں اوپر وہ دہانہ ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی گئی آج اسے دور سے دیکھا، ساتھی مولانا حسن جان اورعبداللہ تھکے ہوئے تھے اس لئے کسی اوروقت اوپر جائیں گے انشاء اللہ۔ حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ اورصہیب اوردیگر شہداء کے مزارات پر فاتحہ پڑھی، عصر کی نماز وہاں ایک جدید تعمیر شدہ مسجد، مسجد عثمان میں پڑھی، بعد از عصر شام کے قریب مسجد نبویؐ آئے، واپسی میں مسجد غمامۃ کے ساتھ اترے دور سے سقیفہ بنوساعدہ دیکھا امام مالکؒ کا گھر اورمسجد وغیرہ بھی دیکھی اس سے قبل ان ساتھیوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد سیدنا عبداللہ کی تربت بھی دکھائی تھی، ان کا مکان اب حکومت نے مقفل کردیا ہے۔

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے نصائح

بعد از عصر حضرت مولانا بدرعالم کے ہاں حاضری دی مجلس عمومی سنی۔ فوائد القرآن کی سماعت کے بعد مجلس برخاست کی تو مجھے فرمایا: مولانا! آپ ٹھہریں آپ سے باتیں کرنی ہیں آدھ گھنٹہ تک مولانا نے نہایت شفقت و محبت سے علمی اور دعوتی زندگی کے بارہ میں نصیحتیں فرمائیں۔ فرمایا ''مولوی صاحب! جرح و تعدیل کو اب کیا کریں جس نے اللہ کو پہچانا اس سے ربط قائم کیا اس نے تعدیل کروائی اور جس نے اس سے لگاؤ پیدا نہ کیا، وہ قابل جرح ہے۔ خواہ وہ کتنے علوم کا امام نہ بن جائے اور جس نے رب کو راضی کیا وہی ثقة ثقة ، ثقة ثلاث مرات (تین دفعہ) ہے۔

محدثین نے جسے ضعیف، قوی اور حسن کہا اس میں اب ہمیں کیا مجال ہے، ہمیں اپنی جرح و تعدیل کرنی چاہیے تم نوجوانوں کو منع نہیں کرتا تم اپنے شباب کے گھوڑے خوب دوڑاؤ، علم صحیح حاصل کرنے کیلئے تمہارے لئے تحقیق کا میدان کھلا ہے فتراکضوا خیل الشباب ایسے ہی عالمانہ خیالات سے ڈیڑھ گھنٹہ تک محظوظ فرماتے رہے، مولانا کی گفتگو آج کل آخرت اور موت کے اردگرد گھومتی رہتی ہے اذ رؤوا ذکر اللّٰه کے مصداق ہیں کہ جنہیں دیکھتے ہی خدا یاد آجاتا ہے، میں نے آج پھر سند حدیث کی اجازت طلب کی فرمایا'' تم اس دربار حرم نبوی اور مسجد حرام خانہ خداوندکریم جب پہنچے ہو تو یہ بہت بڑی بات ہے، یہاں غلط عقیدہ والوں کو جگہ نہیں ملتی، اسے غنیمت سمجھو اور طرف نظریں کیوں اٹھاتے ہو''۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے ادبی ذوق اور شعر وشاعری میں اعلیٰ حسِ لطیف سے نوازا ہے کبھی کبھی تو موقع کی مناسبت سے ایسا شعر پڑھ جاتے ہیں کہ انسان پھڑک اٹھتا ہے۔ جیسا کہ یہ اشعار

مجھے گل چین سمجھ کر باغ سے ناحق کیا باہر
میں اپنے دل کے ٹکڑے چن رہا تھا اپنے دامان میں
دل میں ایک ٹھیس اٹھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اشک آنکھوں میں رہیں شوق سے گھر ہے ان کا

علامہ زاہد کوثری

میں عرصہ سے شیخ کوثری کے بعض مضامین اور کتابیں پڑھنے کا مشتاق تھا۔ مولانا بنوری اور مولانا نافع گل برادرم عبداللہ سے اور ایک دو کتابوں میں بھی کوثری صاحب کے حالات اور واقعات

سنے تھے اور متأثر ہوا تھا، گو ابھی پڑھنے کا موقع نہیں ملا مگر مذہبی پختگی اور حنفیہ کی حمایت میں کوثری صاحب کے تبحر اور تجلد کا عقیدت مند ہوں، آج سے بہت پہلے طالب علمی میں علامہ کی امام ابوحنیفہؒ کی حمایت میں خطیب بغدادیؒ کی رد میں ''تانیب الخطیب'' کا نسخہ بڑے اشتیاق سے کسی سے حاصل کیا تھا۔ گو زیادہ سمجھ نہیں آئی مگر اس کی عبارتوں سے محظوظ ہوا تھا۔

ایک لبنانی دوست کی نظر میں ترجیح حنفیت کی وجوہ

بعد از عصر ہماری رہائش گاہ پر لبنانی طالب علم فاروق صاحب تشریف لائے۔ طرابلس کے رہنے والے عجیب لطائف وغرائب کے آدمی ہیں۔ انتھک محنتی اور نہایت لاابالی قسم کے انسان، پہلے غیر مقلد تھے مگر ماحول زیادہ تر حنفیت کا ملا، متأثر ہوکر حنفیت اختیار کی، میں نے وجہ ترجیح پوچھی تو کہا کہ ایک تو حنفیت کو عملی طور پر صدیوں خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ میں ترویج اور تطبیق کا موقع ملا، دوسرا یہ کہ اس کا مدون ومرتب یا مؤسس کوئی فرد واحد نہیں بلکہ ایک مشاورتی جماعت اور پارلیمنٹ تھا، مشوروں سے کام ہوا جبکہ دوسرے مذاہب کی اساس ایک شخص اور اس کی ذات ہے، مغرب سے کچھ قبل حضرت مولانا کے ہاں جاکر مجلس میں شرکت کی۔ حضرت والد ماجد اور مولانا سلطان محمود ناظم صاحب کا سلام پیش کیا، بے حد خوش ہوئے اور بار بار سلام بالوف الکرام کی تاکید کرتے رہے۔

مشہد احد اور مرد غیب سے دوبارہ ملاقات

یہاں کیا دیکھا کہ مسجد فتح میں جو بزرگ ملے تھے، وہ اتفاقاً یا مقدر سے پیچھے سے چلے آرہے ہیں، ملے تو مصافحہ کیا پھر اس کا وہی بات بات پر رونا اور تڑپنا بہت ستا ستا کر چل رہے تھے، معلوم ہوا کہ عید کے بعد مسلسل روزہ سے ہیں صرف پانی پر گزارا کرتے ہیں، میری خوش بختی تھی کہ اس کے ساتھ مشہد حضرت حمزہؓ ومصعب بن عمیرؓ اور دیگر شہداء کے مزارات پر فاتحہ پڑھی، میں نے اس بزرگ سے دعا کی، درخواست کی اس نے مجھے دارالعلوم اور والدین کے لئے بار بار دعائیں دیں اور آئندہ بھی دعا میں یاد رکھنے کا وعدہ کیا۔ اس کی یہاں آمد اور ملاقات میں نے خیر وبرکت کی بشارت سمجھی اس کی للّٰہیت، سوز وگداز، تڑپ اور عشق وبکاء اور توکل قابل رشک تھی، اس نے کہا کہ کسی غیر سے لے لوں تو کہاں رہوں گا میرا مالک میرا نگہبان ہے، وہ بھوک کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتا تھا، اس کے سر کے بال سفیدی سے چمک رہے تھے، پانی کی ایک بوتل اور بغل میں ایک گٹھڑی اس کے ساتھ تھی، وہ کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ فقر اور بھوک کی وجہ سے خدا نے مجھے یہ موقع

دیا ورنہ یہ سعادت کہاں ملتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندقیں کھود کھود کر مشقتیں اٹھائیں، آج ہم سارا دن سوئے پڑے رہتے ہیں، اس کی سوز و گداز اور شفقت کی باتیں نہیں بھولتی ہیں پھر انہوں نے مجھے سید الشہداء کا مقام شہادت دکھلایا اور وہاں سے جبل احد میں، غزوہ احد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے شگاف کی نشاندہی کی، میں نے جاتے وقت کچھ ریال پیش کئے مگر انہوں نے اسی مسجد فتح والی میں ناگواری اور خفگی کا اظہار کیا اور قبول کرنے سے معذرت کی کہ میرا اللہ جو چاہے کرے میں بندوں سے کبھی نہیں لوں گا۔ وہاں سے پولیس کی نظروں سے بچتے بچاتے جبل احد کی گھاٹی میں وادی قناۃ کی طرف داخل ہوا اور شرقی کنارہ کے ساتھ ساتھ گھاٹی کے اندر ایک شکستہ کھلی مسجد میں نماز پڑھی۔

حضورؐ کے زخمی حالت میں آرام والا غار نما شگاف

پھر وہاں سے پہاڑ پر چڑھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زخمی حالت میں بیٹھنے کی جگہ دیکھی جو ایک غار نما شگاف کی شکل میں تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرہم پٹی کے بعد یہاں آرام کیلئے لایا گیا تھا، غار پر سفیدی کی ہوئی ہے، پولیس عموماً وہاں جانے سے روکتی ہے مگر میں نے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں دیکھی اور الحمدللہ کہ یہ سعادت نصیب ہوئی الحمد للّٰہ حمداً طیباً کثیراً دور دور تک تنہائی کا عالم تھا، غار زمین کی سطح سے ۲۵۔۳۰ قدم اونچا ہوگا، نماز پڑھنے اور لیٹنے کے برابر جگہ تھی، میں نے اس شگاف میں دو رکعت پڑھے، غار بالکل قبلہ رخ ہے، سامنے سیدنا حمزہؓ اور شہداء احد کے مزارات ہیں۔ جبل رماۃ اور پھر مدینہ کا پورا شہر اور مشرقی گوشے میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور گنبد خضراء صاف نظر آ رہے ہیں۔

روح پرور مناظر

یہ کچھ عجیب منظر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کی جگہ ہے، گھاٹی احد کی ہے سامنے احد کے مشاہد و مناظر ہیں اور حضور کے روضہ کا گنبد خضراء ہے، عمر بھر ایسا منظر کہیں اور نصیب نہ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ یہ مناظر بار بار نصیب فرمائے اور اس مقدس منظر اور ماحول کی برکات سے نوازے، میں نے مناجات مقبول کی منزل، یوم الاثنین بھی اس مبارک غار میں پڑھی (اور یہ سطور بھی اس مبارک غار میں لکھ رہا ہوں)

اللھم لاتدع لنا فی مقامنا ھذا ذنباً الاغفرتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ

إلا قضيتها يانور النور يا عالم مافى الصدور ولا تجعلنى بدعائك رب شقيا
أجب جميع دعواتى قبل ذلك وبعد ذلك واجعلنى خادماً للإسلام وداعياً أليك
بإذنك وناشراً لسنة رسولك عالماًبعلومك ونبيك يارب العالمين ۔

شرح نور الیقین فی سیرۃ سیدنا محمد سیدالمرسلین ساتھ ہے، اس میں مقام احد کے حالات کا مطالعہ کررہا ہوں، احد سے پیدل روانہ ہوکر ظہر کی نماز پڑھنے مسجد نبوی پہنچا مولانا حامد میاں کو رات کے کھانے پر بلایا تھا وہ تشریف لائے اور گئے رات تک گفتگو رہی ۔

سیدالکائنات کے والدگرامی کے مزار پر

بعد عصر برادرم عبداللہ صاحب کے ساتھ سید الکائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا مزار دیکھا۔ وہاں کے دروازے کے پتھر پر، یہ تحریر کندہ تھی جو بظاہر اشعار ہیں اور شاید ترکی، فارسی کی مخلوط زبان ہے ......

قبر پاک والد شاہ رسلدر بو مقام
فضل حق سلطان محمودک بو خیر برتری
وصف اعمارندہ پر تو جوہری تاریخدر
قبر پاکیزہ مقام والد پیغمبرے
۱۲۴۵

وہاں سے قدرے عنبریہ میں ٹھہرے اور پھر سوق قماش سے ہوتے ہوئے حرم شریف حاضر ہوئے، بعد از عشاء جامعہ گئے اور وہاں رات گزاری۔

یکم اپریل منگل ۱۵/ذیقعدہ: صبح جامعہ سے وادی عقیق ہوکر مسجد قبلتین آئے، دوگانہ پڑھی اور پھر بذریعہ بس مساجد خمسہ آئے اور مسجد فتح، مسجد سلمان، مسجد ابوبکر میں دوگانہ رکعات پڑھے، وہاں سے حرم شریف آئے والد ماجد اور دیگر احباب کو خطوط لکھے۔

الوداع مدینہ طیبہ، الفراق شہر حبیب

مدینہ سے کل شام رخت سفر باندھ لیا تھا مگر قدرت نے شام فراق شبِ وصال سے بدل دی اور رات محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں گزری مگر آج بالآخر وہ روح فرسا گھڑی آ پہنچی کہ

شام فراق کی جگہ صبح فراق نے لے لی۔ مدینہ طیبہ سے باچشم پرنم روانگی کا وقت آیا، راحت وسکون طمانیت قلب اور سکینت روح و جان کے یہ ڈیڑھ ماہ ایسے گزرے کہ جیسا دارالسلام جنت الخلد کا نقشہ قرآن کریم نے جابجا کھینچا ہے، میری وارفتگی اور سرشاری کا بارہا ایسا عالم رہا کہ مدینہ طیبہ کی موت اور جنت البقیع کی برزخی زندگی کو جنت کا یقینی پروانہ سمجھ کر بھی جنت کے تصور کے ساتھ خیال آجاتا کہ جنت کے روح وریحان لامتناہی نعمتوں اور نعیمًا و مُلکًا کبیرًا سب کچھ اپنی جگہ مگر جنت میں تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ اپنی بہاروں کے ساتھ نہیں ہوگا نہ روضة من رياض الجنة اور نہ اس کے ساتھ پیوست مواجهة الرسول على صاحبها الف الف صلوة وتحية نہ مسجد نبویؐ کے قرآن وسنت کے پرنور حلقہ ہائے درس تو اس جنت میں ایک گونہ تشنگی محسوس کرنے لگتا، اگرچہ ایسے غیراختیاری دلی واردات دنیائے عشق وسرمستی کے جذب وکیف کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اسے

ع　　عاشقان رامذہب وملت جدااست

کی بناء پر عقل وخرد کے پیمانوں سے نہیں تولنا چاہیے جنت میں تو رب کریم کے دیدار اور شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر کے ساتھ اس کی شفاعت کی نعمتیں بھی ہوں گی مگر دل بہرحال جنت موعود کا امیدوار بن کر اس جنت موجود کو کسی طرح چھوڑنے پر تیار نہیں ہو رہا تھا۔ بقول شاعر

اللہ ایسے جذب محبت کو کیا کروں
رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا

آج جاتے وقت مدینہ طیبہ کے وہ لمحات پوری شدت سے ایک ایک کرکے دل کے دامنِ تارتار سے الجھتے جارہے تھے، جن کا نقشہ میرے جذبات واحساسات کے محبوب ترجمان اور دنیائے علم ومعرفت کے مجذوب دانائے راز علامہ سید مناظر احسن گیلانی نے بڑے خوبصورت انداز میں ان الفاظ میں کھینچا ہے، بجلی کی طرح دل پر واردات گزرتے رہتے، سچی بات تو یہی ہے کہ ہر طرف یہاں بجلی ہی بجلی، برق ہی برق، نور ہی نور تھا، صرف روشنی تھی تاریکی کا نام نہ تھا صرف سکون تھا، بے چینی کا پتہ نہ تھا صرف محبت تھی، محبت ہی محبت کا چشمہ فوارے کی طرح اچھل رہا تھا، ابل رہا تھا صلی اللّٰه عليه وعلىٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

سفرنامہ: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

غزنوی اور ابدالی کے دیس میں

مولانا سمیع الحق شہیدؒ ۱۹۷۱ء میں اپنے رفیق سفر مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کے ہمراہ افغانستان گئے تھے، یہ ظاہر شاہ کا استبدادی دور تھا، مولانا شہیدؒ نے واپسی پر اپنے سفری تأثرات لکھنے کا ارادہ کیا، باضابطہ آغاز کے بجائے وہ اسلام کے عظمتِ رفتہ شہر بلخ ومزار شریف کے کھنڈرات وآثار میں ایسے کھو گئے کہ افغانستان کے باقی سفرنامہ کی نوبت ہی نہ آئی، کاش! یہ شاہکار تحریر مکمل ہوتی تو ایک نایاب چیز دنیائے سیر وسیاحت کا حصہ بن جاتی...... (مولانا عبدالقیوم حقانی)

آج ۲۲/ جون ۱۹۷۱ء ہے اور عالم اسلام کے بطل جلیل مجاہد اعظم سلطان محمود غزنویؒ کے شہر میں جانے کا پروگرام ہے، غیور مسلمانوں کی سرزمین، افغانستان میں ہماری آمد کا دسواں دن ہے، برادر محترم قاری سعید الرحمٰن صاحب راولپنڈی بھی اس سفر کے ساتھی ہیں، بابر اور ابدالی کے دیس، مجاہد اسلام محمود غزنویؒ کے وطن افغانستان کی زیارت کی دیرینہ آرزو تھی۔

علم وحکمت کے امین

ہمارے پڑوس کے یہ مغربی خطے کبھی ہماری میراث علم وحکمت کے علمبردار وامین تھے، دین و دانش کی شعائیں ادھر ہی سے مشرق کو مالا مال کرتی تھیں پھر غلام ہندوستان کے زمانہ میں بھی یہی خطہ اور غیور افغانوں کا چھوٹا سا ملک حریت اور جہاد آزادی کا مدرسہ بنا ہوا تھا اور گویا ایشیا کا یہ بلجیم کمزور قوموں کی قوتوں کا معیار اور اپنی آزادی کا آپ محافظ رہا، یہ جیالے افغانوں کا وطن ہے جنہوں نے عظیم برٹش امپائر کے استعماری عزائم کو مدتوں خاک میں ملائے رکھا جہاں خلافت راشدہ کے ابتدائی ادوار ہی میں اسلام کا نور پہنچا اور بحیثیت قوم پوری ملت افغانیہ نے اسلام کو لبیک کہا، مغرب پورے جاہ وجلال کے ساتھ بھی اسے غلام نہ بنا سکا اور ایک عرصہ تک مغربیت کی پوری زور آزمائی کے باوجود اسلامی شریعت کی روح یہاں کارفرما رہی مگر آج کا افغانستان اتنے ہی جوش اور ولولہ سے مغرب کی مادہ پرست تہذیب سے بغلگیر ہو رہا ہے اور مشرقی یورپ کے راستے سے آئی ہوئی مغربیت گویا اپنی سحرکاریوں میں دوآتشہ ثابت ہو رہی ہے، مغرب سے مقابلہ آسان تھا مگر مغربیت عالم اسلام کے لیے

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ثابت ہوا، کس کی تاب تھی کہ اس کی چکا چوند کے سامنے ٹھہر سکتا اور ایسا کیوں نہ ہو قیامت سے پہلے اس تہذیب ہی کی کوکھ سے نکلنے والا فتنہ دجال ہی تو ہوگا جو پورے عالم اسلام کو دام تزویر میں لے لے گا۔ پچھلے دس دنوں میں ہم نے کابل اور اس کے گردونواح میں بہت کچھ دیکھا۔ شمال مغرب میں سینکڑوں میل دور تک ترکستان جانا پڑا، مزار شریف (جو حضرت شاہ ولایت مآب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے) کی زیارت ہوئی۔

بلخ کی عبرتناک داستان

اور اس سے ذرا دور روسی سرحد کے سایہ میں وہ ویرانہ بھی دیکھا جو کبھی بلخ کے نام سے عالم اسلام کا مرکز علم وسیاست بنا ہوا تھا جہاں سے علم وحکمت کے چشمے پھوٹ کر عالم اسلام کے دل ودماغ کی حیات نو کا ذریعہ بنتے تھے، اس کے جنوب میں دریائے آمو (جیجون) واقع ہے، اس علاقہ میں آریائی تہذیب وتمدن پروان چڑھی، زردشت کی مذہبی آتش پرستی نے یہاں رواج پایا اور اُس دور کا سب سے بڑا آتش کدہ یہیں بنایا گیا۔

خراسان، فاروقِ اعظمؓ کے سالاروں کی آماجگاہ

تاریخ کے ہر دور میں بلخ نے اپنے اثرات چھوڑے اور بلخ، باکتر، بان، بجدی، باختر، بلہیکا، باخل، پامیک، بلخ بامی، زراسب اسی کے مختلف نام رہے پھر عہد فاروقی میں اسلامی افواج کی ترک تازیوں کا مرکز بنا، خراسان کے یہی خطے تھے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ ۲۳ھ/۶۴۴ء میں ان کے بھیجے ہوئے ایک سالار حضرت احنف ابن قیس اور ان کے جانباز ساتھیوں ربعی بن عامر تمیمی، عبداللہ بن ابی عقیل الثقفی، ابن ام غزال ہمدانی جیسے بہادر شاہ سواروں کی آماجگاہ بنے، شہنشاہِ فارس یزدگرد جو بلخ میں پناہ لیے ہوئے تھا یہیں سے خائب وخاسر ہوکر دریائے جیجون کے راستہ خاقان کی حکومت میں بھاگ نکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بہادر سپاہی حضرت احنف کے ہاتھوں نیشاپور سے طخارستان تک اسلام کا علم لہرانے لگا یہیں حضرت احنف کے ۲۴ ہزار سربکف مجاہدین نے خاقان کے عزائم خاک میں ملا دیئے اور اسے شکست فاش اٹھانی پڑی، قلمرو اسلام میں آنے کے بعد بلخ ساسانی، غزنوی، سلجوقی اور صفاری سلاطین کی توجہات کا مرکز اور بسا اوقات پایہ تخت رہا اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ اس شہر میں ایک ہزار دینی دارالعلوم بارہ سو جامع مسجدیں اور بارہ سو حمام آباد تھے، علم وہنر، سیاست وحکمت، طب وفلسفہ اور ادب وتصوف میں نابغہ روزگار شخصیتیں ان خطوں نے اسلام کو دیں،

اللہ کی طرف سے عیش وعشرت میں ڈوبی ہوئی قوموں کے لیے جو تازیانے مقرر ہیں، وقفہ وقفہ سے وہ بھی برستے رہے اور بلخ بائیس ۲۲/ مرتبہ بہت بڑی تباہی اور تخریب کا نشانہ بنا، یہاں تک کہ ۱۲۲۰ء بمطابق ۶۱۷ھ میں چنگیز خان کی فوجیں آئیں اور وحشت وبربریت میں تمام بربادیوں کو مات کرگئیں، آج یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مگر اس کے اس پار بخارا اور سمرقند، خوارزم اور فرغانہ اس دور کی سرخ چنگیزیت کے پنجہ غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں، الغرض بلخ قبۃ الاسلام اورام البلاد نے اسلام کے عہد عروج میں ایک مثالی کردار ادا کیا اوراس سرزمین کے کنارے دریائے آمو(جیحون) بہتا ہے جو آج اس سرخ چنگیزیت کے سامنے سراب کی مانند ایک لکیر بنی ہوئی ہے اوراس سے ذرا دور ہٹ کر وہ دریا بہتا ہے جس کا کبھی ماوراء النہر کے نام سے پوری اسلامی دنیا کے علم وحکمت کے ایوانوں میں غلغلہ رہا ہے یہاں کے علماء اور فقہاء اپنی فقاہت وحکمت اور علمی تبحر کے لحاظ سے عالم اسلام کیلئے ایک ممتاز مکتب فکر بن گئے تھے۔

اب ذرا چشم تصور سے دریا کے اس پار نگاہ دوڑایئے وہ سامنے بخارا اور سمرقند ہے، امام بخاریؒ کا مدفن جن کی کتاب بخاری مسلمانوں کے ہاں اللہ کی کتاب کے بعد دوسرے نمبر پر ہے، امام ترمذیؒ کی بستیاں، صاحب ہدایہؒ ان علاقوں ہی میں فقہ کے دریا لنڈھاتے تھے یہاں سے حدیث اور فقہ کو تازگی اور زندگی ملتی رہی آج بھی ہماری گردنیں جن کے احسانات میں دبی ہوئی ہیں ہم نے جو کچھ پایا ان ہی علاقوں سے یہ اسلام کے امین تھے مگر آہ! اب وہاں کیا ہے؟ اپنے جلیل القدر امام بخاریؒ کا مدفن، ترمذی کا مولد اور صاحب ہدایہ کا منشاء شاید وہاں کے باسیوں میں سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہم پردیسیوں کے تو وہاں نزدیک جانے سے بھی پَر جل جائیں گے وتلك الايّام نداولها بين الناس

بخاریؒ وترمذیؒ کے مدفن

بلخ کے کھنڈرات پر کھڑے ہوکر خوب آنسو بہائے اور سرخ سرحد کے اس پار اپنی عظمتوں کے مزار پر ایک نگاہ حسرت ڈالئے وہ دیکھئے آج بخاریؒ اور ترمذیؒ کی سعید روحیں کتنی بے چین ہیں، ان کی نوجوان نسلوں کو شاید اسلام سے اتنا تعلق ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد مسلمان کہلاتے تھے، بڑے بوڑھے اپنے ایمان کی دولت بچانے کی خاطر سب کچھ لٹ لٹا کر دوسرے ملکوں میں پناہ گزین ہوگئے اورزیادہ تر روسی استبداد کا نشانہ بن گئے۔ صد حیف کہ کیسی کیسی متاع بے بہا ہمارے ہاتھوں شامتِ اعمال کی وجہ سے لٹ گئی اور سرحد کے اس پار یہ بلخ ہے، یہ بھی تو اس وقت عہد ماضی کا ایک شکستہ ساز

رہ گیا ہے یہاں کے باسیوں میں سے اکثر کو معلوم ہی نہیں کہ آج بھی اس کے گرداگرد اور اہم چوکوں کے قریب علم وحکمت کے کیسے کیسے خزانے مدفون ہیں، کبھی یہاں کے طاق وایوان قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گونجتے تھے اور اب زوال پذیر قوموں کی طرح اونگھتے ہوئے اپنی عظمت سے بے فکر باشندوں کی پناہ گاہیں بنی ہیں۔کبھی ہر گلی مدرسہ تھا اور ہر گھر خانقاہ، اولیاء کا ہجوم اور ائمہ عصر، اساطین علم وفقہ کا اژدحام اور آج نہ کوئی مدرسہ ہے، نہ خانقاہ، نہ کوئی عالم معلوم، نہ کسی استاد کا چرچا، اس لیے حال کی تلاش سے کیا فائدہ؟ ماضی کے تجسس میں نکل جایئے! قلب ونظر کی تسکین کا کچھ سامان شکستہ کھنڈرات ہی سے مل سکے گا، ماضی سے کٹے ہوئے حال نے تو بدحالی کے یہ دن دکھائے تو دیکھئے وہ شیخ الاسلام سلطان احمد خضرویہؒ کی ٹوٹی پھوٹی قبر ہے جو ۲۴۰ھ میں ابراہیم ادہمؒ، بایزید بسطامیؒ اور امام حاتم اصمؒ کے معاصر تھے،تصوف اور معرفت کی کتابیں ان کے حالات عالیہ کے ذکر سے لبریز ہیں۔کرامت اور علوّ مرتبت کا یہ عالم کہ بسا اوقات جہاں قدم پڑتا وہاں سبزہ اُگا دیتی مگر یہ کون سی بڑی بات ہے یہ لوگ تو مردہ دلوں کو حیات جاودانی بخشتے تھے،خاک ان کی نظر سے کیمیا ہو جاتی تھی۔

عفت وحیاء کی پیکر خاتون

ذرا دائیں جانب ہٹ کر ان کی پاکباز رفیقۂ حیات خاتون کا مزار ہے، چاروں طرف دیواروں اور گنبد سے ڈھکا ہوا، اندر جانے کا راستہ نہیں،اس لیے کہ یہ اس زمانہ کی خاتون تھیں جو عفت وحیاء، خوف خدا اور ایمان ویقین کا پیکر ہوا کرتی تھیں، جاتے جاتے وصیت کر بیٹھیں کہ میری قبر کو چاروں طرف سے عمارت میں ڈھانک دیا جائے کہ بعد از مرگ کسی غیر محرم کو قبر پر بھی نگاہیں ڈالنے کا موقع نہ ملے، بیشک یہ ان مؤمنات قانتات میں سے ہوں گی جن کی پاکیزگیوں کو اللہ پاک نے قرآن میں سراہا ہے، وہ رونق محفل بننے والوں میں سے نہ تھیں، بلاشبہ اس زمانہ کی خواتین مرد سے مساوات کے قائل نہ تھیں مگر ایسی صفات کی بدولت اللہ انہیں نہ صرف مساوی بلکہ مردوں سے بڑھا بھی دیتا تھا (ولیس الذکر کالأنثٰی)

شیخ الاسلام خضرویہؒ کے مزار سے ذرا جانب مشرق چلے جایئے! یہاں صالحین کے ایک جھرمٹ میں خواجہ ایوب انصاریؒ آسودہ استراحت ہیں، یہ اپنے وقت کے ممتاز ومعروف عالم وعارف خواجہ عبیداللہ انصاریؒ کے والد ماجد ہیں،خود بھی بڑے ولی اور عارف کامل خواجہ عبیداللہ کا مزار ہرات میں ہے۔ایں خانہ ہمہ آفتاب ہیں، اردگرد قبور کے نشانات ہیں، کچھ بوسیدہ کتبے جو پڑھے نہیں جا سکے

مگر ہماری مجد و شرف کی کیا کیا نشانیاں خاک کے ان ڈھیروں میں پنہاں ہوں گی۔اس خطہ صالحین سے ذرا آگے بڑھیں تو سڑک چھوڑ کر قاضی ابو مطیع بلخیؒ کے مزار پر حاضری دیں یہ اپنے وقت کے ممتاز عالم قانون اسلامی اور شریعت کے امام تھے، نام عبدالحکیم بن عبداللہ کنیت قاضی ابو مطیع ،منظوم کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے رفیق طریق تھے،تاریخ وفات اشعار میں ''جہانِ علم'' ۱۹۹ قمری ہجری لکھی ہے،اب ہمارا ابردبار اور معمر ترکستانی قائد جسے مزار شریف کے متولی وخطیب اور وہاں کے دیگر علماء نے ہمارے ہمراہ کیا ہے۔

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ

ہمیں فقیہ امت ابواللیث سمرقندیؒ کے مزار پر لے گیا،فقیہ ابوجعفر ہندوانی کا یہ قابل فخر شاگرد نصر بن محمد بن احمد سمرقندیؒ فقہ حنفی کا اہم ستون ہے۔اپنے وقت میں امام الہدیٰ کے لقب سے علمی دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا،فقہ حنفی اور دیگر علوم میں بیشمار کتابیں تصنیف کیں ، کتب تذکرہ میں ان کی کئی کتابوں ،تنبیہ الغافلین ، البستان ،شرح الجامع الصغیر،النوازل والعیون والفتاویٰ،خزانۃ الفقہ ، مقدمۃ فی الفقہ،تفسیر القرآن ، فتاویٰ ابواللیث ، وغیرہ کا ذکر ملتا ہے،علمی وفقہی حلقوں میں آج بھی ان کے فتاویٰ اور اقوال کی بازگشت سنائی دیتی ہے،شہر بلخ سے باہر ۳۷۶ھ مطابق ۹۸۵ء یا ۳۷۳ھ یا ۳۷۵ھ یا ۳۹۳ھ میں وفات پائی،ان کی علمی عظمتوں کے سامنے گردن سرنگوں ہوجاتی ہے اور آج بھی رہا سہا جو کچھ مسلمانوں کے پاس ہے ایسے ہی بزرگوں کی محنتوں کا ثمرہ ہے۔مزار کے شکستہ تختہ پر بائیں جانب ایک اور قبر ہے جو کسی عالم اور حبرِ امت ہی کی ہوگی،مگر نام ونشان نامعلوم فقیہ ابواللیثؒ کے سرہانے کتبہ بھی گردش ایام کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے،اس پر دو ایک سطریں باقی ہیں جو مشکل سے پڑھی جاتی ہیں،اپنی عظمت رفتہ کے آثار کی حفاظت غیور قوموں کا شیوہ ہے مگر خدا معلوم افغانستان کی حکومت کبھی ان آثار کی حفاظت کی طرف توجہ دے بھی سکے گی یا نہیں؟ کلچر اور ثقافت کے جشنوں پر لاکھوں روپے اڑانے والی قومیں اپنی اصل تہذیب وتمدن کی بنیادوں کی طرف کم ہی متوجہ ہوا کرتی ہیں اور اپنے ماضی سے بے خبر ملکوں کے عجائب خانوں کی رونق فراعنہ کے آثار،گوتم بدھ کے نقوش اور کنشک کے گھسے پھٹے باقیات ہی سے ہوتی ہے،الغرض دونوں قبریں کھلے میدان میں اور بلخ کے اکثر مزارات کی طرح گوشۂ گمنامی میں بدعات ورسوم سے دور مزار غریباں بنی ہوئی ہیں،اللہ کی شان جن لوگوں کی زندگی اتباع سنت کی تلقین ظواہر شریعت کی حفاظت اور بدعات ومنکرات سے جہاد میں گزری عموماً ان کی قبروں کو بھی اللہ نے ان خوبیوں سے محفوظ رکھا یہ ایک ایسا صلہ ہے کہ خالص

اپنے رب کے ہونے والے بندوں کو دنیا میں بھی مل رہا ہے، ایک اور سمت میں جائیے تو خواجہ عکاشہؒ کا مزار ہے کہنے والوں نے کہا کہ ابراہیم ادہمؒ کے والد بزرگوار ہیں، خواجہ آب کشاںؒ کے نام سے معروف ہیں خواجہ آب کشاںؒ ابراہیم ادہمؒ کے باپ ہوں یا نہ ہوں مگر اس سلطانِ دنیا و دین کو جسے اقلیم معرفت ابراہیم ادہمؒ کے نام سے جانتی ہے اسی علاقہ سے نسبت رہی وہ یہاں کے فرمانروا تھے۔ جب رات کو اپنی خوابگاہ کے اوپر کسی کی آہٹ سنی تو پوچھنے پر کسی نے کہا کہ چھت پر اپنا گم شدہ اونٹ دیکھ رہا ہوں، سلطان بلخ کو تعجب ہوا پوچھا کہ شاہی خوابگاہ کی چھت اور اونٹ؟ جواب میں ایک ملکوتی آواز آئی کہ ارے غافل! تو جب کم خواب اور اطلس کے زرین بستروں پر خدا کو ڈھونڈھ رہا ہے تو چھت پر اونٹ کی تلاش تو اس سے کم تعجب خیز ہے، تیر نشان پر لگ گیا، ابراہیم گھائل ہوگئے اور مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے تخت و تاج کو غیر فانی سلطنت، اقلیم عشق سے ٹکرا دیا اب دل کے آئینہ میں اپنی برزخی منزل نگاہوں کے سامنے تھی جس میں نہ کوئی مونس تھا نہ غمخوار، نہ لشکر و سپاہ کا ہنگامہ تھا، نہ دولت و سلطنت کی جاہ و جلال، سفر دور و دراز درپیش مگر زادِ راہ معدوم، ایک عادل اور وقادر قاضی کی عدالت مگر نہ گواہ نہ وکیل پھر دنیا کی اس چند روزہ حکومت اور شوکت کی کیا وقعت رہ سکتی تھی مملکت خراسان کو خیر باد کہا، وسعت دل کی پنہائیوں میں گم ہوگئے، ملک نیم شب کی حلاوتوں کے سامنے ملک نیمروز کی سرابی لذتوں کی کیا نسبت؟

ابراہیم ادہم عارفانِ طریقت کی نگاہوں میں

آج ابراہیم ادہمؒ ایک سلطان و امیر نہیں بلکہ عارفان طریقت کی نگاہوں میں سلطان دین، سیمرغ قاف یقین، گنج عالم عزلت، صدیق روزگار ہیں، عطارؒ نے سونے چاندی کے خزانوں کو لات ماری، شیخ عراق جنید بغدادیؒ کی زبان میں مفتاح العلوم بن گئے اور علم حقیقی کے مخفی خزانوں کی کنجیاں ہاتھ آگئیں، اب قوت و جبروت سے لوگوں کے جسموں کو زیر نہیں کر رہے تھے مگر دلوں کی دنیا حکمرانی میں مل گئی۔

ایک سحر انگیز رات

یہ عجیب اتفاق تھا کہ گزرنے والی رات کو مزار شریف میں ایک مجلس کے صدقے چشمِ تصور نے ابراہیم ادہمؒ کا دور گویا محسوس ہوتے دیکھا، یہ مجلس عشاء کے بعد روضہ مبارک (منسوب بہ حضرت علیؓ کے قدموں میں متولی کے حجرہ خاص میں چند سراپا اخلاق و شرافت بزرگوں نے رات کے کھانے پر اپنے نو وارد مہمانوں کے لیے منعقد کی تھی جس میں ایک بزرگ نے سراپا سوز آواز میں مولانا روم کی

مثنوی کا وہی حصہ خاص لَے میں سنایا جس کا تعلق ابراہیم ادہمؒ کی صحرا نوردی سے تھا اور سرزمین پر قصہ زمین نے ایک خاص اثر پیدا کر دیا چند لحظوں کے لیے ارد گرد سے بے خبر مسحور ہو کر عالم خیال میں اپنے آپ کو اس عہد شکوہ میں پایا کہ ابراہیم ادہمؒ گدڑی پہنے سوز الٰہی میں بادیہ پیائی کرر ہے ہیں، محبوب حقیقی کا یہ متلاشی بلخ کے قریب دریائے جیحون کے کسی کنارے بیٹھا ہوگا کہ جدائی میں تڑپتی ماں یا بعض روایات کے مطابق دوست احباب تلاش کرتے وہاں پہنچے ماں نے ابراہیم کو اپنے فیصلہ پر سرزنش کی، ناز ونعمت اور امارت وشوکت کے مقابلہ میں اس فقر وغربت اور بے کسی پر افسوس کا اظہار کیا۔ ابراہیمؒ نے جو گدڑی کو پیوند لگا رہے تھے اپنی سوئی دریا میں ڈال دی اور پھر یکا یک ماں کے سامنے دریا کی مچھلیوں کو حکم دیا کہ مجھے سوئی چاہیے، ہزاروں مچھلیاں منہ میں سونے کی سوئی لیے پانی میں ابھر آئیں ابراہیمؒ نے سونے پر نگاہِ حقارت ڈالتے ہوئے کہا مجھے اس کی کیا ضرورت اس متاع کی تو میرے ہاں فراوانی تھی مگر میں نے اسے سکون واطمینان اور وصال حقیقی کی لازوال دولت کے بدلے ٹھکرا دیا ہے اب مچھلیوں نے دوبارہ غوطہ لگایا اور ایک مچھلی منہ میں وہی سوئی لیے ہوئے ابراہیمؒ کے قدموں میں ڈال آئی اور اس طرح ابراہمؒ نے اپنی والدہ کو سمجھانا چاہا کہ اماں جان! یہ سلطنت اچھی ہے یا توپ وتفنگ اور سیم وزر کے زور سے جو چند آدمیوں کے صرف جسموں پر قائم ہوتی ہے یہ تو قلوب کی حکمرانی ہے اور انسانوں پر ہی نہیں بلکہ حیوانات تک پر حاوی ہوتی ہے، ایسے لوگوں کے لیے تو دریاؤں کی مچھلیاں، صحراؤں کے وحوش اور فضاؤں کے پرندے بھی دعا گو رہتے ہیں کہ ان کی دم خم سے تو اللہ کے نام کا چرچا اور ان کی رونق سے کائنات آباد رہتی ہے......

روبدو کرد وبگفتش ای امیر ملک دل بہ یا چنان ملک حقیر
این نشان ظاہرست این ہیچ نیست تا بباطن در روی بینی تو بیست

یہ ابراہیم ادہمؒ کا قصہ تھا بارہا اس کے سننے کا اتفاق ہوا مگر رات کی مجلس میں سنانے والا مثنوی مولانا رومؒ کا ایک دلدادہ تھا، پڑھنے کا عجب انداز، ڈوب کر سنا رہا تھا، عجیب سوز وگداز اور لکھنے والے مولائے روم۔ مثنوی نے جنہیں زندہ جاوید بنا دیا ہے اور جن کا پاکیزہ خمیر بلخ ہی کی سرزمین سے اٹھایا گیا، آباواجداد اسی بلخ کے رہنے والے تھے صدیوں تک عقلیت والحاد کی بنیادوں پر کاری ضرب لگانے والا جلال الدینؒ ۶ ربیع الاول ۶۰۴ھ کو اسی شہر کے ایک خدا رسیدہ ذی اثر بزرگ محمد بہاؤ الدینؒ کے گھر میں پیدا ہوا۔ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی شان وشکوہ کی بے وقعتی اور راہ عشق میں ترک مال ووطن ورثے میں پایا تھا ان کے والد بزرگوار کے اثر ورسوخ سے جب سلطان وقت خوارزم

شاہ گھبرا گیا تو خزانوں کی کنجیاں بھی ان کے قدموں میں ڈال دیں کہ دلوں کی حکمرانی تو تجھے حاصل ہے میرے پاس ان کنجیوں کے سوا رہ کیا گیا ہے؟ آپ نے جواب میں کہا ہم سرمستانِ بادہ الست کو ان چیزوں سے کیا سروکار، سلطنت بھی تجھے مبارک ہو اور خزانے بھی، آپ کو ناگوار ہے تو فقیر چلا جاتا ہے مگر جاتے جاتے خطرہ کا الارم دے گئے کہ میرے بعد لشکر تاتار آ رہا ہے۔

مولانا رومؒ اور اُن کی مثنوی

الغرض! اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر تاج وسلطنت کو حقیر سمجھنا اور حقیقی عشق تو مولانا رومؒ کو ورثے میں ملا تھا پھر ابراہیم بن ادہمؒ کے ذکر میں وہ کب صاحب قال رہے صاحب حال تھے نہ صرف اسی واقعہ کے بیان میں بلکہ ان کی مثنوی تو اول تا آخر مردہ قلوب کیلئے پیغام حیات ہے اور کیوں نہ ہو جب اس کا سرچشمہ وہ عشق آفرین طبیعت ہے جو اپنی پر جوش اور پر سوز حالت سے اس طرح پردہ اٹھاتی ہے

شعلہ ہا آخر زہر مویم دمید　　　ازرگ اندیشہ ام آتش چکید

''آخر میرے بال بال سے شعلے پھوٹنے لگے، میری فکر کی رگ رگ ٹپکنے لگی''

مقامِ عشق و بےخودی میں ہر بُن موگویا ہے کہ......

درجہاں یارب ندیم من کجاست　　　نخل سینایم کلیم من کجا ست

''یارب! جہان کے اندر میرا ہمنشین کہاں ہے؟ میں سینا کا درخت ہوں میرا کلیم کہاں ہے؟''

اس آتش فشاں سے نکلے ہوئے شعلے تھے جنہوں نے صدیوں تک عقل پسندی، تجدد اور خرمن الحاد وظاہر پرستی کو خاک بنائے رکھا اور مولانا روم کے الہامی نغمے تھے جن کی حرارت وشدت نے عالم اسلامی کے فکری تعطل اور جمود کو پگھلا کے رکھ دیا بہرحال! مثنوی کیا ہے؟ محبت کا لافانی پیغام سوز وگداز اور جذب ومستی کی متاع اور ایمان وغیب کیلئے اپنے وقت کا ایک نیا علم الکلام، جس نے کتنوں کو راہ ہدایت دکھائی اور کتنوں کو منزل تک پہنچا کے چھوڑا، سچ کہا ہمارے شاعر اسلام، فلسفی اور صاحب دل علامہ اقبالؒ نے کہ وہ بھی انہی لوگوں میں تھے جنہوں نے مثنوی سے نئی فکر، نیا جوش اور نئی زندگی پائی

پیر رومی مرشد روشن ضمیر　　　کاروان عشق و مستی را امیر
نور قرآن درمیان سینہ اش　　　جامِ جم شرمندہ از آئینہ اش
رومی آں عشق و محبت رادلیل　　　تشنہ کامان راکلامش سلسبیل

''پیر رومی ایک روشن ضمیر مرشد اور عشق ومستی کے قافلہ کے سالار ہیں، انکا دل قرآن پاک کی

روشنی سے منور ہے، ان کیساتھ آئینہ (دل) کے سامنے جام و جم بھی شرمندہ ہے، مولانا روم عشق و محبت کی دلیل ہیں اور رومی کا کلام عشق و محبت کے پیاسوں کے لئے سلسبیل کا مقام رکھتا ہے"

ایک پورے عہد کے لیے مجدد کا یہ تجدیدی کارنامہ آج بھی ہمارے پاس موجود ہے مگر وہ جنہیں اقبالؒ نے پیرِ رومی کو رفیق راہ بنانے کا مشورہ دیا تھا، ان میں سے کتنے ہیں جنہیں اس کی خبر تک بھی نہیں ہے؟ جن کی ساری مجلس آرائی آرٹ، ثقافت، جنسیات، افسانوں اور فحش ڈراموں پر موقوف ہے، انہیں مثنوی جیسے حیات آفرین پیغام سوز و گداز کی لذت کیا معلوم؟ مثنوی کی جگہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو نے لے لی، قلب و نظر کی تسکین مولائے روم کی جگہ شیکسپیئر، ملٹن اور گوئٹے میں ڈھونڈی جانے لگی۔ ہمارے بزرگ مثنوی جیسے پاکیزہ علم و ادب سے عقل و فلسفہ کی کدورتیں دور کرتے تھے آج ہم میکیاولی، ڈارون، فرائڈ کی ہلاکت گاہوں میں اپنی نگاہ و بصیرت ڈھونڈ رہے ہیں، بیماریوں کے سرچشموں سے صحت کی تمنا مسلمان قوم کا شیوہ تو نہ تھا۔ یورپ کے دبستان سے دلوں کی سوز نگاہوں کی پاکی، فکر و نظر کی سلامت روی کی توقع رکھنا ایک ایسی بات ہے جو اس وقت پورے عالم اسلام پر خندۂ استہزاء کر رہی ہے۔

قدیم بلند و بالا چنار، عہدِ رفتہ پر نالہ کناں

بات کہاں سے کہاں جا پہنچی، ذکر ابراہیم ادہم کے والد ماجدؒ کے مزار پر حاضری کا ہو رہا تھا، مزار کے کھنڈرات کسی زمانہ میں عمارت کے حسن و شوکت کی غمازی کر رہے تھے، اب صرف شکستہ طاق اور گنبد رہ گیا ہے، سامنے ایک قدیم اور بلند و بالا چنار کا درخت ہے جو ہماری عظمت رفتہ کا حسرتناک منظر پیش کر رہا ہے، نہیں معلوم کب سے "عہدِ رفتہ" کو آواز دے رہا ہے اور گویا مثنوی کے انداز میں نالہ کناں ہے......

أیّها النور فی الفواد تعال   غایة الوجد والمراد تعال
ایّها السابق الذی سبقت   منك مصدوقة الوداد تعال

ایک طرف سے آواز آئی کہ......

نشانِ لالہ ایں باغ از کہ می پرسی   برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند
"گل لالہ کے اس باغ کی نشانی کے بارے میں اگر پوچھا جائے تو کہو کہ جو کچھ آپ نے دیکھا وہ ایک خیال کے سوا کچھ نہیں"

رہرو نے چنار کے درخت سے گزرنے والوں کا کچھ حال دریافت کرنا چاہا کہ اتنے میں میر کے الفاظ میں

آوارگانِ عشق کا پوچھا جو میں نشان   مُشتِ غبار اُٹھا کے صبا نے اڑا دیا

انٹرویو　　　　ضبط وترتیب: مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ سے ایک ملاقات

۱۹۶۹ء میں جب حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیو بند اپنے سفر پاکستان کے دوران دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، حضرت قاری صاحبؒ دارالعلوم حقانیہ چار مرتبہ(۱۹۵۰،۱۹۶۸،۱۹۷۵،۱۹۷۸ء)تشریف لائے اورانہوں نے دارالعلوم حقانیہ کو پاکستان کا ''دیو بند ثانی'' کا تاریخی لقب ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ کو عطا کیا تھا۔اسی طرح دیو بند کانفرنس پشاور کے موقع پر دارالعلوم دیو بند کے اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ بھی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے اور انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں ۱۱ر اپریل ۲۰۰۱ء کو یہ تاریخی کلمات بھی دہرائے ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو شاخ حضرت مولانا عبدالحقؒ نے قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوبیٰ کی حیثیت سے دارالعلوم دیو بند کی ہمسری کررہی ہے، اس طرح ہندوستان میں دارالعلوم دیو بند اور پاکستان وقرب وجوار کے مما لک میں دارالعلوم حقانیہ فیض پہنچا رہا ہے، انتہائی مسرت ہے کہ دارالعلوم کے ایک فاضل نے اتنی عظیم خدمت سرانجام دی۔ آج مولانا سمیع الحق صاحب ان کے جانشین کی حیثیت سے اس نظام کو چلارہے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان کے مساعی کو قبول فرما کر مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اگر سفر وعوارض نہ ہوتے تو یہاں پر دو تین روز ضرور ٹھہر جاتا'' تو اس وقت مدیر''الحق'' (مولانا سمیع الحق شہیدؒ)نے ان سے ماہنامہ ''الحق'' کے لئے انٹرویو لیا تھا جو صحافتی علمی وادبی اور تاریخی لحاظ سے ایک شاہکار ہے جوکل ۲۳ صفحات پر محیط تھا لیکن خصوصی نمبر میں اس کے صرف چند اہم اقتباسات تنگی قرطاس کی وجہ سے نذر قارئین کئے جارہے ہیں۔(ادارہ)

دارالعلوم دیو بند، شجرہ طوبیٰ

مولانا سمیع الحق: حضرت سے پہلا سوال دارالعلوم دیو بند کے مستقبل کے بارہ میں تھا، بھارت سے مسلمانوں کی ثقافت، پرسنل لاء اور ثقافتی مراکز کے متعلق جوخبریں آتی ہیں وہ اگر چہ مبالغہ آمیز سہی لیکن پریشان کن ضرور ہوتی ہیں پھر مادر علمی دارالعلوم دیو بند کا تو خیال آتے ہی دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں کہ...... ع　　　عشق ست وہزار بدگمانی

جس شجرہ طوبیٰ کیلئے حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور شہدائے بالاکوٹ نے زمین ہموار کی جس کی داغ بیل حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتویؒ اور فقیہ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسے سراپا اخلاص وعمل بزرگوں نے رکھی ، پھر جس کی حفاظت و ترقی کے لئے اساطین امت نے اپنی زندگی تج دی آج انوار و معارف قاسمیہ کے امین اور بانی دارالعلوم کے حفید رشید مولانا محمد طیب قاسمی سے پہلا سوال اسی دارالعلوم دیو بند کے بارے میں تھا ، جس کی تعمیر وتشکیل سے خود حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کی پوری زندگی کی داستان وابستہ ہے حضرت نے پورے اعتماد، مضبوط ایمان اور توکل سے بھر پور انداز میں جواب دیا:

قاری طیب : جی ہاں !اللہ بہتر کرے بنیاد تو اس کی ایسی ہی ہے کہ مستقبل روشن ہے ان شاء اللہ اور یہ اس لئے کہ بڑی بڑی گھاٹیاں آئیں، اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا بڑے بڑے مخالف پیدا ہوئے مگر اللہ کا فضل ہے وہ بڑھتا ہی رہا۔

دارالعلوم کا محافظ

مولانا سمیع الحق : اطمینان اور تسلی کے لئے یہی کچھ کافی تھا مگر یکا یک دھیان مولانا محمد یعقوب صاحب صدر اول دارالعلوم دیو بند کے ایک مکاشفہ یا پیشنگوئی کی طرف گیا جسے کہیں پڑھا یا سنا تھا اور پھر جب یہ بھی خیال آیا کہ دارالعلوم اپنی زندگی کے سوسال تو پورے کر چکا ہے تو گویا دل و دماغ پر ایک بجلی سی کوند پڑی اور سائل نے حکیم الاسلام قاری محمد طیب سے اس بارہ میں پوچھا کہ حضرت ! کسی بزرگ غالباً مولانا محمد یعقوب صاحب کا ایک مقولہ سننے میں آیا ہے کہ سوسال تک تو اس دارالعلوم کا خدا محافظ ہے، اس کے بعد حق تعالیٰ کی شان بے نیازی کا جو فیصلہ ہو حضرت نے اس کا جواب دیا اور یکا یک فکر واضطراب کی گھٹائیں اطمینان اور امید کی قندیلوں سے روشن ہو گئیں ۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ انٹرویو نگار سمیع الحق کی نظروں میں

مولانا سمیع الحق : سب سے پہلا سوال حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارہ میں تھا جن کے سر پر خدا نے ظلمت کدۂ ہند میں حفاظت دین کا سہرا باندھا اور جن کی مومنانہ بصیرت، مجاہدانہ جدوجہد، حکیمانہ علوم اور جدید علم کلام کی وجہ سے خداوند کریم نے دور غلامی میں اسلام اور اسلامیان ہند کے علوم وتہذیب کو محفوظ رکھا بلا شبہ اس امام کبیر کی نظیر قرون اولیٰ ہی میں مل سکتی ہے علم میں ،عمل میں ، جہاد اور ریاضت میں ، تدبر اور سیاست میں ،تصوف اور سلوک میں ،حضرت حجۃ الاسلام یکتائے روز

گار تھے ایک نقاد عالم نے بالکل صحیح کہا کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات انیسویں صدی کے نصف آخر میں بلاشبہ آیت من آیات اللہ تھی آپ کے علمی، اخلاقی اور روحانی کارنامے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ قدرت نے رازیؒ کا فلسفہ، شعرانیؒ کا علم الکلام، غزالیؒ کا سوز و گداز، ابن تیمیہؒ کا صولت بیان، ولی اللہ کی حکمت و دانش، احمد سرہندیؒ کی غیرت وحمیت اسلامی اور ٹیپوؒ کی شجاعت یہ سب چیزیں کس فیاضی سے ایک شخص میں جمع کر دی تھیں اور بقول حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ ہمارے اکابر تو وہ ہیں کہ اگر ان کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرا دیا جاوے اور بتلا یا نہ جاوے تو دیکھنے والے رازیؒ اور غزالیؒ ہی کی سمجھیں گے اور آج حضرت قاری صاحب سے اسی امام دعوت و عزیمت، سرخیل ارباب صدق وصفا علمبردار جہاد وحریت اور نابغۂ روز گار شخصیت کے مقام دعوت و عزیمت پر کچھ روشنی ڈالنے کیلئے کہا گیا تھا اور حجۃ الاسلامؒ کے پوتے فرما رہے تھے۔

اسلامیان ہند کی تہذیب کے محافظ حضرت نانوتویؒ کے تین بڑے کارنامے

قاری محمد طیب: حضرت نانوتویؒ نے زندگی میں جو کام انجام دیئے وہ تو بہت زیادہ ہیں لیکن بنیادی طور پر چند بڑے بڑے کام انجام دئے سب سے پہلا کام دارالعلوم دیو بند کا قیام ہے، یہ اتنا عظیم کام ہے کہ پوری دنیا پر اس نے اثر ڈالا ہے دوسرا کام یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ خلافت اسلامیہ کی تائید میں ہمہ وقت منہک رہے سلطان عبدالحمید خان خلیفہ تھے۔

خلافت عثمانیہ کے تحفظ کیلئے تگ ودو

گو وہ خلافت نام کی رہ گئی تھی مگر حضرت چاہتے تھے کہ وہ نام ہی قائم رہے، اس سے تمام ممالک اسلامیہ میں ایک مرکزیت قائم رہے گی اس لئے حضرت نے خود بھی سلطان کی حمایت میں قصیدے لکھے مولانا محمد یعقوبؒ اور مولانا ذوالفقار علیؒ سارے بزرگ رطب اللسان رہے اور جب بھی ترکوں سے کسی کی جنگ ہوئی، یہ حضرات ترکوں کی حمایت میں کھڑے ہوئے، کہیں چندہ جمع کر رہے ہیں کہیں رائے عامہ بیدار کر رہے ہیں غرض ہمہ وقت مصروف رہتے تو مقصد یہی تھا کہ خلافت کا نام قائم رہے تاکہ تمام ممالک اسلامیہ میں کچھ نہ کچھ ارتباط تو قائم رہے۔

شاہ افغانستان کا بے پناہ اظہار محبت وعقیدت

میں افغانستان حاضر ہوا اور میں نے یہ تحریر لکھ کر پیش کی کہ ہمارا مقصد کوئی مالیہ اور چندہ لینا نہیں بلکہ ان روابط کو زندہ کرنا ہے جو ہمارے اکابرؒ کے تھے جس پر صدر اعظم نے مجھے بلایا امیر بڑی

عنایت وشفقت سے پیش آئے جب میں قصر صدارت میں پہنچا تو ہم لوگ بیٹھ گئے اور یہ خیال تھا کہ شاید ملاقات کے کمرہ میں بلایا جائے گا لیکن یکا یک دیکھا کہ خود صدر اعظم وہیں آرہے ہیں ہم سب لوگ کھڑے ہوئے آگے بڑھے تو وہی افغانی طریقہ پر معانقہ دایاں بایاں مونڈھا چومنا، پوری محبت کا اظہار انہوں نے کیا اس کے بعد فرمایا بفرمائید آپ آگے چلیں میں نے کہا نے نے خلاف ادب است فرمایا: نہیں نہیں! آپ کو آگے چلنا ہوگا اور میں اس کی وجہ بتاؤں گا۔

علوم ومعارف نانوتویؒ کی تسہیل

مولانا سمیع الحق: راقم نے عرض کیا کہ حضرت ایسے علوم ومعارف کی تسہیل اگر ہو جائے تو اس میں بہت سے فتنوں کا علاج ہے، قاری محمد طیب صاحب نے فرمایا! ہاں ہم نے مجلس معارف القرآن سے اسے شروع کیا اور ایک آدھ رسالہ چھاپا بھی، تسہیل بھی کی لیکن یہ سلسلہ چلا نہیں اس لئے کہ علماء کی توجہ نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ مغلق مضامین ہیں، میں نے کہا کہ بھئی! حمد اللہ اور ملا حسن اور قاضی سمجھ لو تو ان علوم میں کیا دقت ہے تو ارادہ نہیں سمجھنے کا عرض کیا گیا کہ کاش! مولانا مناظر احسنؒ گیلانی نے سوانح قاسمی میں علوم قاسمی کا جو منصوبہ پیش کیا، اس کے مطابق کام کرنے کی کوئی صورت نکل آئے، حضرت قاری صاحب فرمانے لگے کہ وہ منصوبہ میں نے ہی مولانا گیلانی مرحوم کے سامنے رکھا تھا کہ آپ نے تین جلدوں میں سوانح لکھی مگر اصل سوانح تو حضرت کے علوم ہیں آپ اس پر تبصرہ کریں مگر افسوس! کہ اس کام سے پہلے مولانا گیلانیؒ کی وفات ہوگئی، پانچ ہی صفحات مقدمہ کی شکل میں لکھ پائے تھے الغرض! بڑے عجیب وغریب علوم وحقائق ہیں۔

مولانا سمیع الحق: حضرت قاسم العلوم کی سراپا نور زندگی کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالنے کے بعد اب اگلا سوال خود حضرت حکیم الاسلام کی زندگی کے بارہ میں تھا، اور ڈرتے ڈرتے حضرت سے کچھ اپنی زندگی کے بارہ میں ارشاد فرمانے کی جرأت کی گئی۔

اپنی آپ بیتی

حضرت مسکرا کر فرمانے لگے میری زندگی کیا جو میں بیان کروں، ہاں! ایک تو پیدائش کا قصہ ہے جو مجھے یاد آیا اور جسے اپنے بڑوں سے میں نے سنا وہ یہ کہ میرے والد صاحب (مولانا حافظ محمد احمد مرحوم) کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی، جو شادی خود حضرت نانوتویؒ نے کرائی تھی تو سارے بزرگوں بالخصوص حضرت شیخ الہند کی یہ تمنا تھی کہ حضرت نانوتویؒ کی نسل چلے تو دوسری شادی دیو بند میں کرائی، اس سے میرے تین بھائی مجھ سے پہلے پیدا ہوئے لیکن وہ کمسنی میں پیدا ہوتے ہی مر گئے

شیخ الہند کی مستجاب الدعوات بزرگوں سے دعاؤں کی خواہش

حضرت شیخ الہند کو بڑی تڑپ تھی کہ کوئی زندگی کی اولاد ہو تو فتح پور ہسوہ میں ایک بزرگ تھے جو اولاد کے بارہ میں مستجاب الدعوات مشہور تھے تو حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب کو حضرت شیخ الہند نے بھیجا کہ وہاں جا کر دعا کراؤ کہ مولانا حافظ احمد صاحب صاحب اولاد ہو وہ سفر کر کے گئے، جا کر عرض کیا کہ شیخ الہندؒ کا بھیجا ہوا ہوں اور یہ درخواست ہے انہوں نے فرمایا کہ رات بیچ میں ہے کل صبح اس کا جواب دوں گا مولانا ان کے مکان میں ٹھہر گئے صبح کو آئے اور خوش ہوئے فرمایا کہ میں نے دعا کی اور جب تک منظور نہ کرائی سجدہ سے سر نہیں اٹھایا اور مجھے وعدہ دیا گیا کہ حافظ صاحب کا لڑکا ہوگا جو حافظ اور قاری بھی ہوگا عالم اور حاجی بھی ہوگا۔

مجھے یہ واقعہ اس وقت معلوم ہوا جب پہلا حج ہوا، میں جا رہا تھا تو طلبہ اساتذہ سب اسٹیشن گئے اس ٹانگے میں مولانا عبدالسمیع صاحب تھے اور میں تھا مولاناؒ نے کہا کہ بھئی! میں تجھے ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں اور یہ واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ جب تو حافظ قرآن ہوگیا تو میں نے کہا ایک جز تو الحمد للہ قبول ہوگیا پھر تو نے قرأت کی تکمیل کی تو میں نے کہا دوسرا جز پورا ہوا پھر تو نے فراغت تحصیل کی تکمیل کی تو میں نے کہا الحمد للہ اس بزرگ کے کشف کا تیسرا جز بھی مکمل ہوا آج تو حج کو جا رہا ہے تو فرمایا کہ خدا کا شکر ہے چوتھا جز بھی پورا ہو رہا ہے۔

مسلمانوں کے تنزل کے اسباب

یہاں تک حضرت کہہ گئے تھے کہ رفیق مجلس قاری سعید الرحمان صاحب (راولپنڈی) نے ایک تلخ موضوع چھیڑ دیا ''مسلمانوں کے تنزل کے اسباب'' ایک ایسا موضوع جس پر بحث وفکر تو مدتوں سے ہو رہی ہے مگر مرض کا علاج صرف نایاب اور بیش قیمت نسخوں کے معلوم کرنے سے کب ہو سکا ہے جب تک مرض کے ازالہ کے لئے عملی قدم نہ اٹھایا جائے آج مسلمانوں کے تنزل کے اسباب ومحرکات پر بلا مبالغہ ضخیم سے ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں مسلمانوں کی کوئی اہم دینی یا سماجی تقریب ان اسباب پر زور بیان صرف کرنے سے خالی نہیں جاتی منبر ومحراب کو لیجئے یا میدان صحافت وانشاء وہ کونسا انداز ہے جو مسلمانوں کے جگانے اور مرض کی تلافی کرنے کیلئے اختیار نہیں ہو رہا مگر جمود اور تعطل کی تہیں جمتی ہی جا رہی ہیں اور جب سقوط بیت المقدس کے واقعہ ہائلہ اور قیامت صغریٰ نے ہماری خواب غفلت کو نہ جھنجھوڑا تو شاید صور اسرافیل ہی ہم غفلت شعاروں کو بیدار کر سکے مگر ہائے وہ

بیداری جو سوائے افسوس اور کف ندامت ملنے کے کسی کام کی ثابت نہ ہو سکے یہی تصویر حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کے سامنے آچکی ہوگی کہ جب انہوں نے سوال سنا تو ایک دلگداز سانس بھر کر خود ہی سوال دہرایا ''مسلمانوں کے تنزل کے اسباب؟'' اور پھر اہل سیاست پر ایک بھرپور نشتر چبھوتے ہوئے فرمایا کہ اس میں تو سیاسی لوگوں کی رائے معتبر ہے، ایک ملانے کی رائے کیا معتبر ہوگی وہ سیاست جو مسلمانوں کے عروج و زوال کے خدائی قوانین سے بے خبر ہو کر بھی صرف مادیت کے گھمنڈ میں تاریخ کے ہر واقعہ پر رائے زنی اپنا ہی حق سمجھتی ہے حضرت قاری صاحب کے اس مختصر سے جملہ میں واقعی اس سیاست پر یہ ایک بھرپور وار تھا۔

تنزل کے اسباب پر اصول اور کلیات کے بجائے معاشرتی جزئیات سے استدلال

تنزل کے اسباب کا ذکر شروع کرتے ہوئے قاری صاحب نے اصول اور کلیات پر گفتگو کی بجائے اپنے معاشرہ کے چند جزئیات سے اس پر روشنی ڈالنا چاہی ایک صاحب بصیرت شخصیت اور صاحب نظر کا یہی کام ہے کہ علمی اور نظری چیزوں کی بجائے وہ جزئیات اور عملی مثالیں سامنے رکھ دے جن سے نظریات اور کلیات تشکیل پذیر ہوتے ہیں مگر انسانی فہم ہمیشہ عملی مثال اور نمونوں ہی سے زیادہ اثر پذیر ہوتی ہے۔ تنزل کے اسباب کے بارے میں بحث کرتے ہوئے حضرت نے نہ تو فلسفیانہ موشگافیوں کی آڑ میں پناہ لینی چاہی اور نہ پیچیدہ عقلی اور نظری طویل محرکات کی فہرست مرتب فرمائی بلکہ موجودہ معاشرہ کی ایک ایسی دھندلی سی تصویر نگاہوں میں رکھ دی، جس کے ساتھ ہم سب اپنا موازنہ کر سکیں اور پھر خود ہی سوچیں کہ اس سارے تنزل اور بربادی کے ذمہ دار اگر ہم خود نہیں تو اور کون ہے؟ افسوس! ان لوگوں کی بے بصیرتی پر جن کی نظر اسباب تنزل سے بحث کرتے ہوئے موجودہ مسلم معاشرہ کے بے اعتدالیوں پر تو نہیں جاتی مگر رہ سہہ کر ان کی ساری غور و فکر یورپی تہذیب اور مغرب کے سسکتے ہوئے فلسفہ حیات کے گرد گھومنے لگتی ہے حضرت حکیم الاسلام نے تنزل کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی دو تین برس کا واقعہ ہے، میرٹھ کے ہندو کمشنر تھے، سانوال دارالعلوم آئے اور بہت متاثر ہوئے، یہ جنگ ستمبر شروع ہونے سے ایک مہینہ پہلے کی بات ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ مولانا! ملک کے حالات بہت نازک اور خراب ہیں، میں نے کہا جی ہاں! اخبارات سے تو ہم بھی یہی محسوس کرتے ہیں، کہا کوئی سبب بھی ہے اس پستی اور پریشانی کا، میں نے کہا ہاں سبب ہے، کہا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا بالکل غیر ضروری ہے اس کا بتلانا اس واسطے کہ میں ہوں ایک مذہبی آدمی، تو ہر حادثے کو مذہب کے نقطہ نگاہ سے سوچتا ہوں، آپ ہیں سیاسی اور برسر اقتدار انسان آپ ہر چیز کو سیاسی نقطہ نظر

سے سوچتے ہیں تو میرا نقطہ نظر آپ پر اثر انداز نہیں ہوگا، اس لئے بتانا غیر ضروری ہے اس نے اصرار کیا کہ کچھ تو کہئے گا اور میرا منشاء بھی یہی تھا کہ یہ زور دے تو بتاؤں۔

اقوام کی ترقی وتنزلی کی بنیادی وجوہات اور اس کی مثالیں

تو میں نے کہا سن لیجئے! میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ دنیا کی کوئی قوم کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتی نہ دولت سے چاہے ارب پتی بن جائے اور نہ کوئی قوم عددی اکثریت سے ترقی کر سکتی ہے کہ افراد اس کے پاس زیادہ ہو اور نہ کوئی قوم محض سیاسی جوڑ توڑ سے ترقی کر سکتی ہے، دنیا کی اقوام کردار اور اخلاق سے ترقی کرتی ہیں تو اس وقت ہمارے ملک کی اخلاقی گراوٹ انتہا کو پہنچ چکی ہے اسلئے حالات نازک نہ ہوں گے تو کیا ہوگا کہنے لگے بالکل صحیح بات ہے لیکن یہ تو ایک اصول بیان کیا آپ نے، اس کی مثال بھی ہے، میں نے کہا مثال کے طور پر پہلی بات یہ کہ آج سے چالیس پچاس برس پہلے جب ایک ہندو عورت باہر پھرتی تھی تو گز بھر کا گھونگٹ اس کے منہ پر ہوتا اور حیا کی وجہ سے بچتی ہوئی چلتی اس وقت عورت نہ صرف یہ کہ گھونگٹ سے باہر ہے بلکہ لباس سے بھی اور اس سے بھی ایک قدم بڑھ کر آپے سے باہر ہوگئی ہے، سوچتا ہوں کہ ایسی عورتوں کے کوکھ سے جو اولاد پیدا ہو، کیا اس میں کوئی حیا اور شرم و غیرت ہوگی، دوسری بات یہ ہے کہ ریلوں میں ہمیں سفر کرنے کی نوبت آتی ہے تو سکولوں اور کالجوں کے نوجوان لڑکے کسی ڈبہ میں اگر آجاتے ہیں تو ہمیں یہ فرق کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ آدمی ہے یا جانور اس قدر بیہودہ اور رکیک حرکتیں کرتے ہیں کہ کوئی بھلا آدمی نہ کر سکے اگر ان لوگوں کے کندھے پر ملک کا بار آگیا تو سوائے بداخلاقی کے یہ اور کیا پھیلائیں گے، تیسری چیز یہ ہے کہ ریلوں میں سفر کرتے دیکھا کہ جہاں کہیں شوگر مل آئی گاڑیاں گنوں سے بھری کھڑی ہیں، سو پچاس مسافر اترے کسی نے سو گنے کسی نے دو سو گنے کسی نے پچاس کسی نے گٹھڑی باندھ لی اور قطعاً انہیں احساس نہیں کہ یہ چیز ہماری ہے یا غیر کی تو اگر ملک کا بار ان کندھوں پر آیا تو سوائے لوٹ کھسوٹ کے یہ کیا کریں گے، چوتھی بات یہ ہے کہ تاجروں کا طبقہ ہے اور تجارت پر ملک کا دارومدار ہے اس طبقہ میں بلیک الگ ہے، نفع خوری الگ ہے ذخیرہ اندوزی الگ تو جب تاجروں میں خیانت آجائے تو ملک کی برقراری کیسے ہوسکتی ہے پانچویں بات یہ ہے کہ جب حکام کو دیکھا جائے تو رشوت ستانی، جانب داری، اقرباء پروری یہ ایک عام چیز بن گئی ہے اور رشوت تو ایسی ہے جیسے حق ہوگیا تو جب حکام میں خیانت آجائے تو بھلا وہ ملک کیسے برقرار رہے گا میں نے کہا یہ حالات ہیں کہنے لگا بالکل بجا ہے تو میں نے کہا کہ پھر گورنمنٹ کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے ملک کی اخلاقی حالت درست کرے آپ دولت اور بیرونی کرنسی جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں لیکن اس کی فکر کسی کو نہیں، کہنے لگا کہ یہ ناممکن ہے کہ

اخلاقی حالت درست ہو سکے میں نے کہا کیوں؟ کہا حکومت یہ نہیں چاہے گی کیونکہ اخلاق درست ہوتے ہیں مذہبی تعلیم سے اور حکومت سیکولر یعنی لا مذہب ہے وہ آنہیں سکتی بیچ میں تو میں نے کہا کہ میرے اور آپ کے نقطۂ نظر میں یہاں سے فرق ہو گیا آپ کے نزدیک سیکولر کا معنی لا مذہبیت ہے اور میرے نزدیک سیکولر کا معنی ہمہ مذہبی حکومت ہے کہ ہر مذہب حکمران ہو اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہر طبقے کو مجبور کرے کہ وہ اپنی مذہبی تعلیم پائے تا کہ اس کا اخلاق صحیح ہو کہنے لگے یہ ہو نہیں سکتا میں نے کہا آپ خود چاہتے ہیں کہ اس ملک میں چور اور ڈاکو پیدا ہوں کہنے لگا آپ جو چاہیں مطلب نکال لیں، باقی یہ ہو گا نہیں میں نے کہا ایک تدبیر میں بتلا دوں، کہا کیا؟ میں نے کہا ملک ہمارے سپرد کر دیجئے! سب حالات درست کر دیں گے اس پر وہ بہت ہنسا تو بہر حال ملک اور قوم کی ترقی ہوتی ہے، اخلاق و کردار سے، جب یہ ختم ہو جائے تو سب سے بڑا تنزل کا سبب یہی ہے۔

مسلمانوں کے تنزل میں مغربیت کا حصہ

راقم السطور نے کہا حضرت! ہمارے تنزل میں مغربیت کا بھی حصہ ہے؟ فرمایا اس سے بھی وہی بات نکلتی ہے کہ مغربی اخلاق اختیار کئے جائیں، اسلامی اخلاق چھوڑ دیں، مغربی تعلیم غالب ہو اور دینی تعلیم مغلوب، دینی افراد مغلوب ہوں اور بے دین افراد غالب ہوں بنیاد سب کی ایک ہی ہے کہ مذہب سے رشتہ توڑ دو اب اس کے بعد اصلاح کی کیا صورت ہو؟ تو حضرت نے اپنے تجربہ اور بصیرت کی بنا پر فرمایا کہ آپ حضرات بحمد اللہ مذہب کی خدمت کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ لاکھوں کروڑوں آدمی جو اس لپیٹ میں آگئے ان کا دین درست ہو رہا ہے۔

برسر اقتدار طبقہ کے تقابل کے بجائے مخلصانہ اور ناصحانہ طریقوں سے اصلاح

لیکن برسر اقتدار طبقہ بالکل دوسرے رنگ میں ہے مگر اس میں بھی میری ایک رائے ہے کہ کسی سے تقابل کی ٹھان کر اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی آپ چاہیں تو ایجی ٹیشن کریں یا مقابل بن کر اصلاح کرنا چاہیں یہ ہو نہیں سکتا، اس کی صورت تو یہ ہے کہ مستغنیانہ طریق سے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ چیزیں ڈالی جائیں اور اپنا غرض مطلب کچھ نہ رکھا جائے، نہ عہدہ نہ دولت بلکہ انہیں آپ یقین دلا دیں کہ اقتدار تمہارا رہے گا اور ہم بھی اس کے ساتھ تعاون کریں گے ہم اقتدار نہیں چاہتے مگر اتنی بات کرو اور ایسا کرنا ملک اور قوم دونوں کیلئے نافع، ورنہ اس سے ملک اور قوم اور تمہارے اقتدار سب کو خطرہ ہے اس انداز سے کام کرنا چاہئے، سیاسی رنگ کے لوگ سیاسی انداز سے اور دینی رنگ کے لوگ دینی انداز سے جب تک خواص کو متوجہ نہیں کریں گے کام نہیں چلے گا اب عوام کی طرف توجہ کی جاتی ہے

کہ ایجی ٹیشن کی صورت اختیار ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اشتعال میں آجائے تو وہ بھی پھر مشتعل ہو جاتی ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ آپ کی نہیں مانے گی بلکہ گرانے کی کوشش کریگی تو اصلاحی جنگ میں چند افراد اپنی زندگی اس مقصد کیلئے وقف کر دیں اور جو اوپر کا طبقہ ہے ان میں رسوخ حاصل کر کے اس کے کانوں میں باتیں ڈالی جائیں اور اس انداز سے کہ فلاں بات تیرے مفاد کے خلاف ہے۔

حضورؐ کا ورثہ کتاب اللہ سنت رسول

حضرت! قوم اور ملک کی اصلاح تو ارباب عزیمت اور اولوالعزم لوگوں کا کام ہے ہم جیسے عامیوں کے لئے بھی کچھ ارشاد ہو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ورثہ چھوڑا ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم جب تک انہیں پکڑے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو سکو گے ترکت فیکم الثقلین لن تضلّوا بعدی ابداً ان تمسکتم بھما

جامعہ حقانیہ کی روحانیت اور معنویت

حضرت! اس مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کے بارہ میں کوئی نصیحت! فرمایا آپ لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں، بحمد اللہ مدرسہ چل رہا ہے غالب ہو رہا ہے مولانا موجود ہیں، ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول ہے اس سے زیادہ کیا روحانیت اور معنویت ہو گی، خدا نے مدرسہ کو ایسے بزرگ اساتذہ دیئے ہیں جو بحمد اللہ دین مجسم ہیں حضرت! مادر علمی دارالعلوم دیو بند کی رفتار ترقی کیا ہے اور بجٹ؟ فرمایا انقلاب کے وقت سوا لاکھ تھا اور اب ساڑھے دس لاکھ ہے انقلاب کے بعد کچھ فکر بھی تھا کہ کیسے چلے گا مگر اللہ نے بڑھایا اور تمام شعبے بڑھتے ہی گئے پہلے آٹھ شعبے تھے اب ۲۴ شعبے ہیں اسی طرح پہلے اساتذہ ۳۸ تھے، اب ستر ۷۰ کے قریب ہیں اسی طرح عمارات دگنی تگنی ہو گئی ہیں اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، طلبہ ڈیڑھ ہزار کے قریب ہیں۔

قحط الرجال کے اس دور میں نئی نسل سے توقعات

آخری سوال تھا کہ حضرت نئی پود سے مستقبل میں دارالعلوم دیو بند کے لئے کیسی توقعات ہیں؟ فرمایا اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ اس دور کی سب سے بڑی مشکل قحط الرجال کی ہے مگر ہمیں توقع ہے کہ اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے نئی پود میں بھی ہیں، چاہے گنے چنے ہی ہوں مگر اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں دورانِ گفتگو ایک دفعہ حضرت نے موجودہ زمانہ کی سیاست پر بھی اپنی رائے ظاہر کی۔ (''الحق'' جنوری، فروری ۱۹۶۹)

انٹرویو ضبط و ترتیب: مولانا سمیع الحق شہیدؒ

خدائی خدمت گار خان عبدالغفار خانؒ کا شیخ الہند محمود الحسنؒ سے روابط اور تعلق کے اعترافات

راقم کا یہ انٹرویو جو خان عبدالغفار خان المعروف بہ بادشاہ خان سے حضرت مدنیؒ اور شیخ الہند کے ساتھ روابط اور تعلقات کے بارے میں ہوا تھا جو کہ ''بادشاہ خان حضرت شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر'' کے عنوان سے ۵۵ برس قبل الجمعیۃ دہلی کے شیخ الاسلام نمبر (بروز ہفتہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ر فروری ۱۹۵۸ ص نمبر ۱۰۹) میں شائع ہوا، یہ تحریر تاریخ کے بہت بڑے شواہد کی حامل ہے اس لئے نسل نو کی علم و آگہی کے لئے پیش خدمت ہے۔ آج بادشاہ خان مرحوم کے پیرو جہاد آزادی ہند کے ان اکابر کی قربانیوں کو بھولے ہوئے ہیں اور ایک بڑے سامراج امریکہ کے ساتھ کھڑے ہیں نہ انہیں آزادی ہند میں جہاد و عزیمت کے اکابر دیوبند کی رہنمائی اور قیادت کا اعتراف ہے یہ انٹرویو تاریخ کے ایک نہایت اہم حقیقت سے نقاب ہٹاتا ہے پچاس سال قبل کی اس نقاب کشائی سے بہت سے حقائق واشگاف ہوجاتے ہیں...... (سمیع الحق)

اکوڑہ خٹک (مغربی پاکستان) پختون رہنما اور جنگ آزادی کے ایک بہت بڑے لیڈر اور تحریک شیخ الہندؒ (ریشمی رومال) کے سرگرم ممبر خان عبدالغفار خان صاحب نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا بادشاہ خان کی اکوڑہ خٹک آمد کے موقع پر رات کو جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کے ایک وفد نے بادشاہ خان سے ملاقات کی، مولانا عزیز الرحمان حیدری اور راقم نے بادشاہ خان سے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک اور ان کے عظیم مجاہدانہ کارناموں اور خفیہ گوشوں پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی اور اس سلسلہ میں راقم نے چند سوالات بادشاہ خان کے سامنے رکھے چنانچہ بادشاہ خان نے نہایت خوشی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل تحریک حریت اور حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک استخلاص وطن کے مخفی گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی کو خراج تحسین

انھوں نے راقم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سانحہ ارتحال سے ہندوستان ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا اور ہم سے حضرت شیخ الہند (نوراللہ مرقدہ) کے جانشین جدا ہو گئے انہوں نے رقت آمیز انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت تو یقیناً فرما چکے ہوں گے لیکن پسماندگان کو دعائے صبر واستقامت کی ضرورت ہے۔

تحریک شیخ الہند سے وابستگی

بادشاہ خان نے حضرت شیخ الہندؒ اور ان کی تحریک کے ساتھ اپنی وابستگی کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ آزادی کے سلسلے میں حضرت شیخ الہند کو دیوبند میں مقیم افغانی طلباء کے ذریعہ میری سرگرمیوں (سرحد میں تعلیمی شعور بیدار کرنے اور مدارس قائم کرنے اور دیگر کوششوں) کا علم ہوا چنانچہ انہوں نے مجھے طلب فرمایا اور میرے ساتھ تفصیلی گفتگو کی اور مجھے اپنی تحریک میں شامل کر لیا اس لئے کہ ہمارا مقصد ایک ہی تھا۔

یاغستان میں مرکز کے قیام کے لئے کوششیں

حضرت شیخ الہندؒ چونکہ یاغستان (آزاد قبائل) میں ایک مستحکم مرکز قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کیلئے وہ موزوں مقام کی تلاش میں تھے اس لئے انہوں نے ہمیں مامور کیا کہ مرکز کے قیام کے لئے یاغستان چلے جائیں اور وہاں قیام مرکز کے لئے جدوجہد کریں اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس مولانا عبیداللہ سندھی کو بھی عنقریب بھیج دوں گا جب تک وہ آپ کے ساتھ نہ ملیں آپ لوگ واپس نہ ہوں چنانچہ وہاں سے واپس ہو کر حضرت حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی اور حضرت شیخ الہندؒ دیوبندی کی ہدایات کے مطابق ضروری امور سے انہیں مطلع کیا اس کے بعد میں اور مولانا فضل محمود صاحب مخفی (جو ریاست دیر کے سیند علاقہ کے رہنے والے بڑے مجاہد تھے) مرکز کے سلسلے میں یاغستان گئے اگر چہ انگریز کی نگرانی انتہائی سخت تھی جس کی وجہ سے ایسے اہم کام اور خطرناک اقدام کا تصور کرنا بھی مہلک تھا لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ ہر جگہ جاسوسی کا ایک جال پھیلا ہوا تھا اس لئے ہم اجمیر شریف کے بہانے سے سفر پر نکلے اور ملاکنڈ کے راستہ پیدل روانہ ہوئے اور قبائل کو جناب مخفی صاحب کے چچا زاد بھائی کی امداد واعانت سے وہاں پہنچے وہاں حالات دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قبائل میں صرف دو قبیلے ایسے ہیں جن پر فرنگیوں کا اثر نہیں، سلارزئی اور مہمند چنانچہ ہم

نے کافی صعوبت اٹھانے اور تگ و دو کے بعد ان ہر دو قبائل کی حمایت و اعانت سے مقام ''زیگی'' ریاست باجوڑ کو مرکز بنانے میں کامیابی حاصل کی اور مسلسل دو مہینہ تک مولانا سندھی صاحبؒ کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہ آئے تو ہم اپنے علاقہ واپس ہو کر دیو بند گئے اور شیخ محمود حسن دیو بندیؒ کو تمام حالات و کارگذاری سے مطلع کر دیا چنانچہ انہوں نے بھی ''زیگی'' کا مرکز ہونا پسند فرمایا جس کے مضبوط و مستحکم ہونے کے بعد حضرت شیخ الہندؒ خود یہاں تشریف لانے والے تھے اس اثناء میں جناب مولانا سیف الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ فتح پوری بھی حاجی صاحب ترنگ زئی کی خدمت میں حضرت شیخ الہندؒ کی جانب سے بطور قاصد خاص آ گئے (میں نے خود ان کے درمیان خط و کتابت کے کافی فرائض انجام دیئے ہیں) لیکن قبل اس کے کہ کوئی عملدرآمد شروع کیا جائے پہلی عالمگیر جنگ چھڑ گئی حالات کی نزاکت کے باوجود حاجی صاحب مرحوم اور ہم نے اپنی جدوجہد رکھی اور حضرت شیخ الہند کے یہاں آمد و رفت جاری رہی۔

انگریزوں کی کڑی نگرانی میں جہاد

بادشاہ خان نے اس سوال کے جواب میں کہ جب انگریز کی نگرانی اتنی کڑی تھی تو اتنی آمد و رفت اور دیو بند میں قیام کیسے ممکن تھا؟ فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ مجھے اپنے مکان میں خفیہ رکھتے تھے اور کئی کئی دن اس گھر سے باہر نہ نکلتے اور اس کے علاوہ حضرت شیخ الہندؒ دیو بند سے باہر کسی غیر معروف اسٹیشن پر مجھ سے مل جاتے جس سے سی، آئی، ڈی کو بہ مشکل پتہ لگ سکتا اور وہ مجھے ضروری ہدایات سپرد کر دیتے۔ جنگ عظیم چھڑنے پر حاجی صاحب ترنگ زئیؒ علاقہ نہؔیر چلے گئے اور وہاں سے سرفروشوں کی ایک جماعت تیار کر کے انگریزوں پر حملہ کر دیا اور کافی عرصہ تک نہایت جوانمردی، بہادری اور کامیابی کے ساتھ انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا۔

حاجی صاحب ترنگزئی کی ناکامی کے اسباب

راقم نے حاجی صاحب مرحوم کے اس جہاد کی ناکامی کی وجوہات کے متعلق استفسار کیا تو بادشاہ خان نے فرمایا کہ ایک اہم وجہ تو حاجی صاحب مرحوم کی اپنی اجتہادی غلطی تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے اس جہاد کے لئے پوری تیاری نہیں کی تھی بلکہ ایک مختصر سی جماعت کو لے کر انگریز جیسی جابر اور مضبوط طاقت سے ٹکر لی اگرچہ حاجی صاحب کے جانفروش سپاہیوں نے ذرہ برابر دریغ نہ کیا لیکن مجاہدین کو بالآخر سامان رسد کی قلت اور کمک نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا حالانکہ شیخ

الہندؒ کے پروگرام کے مطابق پورے سارے سرحدی علاقوں کو منظم اور متحد کرنا اور اس کو مضبوط محاذ جنگ بنانا ضروری تھا اس کے بعد دشمن پر حملہ کرنا تھا اس کے علاوہ جہاد میں شکست کی ایک وجہ خوانین کی گدیاں بھی ہوئیں جو صرف اپنے معمولی اقتدار، گدیوں کے بچاؤ اور انگریز کی کٹھ پتلی بننے کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے تھے۔ بادشاہ خان نے کہا کہ اس کے بعد حاجی صاحب کی گرفتاری کا سخت خطرہ تھا اور حضرت شیخ الہند کی ہدایت بھی تھی اس لئے آپ آزاد قبائل یاغستان ہجرت کر گئے ان ایام میں مجھے بھی حراست میں لے لیا گیا تھا اور صرف مجھ کو اور میرے گاؤں والوں کو ایک لاکھ جرمانہ ادا کرنا پڑا اور سارے مدارس بند کر دیئے گئے تھے۔ جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی ''جماعتِ مجاہدین'' کے متعلق کہا کہ حضرت شیخ الہند اور دیگر زعماء (آپ نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کا نام بھی لیا) نے ان مجاہدین سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ زیادہ تر حسن عقیدت اور ان کی سابقہ شاندار روایات اور ان سے دور رہنے کی وجہ سے تھیں۔

مولانا سندھیؒ سے تعلق و ملاقات

بادشاہ خان نے مولانا عبید اللہ سندھی کے متعلق بتایا کہ انھوں نے اور حضرت مولانا محمد میاں صاحب عرف منصور انصاری نے حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر کابل ہجرت کر کے وہاں کام شروع کر دیا چنانچہ جب ہندوستان سے عام ہجرت کے سلسلے میں ہم نے کابل ہجرت کی تو وہاں ان حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔

ریشمی رومال کی تحریک

ریشمی خطوط کے متعلق بادشاہ خان نے کہا کہ ریشم کے بیل بوٹوں کی شکل میں کپڑوں پر خطوط لکھ کر حضرت شیخ الہند کی خدمت میں بھیجے جا رہے تھے جس کے نام سے یہ تحریک مشہور ہوئی۔

شیخ الہندؒ کے دیگر رفقاء کے نام

بادشاہ خان نے کہا کہ اس تحریک میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہٗ، حضرت حاجی ترنگ زئی صاحبؒ، مولانا فضل محمود صاحب مخفیؒ، مولانا عبدالعزیزؒ مولانا عزیر گل صاحبؒ، مولانا محمد میاں صاحبؒ عرف منصور انصاری مہاجر کابل، مولانا سیف الرحمٰن نے علی الخصوص کارہائے نمایاں انجام دیئے (ان کے علاوہ کئی قابل ذکر حضرات بھی تھے جو اس وقت ذہن میں نہیں)۔

شیخ الہندؒ سے بیعت

جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے فرمایا کہ میں باقاعدہ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت بھی ہو چکا ہوں وہ مجھ سے بہت خصوصیت رکھتے تھے خان عبدالغفار خان نے کہا کہ تحریک کیساتھ ربط وتعلق اور میری سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۱۱ء۱۹۱۲ء سے ہوا جبکہ میں نے ابھی شادی بھی نہیں کی تھی بادشاہ خان نے راقم الحروف کے ایک جواب میں کہا کہ میں نے تقریباً ۳۵ برس تک جیل کاٹی ہے

شیخ الاسلامؒ کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار

بادشاہ خان نے آخر میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار فرمایا اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی اس سے قبل انہوں نے اکوڑہ خٹک کے ایک عام جلسہ میں بھی حضرت شیخ مدنیؒ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا کہ ابھی حال ہی میں ہم اس عظیم شخصیت سے محروم ہوئے جنھوں نے ساری عمر انگریز کو مصیبت اور پریشانی میں رکھا جنھوں نے ملک وملت کے لئے عظیم قربانیاں دیں بادشاہ خان نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی خودنوشت سوانح نقش حیات (میرے ذاتی نسخہ) پر دستخط کرتے ہوئے لکھا کہ مذہب، پیار، محبت، سچائی اور مخلوق خدا کی خدمت کا نام ہے۔

سوانح عمری کی تدوین

بادشاہ خان نے جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ سے انکشاف کیا کہ میں نے تحریک حریت کا آغاز سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور اپنی سوانح میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں میں نے تحریک اور تحریک شیخ الہندؒ اور دیوبند کے ساتھ اپنے روابط وتعلق پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور تمام گوشے قیام پاکستان تک واضح کیے گئے ہیں صرف ترتیب اور نظر ثانی باقی ہے جو وقت کی قلت کی وجہ سے ادھوری پڑی ہے میں نے اس موقع پر کہا کہ اگر گستاخی نہ ہو تو میرے خیال میں یہ کتاب آپ کے دوروں سے تو کیا خود آپ سے بھی زیادہ قیمتی اور جلد قابل توجہ ہے انہوں نے ہنس کر فرمایا میں خود اسے محسوس کر رہا ہوں اور ان شاء اللہ عنقریب اس کے لئے فرصت نکالوں گا۔

طلباء کو نصیحت

آخر میں انہوں نے جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کو ایک پیغام میں کہا کہ وہ بیدار ہو کر اکابر کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے طریق کار اور کارناموں سے سبق لیں کیونکہ غفلت کا انجام ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

ادارتی تحریر: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

ایران کا جشن شہنشاہیت یا احیاءِ جاہلیت

(ماہنامہ ''الحق'' اکتوبر ۱۹۷۱)

جب شہنشاہِ ایران نے ڈھائی ہزار سالہ جشنِ شہنشاہیت منا کر جہل و تلبیس اور دجل و فریب اور شیطان کاز کے فروغ میں حد درجہ انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا تو مولانا سمیع الحق شہیدؒ یہ قبیح منظر برداشت نہ کر سکے، بڑی جرأت اور بے باکی کے ساتھ بھرپور تعاقب کرتے ہوئے ماہنامہ ''الحق'' کے صفحات پر تحریر فرمایا۔

قابل احترام عظیم دوست اور ہمسایہ مملکت ایران کی تحریک پر نہ صرف ایران و پاکستان بلکہ دیگر ممالک میں بھی ایران کی اڑھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا جشن منایا جا رہا ہے، تقریبات کا ایک طویل سلسلہ ہمارے ہاں بھی شروع ہے پورا پریس خاص ایڈیشن اور مضامین نکال رہا ہے، سرکاری سطح پر دفاتر میں تعطیل کی گئی ہے اور رنگا رنگ پروگراموں سے اس جشن کی رنگینیوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔

ایران ہمارا امن پسند پڑوسی اور ساتھی ہے، شاہ ایران بالقابہ ہمارے مخلص حلیف ہیں پھر اسلام کے اٹوٹ بندھنوں نے ہم سب کو جسد واحد بنا دیا ہے، ایک کی خوشی سب کی شادمانی اور ایک کا غم سب کی بے چینی ہے اس لئے بجا طور پر ہم شہنشاہ ایران اور ایرانی عوام کی مسرتوں میں شریک ہیں، ہم خلوص و وفا کا بدلہ خلوص سے دینا جانتے ہیں اور ان شاء اللہ ایرانی قوم ہر نازک مرحلہ پر ہمیں احسان شناس اور وفا شعار قوم پائے گی، پس بلاشبہ ہم اپنے دل کی گہرائیوں میں شاہ ایران اور ان کے معزز خاندان بلکہ ''اسلامی ایران'' کے تمام بہادر اور محبِ ملت و وطن سپوتوں کیلئے جذبات تحسین موجزن پاتے ہیں۔

پس امید ہے کہ وفا کیشی کے اس واضح اعتراف کے بعد اسلامی تقاضوں اور جذبہ ایمانی سے مجبور ہو کر اس ڈھائی ہزار سالہ جشن پر ایک خاص زاویہ سے کچھ عرض کرنے کی جسارت کو کسی برے جذبے پر محمول نہیں کیا جائے گا، مقصد نصیحت و خیر خواہی ہے، اپنے وطن عزیز کیلئے، گرامی قدر ہمسایہ ایران کیلئے اور پورے عالم اسلام کیلئے، اس لئے ان گذراشات کو جذبہ خلوص اور احساس مسئولیت خداوندی ہی پر محمول کیا جائے گا۔ دنیا کی تمام جاہلیتوں سے بیزار ہونے والے محمد عربی علیہ السلام کے نام لیوا بلالحاظ اختلاف مسلک اگر غور کریں گے تو غیر شعوری طور پر اس اجتماعی جرم عظیم کی شدت اور گہرائی پر محو

حیرت ہوکر اشک ندامت بہائے بغیر نہ رہ سکیں گے جو بے خبری میں اس جشن کی شکل میں سرزد ہو چکا ہے اگر خدا نے چاہا اور یہ اشک ہائے ندامت اس کی تلافی بن سکے تو اس خامہ فرسائی کا مقصد پورا ہو جائیگا۔

مسئلے کا اصل رخ

بظاہر معاملہ کسی ایک خاندان کے جشن کا ہے مگر ہے تاریخ اسلام کی بھیانک ترین لغزش اور جاہلیت اولیٰ کی اتنی زبردست تحسین جس کی نظیر پوری تاریخ میں ملنی مشکل ہے، مسئلے کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ کیا اسلام نے شہنشاہیت کی حوصلہ افزائی کی ہے؟ اور کیا ملوکیت کی کوئی بھی شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ نظام سیاست ومملکت سے جوڑ کھا سکتی ہے؟ دوسرا گوشہ یہ ہے کہ کیا اسلام نے کسی شخصیت، خاندان، کسی طبقہ یا کسی عہد یا تاریخ کے کسی خاص دور کا مروج طریقوں سے جشن منانے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ اور کیا اسلام کا عمومی مزاج، شہنشاہیت کا اس انداز میں روادار ہے؟ سلطانی جمہور اور مساوات کے غلغلوں میں مسلمانوں کا ایسے نمونوں پر قائم رہنا غیروں پر کیسے اثرات چھوڑ سکتا ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں ان سب باتوں پر گفتگو کی گنجائش ہے مگر بات صرف اتنی نہیں اور نہ ہمارا روئے سخن ان چیزوں کی طرف ہے؟ ذرا غور کیجئے! یہ جشن اگر صرف رضا شاہ پہلوی یا ان کے قریبی بزرگوں کا منایا جاتا یا اس سے بھی ایک قدم بڑھ کر اس کا دائرہ صرف سرزمین فارس میں آفتاب اسلام کی ضیا پاشی کے آغاز تک وسیع ہوتا تو بمشکل سہی لیکن گنجائش شاید اس جشن کی نکل آتی اور اس حد تک ہم بھی جذبات سپاس ومحبت میں شریک ہوتے۔

عہد جاہلیت کی تحسین اور اسلام جمع نہیں ہو سکتے

مگر یہاں تو بات چودہ سو سال کی نہیں ڈھائی ہزار سال کی ہے جس میں گیارہ سو سالہ دور خالص اس عہد جاہلیت کے شہنشاہوں کا ہے جب کہ اس پورے عرصہ میں ایران کی تیرہ وتاریک سرزمین کسی بھی آسمانی دین اور توحید کی روشنی سے شناسا نہ ہوئی نہ ان ملوک وامراء کے ہاں کسی اخلاقی قدر کی قدر افزائی تھی، پھر اس اڑھائی ہزار سالہ عہد میں ان ملوک کا وہ عہد نامسعود بھی شامل ہے جب کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ قریب الختم ہونے تک ان شہنشاہوں نے اپنی ساری قوت وسطوت اسلام اور داعئ اسلام کے بہادر جرنیلوں نے سب کچھ لٹا کر یہ روشنی نہ صرف بچائی بلکہ ایران کے ظلمت کدوں کو اس سے روشن کر کے دم لیا۔

اسلام سے پہلے ایران کی شب دیجور

مگر اس روشنی سے پہلے ایران کی شب دیجور کی کیا حالت تھی؟ آیئے! ظہور اسلام سے ذرا پہلے اور پھر اس کے بعد اس کی دھندلی سی تصویر پر ایک نظر ڈالیں شاید تخت کیانی پر متمکن ان شہنشاہوں کے ''کارناموں'' میں بھی جشن کا کچھ سامان مل جائے۔

مزدکیت اور زردشت

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہمیں قباد اول بن فیروز سے واسطہ پڑتا ہے جس نے مزدک کو پروان چڑھایا مزدک نے دولت کے ساتھ عورت کو بھی مشترکہ قومی سرمایہ بنایا کسی ایک کی بیوی سب انسانوں کا بستر بن سکتی ہے یہ اس کا فلسفہ تھا قباد نے اس تحریک کو شاہی سرپرستی میں لیا، عیش پرست ملوک اور امراء نے اس کا خیر مقدم کیا اور بہیمانہ تعلیم نے رہی سہی اخلاقی قدروں کو بھی خاک میں ملا کے رکھ دیا، ۵۳۱ء میں قباد کی جگہ نوشیرواں آیا جس کی عدل پروری کی دنیا میں ایک دھوم ہے مگر عدل وانصاف کا یہ تمغہ اسے ان ہزاروں احباب واقارب اور امراء وعوام کو تہ تیغ کرنے کے صلہ میں ملا جو اس کے کیش زردشتی اور جذبہ آتش پرستی میں مزاحم بنے۔

الغرض! اس نے مزدکیت کی جگہ زردشت کے نامعقول فلسفہ کو بزور شمشیر رائج کرنا چاہا یہ فلسفہ کیا تھا؟ یزدان واہرمن کے نام سے خداؤں کی تقسیم، نیکی و بدی، خیر و شر، ظلمت ونور کا گورکھ دھندا، آگ اس میں مسجود خلائق تھی، رہے اخلاق تو اس پورے آئین اور فلسفہ میں اس کے لئے کوئی خانہ نہ تھا بلکہ مجوسیت نے باپ کا بیٹی، بھائی کا بہن، بیٹے کا ماں سے نکاح کو ایک عام بات بنا کر اخلاقی قدروں کو پوری طرح محو کرنے کی بھرپور کوشش کی، یہی وجہ ہے کہ پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں ہم بادشاہ یزدگرد ثانی کو اپنی بیٹی سے نکاح کرتے اور پھر اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے دیکھتے ہیں نوشیرواں عادل کی اس دوئی پرستی (تثنی فی العبادة) کو اس کے بیٹے نوشہزاد نے تثلیث پرستی سے مٹانا چاہا جو خود تثلیث میں محو تھا، نوشیرواں کے بعد یزدگرد ثالث سے لیکر ہرمز چہارم تک یہی حالت رہی شہنشاہوں کے اس عہد میں عورت کا جو مقام تھا اسکے کچھ نقوش شاہنامہ کے اوراق میں نظر آسکتے ہیں۔

مانویت

اسی عہد کی یادگار مسیحیت اور مجوسیت کی وہ معجون مرکب بھی ہے جو مانویت کے نام سے مشہور ہے، جس کی بنیاد یہ ہے کہ ترکِ ازدواج وتعلقات انسانی کے ذریعہ پوری بنی نوع انسانیت کی

نسل کشی کی جائے، ان حکمرانوں میں قدر مشترک اگر تھی تو یہی کہ یہ اپنے بنی نوع انسانوں پر خدائی کیلئے پیدا ہوئے ہیں، رعایا انہیں معبود اور اوتار سمجھے اور وہ رعایا کو بے دام غلام، جیسے بھی چاہیں ان کے مال و متاع اور عصمت و آبرو میں تصرف کریں، وہ اپنے سوا ساری مخلوق کو ذلیل اور کمتر سمجھتے اور اسے اپنے برابر کسی بھی انسانی سلوک کا مستحق نہ خیال کرتے، ہمارے ایک اولوالعزم سفیر مغیرہ بن شعبہؓ جب ایک مرتبہ رستم کے برابر بیٹھ گئے تو پورا دربار اس گستاخی پر چلا اٹھا اور مسلمانوں کے ایک معزز سفیر کو (جنہیں بلایا گیا تھا) تخت سے کھینچ کر نیچے گرا دیا گیا، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شان قلندرانہ سے دربار پر ایک نگاہ حقارت ڈالی اور فرمایا کہ اب تم ضرور مغلوب ہو گے کیونکہ کوئی سلطنت ایسے افعال و اخلاق کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔ الغرض! ان بادشاہوں کے ایسے عادات و اطوار تھے جنہوں نے مشرک عیسائیوں کو حضرت رسول کریم علیہ السلام کی نظروں میں مجوس پر قابل ترجیح بنا دیا تھا، قرآن کی سورہ روم بھی مسلمانوں کے ایسے ہی جذبات کی ترجمانی کر رہی ہے۔

بعثت نبویؐ اور ملوک کا ردعمل

اب ذرا بعثت نبویؐ کے بعد ملوک فارس کے ردعمل کو بھی دیکھئے! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ دعوت نجات و فلاح لیکر حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کے ذریعہ عظیم فارس کسریٰ خسرو پرویز کے پاس پہنچتا ہے مگر وہ طرز تخاطب دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو کر نامۂ مبارک پھاڑ دیتا ہے اور کہتا ہے یکتب إلی بهذا وهو عبدی "میرا محکوم ہو کر مجھے ایسا خط لکھتا ہے" پھر نہ صرف یہ کہ قاصد کی تذلیل کر کے اسے نکلواتا ہے بلکہ یمن کے گورنر باذان کو حضورؐ کی گرفتاری اور مدائن پہنچا کر دربار میں پیش کرنے پر مامور کرتا ہے اور اس طرح حسب بشارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہزار سالہ مستحکم سلطنت کی بنیادیں خود اپنے ہاتھ سے تہ وبالا کرنے کا سامان کرتا ہے اس کے بعد مدائن کے چودہ کنگروں کے گرنے کی تعبیر شروع ہوتی ہے اور خسرو پرویز کا بیٹا نہ صرف اپنے باپ کو بلکہ تمام خاندان اور وارثان مملکت کو قتل کر کے تخت پر بیٹھ جاتا ہے، کچھ عرصہ بعد وہ ہلاک ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ سات برس کا بچہ اردشیر تخت کیانی پر بٹھلایا جاتا ہے مگر اپنے ہی ایک جرنیل کے ہاتھوں وہ بھی قتل ہو جاتا ہے اور پورے خاندان میں مرد وارث تخت نہ ہونے کی وجہ سے کسریٰ کی بیٹی بوران کی تاجپوشی ہوتی ہے مگر جلد ہی دور کا ایک رشتہ دار اسے قتل کر کے تخت پر قابض ہو جاتا ہے وہ بھی ایک ماہ لطف سلطنت نہیں اٹھاتا کہ اہل فارس اسے قتل کر دیتے ہیں، اب کسریٰ کی دوسری بیٹی ارزمیدخت کی باری آتی ہے اور وہ مالک تخت و تاج بن جاتی ہے مگر مشہور جرنیل رستم اپنے باپ کا انتقام لیتے ہوئے ملکہ کو اندھا کر

کے قتل کر دیتا ہے اور کسی اور کو تخت پر بٹھاتا ہے مگر جلد ہی تخت کیانی پھر لاوراث ہو جاتا ہے اور بالآخر تلاش بسیار کے بعد کسریٰ کے ایک گمنام پوتے یزدجر کو کہیں سے لاکر تخت شاہی پر متمکن کر دیا جاتا ہے

چراغ مصطفوی اور فارس کے بولہبی شرارے

یہی یزدجر ہے جسے ہم حضرت عمرؓ کی جان نثار افواج کے ساتھ سرزمین فارس اور عراق عجم میں مسلسل برسر پیکار دیکھ رہے ہیں قادسیہ، مدائن اور نہاوند کے میدان اسلام اور جاہلیت کے اس خونی تصادم کی نشانیاں ہیں رستم و ہرمزان جالیسوس اور فیروزان اور یزدگرد وخاقان وہی بولہبی شرارے ہیں جو آخر تک چراغ مصطفوی سے ستیزہ کار رہے، سعد بن ابی وقاصؓ، ربعی بن عامرؓ، حذیفہؓ اور مغیرہؓ کی پاک ارواح شہادت دیتی ہیں کہ اسلام کسی لمحہ بھی اس عجمی جاہلیت کا روادار نہیں ہوسکتا، قادسیہ کے میدان، فارس کے دشت وصحرا، دجلہ کی طغیانیاں اور مدائن کے کھنڈرات جاہلیت اور اسلام کے درمیان نہ مٹنے والی دوری اور حد فاصل کی گواہی دے رہے ہیں۔ بہرتقدیر! عہد اسلام سے قبل یا اس سے کچھ عرصہ بعد عہد عثمانؓ تک یہ اس شہنشاہیت کی ایک جھلک تھی جسے آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے خراج تحسین پیش کیا ان عاشقان پاک طینت کی ارواح پر کیا گزری ہوگی؟ جنہوں نے انسان کو انسان کی بندگی سے نکال کر ایک معبود برحق کی چوکھٹ پر لانے کی خاطر اپنی محبوب جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور عجم کے کارزاروں کو اپنے خون سے لالہ زار بنا دیا، عراق اور ایران کے صحراؤں میں اپنے اسلاف کی تگ وتاز اور جہاد پیہم کی ساری داستان ہم بھلا بیٹھے۔

اسلام جشنوں کا روادار نہیں

اگر اسلام جشنوں اور یادگاروں کا متحمل ہوتا اور ہمارا موجودہ عہد ذلت و ادبار خرمستیوں کو برداشت کرتا اور ہم جشن مناتے بھی تو ہمیں اس فاروق اعظم کا جشن منانا چاہیے تھا جس کے صدقے آج ہم نہ صرف ایران بلکہ کئی اسلامی سلطنتوں کے دعویدار ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جان فروشیاں نہ ہوتیں تو اس دور کی جاہلانہ ملوکیت ہمیں کہاں پہنچائے ہوتی، آج ہم عالم انسانیت کیلئے بوجھ ہوتے، انسان انسانوں کا غلام ہوتا۔

قابل فخر اسلاف کون ہیں؟

ہمیں یاد منانی ہے تو اپنے جرنیل سعد بن ابی وقاصؓ کی منانی چاہیے جن کے فولادی عزم ویقین کے سامنے بحر ظلمات سرنگوں ہوا اور ان صحابہؓ کا جن کے عزم وحوصلہ کے صدقے فارس کے

ایوان نغمہ ہائے توحید سے گونج اٹھے، ابوعبیدہؓ اور خالدؓ کی یاد تازہ کیجئے! جن کے عزم وتدبر اور صلابت و ہمت کے سامنے روم کے صنم کدے پگھل کر رہ گئے، اسلام کفر اور عہد جاہلیت کے کسی نقش کو تازہ کرنے کا روادار نہیں اور نہ اسلام ایسے لوگوں کی تحسین کرتا ہے خواہ وہ ہمارے آباواجداد ہی کیوں نہ ہوں خواہ ایسا ایران میں کیا جائے یا عرب میں، افریقہ میں ہوتا ہے یا ہند میں، ہمارے لئے قابل فخر وہی اسلاف ہیں جن کا سب کچھ اول و آخر اسلام کیلئے تھا اگر ہمارے اسلاف میں سے کسی نے خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے اسلام اور دائمی اسلام کے بارے میں اچھی روایت نہیں چھوڑی تو ہم ایسے اسلاف پر فخر و مباہات کی بجائے اظہار نفرت و ملامت کرتے ہیں، مسلم کی شان تو یہ ہے کہ لَاتَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (المجادلة: ۲۲)

جاہلیت کی کوئی یاد لائق اعتناء نہیں

جاہلیت کی یاد خواہ فراعنۂ مصر کی ہو یا ابوجہل وابولہب قریش کی، منگولوں کے ہلاکو یا چنگیز کی ہو یا یمن کے عاد وثمود کی، ہندوستان کے راجہ داہر کی یا عراق کے نمرود اور فارس کے دارا وسکندر کی، ہر لحاظ سے قابل نفرین ہے اور ہمیں اس دور جاہلیت کو دل و دماغ کے ہر گوشہ سے مٹا دینا چاہیے پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ مصر کی فرعونیت اور سندھ کی داہریت پر تو واویلا کیا جائے مگر ایران کی عجمی جاہلیت کی یاد منانے میں سب ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی سعی کریں، ہم امت مسلمہ ہیں، عہد جاہلیت کی کوئی یاد کوئی نشان اور کوئی نقش ہمارے لئے لائق اعتناء نہیں اور اسی ہادئ برحق ﷺ کی تعلیم ہے جس کے آنے سے جاہلیت کی کایا پلٹ گئی، ایوان کسریٰ میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے زمین بوس ہو گئے، شام کے تمام آتش کدوں کی آگ بجھ گئی، بحیرہ سادہ کا پانی خشک ہو گیا سادہ کی ندی سوکھ گئی، بحیرۂ طبریہ کا پانی منقطع ہو گیا اور فارس کے چیف جسٹس نے خواب دیکھا کہ مضبوط وتوانا اونٹ اور اونٹوں کے پیچھے عربی گھوڑے دجلہ کو عبور کر کے بلا دعجم میں پھیل گئے ہیں یہ جاہلیت اب قیامت تک قدموں میں پامال ہوتی رہے گی هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعدهٗ ہمارے محبوب قائد حضرت عمرؓ نے اس جاہلیت کو ہمیشہ کیلئے زیروزبر کرنے کے بعد فرمایا تھا، آج مجوسیوں کی سلطنت برباد ہو گئی اور اب وہ اسلام کو کسی طرح ضرر نہیں پہنچا سکتے لیکن اگر تم بھی راست کرداری پر ثابت قدم نہ رہے تو خدا تم سے بھی حکومت چھین کر دوسرے کے ہاتھ میں دے دے گا۔ کاش! ایران کے ارباب حکومت ہماری اس دردمندانہ گزارشات پر کچھ توجہ دے سکیں۔

ادارتی تحریر حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

عالم اسلام کی معاشرتی قدریں

مملکتِ عزیز پاکستان کی آزادی کو چوبیس برس گزر گئے ملک کی اصلاح وترقی کیلئے مختلف تحریکیں اٹھیں، کئی انقلابات آئے، منصوبے بنے، تحقیقاتی کمیشن قائم ہوئے، تجاویز پیش ہوئیں، بلند بانگ دعوؤں اور منشوروں کا ایک طومار مرتب ہوتا چلا گیا مگر اس ساری کدوکاوش کا نتیجہ ''کوہ کندن وکاہ بر آوردن'' ہی ظاہر ہوا، بحران بڑھتا گیا، تباہی نے ہمیں چاروں طرف سے آگھیرا اور ملک اصلاح وترقی کی بجائے، فساد اور تنزل کی طرف لڑھکنے لگا، اب جب کہ نئی حکومت نئے جوش اور ولولہ سے قیادت سنبھال کر ملک کی از سرِ نو تعمیر کا عزم دہراتی ہے تو ہمیں اس سارے لاطائل و لاحاصل جدوجہد اور کوششوں کو نگاہ میں رکھ کر اصلاح وتعمیر کا کام نئی بنیادوں پر شروع کرنا چاہئے، ورنہ نتیجتاً وہی ضیاع وقت اور بربادی ظاہر ہوگا کہ جب تک بیماری اور خرابی کی تشخیص نہ ہوسکے، اصلاح اور علاج کی ساری تدابیر ناکام ہوتی ہیں، اس وقت نئی تعمیر کیلئے جو بنیادی حیثیت کا مسئلہ ہے وہ ملک کی اصلاحی اور اخلاقی بنیاد پر تعمیر نو ہے جب تک بنیاد درست نہ ہوگی ساری عمارت تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، ہماری معیشت، سیاست، اقتصادیات، اور تمام سماجی مسائل اگر حل ہوسکتے ہیں تو اس صورت میں کہ ملک اور معاشرہ کی اخلاقی قدروں اور معاشرتی امور پر بنیادی توجہ دی جائے ورنہ بغیر اس کے ہمارے تمام منصوبے ناکام سے ناکام تر ثابت ہوں گے، معاشی اور زرعی اصلاحات، صنعتی ترقی اور معیار زندگی میں بلندی کے لئے ہماری تگ ودو کے باوجود ملک میں جس پیمانہ پر رشوت خوری، دولت ستانی، اقرباء نوازی، ذخیرہ اندوزی، غبن، بددیانتی، فرائض میں کوتاہی، مجرمانہ گرانفروشی، خودغرضی اور ہوس رانی بڑھ رہی ہے، اس سے پہلے کبھی نہ تھی، حکومت کے اعلیٰ سے ادنیٰ تمام محکموں میں ان برائیوں کا دوردورہ سب کو محسوس ہوسکتا ہے، اجتماعی حقوق اور جذبۂ حب الوطنی کا احساس اتنا مفقود ہے کہ اپنی حقیر اور فانی لذت یا مادی فوائد اور چندروزہ اقتدار کی خاطر ملت کے بڑے بڑے مفاد کو غداری کی بھینٹ چڑھانا معمول کی بات ہوگئی ہے، ملک ووطن کی ذمہ داریوں کا احساس صفر ہے، ان خرابیوں میں عوام بھی حکام سے پیچھے نہیں ہیں، بے حیائی، فحاشی، زنا، چوری، اغوا اور ڈکیتی، سمگلنگ، قومی وملی امور میں غبن اور خرد برد کا حال ڈھکا چھپا نہیں۔

اخلاقی اور اصلاحی انقلاب کی ضرورت

اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ہر تحریک چلائی مگر قومی اور وسیع پیمانہ پر کبھی توجہ نہ ہوئی تو

اخلاقی واصلاحی انقلاب کی طرف نہ ہوئی، اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اربابِ اقتدار خرابیوں کے جس دلدل میں خود پھنسے ہوئے تو ہوئی وہوس اور لذت اندوزی کے اس کیچڑ سے وہ عوام کو کب نکالنا چاہیں گے پھر جن لوگوں کے ہاتھوں زمامِ کار رہتی ہے، انہیں یا تو خراب حالات نے اتفاقیہ لیڈر بنایا ہوتا ہے یا پھر ان کی فکری اٹھان چند روزہ سیاسی دھندوں کی مرہون ہوتی ہے یا پھر ان تعلیمی اداروں کی جہاں سب کچھ ہوتا ہے مگر اخلاق، ضمیر، شعور وادراک اور نفس کی تربیت وتہذیب کے لئے کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہمارے رہنما قوم کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت جیسے کٹھن خشک وبے مزہ کام کے جھمیلوں میں پڑکر اپنی زندگی کی رنگینیاں بدمزہ کرنا چاہتے ہیں رہے افسرانِ کرام تو دفتری نظم ونسق اور سرخ فیتہ والے نظام کی جزئیات اور کاغذی کاروائیوں کی گردش اور پھر عیش ورفاہیت میں بدمست حالت انہیں اتنے اہم مسئلے پر سوچنے کب دیتی ہے، قوم میں جب تک اخلاقی احساس اور اجتماعی شعور بیدار نہ ہو، خداشناسی اور خداترسی اور محاسبۂ آخرت کا احساس نہ ہو، فرائض اور حقوق کا ادراک نہ ہو، رضا کارانہ کام، ایثار، خلوص، ادائیگی حقوق وامانات کی تڑپ نہ ہو، تو ہمارا ہر معاشی اقتصادی اور سیاسی منصوبہ نہ صرف ناکام بلکہ مزید تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ بنتا رہے گا، پہلے قوم کی بحیثیتِ مسلمان اور دیانتدار شہری کی تربیت کیجئے! انقلاب برپا کیجئے! اس کے بعد صنعتی ترقی، زرعی اصلاحات اور ملک کی تعمیر نو کیلئے آپ کی معمولی کوششیں بھی بہت بڑے ثمرات ظاہر کریں گی۔

ہمیں افسوس ہے کہ پارٹی کے صدر (ذوالفقار علی بھٹو) نے اقتدار سے قبل تین بنیادوں پر انتخابی پروگرام پیش کیا تھا، اس نے اس عرصہ میں معاشی نظام کیلئے سوشلزم، سیاست کیلئے جمہوریت کی طرف برائے نام سہی کچھ تو قدم اٹھایا یا بہلانے کی کوشش کی مگر اسلام جسے اپنا دین کہا گیا تھا کامل بے اعتنائی کے ساتھ پس پشت ڈال دیا گیا اور اب تک اُسے دین کی حیثیت سے نافذ کرنے یا اسلامی خطوط پر معاشرہ کی اصلاح کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا نہ ملک کی تعمیر نو میں اصلاحی واخلاقی اقدامات کی طرف کوئی توجہ دی گئی، نتیجہ وہی کہ گاڑی ہلاکت کی اسی پٹڑی پر جارہی ہے، اصلاحات کے باوجود معاشرہ میں اضطراب اور بے چینی روزافزوں ہے، مزدوروں اور ملازمین کا عفریت بوتل سے نکل چکا ہے، سیاسی زعماء بے اعتماد ہیں عوام اقتصادی اور معاشی لحاظ سے دبتے جارہے ہیں، امن اور اتحاد کی فضا ختم ہوتی جارہی ہے، محبت اور الفت کے رشتے نفرت اور عدوات سے بدل رہے ہیں، پھر کیا اب بھی فطرت کے ردِعمل اور قانون انتقام سے ہم غافل رہیں گے؟ اس وقت جبکہ محرم سے سالِ نو کا آغاز ہورہا ہے، ہم نہایت خلوص سے نئی حکومت کی توجہ وقت کے اس اہم ترین مسئلہ اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ ......

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم   تو خواہ از سخنم پند گیر اخواہ ملال   (اسلام اور عصر حاضر: ص۴۸۱)

خادم الحرمین شاہ فیصلؒ کی شہادت پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا تعزیتی شذرہ

(الحق اپریل ۱۹۷۵ء)

آسماں راحق بود گرخوں ببارد بر زمین
بروصال شیخ مستعظم امیر المومنین

آہ! کعبۃ اللہ اور مدینۃ الرسول کا کیسا خادم یکا یک دنیا سے چل بسا، جلالۃ الملک فیصل المعظم شہید کر دیئے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون ایک ایسے مرحلہ پر کہ عرب اور اسرائیل کے درمیان امن مذاکرت ناکامی کے موڑ پر پہنچ گئے تھے اور مغرب کا عیار نمائندہ کسنجر بظاہر اس کا ذمہ دار اسرائیل کو ٹھہرا رہا تھا اور جنگ کے بادل نہایت گھرے ہوتے گئے کہ عالم عرب اپنے ایک عظیم اور مدبر سپوت سے محروم ہو گیا۔

پرسوں جبکہ اسلامیانِ عالم اپنے آقا اور مولیٰ نبی عربی تاجدار دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کر رہے تھے۔ پاسبان حجاز ملک فیصل نے ایسے ہی ایک تقریب میں گویا آقائے مدینہ کے حضور میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ شہادت تو مطلوب ومقصود مومن ہے اور ملک فیصل نے تو اسی موسم حج میں اپنے خطبہ عرفات کے دوران بیت المقدس کی بازیابی اور فلسطین کی آزادی کی راہ میں شہادت کی آرزو اور تمنا بھی ظاہر کر دی تھی۔ انہوں نے شہادت پا کر حیاتِ جاودانی حاصل کر لی مگر ایک شقی مسلمان کے ہاتھوں ان کی شہادت نے ہماری تاریخ کا وہ سیاہ باب دہرا دیا جبکہ بظاہر اپنوں ہی کے ہاتھوں حضرت عثمان اور حضرت علی اور پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔

آج جبکہ پوری ملت مسلمہ شاہ فیصل کی جدائی پر ماتم کناں ہے علم اور دین کی محفلوں میں قیامت برپا ہے اور مسلمانوں کے ایوانِ حکومت و سیاست اضطراب میں ڈوب چکے ہیں تو اس لئے نہیں کہ مرحوم فیصل ایک بادشاہ اور دنیا کی بہت بڑی مالدار ریاست کے حکمران تھے بلکہ اس لئے کہ

عالم اسلام اپنے ایک نہایت ہمدرد وشفیق سرپرست اور دردمند بزرگ سے محروم ہو گیا ہے۔ یہ مقام اور منصب انہیں قانون اور روایتی رسم و رواج نے نہیں بلکہ ان کی فعال اور زندہ جاوید شخصیت نے دیا تھا۔ وہ بظاہر سعودی عرب کے حکمران تھے مگر ان کے درد واخلاص، ملت مسلمہ کی فکرمندی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں، ان کی سیاسی بصیرت، تدبر، دوراندیشی، شرافتِ نفس، بردباری اور متحمل مزاجی کے ساتھ مدبرانہ صلاحیتوں نے انہیں دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے قلوب پر حکمرانی بخش دی تھی۔ عالم اسلام میں انہیں قلب کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی حرمین الشریفین کی پاسبانی کے ساتھ ذاتی صفات اور بلندیٔ کردار نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور وہ غیر شعوری طور پر مسلمانوں کے ان احساسات اور تمناؤں کے مرکز بنتے چلے گئے جو وہ اپنے دلوں میں خلافت اسلامیہ اور مرکزیت عالم اسلام کے بارہ میں رکھتے تھے مسلمانوں کی ان حسین اور معصوم تمناؤں کا اظہار عالم اسلام کے کئی قائدین نے بھی کیا کہ کاش! عالم اسلام کو مرحوم ملک فیصل کی دامن عاطفت میں پھر خلافت اسلامیہ کا گوہر گم گشتہ مل سکے۔ لاہور کی سربراہ کانفرنس میں تو اس کوہ وقار و تمکنت کی ادائیں دیکھ کر یہ احساس اور بھی شدت سے ابھرا، ایسے مواقع پر ان کی شاہانہ تمکنت وعظمت کے ساتھ مومنانہ انکسار و تواضع اور عبدیت میں ڈوبی ہوئی شان دلربائی سے دنیا بھر کے اسلامی حکمرانوں میں ان کی انفرادیت اور بھی نمایاں ہو جاتی وہ بظاہر خاموش رہتے مگر دیکھنے والوں سے کہہ رہے ہوتے۔

من مثال لالۂ صحراستم　　　　درمیان محفلے تنہاستم

وہ بظاہر با اختیار حکمران تھے مگر لاہور کی بادشاہی مسجد میں رب العالمین کی بارگاہ میں جس انداز غلامانہ سے اپنی جبین نیاز جھکا رہے تھے اور احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہو کر ماحول سے بے نیاز ہو کر اور سراپا عجز و نیاز بن کر جس انداز میں بارگاہ ایزدی میں اپنے آنسوؤں کے آبدار و تابدار موتی پیش کر رہے تھے وہ انہی کا حصہ تھا اور صدیوں بعد شاہی مسجد کو اپنے معمار اورنگزیب عالمگیرؒ کا نمونہ دیکھنا نصیب ہو سکا تھا۔　ع　　ہر ہوسنا کے نداند جام وسندان باختن

اسلامیانِ عالم کی نظریں اس بے مثال اجتماع میں عالم اسلام کے قائدین کے اس جنگل میں ہارون الرشیدؒ کی عظمت وسطوت عمر بن عبدالعزیزؒ کا درد، عالمگیرؒ کا فقر اور جذبۂ علم پروری تلاش کر رہی تھیں اور اس کی کچھ جھلکیاں دکھائی بھی دیں تو شاہ فیصل مرحوم میں، وہ عموماً خاموش رہتے مگر ان کا دل ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کی تمناؤں کا آتش فشاں بنا ہوا تھا اور ان کے چہرے کی سلوٹیں ملت کے درد اور مسئولیتِ خداوندی کے گہرے احساسات کی غماز ہوتیں، وہ مسلمانوں کے ہر اہم اجتماع میں اپنی

شانِ بے نیازی شاہانہ عظمت اور مؤمنانہ مسکنت کی وجہ سے میر محفل بن جاتے، شاہوں کو وہ شاہ لگتے تو علمائے عارفین اور فقرائے مقربین کو وہ ایک عارف و زاہد۔ ۱۹۶۴ء میں جب وہ سریر آرائے امارت ہوئے تو زہے نصیب کہ راقم مدینہ طیبہ میں مقیم تھا۔ شاہ سعود کی معزولی اور شاہ فیصل کی امارت کی اطلاع میں نے مدینہ طیبہ کی اسلامی یونیورسٹی میں سنی جہاں میں اتفاق سے رات کو بعض دوستوں کے ساتھ ٹھہر گیا تھا۔ اس تبدیلی اور انقلاب سے آس پاس کے چہروں پر فکر کی لہریں دوڑ گئیں، علم اور دین سے وابستہ افراد اور بالخصوص مغربی استعمار سے عداوت رکھنے والے حلقوں میں تشویش کی فضا پیدا ہوئی، وسوسوں نے انگڑائیاں لیں کہ معلوم نہیں شاہ سعود کے جاری کردہ علم اور دین کے کارہائے خیر کا کیا بنے گا؟ اور نئے حکمران کا رویہ دشمن اسلام امریکہ اور یورپ کے ساتھ کیسا ہوگا؟ جس نے سعودی عرب کو کلی طور پر اپنے رحم و کرم سے وابستہ کر رکھا ہے، وہ مغرب کے حلیف سمجھے جاتے تھے مگر بہت جلد انہوں نے ان تمام خدشات کو غلط ثابت کر دیا اور وہ اس معاملہ میں اپنے پیش رو شاہ سعود سے بھی کہیں زیادہ مدبر، ذہین، معاملہ فہم اور گرم جوش ثابت ہوئے اور مشرق وسطیٰ کے بحران میں انہوں نے مغربی سامراج کے مقابلہ میں نہایت اعلیٰ، بلند اور مثالی قائدانہ کردار ادا کیا، اس لئے کہ وہ مردِ مومن تھے اور بقول مشہور عرب ادیب امیر شکیب ارسلان: لا يجتمع الإسلام و الميل إلى الإستعمار الأوربی فی قلب واحدٍ ''اسلام اور مغربی سامراج کی محبت ہرگز ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔'' اس کے بعد شاہ فیصل نے مغربی استعمار کے عظیم دشمن صدر ناصر مرحوم سے دوستی قائم کرنے میں بھی تامل نہ کیا جن کی زندگی برصغیر کے امام حریت مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کے ان الفاظ کی عملی تفسیر تھی کہ: ''ہم غاروں میں چرندوں سے، سمندروں میں مگرمچھوں سے اور بھٹوں میں سانپوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن جب تک جزیرۃ العرب کی کسی چپہ زمین پر بھی برطانوی اقتدار باقی ہے ہم انگریزوں کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھانے کے لئے تیار نہیں''۔

شاہ فیصل نے ۱۹۶۶ء میں صدر ناصر کے ساتھ جمہوریہ یمن کے قیام کے لئے ایک سمجھوتہ پر دستخط کر دیئے۔ وہ اسرائیل سے ہر محاذ پر برسرِ پیکار ہو گئے اور صیہونیت کے خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہے۔ انہوں نے سیاسی تدبر اور معتدل طبیعت کے ساتھ اپنے مغربی دوستوں پر بھرپور وار کئے۔ سقوطِ بیت المقدس کی قیامت اور فلسطین کی غلامی کا سانحہ ان کے لئے سوہانِ روح بن گیا تھا اور وہ استخلاص فلسطین اور بیت المقدس کی بازیابی کے لئے سیاسی، جنگی، اقتصادی ہر محاذ پر اپنی بہترین صلاحتیں استعمال کرنے لگے اس مقصد کے لئے انہوں نے ہر نازک موقع پر عرب ممالک کے لئے اپنی

بے پناہ دولت کے خزانے کھول دیئے اور گذشتہ جنگ رمضان کے موقع پر تو عملاً بھی جنگ میں کود پڑے اور عالم عرب کے سب سے مؤثر اور کارآمد ہتھیار تیل کو یورپ کے خلاف استعمال کرنے میں تو آپ کو بنیادی رول ادا کرنا پڑا اور بلاشبہ حربِ رمضان کی فتح میں شاہ فیصل کا نام سرِ فہرست رہے گا۔

پھر وہ صرف عالم عرب کے لئے بے چین نہ رہے جس کے اتحاد کے لئے آپ نے لگاتار دورے کئے بلکہ پوری دنیائے اسلام کے اتحاد کا فکر انہیں دامن گیر تھا۔ وہ کسی فیڈریشن پر مبنی جزوی یا علاقائی اتحاد پر نہیں بلکہ عقیدہ اور نظریہ کی راسخ بنیادوں پر مبنی وسیع اور مضبوط اسلامی اتحاد کے علمبردار تھے اور اس اتحاد کے مبلغ بن کر وہ رائد التضامن الإسلامی کہلائے ان کے اتحاد عالم اسلام کے مساعی کا سلسلہ مغرب کی رباط کانفرنس اور اسلامی سیکرٹریٹ سے لیکر مشرق کی لاہور کانفرنس تک دراز ہے۔ ان اسٹیجوں پر عالم اسلام کو جمع کرنے میں آپ کا بنیادی حصہ ہے۔

وہ ایک طرف مصر سے مراسم مضبوط کرتے چلے گئے، دوسری طرف اتحاد کے خطوط پر خلیج کی ریاستوں بالخصوص ابوظہبی کے شیخ زید سے مصالحت کے رشتے نکال لائے۔ پاکستان اور افغانستان کی غلط فہمیاں دور کرنے کیلئے اپنے قاصد دوڑائے، لیبیا اور مصر کو آپس میں قریب رکھنے کی سعی کی، عراق اور ایران کی صلح پر انہیں بے حد مسرت ہوئی اور پاکستان کے افتراق وانتشار اور بنگلہ دیش کی شکل میں دولخت ہو جانے پر انہوں نے آنسو بہائے۔ رباط کانفرنس میں شاہ حسین کو فلسطین کی نمائندہ تنظیم آزادی کو تسلیم کرنے پر آمادہ کیا۔

الغرض! عالم اسلام پر جہاں کوئی افتاد پڑتی وہ بے دریغ اپنی جانی اور مالی مدد کے ساتھ پہنچ جاتے۔ پاکستان کے حالیہ زلزلہ میں انہوں نے بہت بڑی مدد کی ان سب باتوں کے علاوہ وہ نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ جہاں کہیں بھی مسلمانوں کی تھوڑی بہت آبادی تھی۔ ان کی سیاسی، تمدنی، دینی اور ثقافتی تحفظ اور سرپرستی میں پیش پیش ہوتے اور ان کی علمی دینی اور ثقافتی ضروریات، مسجد مدرسہ لائبریری، تعلیمی مراکز کے قیام میں کروڑوں ریال خرچ کرتے۔ رابطہ عالم اسلامی کے ذریعہ علم اور دین کی اشاعت، اقلیتی مسلمانوں کے حقوق کی جدوجہد، تبلیغی اور ثقافتی وفود کی ترسیل اور اسلامی مراکز کا قیام ان کے عظیم الشان صدقات جاریہ میں سے ہیں۔ مغربی اثرات اور شیوعیۃ کے اثر ونفوذ کے تدارک کا آپ کو خاص اہتمام تھا۔ اسلام کے خلاف علم اور ثقافت کے میدانوں میں درپردہ صیہونی اور استعماری سازشوں سے آپ فکرمند رہتے۔ اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے فرقوں اور فتنوں کے انسداد کے لئے بے چین رہتے، قادیانیت، بہایت، اشتراکیت، شیوعیۃ، ماڈرن ازم، تجدد اور اباحیت کے

خلاف رابطہ کے ذریعہ قرار دادیں پاس کروائیں اور دوسرے ذرائع سے بھی پوری دنیا میں ان فتنوں کا تعاقب کرتے رہے، کتاب وسنت اور ان سے متعلقہ علوم کی اشاعت اور ترویج پر خزانے کا ایک بڑا حصہ خرچ کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنی سلطنت کی پسماندگی کو ترقی اور خوشحالی سے ایسا بدل دیا کہ باہر کے لوگ حیران رہ جاتے حجاج کرام کے لئے وہ تمام سہولتیں مہیا فرمائیں جو ممکن ہو سکتی تھیں اور حرمین الشریفین کی تعمیر و توسیع کیلئے جو کچھ کیا اس کا اندازہ لاکھوں زائرین و حجاج ہر سال خود لگا سکتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں اب تک اس کی مثال نہیں ملتی۔

یہ سب کچھ انہوں نے کیا مگر دوسرے فانی انسانوں کی طرح انہیں بھی رب کے بلاوے پر لبیک کہنا تھا اور انہوں نے اجابت دعوت میں جام شہادت نوش کیا اور اپنے پیچھے ذکر خیر اعلیٰ کردار اور صدقات جاریہ کی ایک دنیا چھوڑ دی مگر آج عالم عرب ایسے عالم میں انہیں ڈھونڈ رہا ہے کہ اسرائیل اور مغربی سامراج کے خطرات سر پر منڈلا رہے ہیں۔ استبداد کا عفریت منہ کھولے ہوئے ہے۔ عالم اسلام ایسے عالم میں ان پر نوحہ کناں ہے کہ ان کا شیرازہ سمٹنے نہیں سمٹ رہا۔ علماء اور دینی مراکز اس عالم میں مرثیہ خواں ہیں کہ ابھی اس سلطان علم و دین کے عواطف علم و فضل کی بے حد ضرورت تھی مگر وہ خادم الحرمین وہ رائد التضامن الاسلامی وہ جلالۃ الملک فیصل المعظم جو اس دور زوال و پستی میں مرکزِ مسلمین بننے کے سزاوار تھے، جن کی طرف غیر شعوری طور پر نظریں اٹھنے لگی تھیں جو کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بنتے جا رہے تھے، یکا یک دنیا سے روپوش ہو گئے۔ ع

خوش درخشید و ے دولت مستعجل بود

اب یہ ان کے جانشینوں اور نجد و حجاز کے غیور اور بہادر بادیہ پیا عربوں کا کام ہے کہ شاہ مرحوم کے عظیم مقاصد عظیم ارادوں اور مقدس مشن کو ہر لحاظ سے جاری و ساری رکھیں اور اگر وہ ان کا مشن ان کا جذبہ ان کا درد و سوز اور ان کا مومنانہ کردار زندہ رکھ سکے تو شاہ مرحوم نہ صرف زندہ بلکہ زندہ جاوید ہوں گے......

خلوص و ہمت اہل چمن پہ ہے موقوف
کہ شاخ خشک میں پھر سے برگ و بار آئے

ربنا افرغ علینا صبراً و ثبت اقدامنا وانصر نا علی القوم الکفرین

ادارتی تحریر　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

امریکہ کے سیاہ فام نیگرو رہنما ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ کا قتل

(ماہنامہ ''الحق'' مئی ۱۹۶۸)

امریکہ کے سیاہ فام نیگرو رہنما ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ کو کتنی بیدردی سے قتل کیا گیا اس لئے کہ اسے خدا نے سیاہ فام پیدا کیا تھا، وہ اپنے اور اپنے ہم رنگ وہم نسل انسانوں کے حقوق کا تحفظ چاہتا تھا، ان سیاہ فام انسانوں کے حقوق جنہیں یورپ کے سفید بندروں نے حیوانات سے بھی بدتر اورحقیر سمجھ رکھا ہے، جن پر ملک کی معاشی راہیں مسدود ہیں، جن کیلئے نصابِ تعلیم، درسگاہیں، ہوٹل، بسیں اور گاڑیاں تک علیحدہ ہیں، یہاں تک کہ کارخانوں میں ان کے آنے جانے کے راستے تک الگ ہیں اور جن کے ساتھ رشتہ ناطہ بہت بڑا ''پاپ'' سمجھا جاتا ہے۔

یہ سیاہ فام انسان بدترین طبقاتی تفاوت، استحصال، ظلم جبر اور حقوق کی حق تلفی کا شکار ہیں، اُس امریکہ اور یورپ میں جو ''تہذیب وتمدن کی امامت کا مدعی ہے، اس امریکہ میں جو اقوام متحدہ کا چودھری ہے جو انسانی حقوق کی حفاظت کا دعویدار ہے، اس امریکہ میں جو ہمیشہ انسانی حقوق کے چارٹر کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے ظلم، سفاکی اور ذلت کے داغ چھپانا چاہتا ہے، اپنے ملک کے باشندوں کے ساتھ بھیڑ بکریوں جیسا سلوک اُس دعویدارِ تہذیب ملک میں ہورہا ہے، جہاں کے سب سے بڑے شہر نیویارک کی بندرگاہ میں ''آزادی کا مجسمہ'' دنیا سے آنے والوں کا استقبال ان الفاظ سے کرتا ہے۔

''اپنے بے کس مصیبت زدہ اور غلام عوام کو ہمارے سپرد کیجئے تاکہ وہ آزادی کی زندگی بسر کرسکیں وہ لوگ جن کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی وطن، لیجئے! میں حاضر ہوں اور سنہری دروازہ کے قریب اپنی مشعل لئے کھڑا ہوں۔''

مگر اُف قول وعمل کے تضاد کی ایسی بھیانک مثال کیا تاریخ کے کسی دوسرے حصہ میں بھی مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں تاریخ میں پہلی بار دھوکہ، فریب، دجل وتلبیس اور عالمی پیمانے کی یہ ''بدمعاشی'' صرف

یورپ اور مغربی تہذیب ہی کو نصیب ہو سکی ہے جس کے نسلی، علاقائی اور قومی امتیازات سے خود امریکہ اور برطانیہ جل رہا ہے، رہوڈیشیا مظلوم انسانوں کے خون سے لالہ زار ہے، کینیا نالاں ہے اور جنوبی افریقہ پوری انسانیت پر ماتم کناں ہے، جہاں انسانی خون کی وقعت بول و براز کے برابر بھی نہیں رہی، اف کتنی شوخ چشم اور حیا سے تہی ہے یہ تہذیب اور کتنے جری ہیں اس کے علمبردار جنہیں اب بھی اپنے آپ پر ناز ہے، کتنی کور چشمی اور دیدہ دلیری ہے ان گستاخ نگاہوں کی جو اپنی اس ساری شقاوت، درندگی اور ذلت ورسوائی کو تہذیب وتمدن، اخلاق اور انسانی حقوق کی رعایت کا نام دیکر بار بار اٹھتی ہیں تو اس مذہب پر جو حقیقی مساوات کا علمبردار، انسانی حقوق کا نقیب اور پوری کائنات کیلئے رحمت بن کر آیا ہے اور جو ابتدا سے لیکر آج تک احترام انسانیت کا عملی نمونہ پیش کر رہا ہے، جس کے بھیجنے والے کا اعلان ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:۱۳)

"بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو،
جس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وَداعی پیغام تھا۔"

الناس من آدم وآدم من تراب (ابن سعد)

"تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔"

آگے ارشاد فرمایا

لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا للأسود علی الاحمر ولا للاحمر علی الاسود الا بالعلم والتقویٰ

"کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی سیاہ فام کو سرخ رنگ والے پر اور سرخ رنگ والے کو سیاہ فام پر فضیلت ہے مگر علم اور تقویٰ کے لحاظ سے"

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے:

ولاالابیض علی الاسود

"نہ کسی سفید فام کو سیاہ فام پر کوئی فضیلت ہے۔"

یہ اس مذہب کی بات ہے جس نے ایک سیاہ فام حبشی غلام بلال رضی اللہ عنہ کو انسانیت کی معراج سے نوازا، جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے سے آگے آگے چلنے کی بشارت دی

اور جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے انہیں ''او حبشن کے بیٹے'' کہہ کر پکارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹ کر فرمایا تم میں اب بھی جاہلیت کی بود و باش باقی ہے، یہ اس سیاہ فام بلال رضی اللہ عنہ کی بات ہے جسے اسلامی قلمرو کے سب سے بڑے فرمانروا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یا سیدنا! اے ہمارے سردار! سے پکارا کرتے تھے اور یہ وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں جن کا جنازہ اپنے علم وفضل کی بدولت ایک عجمی نژاد صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا جب کہ سرخ وسفید رنگ والے کئی جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے، یہ اس دین قیم کی امتیازی شان ہے جس نے والیٔ مصر کے ساتھ ملنے والے وفد کی قیادت ایک ایسے سیام فام صحابی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تھی، جسے دیکھ کر بادشاہ لرز گیا اور اصرار کرنے لگا کہ دوسرے شخص کو میرے ساتھ گفتگو کیلئے مقرر کر دو مگر مسلمانوں نے والیٔ مصر کی یہ خواہش ٹھکراتے ہوئے کہا کہ چونکہ یہ شخص علم وفضل اور تقویٰ میں ہم سب سے بڑھ کر ہے، اس لئے یہی ہمارا امیر ہے، نیز فرمایا کہ ہماری فوج میں تو ایک ہزار سے زیادہ ایسے سیاہ فام شخص ہیں۔

یہ اس مذہب کی بات ہے جس نے ہر دور میں عجمی موالی اور سیاہ فام غلاموں کو دین علوم دین میں اجتہاد اور امامت کا منصب عطا فرمایا یہ اس دین حنیف کی خصوصیت ہے جس نے ایک بھینگے، لنگڑے، اپاہج اور چپٹی ناک والے سیاہ فام شخص حضرت عطاء رحمہ اللہ بن ابی رباح کے سامنے اجلہ علم وفضل کو سرنگوں کرا دیا جن کی وفات کو اہل مدینہ نے عافیت سے محرومی سمجھا، ماوجدناہ الا کالعافیۃ جن کے بارہ میں اسلامی سلطنت کے فرمانروا عبدالملک بن مروان موسم حج میں منادی کراتے تھے کہ عطاء کے علاوہ کوئی اور فتویٰ نہ دے، وہ عطاء جو اہل حرمین کا امام اور فقیہ تھا اور جنہیں مسلمانوں کے سب سے بڑے پیشوا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے تمام اساتذہ اور شیوخ سے افضل قرار دیا، یہ اس روشن (محمدی تہذیب) اور حنیفی ملت کی داستان ہے، جس کے ایک خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک سیاہ فام لونڈی کی شکایت پر والیٔ مصر ایوب بن شرحبیل کو مامور کیا کہ میرا خط ملتے ہی تم خود سواری کرو، خود روانہ ہوجاؤ اور اپنے سامنے اس کے گھر کی دیوار بلند کرا دو، گورنر نے بڑی تلاش کے بعد گمنام لونڈی کا مکان معلوم کیا اور خود اپنی نگرانی میں امیر المؤمنین کی خواہش پوری کی، تف ہے اس عقل وخرد پر جو اس روشن اور تابندہ تہذیب کی عصر حاضر کی خونی اور ذلیل تہذیب سے کچھ بھی نسبت قائم کرے۔

ادارتی تحریر — حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

امریکی صدر کینیڈی کا قتل

(ماہنامہ ''الحق'' جولائی ۱۹۶۸)

امریکہ کے صدارتی امیدوار رابرٹ کینیڈی کا قتل ایک المیہ ہے مگر یہ تو ایک شخصی معاملہ ہے اس وقت انسانیت کا سب سے بڑا المیہ خود امریکہ اور امریکی قوم ہے جس کے ہاتھوں ہزاروں لاکھوں انسان ویت نام میں جل مر رہے ہیں، فلسطین اجڑ گیا ہے، سرزمین قدس کے مظلوم عرب خاک وخون میں تڑپ رہے ہیں اور جو بچ گئے ہیں وہ در در کی خاک چھان کر ذلت ومسکنت کی زندگی گذار رہے ہیں اور یہ تو صرف فلسطین اور ویت نام کا حال ہے ورنہ اس وقت دنیا میں جہاں کہیں بھی استحصال واستعمار یا انسانی حقوق کی پامالی اور جبر وبالادستی ہے اس میں بالواسطہ یا براہ راست ان ہی سفید فام یورپیوں کا ہاتھ ہے، امریکہ نے جو کچھ بویا اب اس کا پھل کاٹ رہا ہے، قدرت کا عجیب دستور ہے بسااوقات اللہ تعالیٰ ظالم کا گلا خود اس کے ہاتھوں سے کٹوا دیتا ہے مظلوم ومقہور انسانیت سے کھیلنے والے امریکیوں کے ہاتھ اب اپنے ہی گریبانِ عصمت اور دامن عفت وعافیت کو تار تار کر رہے ہیں۔ پچھلے ماہ کے صرف ایک ہفتہ کے اعداد وشمار کے مطابق امریکہ میں تقریباً دو ہزار افراد یا تو قتل ہوئے یا انہوں نے خودکشی کی، افلاس، بیروزگاری اور طبقاتی کشمش کا عفریت الگ اسکے سر پر سوار ہے، اور بین الاقوامی بدنامی، سیاسی تخلف، جنگی زیردستی الگ اس کا پیچھا کر رہی ہے اور ان سب چیزوں سے بڑھ کر رنگ ونسل کا مسئلہ جس نے امریکیوں کے امن وامان کو تہس نہس کر دیا ہے اور یہ ظہور ہے اس خدائی قانون، مکافات عمل کا جس کی گرفت سے کوئی قوم یا فرد اور معاشرہ نہیں بچ سکا، ظالم کا ظلم اور سفا کی جتنی شدید ہوگی قدرت کی پکڑ بھی اتنی ہی سخت ہوگی، آج اگر امریکہ پر قتل وقتال اور خونریزی کے بادل چھائے ہوئے ہیں تو یہ ٹھیک ردعمل ہے، اس عالمی ڈکیتی اور غنڈہ گردی کا جس کی بناء پر امریکہ نے یہود جیسے راندہ درگاہ قوم کی سرپرستی کی اور اسے عربوں کے سینہ پر براجمان کر دیا، ایسی قوم کی پشت پناہی جس کی ذلت اور مغضوبیت پر خدا نے دائمی مہر ثبت کی ہو، ہرگز ہرگز عزت، غلبہ اور دنیا میں مقبولیت کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔

کینیڈی کو کسی عرب نے قتل کیا یا امریکی نے مگر ووٹ کی خاطر یا اپنی مسخ شدہ اسلام دشمن فطرت کی وجہ سے وہ اسرائیل کی حمایت میں پیش پیش تھا اور خدا نے مغضوب اور ذلیل قوم کی حمایت کا مزہ اسے چکھا دیا، یہ تو امریکہ کی تصویر کا وہ سیاہ رخ ہے جس پر ظاہر بین نگاہیں نہیں پڑتیں، یورپ کی سرمایہ داری، عیاشی اور دولت کی ریل پیل اور مادی آسائش کا روشن پہلو بھی اس سے کم سیاہ اور مہیب نہیں،

ایمان، تصورآخرت سے کھوکھلی زندگی کا یہ پہلو بظاہر بڑا دلکش مگر بباطن سراپا عذاب ہے، ایک کینیڈی خاندان کو لیجئے! اس مختصر کنبہ کو اپنے والد سے اخبار ڈیلی میل کی اطلاع کے مطابق پچیس کروڑ پونڈ کی دولت ملی جو پورے مغربی پاکستان کے بجٹ سے زیادہ ہے مگر دولت کی اس فراوانی کے باوجود اس خاندان کا کیا حشر ہوا یا ہورہا ہے؟ کچھ قتل ہوئے اکثر مختلف حوادث کے شکار ہوئے اور کچھ اندرونی بے چینی اور پریشانی کے ہاتھوں ذہنی یا جسمانی طور پر مفلوج ہیں یہ ایک عبرت انگیز مثال ہے مال ودولت اور مادی زندگی کی بے ثباتی اور بے مروتی کی اور تصدیق ہے ان ارشادات ربانی کی جس میں مال ودولت کو ڈھلتی چھاؤں، چند روزہ بہار، نظر کا دھوکہ اور متاع فریب کہا گیا ہے كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ''دنیا کی مثال بارش جیسی ہے جس کی سبزی نے کسانوں کو خوش کردیا پھر وہ خشک ہوجاتی ہے تو اسے زرد شدہ دیکھتا ہے پھر وہ چورا ہوجاتا ہے'' دنیائے فانی کی یہی وہ بے وقعتی ہے جسے قرآن نے ان الفاظ سے ظاہر کیا وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى (اللیل: ۱۱) ''جس وقت وہ ہلاک ہوتا ہے تو اس کا مال اسے کچھ نفع نہیں پہنچاتا'' مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (اللھب: ۲) ''اسکا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اسکے کام نہ آیا'' اور جب پردہ فریب نگاہوں سے ہٹ جائے گا تو یہ بندہ ہویٰ وہوس اور نشۂ دولت سے سرشار انسان خود بھی چیخ اٹھے گا مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ (الحاقة: ۲۹-۲۸) ''میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی'' اور یہی وہ معيشة ضنك (تنگ زندگانی) ہے جو ہوس دنیا خالق ومخلوق سے بے نیازی اور سچائیوں کو جھٹلانے کی صورت میں انسان کو گھیر لیتی ہے یورپ کے کروڑ پتی امیروں کی ''خوش عیشی'' پر مر مٹنے والو! ذرا دیدۂ عبرت کھولو، ان میں سے ہر ایک کا حال اس راک فیلر اور ہنری فورڈ جیسا پاؤ گے جن سے اپنی دولت کا حساب تک نہ ہوسکتا تھا مگر اندرونی بے چینی اور ذہنی خلاء کی وجہ سے انہیں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوسکا اور جن میں سے ایک (راک فیلر) بھری پارلیمنٹ میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور ایوان سے پوچھنے لگا کہ مجھے بتلادو کہ حقیقی کامیابی کیا چیز ہے؟ اگر مال ودولت کامیابی ہے تو میں اپنی ساری متاع ایک رات کے سکون پر نثار کرنے کو تیار ہوں مگر آہ اسے کون سمجھاتا کہ سکون قلب، حیات طیبہ اور عافیت سے بھرپور زندگی تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد، اس سے صحیح تعلق اور ایمان ویقین کی دولت سے مل سکتی ہے، بیسوی صدی کی سماوی تہذیب پر مر مٹنے والو! تمہارے لئے صد ہزار نصیحت ہے ان کینیڈیوں اور راک فیلروں کے حسرتناک انجام میں، خالص مادی تہذیب تو خدا کا وہ عذاب ہے جس کی تپش دل کی گہرائیوں تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، نار اللّٰه الموقدة اللتی تطلع علی الافئدة عافیت اور سکون کی دولت تو خدا کی یاد ہی سے مل سکتی ہے الا بذکر اللّٰه تطمئن القلوب آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ کی یاد ہی سے دل مطمئن ہوسکتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے بارے میں
حضرت مولانا شہیدؒ کی ڈائری سے اقتباسات

بچپن میں مولانا آزادؒ کے بارے میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے تاثرات واحساسات ڈائری کے اوراق میں جگہ بہ جگہ بکھرے ہیں جس سے مولانا آزادؒ کے ساتھ ان کی والہانہ شیفتگی معلوم ہوتی ہے اس کے کچھ نمونے یہ ہیں، مولانا کا مختصر سوانحی خاکہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولانا کا نام محی الدین احمد ہے، والد نے نام فیروز بخت رکھا تھا اور ابوالکلام کنیت ہے، ۱۸۸۸ء میں مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے، آپ کا آبائی وطن دہلی ہے۔ کلام پاک کا ترجمہ ''ترجمان القرآن'' اس خوبی سے کیا کہ مسلمانوں میں فکر وعمل کی روح پیدا کردی۔ ۱۹۱۲ء میں اخبار ''الہلال'' کے نام سے شائع کیا۔ آج کل سیاسی طور پر کانگرس پارٹی دہلی سے وابستگی ہے اور وزیر تعلیم ہیں۔ (ڈائری: ۲۷رجون ۵۳ء)

تمنا اور جستجو کے بعد الہلال کا مطالعہ اور احساسات

کئی عرصے کے دیرینہ تمناؤں اور آرزؤں اور پیہم جستجو وتلاش کے بعد حضرت امام الہند آزاد کے ''الہلال'' کے چند پرچے عاریتاً دیکھنے کے لیے مل گئے ہیں فالحمد للہ ثم الحمد للہ رات کو دیر تک ''الہلال'' کے پرچے دیکھتا رہا۔ یہ پرچے ۱۹۱۳ء کے پہلے ششماہی کے ہیں، جس میں اکثر مضامین مولانا کے قلم کے شہ پارے اور جنگ بلقان وغیرہ کے حالات پر مشتمل ہیں۔ سعادت مند ہیں وہ روحیں جنہوں نے لاکھوں پژمردہ ونیم بسمل روحوں اور دلوں کو جذبہ اسلام وجہاد وحریت سے سرشار کردیا اور ان میں خدمت دین اور استقلال واستقامت کی روح پھونک دی......

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

ہمارے لیے تو انہی چیزوں میں درس عبرت ہے کاش! سمجھنے والے سمجھ جائیں۔

وإذا لم تر الهلال فسلّم لأناس رأوه بالأبصار (ڈائری ۱۵۔۱۶ فروری ۱۹۵۶ء)

مولانا آزادؒ کی ناسازیٔ طبیعت

بھارتی ریڈیو سے اطلاع ملی کہ مولانا آزادؒ پر فالج کا حملہ ہوا۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے معائنہ کیا اور اس موقع پر زعمائے ہند و جمعیت علمائے ہند نے اُن کی عیادت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل حضرت مولانا کو تادیر صحیح و سالم رکھے۔

مولانا آزادؒ کی تشویشناک حالت

اخبارات کی اطلاع ہے کہ امام الہند مولانا آزاد دامت برکاتہم کی حالت تشویشناک ہوگئی ہے فالج کا حملہ شدید تر ہوگیا، دل ڈوب رہا ہے اور بصارت جواب دے گئی۔ بھارتی عوام اور مسلمانوں میں غم و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ اے اللہ! امام الہند کو صحت کاملہ دے۔ طلوع آزادی ہند کے اس تابناک ستارے کو تادیر درخشندہ رکھ۔ اے اللہ! اس جلیل القدر امام کو تادیر مسلمانوں کی سرپرستی کیلئے زندگی عطا فرما۔ اس اطلاع سے طبیعت کو سخت دھچکا لگا۔ دل بیٹھ رہا ہے سارا دن پریشانی میں گزرا۔ نماز جمعہ کے بعد والد ماجد نے تمام مسلمانوں سے موصوف کی صحت کیلئے دعا کرائی۔ (ڈائری ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء)

مولانا آزادؒ کی وفات پر دلی تاثرات اور حقانیہ میں تعزیتی جلسہ

بارِالہ! کس طرح کہا جائے کہ طلوع صبح سے قبل آسمان ہند کے تابناک تارے، ملت مرحومہ کو جھنجوڑنے والے، کعبۂ علم و مرکز ارادت، رمزِ آیات سیاست، بانی توقیع ملت، آغاز ملت اور انجام قوم، مدبر اعظم، مفسر جلیل، عجوبہ روزگار، معجزہ اسلام، محدث علامہ، فلیسوف اسلام، نقیب حریت، ادیب سحر طراز، صاحب کمالاتِ نادرہ، فخر اسلام، سربلندی علماء، امامنا وسیدنا الامام الجلیل والمجاہد النبیل امام الحریت والبطل العظیم امام الہند مولانا ابی الکلام محی الدین احمد آزادؒ ملت مسلمہ ہندیہ کو یتیم اور ملت اسلامیہ کو حیران و پریشان چھوڑ کر الہ العالمین کی آغوشِ رحمت میں چلے گئے۔ (اناللّٰہ و انا الیہ راجعون) حضرت شیخ مدنیؒ کے بعد مسلمانوں کا آخری سہارا بھی ٹوٹ پڑا۔ ہائے اللہ ہائے اللہ! امت ہندیہ کے عظیم محسن کو بہترین مقامات عطا کردے......

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذان سے پیدا

دل جذبات سے لبریز اور فکر و دماغ پراگندہ و پریشان شاید ان کے بعد اس ناقدر شناس دنیا میں ان جیسا پیدا ہو۔ ملت کا آسرا جاتا رہا (اللھم ارض عنه وارحم علينا) امام جلیل کے وصال پر دارالعلوم میں قرآن خوانی ہوئی۔ تعزیتی اجلاس میں والد ماجد نے رقت انگیز انداز میں ایک گھنٹہ تک امام الہند کے وصال کے بعد پیدا ہونے والے خطرات وفتن کی نشاندہی کی، آپ نے امام الہند کو فخر اسلام، فخر علماء اور مذاہب باطلہ کا مجسم رد وجواب اور اس دور کا واحد علامۂ جلیل اور سیاسیات شیطانیہء عصر کا بخیئے ادھیڑنے والا اور اس دور میں امام رازی کا مثیل قرار دیا اور ان کا وصال قرب قیامت کی علامت بتایا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس تہی دست نے زندگی کے داؤ وپیچ اور پرخار وادی کی رہنمائی کیلئے حضرت شیخ مدنیؒ اور امام الہندؒ کو منتخب کیا تھا۔

مرا د و خضر عناں گیراند از چپ و راست
تاکہ کجروی نہ کنم عزم راہ خطا است

لیکن کاش!

تهی دستانِ قسمت راچه سود از رهبر کامل
که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را

آج سے اس کتاب الاحزان میں حضرت شیخ مدنیؒ کی ماتم سرائی کے ساتھ امام الہندؒ کی مرثیہ گوئی بھی شامل ہوگئی (فإنِ لله ما أخذ وله ما أعطى) (ڈائری ۲۰-۲۱ فروری ۱۹۵۸ء)

تدفین آزادؒ

امام الہندؒ ۲۲ فروری سوا تین بجے کے قریب جامع مسجد اور لال قلعہ کے درمیان پریڈ گراؤنڈ میں سپرد خاک کر دیئے گئے، تاریخ آزادی کا عظیم باب بند اور علم وحکمت اور معارف کا تابناک درخشندہ آفتاب زیر خاک ہوا، اخباری اطلاع کے مطابق ۲۶ رلاکھ افراد، اعیان حکومت، ارباب اقتدار، علماء و مشائخ عظام، شعراء اور ہر مذہب کے لوگوں نے شرکت کی، جنازہ مولانا احمد سعید نے پڑھایا، الجمعیۃ کے صفحات آج تک اس فرزند جلیل کے غم میں سیاہ اور ماتم کناں ہیں۔ (ڈائری ۲۷ فروری ۱۹۵۸ء)

''مکتوباتِ مشاہیر'' کا تعارف: مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے قلم سے

مشاہیر بنام حضرت مولانا عبدالحقؒ ومولانا سمیع الحق شہیدؒ پچھلی پون صدی کی اہم علمی، تاریخی، سیاسی و ادبی دستاویز ہے، اس کی اب تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ تین جلدیں زیرِطبع ہیں۔ زیرِنظر مضمون مشاہیر بنام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا تاریخی پیش لفظ ہے۔تحریر کی روانی اور ادبی چاشنی کی بناء پر خصوصی اشاعت میں نذرِ قارئین ہے صاحبِ طرز ادیب، خِرد افروز خطیب،خاکہ نگاری میں اپنے منفرد اسلوب کے امام (مکتوباتِ مشاہیر کے حواشی میں علماء وزعماء اُمت کے شاندار خاکے)نوکِ قلم اورنوکِ زبان پر تاریخ کے ایک پورے عہد اور مکاتیب کے انسائیکلو پیڈیا کو جزئیات سمیت تروتازہ رکھنے والی عظیم وبے مثال شخصیت، بیسیوں متعدد مجلدات میں ضخیم کتابوں کے ممتاز اورمنکسر المزاج مصنف، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم، ماہنامہ ''الحق'' کے مؤسس ومدیر، منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین،شریعت بل کی تحریک کے حوالے سے تاریخ کا ایک روشن ستارہ، زعماءِ جہاد کے استاد، ہرسال پندرہ سو سے زائد فضلاء کے تکمیلِ علم اور دستار بندی کی سعادت سے بہرہ ور، تحریک تحفظ ناموسِ رسالتؐ کے نڈرسپاہی سادہ اطوار عالمِ دین بےتعصب بے ریا اور مہر ووفا میں گھلے ہوئے خوددار انسان، جی ہاں! یہ ہیں شگفتہ نگار، شگفتہ گفتار شہید ناموسِ رسالتؐ مولانا سمیع الحق شہیدؒ......ذیل میں سات مجلدات پر مشتمل ''مکتوباتِ مشاہیر'' کے حوالے سے ایک عظیم تاریخی انسائیکلوپیڈیا ''مکتوباتِ مشاہیر'' کا پیش لفظ نذرِ قارئین ہے۔جس میں خود مرتب کی سیرت وسوانح، اخلاق وکردار، علمی وادبی مقام، علماء، ادباء، زعماء اور سیاسی ودینی قیادت سے ان کے روابط، تعلقات ومعاملات، صحافت وادبیات، سیاسی آراءاورقومی ملی خدمات کی ایک جھلک سامنے آجاتی ہے۔مولانا سمیع الحق شہیدؒ اُن مقتدر اہلِ قلم میں سے ہیں جنہوں نے صحافت، ادب اور صداقت کے درمیان فاصلے کو گوارا نہیں کیا انہوں نے ہمیشہ استعماریت، سیاسی جبریت، مطلق العنانیت اورآمریت کے خلاف جہاد کیا ان کی وابستگی ایسے

اکابر سے رہی جو حرفِ حق بلند کرنے کے لئے شہرت رکھتے ہیں۔

''مکتوباتِ مشاہیر'' کے پیش لفظ سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے اندر بے پناہ علمی ذوق، ادبی شوق، تاریخی اور تحقیقی جذبات اور قلم و کتاب سے محبت اور فراست جھلکتی ہے۔ انہوں نے اپنے اس پیش لفظ میں سیاسی تدبر وتفکر کا ثبوت دیا اور نہایت مربوط، شستہ زبان میں فروغِ قلم و کتاب کی اہمیت اُجاگر کی، مکاتیب کے اِنتخاب اور ترتیب وتالیف میں ان کے غالب ادبی ذوق کے کرشمے، علمی ذوق کی پختگی، ان کے سیاسی نظریے اور مثبت رویے کا استحکام نظر آتا ہے، ان کے پیش لفظ میں فکری توازن او راعتدال ہے جو قرآن وسنت کے نصابِ تعلیم سے آگاہی کا فیضان ہے۔ میں سمجھتا ہوں حضرت کا پیش لفظ اپنی جامعیت ووسعت کے حوالے سے مولانا کی سیاسی، قومی وملی، ادبی اور علمی بصیرت کا بہترین ثبوت ہے۔ فن مکتوب نویسی اور تالیف مکاتیب بلکہ اُردو ادب کو نئی سمتوں کا شعور دینے والوں میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا نام نمایاں بلکہ سرِفہرست ہے۔ انہوں نے عوامی اذہان کو مسخر اور دلوں کو اس طرح فتح کیا کہ صحافت بالخصوص اُردو ادب میں آج بھی ان کی حکمرانی قائم ہے۔

آپ صرف ''مکتوباتِ مشاہیر'' کے پیش لفظ ہی کو پڑھ لیں تو شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ میں وہ تمام خوبیاں نمایاں نظر آئیں گی جو ایک ہمہ جہت ادیب اور مؤرخ و قلمکار کیلئے ضروری ہوتی ہیں۔ اُن میں بے پناہ تحمل تھا اور تجمل بھی۔ وہ حاضر دماغ بھی تھے اور ان کا تخیل بھی بلند تھا، ان کے اندر دردمندی بھی تھی اور غیر جانبداری بھی، یہی وجہ ہے کہ وہ صحافتی، ادبی، تصنیفی اور اشاعتی محاذ پر ظفریاب اور کامران رہے، انہیں کبھی ہزیمتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ آپ درج ذیل مضمون پڑھ لیں تو آپ کو بھی اندازہ ہو جائیگا کہ وہ دشت علم وادب کے سیاح تھے آج جو ماہنامہ الحق کو ''سمت نما'' کی حیثیت حاصل ہے ''مکتوباتِ مشاہیر''، ''خطباتِ مشاہیر''، ''زین المحافل'' منظرعام پر آ گئی ہیں۔ ان ہی کی مساعی کی وجہ سے مسلمانوں کو اجتماعی آواز ملی اور علمی، ادبی، دینی، روحانی اور سیاسی اُفق پر ان کی حیثیت مستحکم ہوئی۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے قلم نے اگر بروقت قومی اور ملی ضمیر کو نہ جھنجھوڑا ہوتا تو شاید صورت کچھ دوسری ہوتی۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ علم وقلم، ادب اور صحافت کا ایک روشن باب ہیں۔ قارئین ذیل کی تحریر میں ان کے جمال وکمال کی ایک جھلک دیکھنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوسکتے ہیں (مولانا عبدالقیوم حقانی)

الحمد للّٰه و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

لِلّٰه الحمد هر آن چیز کی خاطر می خواست

آخر آیدز پس پردہ تقدیر پدید

خداوند علیم وخبیر نے پڑھنے پڑھانے اور خط وکتابت کی قوت انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے خمیر اور بنیادی عناصر میں ڈال دی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی مکتبِ علم ومعرفت کے پہلے ہونہار شاگرد تھے۔ جنھوں نے تمام علوم ومعارف کا اخذ براہ راست خالقِ ارض وسما، اور مبداء فیض ازل سے حاصل کیا اور پھر آدمؑ سے لے کر آج کے عہدِ جدید تک کرۂ ارض پر علم اور قلم وقرطاس کی حکمرانی قائم ودائم ہے۔ آج اس جہان رنگ و بو کی تمام بوقلمونیاں اور رنگینیاں، قلم وقرطاس ہی کی مرہون منت ہیں۔ انسان جو نطق کی خصوصی خلعت فاخرہ سے متمیز کیا گیا تھا اور اس کی ارتقاء وابتدائے آفرینش میں یہی خصوصیت اس کی پہچان اور آن بان کا واحد ذریعہ تھی لیکن تغیر وجدت پسند فطرت نے اسے بولنے تک محدود نہ رکھا اور معاشرت میں زندہ رہنے، آگے بڑھنے اور عظیم مقاصد کے حصول کیلئے صرف بول چال ہی کافی نہ ہوسکی بلکہ خداوند کریم کی توحید کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کیلئے بول چال سے بڑھ کر ایک اور مرئی ابلاغی قوت کی ضرورت محسوس ہوئی تو قدرت نے اس کے اندر کتابت کے ملکہ کے ذریعے اس کی چھپی ہوئی خداداد صلاحیتوں اور فکر وتخیل اور مافی الضمیر کے اظہار کیلئے آہستہ آہستہ اسے خط وکتابت کی طرف مائل کرادیا اور یوں انسان ''حیوانِ ناطق'' سے مزید نمو وترقی کرتا ہوا ''حیوان کاتب'' کا اعزاز پاتا ہوا اس زمین پر اللہ کی نائبیت کی اوجِ ثریا تک پہنچ گیا۔ آغاز وحی اقراء کے ساتھ علم بالقلم اسی شرفِ خلافت کی غماز ہے اور اس کے کاتب وحی ہونے کے امتیاز کو آشکارا کرتا ہے۔ انسان کے اس سفرِ علم وآگہی میں آسمانی کتابیں وصحائف قدم قدم پر انسان کی رہنمائی کرتی رہیں اور یوں آب وگل کا ایک حقیر قطرہ اور جہل وبے علمی کا ذرہ صدفِ کمال (سیپی) میں رہنے کے بعد ایک ایسا موتی وگوہرِ نایاب بن گیا جس کی چمک دمک سے آج کرۂ ارض کا رُواں رُواں اور ذرہ ذرہ تجلی طور کا منظر پیش کررہا ہے۔ اسی طرح خط وکتابت کی اہمیت کا اندازہ رہبرِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھی مسلم تھی اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے چیدہ چیدہ حکمرانوں کو توحید کی دعوت سے مہکے ہوئے اور رشد وہدایت کی روشنی سے منور مکتوبات لکھے اور اہتمام کے ساتھ بھجوائے۔ پھر انہی انقلابی خطوط اور تحریری دعوتی پیغامات قبول کرنے سے کرۂ ارض کی سوئی ہوئی تقدیریں کئی تو جاگیں اور کئی سلطنتیں ان مقدس خطوط کو ٹھکرا اور پھاڑ کر خود بھی ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ الغرض مکاتیب وخطوط کا دنیا بھر میں اثر ونفوذ عالمگیر اہمیت کا

حامل ہے بالخصوص اسلامی تہذیب وتمدن اور معاشرت میں تو یہ ایک ایسا انمٹ نقش ہے جس پر پورے عالم اسلام کی دعوتی ،تبلیغی ، دینی، علمی ، ادبی، تحقیقی ، معاشرتی ، تہذیبی، تمدنی اور سیاسی عمارت کا نقشہ استوار ہے ۔مکاتیب مسلمانوں کے ہر دور اور ہر زمانے کی تاریخ کا وہ روشن آئینہ ہے جس میں اکابرین وسلاطین کے ہر قسم کے کردار وسیرت آج ہمارے سامنے عیاں ہے۔نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسینؓ اور اہل بیتؓ کی شہادت کے دل فگار واقعہ شہادت میں بھی کوفے والوں کے خطوط کا بڑا عمل دخل رہا ہے، انہی فرضی خطوط نے اسلام کی داستان کو خونِ ناحق سے داغدار کیا۔اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے انقلابی مکاتیب نے بھی دعوت و اصلاح کے میدان میں ایسے یادگار و زندہ جاوید نقوش چھوڑے جو بڑے بڑے فصیح و بلیغ واعظوں اور آتش نوا مقرروں کے وعظ و بیان سے بھی شاید نہ ہو سکتے۔

خطوط لکھنے کا رواج اور قرینہ دنیا بھر کی مہذب اقوام وملل میں ہمیشہ سے ایک خاص اہمیت کا حامل رہا ہے۔شروع شروع میں یہ محض بات چیت اور پیغام رسانی و کاروباری لین دین کا ایک موثر ذریعہ تھے۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ یہ مختلف الجہت علمی و ادبی مقاصد کیلئے بھی لکھے جانے لگے اور انسان اپنے بے پایاں ''غبارِ خاطر'' کے اظہار کے لئے سینہء قرطاس پر قلم کے ذریعے رنگ بکھیرنے لگا اور یوں خلوت میں جلوت کے نئے دستور کا اضافہ ہوا۔پھر خط کی بدولت ہی ہجر وصل میں تبدیل ہوا اور عالم بیکراں کے لامحدود فاصلے خط وکتابت کے ذریعے ایک ہی جست میں طے ہو گئے۔فکر و تخیل کی پرواز لفافوں اور کاغذی پیراہنوں میں پرندوں کی مانند اڑنے لگے۔شوخی تحریر قوس قزح میں ڈھلنے لگی اور دِلی خیالات و جذبات اور ذہنی وفکری انقلابات وتصورات پردہ ذہن سے اُچھل اُچھل کر کتاب و کاغذ کی زینت بننے لگے اور عشق و محبت کے سحر میں مبتلا مریضوں اور عقیدت میں جڑے ہوئے مریدوں کیلئے بھی نامہ و پیام کا ملنا نصف ملاقات بن گیا اور عاشقِ نامراد کے دل صد پارہ کے ٹکڑے الفاظ وحروف میں ڈھل ڈھل کر معشوق کے دلِ مغرور میں شورِ قیامت بپا کرنے لگے اور اسی طرح نظریات وعقائد ''پیغامبر'' کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے لگے پھر خصوصاً شعروادب کی ترقی وتشہیر کیلئے تو خطوط کی صنف نے ایک ایسا لازوال کردار ادا کیا کہ بعض اوقات تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ صنف باقی تمام اصناف پر بازی لے گئی ہے۔آج زبانِ اردو ہی کو لیجئے جو اپنی مختصر تاریخ کے پیراہن میں مکاتیب اور خطوط کا ایک ایسا ذخیرہ سنبھالے ہوئے ہے جس کا مقابلہ دنیا بھر کی قدیم زبانوں سے آج بڑے فخر کیساتھ کیا جا سکتا ہے۔ بزمِ اردو مرزا غالب، حالی، علامہ شبلی نعمانیؒ ، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ،حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ،حکیم الامت حضرت

مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، اکبرالہ آبادیؒ، حبیب الرحمٰن شیروانیؒ، مولوی عبدالحقؒ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ وغیرہ وغیرہ کے لازوال مکتوب نگاری سے جگمگا رہی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور احقر ناچیز سمیع الحق کے نام مکاتیب کا یہ پہلا ذخیرہ پون صدی سے زیادہ عرصہ کی علمی ادبی سیاسی روحانی شخصیات کے خطوط پر مشتمل ہے، جس کا پیش نظر مجموعہ شیخ وقت محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے اس کے بعد احقر کے نام مکتوبات ہیں جو حروف تہجی کی ترتیب سے کئی جلدوں میں مرتب ہوئے ہیں۔ابھی شعور کا آغاز ہی تھا اور پورے طور پر علم وفن کے مبادی سے بھی ناواقف تھا عمر آٹھ نو سال کے لگ بھگ تھی حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کی روزانہ کی ذاتی ڈاک میں کتب کیساتھ ساتھ خطوط کی خاصی تعداد بھی ہوتی اور یہ خطوط میرے بچپن کے ذوق وشوق کا پہلے پہل سامان بن گئے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ دوات کی سیاہی کی خوشبو، قلم کی روانی کا نغمہ، صریرِ خامہ کا بانکپن اور رنگ برنگ لفافوں اور خطوط کی چمک دمک گویا میری گھٹی میں شامل ہوگئی تھی۔ اسی لئے میرے بچپن کے زمانے کے کھلونے غالباً پہلے پہل یہی قلم دوات، خطوط، رنگین کارڈ اور ٹکٹ وغیرہ رہے ہوں گے۔ راقم آٹھ نو برس ہی سے ان خطوط کو جمع کرنے کے شوق میں مبتلا ہو گیا اور وہ بھی بغیر کسی تحریک اور ایماء کے، حالانکہ ابھی عقل وشعور کی منزل میری عمر کے ننھے کارواں سے کوسوں دور تھی لیکن وجدان اور لاشعور کی غیر مرئی طاقتوں نے اسے اپنے لئے زندگی کا سب سے اہم مشغلہ بنالیا۔حضرت والد ماجدؒ کی چارپائی کے سرہانے لگی ہوئی کتابوں سے بھری ہوئی الماری کے ایک کونہ میں لٹکا ہوا سبز رنگ کا مخملی تھیلہ میرے لئے جاذب نظر بنا رہتا۔اس تھیلہ میں حضرت قدس سرہٗ اپنے اکابر اساتذہٗ دیوبند اور اہم احباب اور دوستوں کے آئے ہوئے خطوط ڈالتے اور غالباً صرف تبرک اور تذّکر کے طور پر یہ عام خطوط کی طرح ضائع ہونے کی چیز نہیں، میرا شوق تجسس حضرت کی غیر موجودگی میں اسے ٹٹولنے پر مجبور کر دیتی، ان خطوط کے لکھنے والوں کے دستخط مثلاً حسین احمدؒ، اعزاز علیؒ، مبارک علیؒ، محمد طیبؒ وغیرہ مجھے چمکتے ہوئے ہیروں اور نگینوں کے طرح محسوس ہوتے اور دل میں اتر جاتے۔ پھر ساتھ ہی تشویش لاحق ہوتی کہ حضرت کے اردگرد کتابوں رسائل ومجلّات اور بکھرے ہوئے درسی افادات اور مخطوطات کے پلندوں میں یہ خطوط کہیں گم نہ ہو جائیں پھر اسی طرح حضرت والد ماجدؒ کی زندگی درس وتدریس اور سیاسی وملی خدمات میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ انہیں مستقبل میں سنبھالے رکھنا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ حضرتؒ اپنے کاغذات وغیرہ میں نوعمر بچوں وغیرہ کی مداخلت پر ناراض ہوتے لیکن مجھے جب موقع ملتا ایسے خطوط کو چن چن کر اپنی ذاتی الماری میں محفوظ کرتا رہا۔بچپن میں ڈاک کے ٹکٹوں، پرانے سکوں اور

مختلف ڈیزائن کی ماچس جمع کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان خطوط کو جمع کرنے کا شوق عطا فرمایا اور شاید اس طرح کاتبِ تقدیر نے میرے ذریعے ان جواہر نما مکاتیب اور تاریخی اثاثے کو اہتمام کے ساتھ محفوظ کرایا تاکہ یہ خیر کثیر امت کے سامنے آکر ''استفادہ اور رہنمائی'' کے کام آسکے۔ حتیٰ کہ خطوط کے ساتھ ساتھ لفافے بھی جمع کرتا رہا۔ پھر جوں جوں عقل وشعور کی منزلیں سر کرنے لگا تو ان کی قدرواہمیت اور بھی سامنے آتی گئی۔ زیرترتیب مجموعہء مکاتیب میں تقریباً پون صدی کے قریب حضرت والد صاحب نوراللہ مرقدہ اور راقم کے نام آئے ہوئے اکثر و بیشتر خطوط جمع کر دیئے گئے ہیں۔ نہ ابتداء میں اور نہ بعد میں انہیں شائع کرنے کا خیال تک نہیں تھا۔ خطوط جمع کرتے کرتے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام آئے ہوئے روزانہ آنے والے ڈاک کو ان کے پڑھنے اور جوابی کارروائی کرنے کے بعد کھنگالتا اور جانی پہچانی کسی بھی شخصیت کے خطوط الگ کرتا کہ ان خطوط میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے تعلق، دارالعلوم حقانیہ کے مرحلہ بہ مرحلہ ادوار اور تاریخ سے کسی نہ کسی وابستگی کا اظہار ہوتا پھر بعض مکتوب نگار عرف عام میں اجلہ مشاہیر نہ بھی ہوتے مگر حضرتؒ یا دارالعلوم کے خصوصی خدام معاونین اور حلقہ احباب کی حیثیت سے ان کا تذکرہ اور تاریخ مکتوبات کے حوالہ سے محفوظ رکھنے کے قابل تھے۔ مثلاً مولانا عبداللہ عرف باجوڑ استاذ حضرتؒ کے خادمِ خاص قدیم مسجد کے موذن بلالی شان اور صفات کے حامل تھے اس دور کے اکابر فضلاء حقانیہ کے سامنے انکی درد وسوز سے بھری ہوئی زندگی ایک مثال تھی۔ اسی طرح حاجی غلام حسین پوسٹ ماسٹر کی حضرت شیخؒ سے عشق و شیفتگی اور انکے درس وتدریس میں والہانہ شرکت اور دیگر امورِ زندگی میں والہانہ دلچسپی کے باعث ان کے تذکرہ کو بھی محفوظ رکھنا ان کے شایان شان تھا، حضرتؒ کے برادر نسبتی میرے ماموں صاحبان اور حضرتؒ کے ہم زلف میرے خالو صاحبان اور ننھیال اور ددھیال کے دیگر اکابر معروف معنی میں مشاہیر نہیں تھے مگر ان کے خطوط میں حضرتؒ کے ساتھ عقیدت وخلوص اور عظمتوں کے اعتراف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرتؒ گھر سے باہر اپنوں اور غیروں میں نہیں بلکہ معاصرین اور عمر رسیدہ گھر کے افراد کی نظروں میں بھی ایسے ہی محترم ومکرم تھے جبکہ عموماً ایسی صورتحال نہیں پائی جاتی بلکہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے کے برعکس یہاں اندرون خانہ اہل وعیال کے دلوں میں بیرونی معتقدین سے بھی زیادہ عقیدت ومحبت کا عالم تھا ان میں وہ جانباز وجا نثار بنیادی اراکین دارالعلوم حقانیہ بھی شامل ہیں جنہوں نے شیخ الحدیث مرحوم کے تمام تعلیمی اداروں ''انجمن تعلیم القرآن''، ''مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن'' اور پھر دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس وتعمیر میں دن رات ایک کئے اور انہی کے اخلاص وتقویٰ اور تعاون پیہم کی بنیادوں پر علم وحکمت کا یہ شاندار محل دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں آج کھڑا ہے۔

چنانچہ مکاتیب کی شکل میں کسی نہ کسی مناسبت سے انکا ذکر بھی باقی رکھنا ضروری تھا۔

حضرت شیخؒ کے دارالعلوم دیو بند کے درس و تدریس اور بعد میں تعلیمی، تدریسی، سیاسی، روحانی ادوار پر ان خطوط کے حوالہ سے کافی روشنی پڑتی ہے (تقریباً ۱۹۳۰ کے بعد سنہ وفات ۱۹۸۸ء تک) مگر حضرتؒ کے نام آئے ہوئے پچاس ساٹھ سال کے خطوط جو زمانہ کے حوادث سے محفوظ رہے پیش نظر جلد کی صورت میں شائع کئے جا رہے ہیں اس کے بعد احقر ناچیز کے نام اکابر و مشاہیر علم و ادب کے خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جو ان شاء اللہ متعدد جلدوں میں آ رہا ہے۔

تاریخ واقعات شہاں نانوشتہ اند   افسانہ کہ گفت نظیری کتاب شد

(بادشاہوں کے واقعات کی تاریخ تو ضبط تحریر میں نہ لائی جاسکی۔البتہ نظیری نے
(وارداتِ قلب) کا جو قصہ الم چھیڑا تو پوری کتاب ترتیب پا گئی)

اللہ تعالیٰ کا احقر گنہ گار پر یہ ایک عظیم احسان و کرم ہے کہ اس نے اپنے وقت کے اولیاء ومشائخ اساتذہ، زعما اور احباب کے دلوں میں مجھے جگہ عطا فرمائی اوران کی محبوبیت سے نوازا۔ ان کی دعاؤں شفقتوں اور محبتوں سے خطوط کے ذریعہ بھی مالا مال ہوتا رہا۔ پھر ۱۹۶۵ء میں حق تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ ماہنامہ ''الحق'' کے نام سے اس وادی بے برگ و گیاہ میں ایک علمی وادبی مجلّہ جاری ہو، اس مجلّہ کے پہلے ہی شمارے سے اللہ تعالیٰ نے علمی، ادبی، سیاسی اور ثقافتی آسمانوں کے درخشندہ ستاروں کو اس طرف متوجہ کیا اور ناچیز کے نام پیغامات اور محبت ناموں کا تانتا لگ گیا اور بحمدللہ چھیالیس سال سے یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ان سب خطوط کو میں بڑے اہتمام سے الگ الگ فائلوں میں رکھتا اور فوٹو سٹیٹ نہ ہونے کی صورت میں اسے ضائع ہونے کے خطرے سے خود یا عزیز تلامذہ سے کاپیوں میں قلمبند کراتا رہتا، بعد میں کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی کمپوزنگ کا آغاز ہوا، علمی استعداد کی کمی کی وجہ سے اکثر کمپوزر عربی، فارسی، پشتو خطوط کا حلیہ ہی بگاڑ دیتے، جس کی وجہ سے وہ سارا کام پھر از سرِ نو شروع کرانا پڑا، پھر بعض خطوط پڑھے بھی نہ جاتے کیونکہ ستر، اسی برس پرانے وبوسیدہ خطوط سے موضوع نکالنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اسی طرح ہر مکتوب نگار کا اپنا انداز ہوتا ہے۔ مثلاً علامہ عبدالماجد دریا آبادیؒ کے آخری دور کے خطوط کو محدبی شیشے لگا کر بھی پڑھنا مشکل ہوتا۔ بعض مکتوب نگار اکابر علم وفضل علاقائی زبانوں کی وجہ سے اردو تحریر اور خطوط نویسی کے تکلفات اور تقاضوں سے نابلد بھی تھے جبکہ ان کے سامنے کسی ایسے خط کی اشاعت کا تصور بھی نہیں تھا، وہ بے تکلفی سے گلابی اردو یا پشتو یا عربی میں اپنا مافی الضمیر لکھ دیتے وہ تذکیر و تانیث اور رسومِ تحریر کے بندھنوں سے بھی آزاد تھے، ان کے خطوط

کسی طرح کی اصلاح وترمیم سے بے نیاز رکھے گئے کہ   ع   آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد

بہرحال! کچھ برسوں سے کئی حضرات اس بات کی خواہش کرتے رہے کہ اس عظیم ''نسخہ ہائے وفا'' کو کیوں نہ شائع کر کے ہمیشہ کیلئے محفوظ کیا جائے۔ دارالعلوم حقانیہ نے جہاں الحمدللہ اسلام اور علوم اسلامیہ وعصریہ کی ان پینسٹھ سالوں میں جو بے مثال خدمت کی ہے، اس کا ایک اور عظیم پہلو اور سرمایہ بھی امت کے سامنے لانا چاہیے تو اسی جذبے کی وجہ سے میں نے کئی دفعہ عزم کیا کہ اس پون برس کی علمی وتحقیقی ادبی عظیم روایات اور تہذیب وتمدن کے لازوال اثاثے کو ترتیب دے کر شائع کرنے کی سعادت حاصل کروں لیکن اپنی پے درپے سیاسی اور دارالعلوم کی تدریسی اورانتظامی ذمہ داریوں کی بدولت یہ جذبہ اورارادہ ایک سراب ہی نظر آنے لگا، کئی دفعہ کمر ہمت باندھنے لگا لیکن قدرت کے مقرر کردہ نظام الاوقات کے فیصلوں کے مطابق اس پر عمل درآمد کی فوری صورت سامنے نظر نہ آسکی کل امرٍ مرھون باوقاتہ ہزاروں خطوط اور سینکڑوں بکھری ہوئی فائلوں سے بھرے ہوئے مکتوبات کے عظیم ذخیروں کواز سر نو ضبط وترتیب دینا کوہ ہمالیہ کو سر کرنے کے مترادف تھا۔

بہرحال! بالآخر قدرت نے اس عاجز وناتواں کو اس عظیم کام کی طرف یکسوئی کے ساتھ مائل کر ہی دیا اور یوں بکھرے سمندر کی موجوں کو کوزے میں سمیٹنے کا موقع مل گیا۔ اس دوران ہمیشہ دل میں یہ کھٹکا رہتا کہ کہیں کسی حادثے اور ناگہانی آفت کے نتیجے میں یہ عظیم ذخیرہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی۔ پچھلے سال ۲۰۱۰ میں صوبہ خیبر پختونخوا میں خطرناک تباہ کن سیلاب میں جب پانی دارالعلوم کی حدود کے قریب پہنچنے لگا اور اطلاع تھی کہ پشاور میں ایک ڈیم بھی ٹوٹ گیا ہے تو سب سے پہلے آدھی رات کو یہ سارا قیمتی اثاثہ اور کمپیوٹرز سمیت ایوان شریعت کی عظیم بلند بلڈنگ کی چھت پر پہنچایا گیا، پھر دوسرے کاغذات وضروریات وغیرہ اور بعد میں اہل خانہ اور بچوں کی حفاظت کا خیال آیا۔ بہرحال! الحمدللہ نصف درجن سے زائد ضخیم جلدیں اب تک تیار ہو چکی ہیں، اس طرح میں نے اس بات کا اہتمام خصوصی طور پر کیا کہ ہر مکتوب نگار کا کچھ نہ کچھ مختصر تعارف بھی قارئین کے سامنے آنا چاہیے اور پھر ہر خط کے عنوانات بھی قائم کئے تاکہ قارئین کی سہولت اور ان کی دلچسپی آخر تک برقرار رہے۔ چنانچہ متعدد ضخیم مجلات پر مشتمل خطوط کے اس بحر بیکراں کیلئے سفینہ بھی کافی نہیں تھا کہ وہ اسکی گہرائیوں میں اتر کر علم وتحقیق فنون وافکار کے موتی نکال لائے، یہ ساری محنت خطوط کے اہم نکات کو موضوع وار ظاہر کرنے کی ضرورت تھی اس کیلئے میں نے از سر نو اس بحر بیکراں کی غواصی شروع کی اور ہر خط کے اہم مندرجات، متعلقات کو موضوع اور

عنوان کے ذریعہ اجاگر کیا جس کی ساری تفصیلات فہرستوں کی شکل میں مرتب کی گئیں، اس طرح ہر متلاشی علم وادب فہرستوں پر ایک نظر ڈال کر اپنے مطلوبہ مواد اور دلچسپی کے امور تک پہنچ سکتا ہے، فہرست کی صورت میں ہر ضخیم جلد کا نچوڑ اور خلاصہ سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ مکتوب نگار اور مکتوبات کا پس منظر اور مندرجہ امور کی توضیح وتشریح کے بغیر اس سے پورا فائدہ اٹھانا بھی مشکل مرحلہ تھا، اس لئے ترتیب اور عنوان بندی کے بعد احقر نے مختصر توضیحی حواشی پر محنت کی۔ شخصیات کے بارہ میں اپنے تعارفی تاثرات میں کوئی خاص اہتمام تو نہیں کیا بلکہ کیف ما اتفق کچھ کچھ سطریں لکھیں، کبھی قلم میں آمد نہ ہوتی تو مجبوراً رسمی خانہ پری پر اکتفا کرتا۔ اگرچہ اس طرح ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

افسوس کہ بہت سے حضرات کے بارے میں تعارف اور تبصرہ کی نوبت ہی نہ آسکی۔ اسی طرح جہاں کہیں اکابر امت کے نظریات یا راقم کے افکار کے خلاف کوئی بات آئی ہے تو راقم نے حواشی میں اس کی وضاحت کی ہے۔ مکاتیب کو جوں کا توں شائع کرنے پر تمام مکتوب نگار شخصیات اور اہل قلم سے پیشگی معذرت خواہ ہوں کیونکہ خطوط کی عام اشاعت ہمیشہ مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ لیکن نامور لوگوں اور مشاہیر کے خطوط پبلک پراپرٹی تصور کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے ہمیشہ سے یہ من وعن ہی چھپتے چلے آرہے ہیں۔ خط جہاں شخصی، ذاتی، باطنی اور سرّی چیز ہے تو وہیں یہ اجتماعی معاشرتی، ظاہری اور آفاقی پیغام بھی سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی شخصیت کی مکتوب نگاری میں اس کی سوانحی جھلکیاں اور اس کے ظاہر و باطن کی تمام خوبیاں وخامیاں بغیر کسی تصنع و بناوٹ کے سامنے آجاتی ہیں۔ اس طرح یہاں یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یقیناً کئی حضرات کے خطوط غیر دانستہ طور پر اس اشاعت سے باہر رہے ہوں گے تو اس کے ازالہ کیلئے انہیں ایک الگ (ضمنی جلد) میں ان شاء اللہ شامل اشاعت کیا جائے گا۔

خطوط کے ایک بڑے حصہ کا تعلق چالیس پچاس برس کے اجتماعی قومی وملی اور سیاسی امور سے ہے کیونکہ ''الحق'' کے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض اہم قومی تحریکوں اور مسائل وحوادث میں ناچیز کو کلیدی مواقع عطا فرمائے۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۰ء کا الیکشن اور اس سے قبل اسلامی معاشی نظام، سوشلزم، اسلامی مساوات کے ہنگامہ خیز بحث ومباحثے اور نتیجہ میں علماء کی مختلف دھڑوں میں تقسیم، اسکے بعد سینٹ میں پیش کردہ ''شریعت بل'' منظور کرانے کیلئے ''متحدہ شریعت محاذ'' اسکے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو کے وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد عورت کی حکمرانی کا مسئلہ اور اس کی مخالفت میں ''متحدہ علماء کونسل'' کا قیام اور اسی قسم کی دینی وسیاسی قوتوں کے اتحاد کا پلیٹ فارم ''اسلامی جمہوری اتحاد'' ملک میں فرقہ واریت کی بھڑکنے والی آگ بجھانے کیلئے ''ملی یکجہتی کونسل'' کی تشکیل بھارت میں بابری مسجد کے حادثہ کے بعد تمام دینی جماعتوں کا ''متحدہ دینی محاذ'' کے نام سے اجتماع پھر

افغانستان پر یہودی اور صیہونی یلغار کے خلاف تمام اہم دینی، سیاسی جماعتوں کا مشترکہ کونسل ''دفاع افغانستان و پاکستان کونسل'' مدارس دینیہ کے خلاف سازشوں سے ان مدارس کے تحفظ کی تحریک اور سب سے اہم پچیس تیس سال پر مشتمل ''افغان جہاد'' کا طویل معرکہ ''ام المعارک'' کے زعماء جہاد کے خطوط اور اس جہاد میں جامعہ حقانیہ کا بھرپور حصہ اس میں حقانی شہداء اور جنگی محاذوں کی رپورٹیں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بانی حقانیہ شیخ الحدیثؒ اور احقر کی وابستگی افغان جہاد سے متعلق یہ سب کچھ ایک مستقل جلد کا تقاضا کر رہی تھیں جو الحمدللہ عزوجل برصغیر و پاک و ہند کے مکاتیب کے بعد ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔ یہ سب کچھ ہماری قومی، ملی، سیاسی اور علمی اجتماعی جدوجہد کی تاریخ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے اور ان مجموعہ مکاتیب سے اس جدوجہد پر روشنی پڑتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پوری قوم اور دینی قوتوں کا ایک اثاثہ ہے مگر بدقسمتی سے سیاسی طریق کار اور پالیسیوں کی وجہ سے یہ اختلافات کا شکار ہوئی۔ (س) اور (ف) کے نام سے دھڑے بندی کی وجوہات پر مکتوب نگاروں نے مختلف زاویوں سے بھی روشنی ڈالی ہے جس سے قارئین حقائق کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں اور اس آئینہ سے ہم دینی اور اسلامی جدوجہد کے مختلف مراحل اور اتار چڑھاؤ کے عروج و زوال کی تصویر بنا سکتے ہیں کیونکہ مشترکہ متحدہ محاذوں کے ذریعہ اس سے وابستہ تمام مسالک و مکاتب فکر کے افکار و کردار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں میں ان تمام حضرات و معاونین کا تہہ دل سے ممنون ہوں جو اس عظیم کام میں میرے ہمراہ کئی سالوں سے دن رات مصروف عمل رہے۔ یقیناً اگر مخلص شاگردوں اور ادارے کے افراد کا تعاون شامل نہ ہوتا تو میرے حوصلے اس عمر میں میرا ساتھ نہ دیتے۔ پھر خصوصاً کمپوزنگ سے وابستہ افراد خصوصی تحسین کے لائق ہیں۔

یہاں پر ایک بڑا ہی تلخ مشاہدہ سامنے آ رہا ہے کہ عہد جدید کی ٹیکنالوجی، الیکٹرانک میڈیا، ٹیلی کمیونیکیشن، موبائل فون (موبائل میسجز) اور انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولیات نے مکتوب نگاری کے رواج کو بالکل محدود و اپاہج کر دیا ہے اور مستقبل میں تو مزید نت نئی چیزیں بڑی تیزی کے ساتھ آ رہی ہیں جس سے خط و کتابت کے عظیم ورثے کو بڑا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اسی لئے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ یہ عظیم متنوع مجموعہ مکاتیب ایک شاندار عہد اور عظیم الشان تاریخی روایات کا آخری ضخیم ایڈیشن ثابت نہ ہو۔ کاش کہ امت کے نونہالوں کے ہاتھ قلم کی تقدیس، کاغذ کے لمس اور مضمون نویسی و مکتوب نگاری کی لذت سے تادیر آشنا رہیں اور مکتوب نگاری کا فن اور تاریخی روایات قاصد و کبوتر کی پیغام رسانی کی طرح معدوم نہ ہونے پائیں۔ وما علینا الا البلاغ

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط　　　بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

مولانا لقمان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ناموس رسالتؐ کے مسئلے پر مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا شہادت سے تین روز قبل ایک درد بھرا ویڈیو پیغام

- ...... مقتدر قوتیں تحفظ ناموس رسالتؐ پر سٹینڈ لیں
- ...... سپریم کورٹ کے اس فیصلے نے پاکستان اور امت مسلمہ کے جذبات مجروح کیے
- ...... اس وقت دینی جماعتیں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کریں
- ...... تمام سیاسی وابستگی و تعصّبات سے بالاتر ہو کر خالص نبی کریمؐ کی محبت میں احتجاج کریں
- ...... مغربی اقوام تک پیغام پہنچائیں کہ مسلمان اپنے رسول پر جان مال سب کچھ فدا کر سکتے ہیں

آسیہ ملعونہ کو سپریم کورٹ کے بَری کرانے کے فیصلے سے پورے ملک میں اشتعال و کشیدگی کا ماحول پیدا ہو گیا تھا، اس فیصلے سے مسلمانوں اور پاکستانیوں کے جذبات مجروح ہوئے تو حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے فوراً سوشل میڈیا کے ذریعے اپنا درد بھرا ویڈیو پیغام جاری فرمایا اور عدالتی و حکومتی فیصلے کی شدید مذمت کی اس کے ساتھ ساتھ پیغام میں عوام سے پرامن اور پرسکون رہنے کا کہا گیا کہ جلاؤ گھیراؤ اور انتشار و عدم تشدد وغیرہ سے پاکستان ہی کمزور ہوگا اور بے گناہ لوگوں کا نقصان ہوگا، اسی پیغام اور آپ کے دیئے گئے سبق کے نتیجے میں آپ کے لاکھوں شاگردوں، عقیدتمندوں اور مدرسہ حقانیہ والوں نے آپ کی شہادت کے فوراً بعد کوئی تشدد، کوئی گھیراؤ جلاؤ اور ملک و ملت کا کوئی نقصان نہیں ہونے دیا اور اس ویڈیو پیغام کو اپنے لئے حضرت شہیدؒ کی آخری وصیت سمجھا اور صرف پرامن احتجاجی مظاہرے اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، پشاور پنڈی، اسلام آباد اور ملک بھر میں منعقد کرائے۔ (ادارہ)

میرے ملک کے غیور مسلمان خواتین وحضرات! آج سپریم کورٹ کا جو فیصلہ آیا ہے اس نے پاکستان کی ۷۰ سالہ تاریخ میں اس ملک پر بہت بڑا دھبہ لگایا ہے، سپریم کورٹ کے اس فیصلے نے پاکستانی مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے ہیں بلکہ پوری امت کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے ہیں، ہمیں سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے ورنہ آج خدانخواستہ ہم یا تو ہندوسکھ یا عیسائی وغیرہ ہوتے اور گائے وغیرہ کی پوجا کرتے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت وفلاح دی اور ہمیں سیدھا راستہ دکھایا، یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہون منت ہے۔

مقتدر حلقوں سے اپیل

میں حکمرانوں، فوج اور مقتدر اداروں سے بھی اپیل کروں گا کہ اس مسئلہ پر نظر ثانی کریں، پاکستان کی بقاء وسالمیت اور امن وامان ہم سب کو عزیز ہے اور اس فیصلے نے ملک کی سالمیت کو آگ لگادی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عدالت (جو ہر وقت اپنی توہین کی فکر میں رہتی ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور تقدس کی انہیں کوئی فکر ہی نہیں) اب آسیہ ملعونہ کی رہائی کا جو انہوں نے فیصلہ کیا ہے اور اس کی سزا کو بھی ختم کردیا ہے حالانکہ ملک کی دو عدالتوں نے اس کی سزا کو برقرار رکھا تھا اور آسیہ ملعونہ کی سزائے موت کی توثیق کردی تھی لیکن آج بیرونی دباؤ اور ڈالروں کے لالچ اور غلامی کی وجہ سے مغربی اقوام سے مجبور ہوکر اور دباؤ میں آکر حکومت وریاست نے ان سے ایسا فیصلہ کروادیا جس نے ملک کی دینی، سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی بنیادیں ہلا دیں۔

ریاست مدینہ کا اولین تقاضا

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعظم صاحب ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں تو ریاست مدینہ کا اولین تقاضا ہے کہ ریاست مدینہ کے اولین بانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر اسٹینڈ لیں اور یہ جو آگ لگی ہے اس کا ایک طریقہ ہے کہ اس پر مختلف طاقتیں مل کر اس کی تلافی کریں اور اس پر نظر ثانی کریں اور اسے موخر کردیں یہ نہ ہو کہ وی آئی پی پروٹوکولز کے ساتھ آسیہ ملعونہ کو جہاز میں بٹھا کر باہر بھیج دیا جائے، آج افواہ بھی یہی ہے کہ یہی ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک کا امن وامان بھی ہمیں عزیز ہے، سب سے پہلے ہم اس ملک کے امن وامان اور اس کی سالمیت میں مصروف عمل رہتے ہیں، میرا ''دفاع پاکستان کونسل'' بنانے کا مقصد یہی تھا کہ ملک میں فساد، انتشار اور بدامنی پیدا نہ ہو اور غیروں کے تسلط سے ہمیں آزادی ملے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دینی جماعتیں اتحاد ویکجہتی کا مظاہرہ

کریں، یہ اقدام اگر ہم کرتے ہیں تو مشترکہ مشاورت سے کریں اور متفقہ بائیکاٹ کی اپیل کریں، احتجاج کی اپیل کریں، ہڑتال کی اپیل کریں اور مظاہروں کی کال دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سارے ملک میں جمعہ کے دن پُرامن احتجاجی مظاہرے ہونے چاہئے اور ایک بات ضروری ہے کہ ہم ان مظاہروں اور احتجاج میں کسی کی املاک کو ضرر نہ پہنچائیں کیونکہ یہ اپنے ملک کے ساتھ برائی ہے اور ہمیں اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی بے گناہ کے مال و جان اور عزت پر ہاتھ ڈالا جائے البتہ پُرامن احتجاج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کے جذبات کا اظہار ضروری ہے اور یہ ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے جب تک ہم میں یہ جذبہ نہ ہو تو ہم مومن نہیں ہیں۔

تمام دینی اور سیاسی جماعتوں سے یکجہتی کی اپیل

میں قوم ، جمعیت علمائے اسلام اور ''دفاع پاکستان کونسل'' کے تمام ارکان ، تمام دینی جماعتوں اور تمام علماء، صوفیاء کرام اور تمام معزز و غیور شہریوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی سیاسی وابستگی و تعصّبات سے بالاتر ہو کر اور اس سے ہٹ کر خالص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں احتجاج کریں اور مغربی اقوام تک یہ پیغام پہنچائیں کہ مسلمان اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان، مال، عزت و ناموس سب کچھ فدا کر سکتے ہیں اور ہمارے حکمرانوں کی بدقسمتی ہے کہ ان سے ایسا کھیل کھیلا گیا، ہم خیرخواہی سے اس حکومت کو دینی اعتبار سے مستحکم دیکھنا چاہتے تھے لیکن جو سازش ہوئی یہ اس حکومت کے استحکام کیلئے خطرناک ہوگی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر وار کرنا عروج نہیں زوال کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

عمران خان سے ملاقات میں کھری کھری باتیں

میں وزیراعظم پاکستان عمران خان سے دو ہفتے پہلے ملا اور ملاقات میں انہیں بتایا کہ آپ بیرونی دباؤ میں نہ آئیں، اگر آپ ناموس رسالتؐ پر سٹینڈ لیں گے تو اللہ آپ کی حفاظت کرے گا، اگر آپ نے اسٹینڈ نہ لیا تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی حکومت قائم رہے گی، میں اپیل کرتا ہوں ''دفاع پاکستان کونسل''، جمعیت علمائے اسلام اور مدارس کے متعلقین سے تمام مختلف فرقوں سے کہ وہ ان ساری چیزوں سے بالا تر ہوکر پرامن مظاہرہ کریں، احتجاج کریں اور ان شاء اللہ میری امید ہے کہ تمام جماعتوں کی مشاورت ان دو دنوں میں مکمل ہو جائے گی تو پھر مشترکہ مشاورت سے کوئی پروگرام بنائیں گے وہ APC کی شکل میں ہو یا کسی اور بڑے احتجاجی شکل میں ہو ہم مل بیٹھ کر اس کا لائحہ عمل طے کریں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

ضبط وترتیب: صاحبزادہ اسامہ سمیع

شہید ناموس رسالت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ کی زندگی کی آخری تقریر

یکم نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۸ء کو شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ چارسدہ تنگی تشریف لے گئے جہاں انہوں نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے روحانی فرزند مولانا محمد کاشف حقانی شہید کی شہادت پر علماء، طلباء اور عوام الناس سے اپنی زندگی کا آخری خطاب فرمایا، اس بیان کو یہاں قارئین ''الحق'' کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

الحمدللّٰہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ (البقرۃ:۱۵٤)

''اور اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے''

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج :۷۳)

''اور تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے''

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (الانفال:۳۹)

''اور مسلمانو! ان کافروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے پھر اگر یہ باز آ جائیں تو ان کے اعمال کو اللہ خوب دیکھ رہا ہے''

میرے انتہائی قابل احترام معزز طلبہ کرام اور میرے چھوٹے بڑے بھائیو اور علمائے کرام! آپ الحمدللہ کافی دیر سے علمائے کرام کے بیانات سن رہے ہیں، ہم سب ایک اہم مقصد کیلئے یہاں جمع ہیں کہ ایک مجاہد نے اللہ کے راستے میں اپنی جان دے دی اور شہادت کے درجہ میں اللہ نے اُنہیں فائز فرمایا، ہم اس شہید کے ساتھ محبت اور عقیدت کے اظہار کیلئے یہاں آئے ہیں، میں ابھی اسلام آباد جارہا ہوں (صبح جمعہ کے دن ناموس رسالتؐ کے جلسہ میں شرکت کیلئے) حالانکہ سفر کے قابل بھی نہیں ہوں، بیمار ہوں اور میری صحت بھی خراب ہے، (دل کے آپریشن کے بعد حضرت بہت کمزور ہو گئے تھے) اور اپنے لئے لمبے اسفار کو معطل کر رکھا ہے لیکن یہاں آنا ضروری سمجھا۔

مولانا کاشف شہیدؒ کی اپنے اساتذہ سے والہانہ محبت

لیکن میرے ان بچوں اور بھائیوں اور مولانا مطیع اللہ صاحب اور ان تمام حضرات کا یہ اصرار تھا اور ان کا مجھ پر یہ حق بھی تھا کہ مولانا محمد کاشف شہیدؒ جو ہمارے ساتھ دارالعلوم حقانیہ میں طالب علم تھے اور دارالعلوم میں جب پچھلے سال دستار بندی کے آخر میں انہوں نے ایسے اشعار پڑھے کہ اس میں ہر ہر استاد کا نام لیا اور ہر استاد کی تمام صفات بھی بیان کیں۔ وہ ایسی محبت کے جذبے سے سرشار تھے مگر وہ جلدی چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دربار میں بلالیا اور شہادت کا ایک عظیم درجہ دے دیا۔

مولانا کاشف شہیدؒ کی شہادت حقانیہ کے لئے باعث افتخار

میں ضروری سمجھتا تھا کہ اپنے اس شہید بچے کی تعزیت کیلئے کم از کم حاضر تو ہو جاؤں اور یہ میں اپنے اوپر حق سمجھتا ہوں کیونکہ حقانیہ کے بچے حقانیہ کے لئے فخر کا ذریعہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے بڑا کام لیا اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے باطل کی دو بڑی بڑی طاقتوں روس اور امریکہ کو ملیامیٹ کیا، ان نوجوانوں اور ان بچوں سے اللہ تعالیٰ نے بڑا کام لیا ہے، اپنے وقت کے قیصر و کسریٰ کو تہس نہس کر دیا، اللہ تعالیٰ اس شہید محمد کاشف کے درجے بلند فرمائے، اس کے خاندان والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور تمام کے تمام اہل خانہ کیلئے یہ شہادت خیر و برکت کا باعث بنائے (آمین) اور اسی شہادت پر انہیں مبارکباد دینی چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ عام مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں معلوم نہیں اور تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھتے

اور ان شہیدوں کی زندگی سے تمام امت زندہ ہے، تمام کفار اس بات پر جمع و متفق ہیں کہ ہم مسلمانوں سے جہاد کا جذبہ ختم کریں اور یہ بھی واضح ہے کہ کفار ہماری نمازوں، روزوں، حجوں اور خیرات و زکوٰۃ سے پریشان نہیں بلکہ کفار اس بات پر اپنی موت مرتے ہیں کہ مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ کیوں ہے؟

جہاد کے خاتمے کے لئے اغیار کی کوششیں

اغیار کہتے ہیں کہ اگر ان میں یہ جذبہ نہ ہوتا تو ہم تمام مسلمانوں کو غلام بنا سکتے تھے اور پورا عالم اسلام غیروں کے ہاتھ میں ہوتا، لیکن ان ننھے منے طالب علموں اور مجاہدوں میں جذبہ شہادت موجود ہے اور آج یہ حکومتی و لبرل لوگ قادیانیوں کی رہنمائی اور دفاع کیلئے کیوں کھڑے ہو گئے ہیں اور ان کے ساتھ کون سی خصوصیت و محبت ہے کہ دنیا متفق ہو گئی ہے جو قادیانیوں کا دفاع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر ناراض نہیں ہوں گے تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اغیار نے جہاد کے خاتمے کیلئے اس خبیث قادیانی کو کھڑا کر دیا تھا، ''قادیانیوں کے پیغمبر'' نے جو دعویٰ نبوت کیا تھا تو وہ اصل میں اس نے انگریزوں کے مشورے سے کیا تھا اور انگلینڈ میں وہ کاغذات اور ثبوت موجود ہیں کہ انگریز کہتے تھے کہ ان مسلمانوں کا کیا علاج کریں کہ ہم ان کو ہمیشہ کیلئے ختم کریں اور ان کو غلام بنالیں؟ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ان میں ایک ''جھوٹے پیغمبر'' کو کھڑا کر دیں۔

اس مقصد کیلئے قادیان میں مرزا غلام قادیانی کو پیدا کیا جس کے خلاف ہم نے بھرپور کوشش کی تھی اور ان کے جھوٹے ہونے پر بڑے بڑے دلائل وثبوت جمع کئے تھے اور پھر ہم نے اسمبلیوں میں پیش کئے تھے، جس کے ذریعے وہ غیر مسلم قرار پائے تو وہ کئی کئی دنوں کی کانفرنسوں میں اس نتیجہ پر پہنچ گئے تھے کہ ان میں ایک جعلی پیغمبر کی ضرورت ہے جو جہاد کے خلاف بات کرے تو انہوں نے اس دجال کو پیدا کیا اور وہ آ گیا اور کہنے لگا کہ جہاد ختم ہے اور خود نماز، روزے رکھتے تھے اور لنگی اور پگڑی بھی باندھتے تھے اور اپنے چہرے پر محراب بنائے ہوئے تھے تو ان دجالوں کا مقصد یہ تھا کہ پہلے لوگوں میں عقیدت پیدا ہو جائے اور پھر بعد میں کہیں کہ جہاد ختم ہے تو مغرب ابھی تک قادیانیوں کے سروں پر کھڑا ہے کیونکہ تمام امت جہاد کے ذریعہ زندہ ہے اور وہ جہاد کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے ذریعے ہمارا بڑا کام ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس جذبہ جہاد کو جاری و ساری فرمائے، آمین

جہاد کے خاتمے میں مسلم حکمران اغیار کے ساتھ

میرا اندازہ ہے کہ آپ میں اکثر لوگوں کا تعلق جہاد سے ہے اور جہاد ہی مسلمانوں کی بقا کا ذریعہ ہے اور یہ کفار تمام کے تمام ایک ہی نقطہ پر جمع ہیں کہ جذبہ جہاد کو کسی طرح ختم کیا جائے اور مدرسے اور خانقاہیں بند کی جائیں کیونکہ اس میں قرآن وحدیث کی باتیں ہورہی ہیں اور ہمارے بدبخت حکمران ان کے ساتھی ہیں اور ہر دور میں ہمارے حکمران اغیار کے ساتھ کھڑے ہیں اور یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ تمام باتیں سن لیں کہ حکمرانوں نے غیرت سے کام نہیں لیا، جج بھی ان کے ساتھی ہیں، جرنیل بھی ان کے ساتھی ہیں اور حکمران بھی امریکہ سے ڈرتے ہیں کہ وہ ہمیں حکومت سے نکلوالیں گے تو ان سے ہماری یہ توقع نہیں کہ وہ اس امت مسلمہ کو بچا سکیں بلکہ آپ جیسے لوگوں سے اللہ کام لیتا ہے اور ان شاء اللہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ننگ و ناموس کا جھنڈا ہمیشہ بلند رہے گا اور ختم نبوت کا تاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ہی ہوگا، آپ بیدار اور مضبوط رہیں تو یہ دین باقی رہے گا۔

میری ہمت نہیں کہ زیادہ تقریر کرسکوں اور آپ نے بہت سے علماء سے بیانات سنے بھی ہیں لیکن میرا مقصد صرف یہ تھا کہ آپکے ساتھ اس مجلس میں شرکت کروں اور یہ بہت مبارک مجلس ہے، ہم سب اللہ کی رضا کے لئے آئے ہوئے ہیں اور ہم سب پر رحمت کے فرشتے عرش تک اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں تو میری بھی یہ خواہش تھی کہ طلباء وعلماء اور شہدائے کرام وغیرہ کی اس مجلس میں مَیں بھی شریک ہوجاؤں اور مجھے بچپن سے ہشتنگر سے بہت زیادہ محبت ہے اور میرے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے عمرزئی، ترنگزئی چارسدہ وغیرہ میں بہت سارے شاگرد ہیں اور میں یہاں پہلے بہت زیادہ آتا تھا اور ابھی چند سالوں سے بالکل نہیں آیا لیکن جناب مطیع اللہ صاحب اور جناب عتیق الرحمٰن صاحب وغیرہ کا اصرار بھی تھا اور میری بھی یہی خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات ہوجائے اور ان شاء اللہ پھر آؤں گا اور تفصیلی ملاقات ہوگی۔(آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے رقت انگیز دعا فرمائی)

خطبات: حضرت مولانا سمیع الحقؒ

امت مسلمہ علماء مشائخ اور اسلام دشمن قوتوں کو پیغام

پشاور میں دیوبند کانفرنس سے تاریخی خطاب

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پشاور کی دیوبند کانفرنس کے خطاب کا مکمل متن اس خطاب کو کانفرنس میں شریک ہر طبقہ نے کانفرنس کا کلیدی اور الہامی خطاب قرار دیا خطاب میں امت مسلمہ اور اسلام دشمن عالمی طاقتوں کو مخاطب کیا گیا ہے علماء امت کو ان کی ذمہ داریوں پر توجہ دلائی گئی ہے......(ادارہ)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (البقرة : ٣٢)اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا وقال النبی صلی الله عليه وسلم العلماء ورثة الانبياء

منتظمین کانفرنس کو تہہ دل سے خراج تحسین

میرے مخدوم صدر گرامی قدر حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے معزز قابل احترام علماء کرام، مشائخ عظام اور میرے عزیز طالب علم ساتھیو اور تمام معزز حاضرین! میں سب سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنی طرف سے بھی اور جامعہ حقانیہ کی طرف سے بھی جس کے بلامبالغہ ہزاروں فارغ التحصیل علماء کرام اور مشائخ وفضلاء کرام ملک کے گوشے گوشے سے یہاں تشریف لائے ہیں، جامعہ حقانیہ کے ایک خادم کی حیثیت سے میں سب کا دلی خیر مقدم کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں اور اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام جو پورے ذوق وشوق اور زور وشور سے پورے ملک سے اس عظیم تاریخی اجتماع میں حصہ لے رہی ہے، اس کی طرف سے بھی تمام منتظمین کانفرنس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو تہہ دل سے خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ کانفرنس اس وقت کی بہت اہم ضرورت تھی، میں سمجھتا ہوں کہ اہم چیلنجوں کے موقع پر اس اجتماع کا انعقاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید غیبی ہے۔

حاملین امانت خداوندی

میرے محترم بزرگو! اس اجتماع کے ذریعہ ہم ہندوستان سے اور مادر علمی دیوبند سے آئے ہوئے اکابر کو یہ بھی بتلانا چاہتے ہیں کہ آپ کے شاگردوں کو جو امانت آپ نے سپرد کی تھی وہ امانت انہوں نے اگلی نسلوں تک پہنچائی اور اس امانت کے ساتھ ہم نے کیا کیا اور اس کو کتنا آگے بڑھایا۔ ہم اس کی ایک جھلک دکھانا چاہتے ہیں کہ آج وہ دارالعلوم دیوبند أصلها ثابت وفرعها فی السماء کا مصداق بنا ہوا ہے، اس شجرہ طیبہ کی شاخیں پھیلتی جارہی ہیں اور مدینہ منورہ کے پاور ہاؤس سے جو مرکز دیوبند کی شکل میں روشن ہوا اس پاور ہاؤس کی روشنی کو ہم ٹرانسفارمروں کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا رہے ہیں، اس کا ایک نمونہ آج یہاں ان علماء، مشائخ اور ہزاروں مدارس کی شکل میں پاکستان میں سامنے ہے، اب اس بکھرے ہوئے شیرازے کو متحد کرنے کا وقت آ گیا ہے وحدت امت وقت کی اہم ضرورت ہے یہ اس کے لئے ایک عملی کوشش ہے اور اس کا آغاز آج ہم اپنے گھر سے کررہے ہیں۔

دیوبند اور علماء دیوبند کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مشترکات پر متفق کرنے کیلئے اور متفقہ امور پر ایک دوسرے کے ساتھ جڑنے کیلئے ہم عملی نمونہ پیش کررہے ہیں اور اس کی دلیل میری شکل میں آپکے سامنے ہے کہ میں نے اور میری جماعت نے اور جامعہ حقانیہ نے اپنی تمام توانائیاں صرف کرتے ہوئے ایک عظیم متفقہ مقصد کیلئے اس کانفرنس میں شرکت کر کے اس کا عملی ثبوت دیا۔

میرے محترم بزرگو! برصغیر میں انگریز کے آنے کے بعد جب ہمارا نظام تعلیم تہس نہس ہوا اسلامی کلچر تباہ ہورہا تھا اور ہندوستان کی وہ ہندوتہذیب جو ساری امتوں اور قوموں کو کھا جاتی تھی جسے علامہ حالی جیسے شاعر نے اکال الامم (قوموں کو کھا جانے والی) کہا تھا وہ ہندوتہذیب وتمدن اور ہندوستان کا کلچر جس نے آریائی قومیں اور دنیا بھر کی ثقافتوں کو اپنے اندر جذب کر کے شرک وکفر و الحاد توہم پرستی میں محو اور مدغم کردیا تھا، محمد بن قاسم ثقفیؒ اور ہمارے اکابر کے آنے کے بعد اسلام کی صداقتیں حقانیت کے بل بوتے پر وہ تہذیب اسلام کو اپنے اندر جذب نہ کرسکی اور مسلمان اپنا تشخص قائم و دائم رکھ کر اسی طرح رہے وہ تہذیبوں کو کھانے والی اسلام کی تہذیب کو کھا نہ سکی۔

اسلامی تہذیب وکلچر کی حفاظت

لیکن انگریز کے آنے کے بعد دو خطرے سامنے آئے ایک ہندوستان کی تہذیب وکلچر جو شرک اور

تو ہمات پر کھڑی تھی اور ایک انگریز کی اسلام دشمنی اور سیکولرازم اور مغربی تہذیب جوالحاد و دھریت پر مبنی تھی، ہمارے اکابر نے بروقت قدم اٹھایا اور دارالعلوم دیو بند کی شکل میں ایک مدرسہ قائم کیا یہ ایک الہامی اقدام تھا مدرسہ بھی الہامی اور اس کے خدو خال بھی سارے الہامی تھے، ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی عمارتوں کے نقشے تک میں الہامی تائید و رہنمائی ہوتی تھی، اہل اللہ خواب میں دیکھتے تھے کہ ہال، میدان اور درسگاہ کا نقشہ ڈالا گیا ہے اور رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اور نقشے کے بارے مشورہ دیتے ہیں کہ یہ نقشہ ایسا کرو یہ جگہ اور صحن تنگ ہوگا اور وہ اہل اللہ صبح اٹھ کر بتاتے تھے کہ دیکھو یہ نقشہ تبدیل کرنا ہے، ہمیں منامی طور پر حکم ہوا ہے کہ اسے اس طرح بناؤ، تو جو بزرگ یہ حال بتانے گئے انہوں نے دیکھا کہ جو نقشے انہوں نے خواب میں دیکھے تھے اسی طرح وہ زمین پر بنے ہوئے موجود تھے یہ اللہ کی طرف سے ایک نظام اور تحریک تھی اب اسلام کی حفاظت کے لئے یہ نظام ضروری تھا، یہ نظامِ مدارس یہ نصاب، یہ تعلیمات، یہ سلسلہ سارا انگریز کے آنے سے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ شر سے خیر کو نکالتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انگریز کے آنے سے ایک خیر کی بڑی صورت یہ سامنے آئی کہ یہ آزاد مدارس قائم ہوئے، للّٰہیت اور اخلاص کے ساتھ قرآن وسنت کی تعلیم شروع ہوئی انگریز نہ آیا ہوتا تو اسلامی ادوار میں بھی ایسا آزاد نظام مدارس قائم نہ ہوتا ہر شر سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے خیر نکالتا ہے وہ نظام ایسا پھلا پھولا کہ مشعل سے مشعل روشن ہوتی گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر دینی تشخص، توحید وسنت کی تعلیم اور کتاب اللہ سے وابستگی، اسلامی حمیت اور غیرت اور حریت کیلئے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ ہے اور جہاد و شہادت کا جذبہ ہے تو وہ اسی نظام کی وجہ سے ہے جو کہ دارالعلوم دیو بند سے شروع ہوا۔

ایٹم بم سے زیادہ خطرناک

آج مغربی اقوام امریکہ اور اسلام دشمن قوتیں سب حیران ہیں اور اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ یہ نظام ہمارے لئے بہت خطرناک ہے بلکہ اسے وہ ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں، وہ تجزیہ کرتے ہیں کہ اس نظام میں آخر کون سی تعلیم اور کیسی تربیت دی جاتی ہے کہ اس سے ایسے فولادی انسان نکلتے ہیں کہ ساری کفر ملت واحدہ بن کر ان کے خلاف اکٹھی ہو جاتی ہے اور پھر بھی ان میں لچک اور مداہنت نہیں آتی ہے؟ یہ طالبان کیسی مخلوق ہے اور جہاد کا کیسا جذبہ ہے؟ افغانستان میں وہ یہ نقشہ دیکھ رہے ہیں جس کا جذبہ افغان قوم نے افغانستان میں ۱۲/۱۳ سال تک دکھایا میں اکثر یورپین، امریکن اور مغربی میڈیا کے نمائندوں سے تنگ آجاتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ نہیں بار بار دارالعلوم

آتے ہیں اور تحقیق کرتے ہیں کہ طالبان کیا ہیں؟ اور مدراس کے طلباء کے کیا اغراض ومقاصد ہیں؟ میں انہیں کہتا ہوں کہ بار بار کیوں آتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تہہ تک پہنچنا چاہتے ہیں کہ یہ مضبوط ترین کردار کیسے پیدا ہوتا ہے کہ ان کو کوئی ہرا نہیں سکتا؟ پابندیاں ان پر اثر انداز نہیں ہوتی ہیں اور ورلڈ بینک، آئی ایم ایف کے یہ محتاج نہیں ہورہے ہیں اور ساری کائنات ایک طرف اور وہ اپنے موقف پر بالکل ڈٹے ہوئے ہیں ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کردار اور مضبوطی کہاں سے اور کیسے پیدا ہوتی ہے؟ میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ کردار دیکھنے سے، یہاں آنے سے اور سرسری اندازہ لگانے سے معلوم نہیں ہوگا۔

میں ان سے کہتا ہوں کہ سو ڈیڑھ سو عیسائی یہودی امریکن اور یورپین نوجوانوں کو منتخب کر کے ٹیسٹ کے طور پر ہمارے حوالے کردو ہم ان کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کریں گے ان کو ان مدرسوں میں داخل کراؤ، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا سکھاؤ، ان کو قرآن وسنت اور ہمارے اس سارے نصاب کو پڑھنے کا موقع دو پھر آپ کو خود پتہ چل جائے گا کہ یہ کردار ومضبوطی کیسے پیدا ہوتی ہے؟ من لم یذق لم یلذ یہ زمین پر بیٹھ کر قربانیاں دے کر اور عظیم مشقتیں سہنا یہ وراثت نبوت کا تقاضا ہے اور نبوت جیسی وراثت بہت نایاب اور قیمتی چیز ہے تو اس نظام پر وہ ریسرچ کررہے ہیں کہ یہ ہماری موت کا پیغام ہے۔

سب سے بڑا ٹارگٹ

آپ طلباء، علماء دینی مدارس اور دارالعلوم دیوبند سے نکلی ہوئی شاخوں کو انہوں نے بڑا ٹارگٹ بنا کر اس پر نمبر (۱) سرخ نشان لگایا ہوا ہے، امریکہ کا نہ اب روس دشمن ہے، نہ روس کا امریکہ اور بھارت اور چین میں یہ ساری دشمنیاں ختم ہوگئیں ہیں، آج یہود و نصاریٰ، امریکہ و یورپ، روس اور یورپین یونین یہ سب آپ کے مقابلے میں ایک مٹھی ہوگئے ہیں یہ کس نے کیا ہے؟ یہ آپ لوگوں نے اور آپ کی اس تحریک اور جہاد اور تعلیمات نے ان کو ایک کردیا، بہت پہلے روس کو نیکسن نے خط بھیجا تھا کہ ہم آپس میں لڑ رہے ہیں لیکن ہماری قوت اور طاقت ضائع ہورہی ہے، ان گدڑی پوش اور چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھنے والوں پر ہماری نظر نہیں پڑی یہ تو ہمارے خلاف نظریاتی چھاؤنیاں ہیں یہاں سے خودداری، حمیت اور جذبہ جہاد وآزادی سے سرشار ''ایٹم بم'' کی مانند حریت پسند تیار ہوتے ہیں۔

برٹش سامراج

آپ حضرات نے دیکھا کہ دارالعلوم دیوبند سے نکلنے والے علماء اور مجاہدین نے عزیمت اور استقامت کے کیا کیا باب رقم کئے، شاملی اور پانی پت کے میدانوں میں اور پھر وہیں سے شیخ الہندؒ کی ریشمی رومال کی تحریک اور یہ آج تک کا سلسلہ، اس کے نتیجے میں بہت بڑی برٹش سامراج پیوند خاک ہوگئی، بہت بڑی ناشکری ہے جو برصغیر کی آزادی میں ان علماء، مشائخ، مجاہدین اور شہداء کو بھول جاتے ہیں، ان کی کتابوں میں ان کا تذکرہ نہیں آتا لیکن اللہ کے صحیفوں میں ان کے نام درج ہو چکے ہیں اور ان ہی کی وجہ سے یہ برصغیر آج آزاد ہے اور سفید سامراج کے ختم ہونے پر پوری دنیا میں انقلاب آیا۔

سرخ سامراج سوویت یونین کا خاتمہ

پھر بعد میں جب سرخ سامراج آیا تو تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ دارالعلوم دیوبند سے نکلے ہوئے ایک مردحق، مرد درویش، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ نے اکوڑہ خٹک میں جو شمع جلائی وہ جامعہ حقانیہ جسے اکابر دیوبند ثانی کہتے تھے آج اس دارالعلوم دیوبند کے ایک بچے سے یعنی جامعہ حقانیہ سے اللہ نے سرخ سامراج کو تہس نہس کروایا، اس بیس سالہ جہاد میں ہزاروں علماء حقانیہ شہید ہوئے، سینکڑوں علماء نے قیادت و کمانڈ کی، یہ سرخ سامراج کا تہس نہس ہونا یہ بھی دارالعلوم دیوبند کا بالواسطہ اثر ہے، سویت یونین تہس نہس نہ کر دیا جاتا تو پاکستان اور عرب امارت تک ان کا شیطانی منصوبہ تھا لیکن یہ جنگ علماء، طلباء، فقراء، مجاہدین و مشائخ اور حقانیوں نے لڑکر یہ شیطانی منصوبہ خاک میں ملا دیا۔

دارالعلوم دیوبند کیا ہے؟ یہ مدارس کیا ہیں؟ اس کے نصاب کا اثر کیا ہے؟ اس کا نظام کیسا ہے؟ ان کے مدارس کیسے ہیں؟ ان سب کا آپ نے نتیجہ دنیا بھر میں دیکھ لیا کہ اللہ اکبر کے نعروں سے انہوں نے ایٹم بم کا کام لیا اور ہزاروں علماء شہید ہوئے اور آج سویت یونین نیست و نابود ہوگیا اور سویت یونین کا نام تک نہیں رہا اور اب امریکہ بلاوجہ اپنی موت کو دعوت دے رہا ہے، وہ سویت یونین سے عبرت نہیں لے رہا ہے کہ علماء اور فقراء کے ہاتھوں اس کا کیا حشر ہوا؟ اسے سبق لینا چاہیے تھا اس کو اپنی پالیسیاں تبدیل کرنی چاہیں تھیں لیکن وہ باؤلے کتے کی طرح اور دیوانہ ہوگیا ہے اصل میں دینی مدارس اور جہاد کے اس نظام سے اس کی دشمنی ہے اور وہ اس نظام کو تہس نہس کرنے کا اعلان کر رہا ہے۔

دو تہذیبوں کی جنگ

حضرات! بات کسی مدرسے کی یاد منانے کی نہیں ہم جشنوں کے قائل نہیں ہیں کسی جامعہ اور اس کے منصوبوں اور عمارتوں کی بات نہیں ہے ہم اس مقصد کیلئے یہاں نہیں جمع ہوئے ہیں کہ ہم اپنے کارناموں پر فخر کریں بلکہ ہم اس نظام اور تعلیمات کو اگلی نسل تک منتقل کرنا چاہتے ہیں یہ اولمپک کی شمع کیا ہوتی ہے؟ وہ تو ایک معمولی کھیل اور مذاق ہے اور یہ لوگ ایک دوسرے سے فخر کے ساتھ لے کر بھگاتے ہیں، ہم کہتے ہیں یہ اولمپک کی شمع سے اونچا اور عظیم فانوس نبوت و فانوس مدینہ ہے اس کو ہم اسی طرح ایک سے ایک آگے آگے جلاتے رہیں گے اور اسے آگے پھیلاتے رہیں گے، بات یہاں جامعہ دارالعلوم دیوبند یا حقانیہ یا کسی مدرسے کی نہیں ہے، بات یہ ہے کہ اس وقت دو نظاموں اور دو تہذیبوں کی جنگ شروع ہوچکی ہے اور کفری تہذیب ساری ملت واحدہ ہوچکی ہے اس تہذیب کا علمبردار امریکہ ہے اور ساری شیطانی قوتیں ایک ہوکر اس میدان میں داخل ہوچکی ہیں۔ وہ نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے وہ مسلمانوں کو برداشت کرتا ہے لیکن وہ مسلمانوں کی تہذیب وتمدن و کلچر، سیاسی آزادی ''استحکام'' وجود اور تشخص انفرادی کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اب وہ جنگ کا آغاز کرچکا ہے اور جنگ میں کود چکا ہے۔

شرمناک منافقانہ پالیسیاں

اس جنگ کا مظاہرہ ہم ان کی انتہائی ظالمانہ شرمناک منافقانہ پالیسیوں میں دیکھتے ہیں کہ ملت کفر کیلئے اور ملت مسلمہ کیلئے ان کی پالیسیاں جدا جدا ہیں، اس کا مظاہرہ آپ کشمیر میں دیکھ رہے ہیں کہ وہاں کوئی بنیادی حقوق امریکہ کی نگاہ میں سلب نہیں ہورہے ہیں وہاں کوئی پابندی نہیں لگائی جارہی ہے، وہاں کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئیں اور مشرقی تیمور میں جب عیسائیوں کے فائدے کی بات آئی تو وہ قرارداد جبراً نافذ کرادی گئی، جس قرارداد سے مسلمان مارا جائے، افغانستان، عراق اور لیبیا پر پابندیاں لگائی جائیں، وہ قراردادیں باب ہفتم میں شامل ہوتی ہے یعنی وہ معطل نہیں ہیں، وہ قابل عمل اور ضروری ہیں اور جو قرارداد کشمیر، بوسینا، چیچنیا اور افغانستان کو فائدہ پہنچا سکتی ہے وہ ڈسبین (ردی کے ٹوکرے) میں ڈالی گئی ہیں، یہ پالیسیاں علی الاعلان اسلام دشمنی کی غمازی کررہی ہیں، وہ طالبان دشمن اور باغی احمد شاہ مسعود کو شان و شوکت سے دعوت دیتے ہیں کیا یہ ملت مسلمہ کے زخموں پر علی الاعلان نمک چھڑکنا ہے یا نہیں؟

یورپین یونین اس کو پارلیمنٹ میں نمائندہ سمجھتا ہے جو کہ افغان قوم کا قاتل ہے اور جن لوگوں کوخود اپنے ملک میں ایک چارپائی کی جگہ میسر نہیں وہ اقوام متحدہ میں ان کے صدر اور نمائندے ہیں، ان کی ساری کارکردگی آپ نے دیکھی افغانستان پر پابندیاں لگائی گئیں ہزاروں لاکھوں لوگ مصیبت میں ہیں اور بچے تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں ہم اپنے اکوڑہ خٹک میں ایک کیمپ میں دیکھتے ہیں اس شدید گرمی میں تیس تیس ہزار افراد دس دس میل کے میدانوں میں کھلے آسمان تلے بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں اور ان کو پلاسٹک تک کے خیموں میں سر چھپانے کی جگہ نہیں ہے اور سینکڑوں افراد فاقوں سے مر رہے ہیں۔

جبر وطاغوت کے زندہ بڑے بت

آج امریکہ کو اس بات سے کوئی تکلیف نہیں پہنچ رہی اور جب بامیان کے دو بے جان پتھر (بت) کو توڑا جاتا ہے تو پورا یورپ اور امریکہ چیختا، چلاتا اور واویلا کرتا ہے اور مجھ سے بھی آ کر بت شکنی کے متعلق پوچھتے ہیں، میں نے انہیں کہا کہ ان بتوں سے میرا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اللہ وہ وقت لائے جب آپ کے جبر و طاغوت ظلم و عدوان کے بڑے بڑے بت کلنٹن، بش، یلسن جیسے زندہ بتوں کو ہم اسی طرح ان شاء اللہ توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے۔

نیو ورلڈ آرڈر واحد مزاحمتی قوت

میرے دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے اور یہ قومیں فیصلہ کر چکی ہیں کہ آپ کا اسلامی تشخص، آپ کے مدارس کو ختم کرانا اور آپ کی جہادی قوتوں کو ملیا میٹ کر دینا ہے، یعنی آپ کے سارے نظام کو تہس نہس کرنا ہے کیونکہ وہ آپ کو نیو ورلڈ آرڈر کے راستے میں واحد مزاحم قوت محسوس کر رہے ہیں اب اس جنگ کو کس نے لڑنا ہے؟ آپ کے سیاستدانوں نے جن کی سیاست یورپ کی برآمد شدہ ہے؟ آپ کے حکمرانوں نے جو پورے عالم اسلام میں عالم کفر کے آلہ کار ہیں ان کے دریوزہ گر ہے آپ کا حسنی مبارک، آپ کا شاہ فہد آپ کے عرب امارت والے اور آپ کے ترکی، الجزائر، مراکش کے کارندے حکمران یہ سارے حکمران یہ تو دُم چھلے ہیں۔ یہ جنگ نہیں لڑ سکتے ہیں اور آواز نہیں اٹھا سکتے کہ افغانستان پر پابندی مت لگاؤ اور یہ فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں کہ افغانستان کی حکومت کو تسلیم کر لیں اس حد تک وہ غلام بن چکے ہیں وہ بیت المقدس کے بارے میں خاموش ہیں جہاں روزانہ بچوں کو بھونا جا رہا ہے اور آپ کے معصوم بچے توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ غلیلوں سے کر رہے ہیں لیکن عالم اسلام کوئی بات نہیں کر سکتا کہ فلسطین ہمارا مسئلہ ہے، مسجد اقصیٰ ہمارا

قبلہ اول ہے، کشمیر ہماری جان ہے تو پھر یہ جنگ کون لڑے گا؟ آپ کے حکمران تو مفلوج اور غیروں کے ہاتھ گروی ہیں اور آپ کے عالم اسلام کے سیاستدان پاکستان کے نواز شریف، بے نظیر کیا وہ یہ جنگ لڑ سکتے ہیں جو روزانہ مغربی قوتوں کو شاباش دیتے ہیں اور اسلامی قوتوں کی نشاندہی ان کو کرواتے ہیں کہ ان قوتوں کو ختم کرو جو کلنٹن کے سامنے سرنڈر (تسلیم) اور سربسجود ہوتے ہیں، وہ غلام اپنے آقا (امریکہ) کی وفاداری کا ثبوت دے رہے ہیں، کیا وہ لوگ یہ جنگ لڑیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ آئندہ یہ جنگ اس فرسودہ سیاست کے ذریعہ سے نہیں لڑی جاسکتی ہے ہمیں اپنی پالیساں اور فیصلے تبدیل کرنے پڑیں گے اس فرسوددہ سیاست اور مغربی شیطانی قوتوں کا جو چکر جمہوریت کے نام سے قائم ہے ان شیطانی جمہوریتوں کے ذریعے جوانہوں نے اپنے تحفظ کے لئے ہم پر مسلط کیا ہوا ہے وہ جمہوریت ترکی اور الجزائر میں مسلمان قوتوں کو آزادی نہ دے سکی' وہاں اسلامی نظام لانے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان چیزوں سے ہٹ کر سوچیں۔

قومیت، جمہوریت کا نہیں اسلامیت کا دھارا

ہمیں زمانے کے طور طریقوں کو دیکھ کر نہیں چلنا ہے لوگ کہتے ہیں کہ سیاستدان وہ ہیں جو زمانے اور حالات کو دیکھ کر حالات پہچاننے کی کوشش کرے، کہتے ہیں کہ ہوشیار وہ ہے جو قومی دھارے میں شامل ہوجائے قومی دھارا جو جمہوریت کا ہے۔ ہم نے ۵۴ سال جنگ لڑی اور اس دھارے میں شامل ہوئے اور ہم نے سوچا نہیں کہ یہ قومی دھارا کیا چیز ہوتا ہے؟ جبکہ ہمارا تو کوئی قومی دھارا نہیں ہے، ہم قومی دھارا جانتے ہی نہیں ہمارا دھارا صرف اسلامیت کا دھارا ہے ہمارا قومی دھارا ہے یا غیر قومی، وہ اسلام اور اسلامیت ہی کا ہے، ہمارا منصب دنیا کے اشاروں کو دیکھ کر پالیساں بنانے کا نہیں ہمارا منصب قیادت کا منصب ہے اور امامت کا منصب ہے آپ علمائے حق وارثین نبوت ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امامت اور قیادت کے منصب کا مستحق قرار دیا ہے ہم دنیا کے مناصب اور عہدے ٹھوکروں پر بھی نہیں مارتے چند پارلیمانی عہدے اور ممبری ہماری قیمت نہیں جس شخص کو اللہ اور رسول نے قائد نائب اور وزیر اعظم بنایا ہے اسے کیوں چھوڑ دیا جائے ہم اعلان کیوں نہیں کرتے کہ بس اب تمہاری سیاست ختم اب تمہارا شیطانی چکر مستقبل میں نہیں چلنے دیں گے، اب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی قیادت کیلئے ہمیں منظم اور ایک ہونا ہوگا۔

بہر حال! اس اجتماع کے ذریعے ہم امریکہ کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے شیطانی منصوبے کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے، یہ الجزائر اور ترکی نہیں ہے یہ افغانستان کے ۲۰ لاکھ شہداء کے

خون سے مستفید اور مستنیر تحریک ہے۔ ہم نے اس تحریک میں حالیہ ۲۰ سال کے دوران تازہ خون ڈالا ہے۔ تاریخ میں جس کی مثال نہیں ہے آپ اپنا ورلڈ آرڈر اور شیطانی چکر اپنے پاس رکھیں، ہم فلسطینیوں کے بچوں کی طرح جو کہ مجبور ہیں غلیلوں سے مقابلہ نہیں کریں گے ہم ایٹم بم کا مقابلہ ایٹم بم سے کریں گے، جواب ترکی بہ ترکی دیں گے۔

اکیلے مقابلہ کرنا آسان نہیں سب کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا

اسلام دشمن قوتیں حیران ہیں کہ یہ قوت (طالبان) کہاں سے آئی؟ جبکہ پاکستان میں ایٹم بم اور افغانستان میں جذبہ جہاد بھی سامنے آرہا ہے ہم اس (امریکہ) کو پیغام دیتے ہیں کہ اب مقابلہ اتنا آسان نہ سمجھیں ہم آپ کو بھی سوویت یونین کی طرح ٹکڑے کر کے پاش پاش کر کے دم لیں گے اللہ کی نصرت اور جہاد کے جذبے سے ہم یہ پیغام دینا چاہتے ہیں پھر میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جنگ بہت بڑی ہے، علماء دیو بند کو اللہ تعالیٰ نے قائدانہ کردار دیا ہے لیکن اس جنگ میں ہم گروہی اور مکتبی تنگیوں میں نہیں پڑیں گے اس میں ہم سب لوگوں کو ساتھ لے کر شانہ بشانہ چلیں گے اس جنگ میں نہ کوئی بریلوی، نہ کوئی دیوبندی، نہ کوئی اہلحدیث، نہ کوئی غیر اہل حدیث ہوگا، ہم ان سب کو سینے سے لگا کر ساتھ چلیں گے اور ایک دینی قوت کی طرح ایک مٹھی ہو کر ان شاء اللہ جنگ لڑیں گے ہمارے مسلکی اور علمی اختلافات ہیں اور ہمارے سیاسی اختلافات بھی ہیں لیکن جب وقت آئے گا بڑے دشمن کے مقابلے میں ہم ان شاء اللہ ایک مٹھی ہوں گے، ہم فرقہ واریت کے قائل نہیں ہیں، ہم یکجہتی کے قائل ہیں اور وہ پیغام ان شاء اللہ دنیا کو پہنچ رہا ہے، ہم نے افغانستان کے بارے میں تجربہ کیا طالبان کے بارے میں مختلف خیالات تھے مسئلہ آیا امریکہ کے ظلم و جبر کا اور پابندیاں لگانے کا میں نے سب (جماعتوں) کے سامنے دامن پھیلایا کہ یہ صرف طالبان کا مسئلہ تو نہیں ہے طالبان کا جرم یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں وہاں اسلامی نظام قائم ہو رہا ہے، ابھی اسی اسلامی نظام کے ابتدائی خدوخال ہیں مکمل ہیں یا نہیں؟ آپ کو اس سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے لیکن دشمن کا مقصد یہ ہے کہ تمہارا اسلامی نظام تہس نہس ہو، آپ سب مل کر ایک ہو جائیں، دنیا نے دیکھا کہ اللہ نے جامعہ میں تمام دینی جہادی قوتوں کو اکٹھا کر دیا اور سب نے ناچیز کی صدا پر لبیک کہہ کر کہا کہ ہم افغانستان کے بارے میں ایک ہیں۔

کشمیر، اسامہ، ملا عمر اور طالبان، پاکستانی طلبہ اور قوم کو کانفرنس کا پیغام

ہم اس کانفرنس کے ذریعے سے کشمیر کے مسلمانوں کو پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ اکیلے

نہیں ہیں ہم اسامہ بن لادن عظیم مجاہد کو پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ تخریب کار نہیں ہیں آپ دہشت گرد نہیں ہیں آپ مجاہد اسلام ہیں اور آپ پوری امت مسلمہ کے ہیرو ہیں آپ کا مسئلہ صرف آپ کا یا صرف طالبان کا نہیں ہے بلکہ پوری ملت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کو پیغام

ہم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ اسلامی نظام کے بارے میں جیسے ڈٹے ہوئے ہیں اسی طرح ڈٹے رہیں اللہ آپ کو مزید توفیق دے، آپ ہمارے لئے نمونہ ہیں آپ پورے عالم اسلام کے لئے نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ بن سکتے ہیں کبھی ملا عمر اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھے، کفر سب آپ کے خلاف ہے لیکن امت مسلمہ کے سوا ارب مسلمانوں کے دل آپ کیلئے دھڑک رہے ہیں، ہم پاکستان کے عوام کو پیغام دیتے ہیں کہ ان سیاستدانوں سے خدا کیلئے اپنی توقعات اب ختم کردیں اور پاکستان کے نوجوانوں کو یونیورسٹیوں، کالجوں اور مدارس کے طالبان کو اسلامی انقلاب کیلئے اٹھ کھڑے ہونے کا پیغام دیتے ہیں، ہم پاکستان میں طالبان کو مدارس تک محدود نہیں سمجھتے ہیں بلکہ یونیورسٹیوں، کالجوں، سکولوں کے سٹوڈنٹ کو بھی طالبان کا حصہ سمجھتے ہیں، میرا ایمان ہے کہ اس ملک میں اسلامی انقلاب سیاستوں سے نہیں آئیگا، میں خود تقریباً بیس سال تک پارلیمنٹ کا حصہ رہا اور یہ جنگ بھی علمائے دیوبند نے لڑی، ختم نبوت، قادیانیت آئین کا دستور وغیرہ کا فیصلہ اب آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

دیوبندیت کے عناصر اربعہ

میرے دوستو! آج دارالعلوم دیوبند کی تعلیمات آپ کو منتقل ہوں گی اور دارالعلوم دیوبند کی تعلیمات کیا ہیں؟ چار چیزیں ہیں عناصر اربعہ ایک توحید وسنت دیوبند نے توحید وسنت کی دعوت دی اختلافی مسائل کو بالائے طاق رکھا، اختلافی مسائل ہمارے مخالفین نے ابھارے ہماری دعوت صرف توحید وسنت ہیں اور دوسری اتباع سنت دیوبند سارا اتباع سنت میں ڈوبا ہوا ہے تیسری چیز تعلق مع اللہ روحانیت اللہ کا ذکر وفکر، روحانیت اور مراقبوں اور تصوف کے ذریعے وابستگی اور چوتھی چیز جو اہم ہے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے سربکف سربلند جو آپ کہتے ہیں اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد، توحید وسنت، اتباع سنت اور تعلق مع اللہ اور جہاد یہ عناصر اربعہ ہیں، میں سمجھتا ہوں کسی نے ایک عنصر کو چھوڑا تو وہ پورا دیوبندی نہیں بن سکتا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے واخر دعوانا أن الحمد اللّٰہ رب العالمین۔ (ماہنامہ ''الحق'' مارچ اپریل ۲۰۰۱ء)

ادارہ

مکاتیبِ مشاہیر (خطوط) بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نام ہزاروں اساطین علم وادب ، علماء ومحدثین، مشائخ و اکابرین امت ، نامور اہل قلم ،شہسواران صحافت،دانشور ومصنفین ، سیاسی زعماء حکمران و سلاطین نے مکتوبات ونگارشات لکھ کر بھیجیں ان خطوط میں اُن کے تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی،فقہی ،مذہبی مسائل،ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مدوجذر بیان کیے گئے تھے نیز ارباب فکرودانش کے خیالات وافکار کا ایک بڑا ذخیرہ حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے محفوظ کر کے اس پر مفید ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات لکھ کر انہیں سات جلدوں میں ''مکاتیب مشاہیر'' کے نام سے شائع فرمایا جسے علمی و ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی، تمام مکتوب نگار ہمارے اکابر، زعمائے ملت، رہنمایان قوم، مشائخ ،سیاستدان اور ہر حوالے سے لائق صد تعظیم وتکریم اور مستحقین تقدیم ہیں۔ہم نے کہکشانِ فضل وکمال کے ان روشن ستاروں کو بغیر کسی فرق مراتب اور حروف تہجی کے کیف مااتفق یہاں ترتیب دی ہے۔ذیل میں قارئین مکاتیب مشاہیر کے انتخاب و مطالعہ میں یقیناً اس فطری طریق انتخاب سے حظ وافر حاصل کریں گے ۔(ادارہ)

● اسیر مالٹا مولانا محمد عزیر گل کاکاخیلؒ

(از بندہ محمد عزیر عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ)

برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زاداللہ معالیکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امابعدنوازشنامہ باعث سرفرازی ہوا تھا،سب کام اور انتظام آپ فرمارہے ہیں اس لئے ہم تو جناب کی نوازشنامہ سے مستفید ہوتے ہیں مگر ہمارے عریضہ سے جناب کو کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ جناب کے عمر اور علم اور کوشش میں برکت فرمادیں۔ ہمیشہ اپنی خیریت سے یاد فرمایا کریں، جواب کی امید تو کم کریں مگر دعا غائبانہ سے ضرور یاد کرتا رہوں گا۔ والد صاحب مدظلہ کوسلام مسنونہ اورعرض دعا پہنچادیں۔

والسلام   از محمد عزیر گل

● شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دارالعلوم حقانیہ میں تقریب سالانہ اجلاس دستار بندی کی مبارک صد مبارک، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس چشمہ فیض کو جو مخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی کے مبارک ہاتھوں سے قائم ہوا ہے قیامت تک دائم اور قائم رکھے اور ہمیشہ اہل حق علماء کی اس طرح پر دستار بندی ہوتی رہے اور اس چشمہ فیض سے سیراب شدگان اطراف عالم میں اشاعت کتاب وسنت فرماتے رہیں اوراس صدقہ جاریہ کا اجر جزیل حضرت مولانا ممدوح کوقیامت تک پہنچتا رہے۔آمین

احمد علی ۱۸ نومبر ۱۹۵۸ء

● شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب مدفیوضکم بعدسلام مسنون، آج کی ڈاک سے ''دعوات حق'' پہنچ کر موجب منت ہوا اورآپ کی کرامت ہے کہ کتاب پہنچ گئی آئندہ کوئی کتاب کبھی بھیجیں تو ڈاک سے ہرگز نہ بھیجیں یہاں کے ڈاکخانہ والے ہرکتاب کو یہ کہہ کرروک لیتے ہیں کہ ''وزارۃ الاعلام'' سے جب منظور آئے گی دے دی جائے گی۔ میری دس بارہ کتابیں ایک سال سے رکی پڑی ہیں جو ہندوپاک سے میرے نام آئی تھیں مگر کتاب بہت بے وقت آئی ذرا پہلے آتی تو بہت ہی اچھا تھا، اس وقت تو یہ ناکارہ ہند کیلئے پا برکاب ہے اور آج کل ساہیوال کا دارالعلوم نمبر چل رہا ہے اس کے ختم پر اس کو شروع کروں گا تاہم فرط شوق میں فہرست تو آج ہی سن لی بہت مبارک ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے لوگوں کوزیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے اور مجھے بھی پوری سننے کی سعادت نصیب فرمائے حاجی محمود کے خط سے کچھ عرصہ ہوا والدصاحب کی علالت کی خبر معلوم ہوئی تھی امید ہے کہ اب حضرت مولانا کی طبیعت بحال ہوگی۔ میری طرف سے سلام مسنون فرمادیں۔ میں خودبھی دعا کرتا ہوں اوراحباب سے بھی دعا کیلئے کہہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ شفاء عاجل کامل عطا فرمائے، یہ ناکارہ ۱۵؍جمادی الثانیہ کو مدینہ سے ہند کے ارادے سے جانے کا ارادہ کررہا ہے۔۱۰،۲۰روز مکہ میں لگیں گے اور پھر راستہ میں ایک ایک دوروز بمبئی ،دہلی، امید ہے کہ اخیر رجب تک سہارنپور پہنچنا ہوگا۔ وہاں کے احباب ہرسال رمضان سہارنپور کرنے کا اصرار کرتے ہیں یہ میری بدقسمتی ہے کہ سال بھر یہاں رہوں اور ماہ مبارک میں دارالکفر چلا جاؤں۔ وہاں سے شروع ذیقعدہ میں رائے ونڈ کے اجتماع میں شرکت کا ارادہ ہے

جناب کی تشریف آوری تو رائیونڈ میں ہوتی ہی رہتی ہے۔مولوی محمد بنوری بن مولانا محمد یوسف بنوری اس وقت میرے پاس ہیں سلام کہہ رہے ہیں۔مدینہ طیبہ۔

فقط والسلام: حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ (۱۹۷۶/۵/۲۴ء)

● حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

برادرعزیزم زیدمجدکم، سلام مسنون، آپ کے رسالہ اور دفتر رسالہ میں آپ کے آئے ہوئے خطوط سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی علالت کی اطلاع ملی بہت زیادہ فکر ہوئی، دل وجان سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ موصوف کو صحت عاجل وکامل نصیب فرمائے اور پاکستان میں ان کی ذات سے فیوض علمی کا جو سلسلہ قائم ہے وہ قائم ودائم رہے، احقر بھی مولانا کیلئے دعا گو ہے اور دوسرے احباب ومخلصین بھی دعا کرتے ہیں، آپ کی حسب فرمائش تاریخ دارالعلوم کا ایک نسخہ رجسٹرڈ پیکٹ سے آپ کے نام بھیجا جارہا ہے، اپنے رسالہ میں تاریخ دارالعلوم پر تبصرہ بھی شائع فرمادیں اور بزرگان دارالعلوم کے حالات کا جو حصہ ہے اس کے اقتباسات بھی وقتاً فوقتاً اپنے رسالہ میں شائع فرمائیں۔ والسلام، محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (۲۴راگست ۶۶ء)

(۲)

۵/۹۸: عصر حاضر کے نئے تمدن نے یہ عنوان پیدا کردیا ہے کہ ''اسلام اور عصر حاضر'' ورنہ یہ عنوان اس لئے بے معنی ہے کہ اسلام ہر عصر کیلئے رہنما رہا ہے اور رہے گا خواہ وہ ماضی ہو یا حاضر ہو یا مستقبل ہو، کوئی دور اُس سے باہر نہیں جاسکتا۔اس سے پہلے بھی بہت سے عصر حاضر گزرے ہیں اور اسلام نے ان کے ساتھ مل کر ان کی اصلاح کی ہے۔تاہم اس دور میں جو پیچیدہ مسائل نئے تمدن سے پیدا ہوگئے ہیں مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدہ نے ان کا تجزیہ کرکے جو حصہ ان میں فطرت کے مطابق ہے اسے باقی رکھا ہے اور جو وساوس واوہام سے متعلق ہے جس کے پیچھے کوئی حق، یا حقیقت نہیں ہے اسے رد کردیا ہے اور اس طرح بڑی قابلیت سے اسلامی مسائل کو بے غبار ثابت کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان عالی مضامین کو مخلوق کے لئے باعث رشد وہدایت بنائے۔آمین

محمد طیب رئیس جامعہ دارالعلوم دیوبند (لاہور)

● حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ (مفتی اعظم پاکستان وصدر دارالعلوم کراچی)

محترم المقام جناب مولانا عبدالحق صاحب ومولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔الحمدللہ بعافیت ہوں، امید ہے کہ آپ بھی بخیر ہوں گے۔باعث تحریر آنکہ حضرت اقدس حکیم

الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے تقریباً ستر (۷۰) سال پہلے ایک کتاب ''مائۃ دروس'' تالیف فرمائی تھی، جس کا کچھ حصہ ۱۳۳۴ھ میں طبع ہوا تھا۔ اس کے بعد کتاب کو مکمل طبع کرنے کیلئے کسی ناشر کو توجہ نہ ہوئی۔ احقر کو نیم طبع نسخہ اور اصل مسودہ برادر زادہ مؤلف حضرت مولانا شبیر علیؒ سے ملا۔ احقر نے ناقص نسخہ کی تکمیل کرنے کیلئے باقی کتاب طبع کرادی اور اب پہلی بار کتاب مذکور مکمل طبع ہوکر منصۂ شہود پر آگئی ہے۔

دل چاہتا ہے کہ یہ کتاب اپنے اکابر کے ہر مدرسہ میں پہنچے اور عربی کی ابتدائی جماعتوں میں سے کسی جماعت میں داخل نصاب ہوجائے۔ کتاب بہت جامع ہے جو خزانہ معلومات ہے، علوم عالیہ اور آلیہ، تواریخ، قصص وحکایات، نوادر وغرائب اور لطائف وظرائف پر مشتمل ہے۔ عربی ادب کے طلبہ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ ایک نسخہ ارسال خدمت ہے، وصول فرما کر ملاحظہ فرمائیں اور اپنے مدرسہ میں داخل نصاب فرما کر شکر گزاری کا موقع دیں۔ والسلام: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

(نوٹ): مرسلہ بنڈل میں تین نسخے ہیں، دو ''الحق'' میں تبصرے کیلئے اور ایک حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں۔

● شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ (بانی ومہتمم جامعہ حقانیہ)

۱۴راپریل ۱۹۷۷ء: نور چشمی برخوردارم سمیع الحق طول عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ الحمدللہ کہ درس قرآن مجید ودرس حدیث شریف میں آپ کا وقت گزر رہا ہے۔ برخوردارم یہ قید وبند ومصیبتیں دینی نظام کے قیام کے لئے ہیں۔ خداوند کریم قبول فرمائے۔ رب العزت جلد از جلد کامیابی عطا فرماوے۔ هل انت الا اصبع دميت وفى سبيل الله مالقيت

آپ کے لئے یہ قربانی موجب سعادت ہے اور آپ کے واسطے سے ناچیز وخاندان کے لئے باعث اجر ہوگا۔ ان شاء اللہ دین کے لئے قید وسب کچھ قربان کرنا موجب نجات ہے۔ الحمدللہ کہ حضرت مفتی صاحب ودیگر علماء ومجاہدین کی رفاقت میسر ہے۔ کل پشاور ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا مگر مایوسانہ جواب دیا امید ہے کہ چند یوم میں پنڈی جاؤں گا۔ رب العزت کامیابی عطا فرمادے۔ بچے وگھر میں خیریت ہے۔ سلام عرض کرتے ہیں فکر نہ کریں حضرت قبلہ مفتی صاحب ودیگر احباب کو سلام عرض ہے۔ خط لکھنا بوجہ ضعف بصارت کے دشوار ہوتا ہے۔ برادرم شفیق صاحب کو سلام پیش ہو۔

عبدالحق غفرلہ

(۲)

۱۶/ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ : نور چشمی سمیع الحق سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا اور حضرت قبلہ مخدومنا المکرّم حضرت مولانا مدنی صاحب کا گرامی نامہ معمور از کلمات شفقت و جملہ ہائے دعائیہ باعث مسرت و اطمینان بنا۔ حضرت شیخ مدنی مدظلہ العالی کا وجود مسعود حرم محترم میں ناچیز کے لئے اور ہزاروں معتقدین و خدام کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔ امید ہے کہ حضرت کی دعائیں ناچیز کے حق میں قبول ہو کر ذریعہ و وسیلہ نجات دارین ہوں گی۔

الحمدللہ گھر و شہر میں خیریت ہے۔ کچھ فکر نہ کریں' موقع و وقت کی قدر یہی ہے کہ عبادت میں گزرے اور دعائیں نہایت عاجزی سے بندہ کے حق میں اور دارالعلوم حقانیہ کی ترقی و بقاء کے لئے کرتے رہیں۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب تشریف لائے تھے' سلام عرض کر رہے تھے۔ انوارالحق بہاولپور میں کچھ بیمار ہیں۔ بے خوابی کا مرض اسے لاحق ہے اس کے لئے اور میری عافیت و صحت کے لئے اور قرضوں سے نجات اور بالخصوص علم و عمل کی ترقی اور اخص الخصوص خاتمہ بالایمان کی سعادت میسر ہونے کی دعائیں کرتے رہیں۔ خداوند کریم تمہیں اور رفقاء مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب و حضرت مولانا عبداللہ صاحب کیلئے یہ سفر مبارک باعث رفع درجات و کامیابی و سعادتمندی دارین کا ذریعہ و علم و عمل کی ترقی کا وسیلہ بنادے۔ آمین۔ تمام اراکین واہالیان محلّہ واحباب ورشتہ داران دعا وسلام کنان و پرسان حال رہتے ہیں، خداوند کریم جل مجدہ کی امداد آپ کے شامل حال ہو، واپسی کیلئے کوشش جدہ شریف کے راستہ پر کریں، خداوند کریم غیب سے کامیابی کے اسباب عطا فرماوے حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر، حضرت جناب قاری صاحب سعید الرحمان و حضرت مولانا عبداللہ صاحب و جمیع واقفین کرام بالخصوص حضرت قبلہ مولانا مدنی صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے، اس سال حج میں جس قدر اکابر شامل ہو رہے ہیں ان سے ملاقات کا شرف اور اگر موقع ہو تو بندہ کے لئے بھی دعا کراتے رہیں۔ حضرت جانشین شیخ العرب والعجم مولانا اسعد مدظلہ کو بھی سلام و حضرت مخدومنا مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کو بھی سلام عرض کریں اور جلسہ سالانہ دارالعلوم کیلئے تاریخ کا تعین انہی سے کرادیں۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کے مواجہہ شریف میں بندہ کے عاجزانہ صلوۃ وسلام عرض کردیں اور رکن و مقام ابراہیم کے درمیان استغفار میرے لئے اور اپنے حق میں کیا کریں۔ والسلام: بندہ عبدالحق غفرلہ

● **حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ** (سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد وسیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام)

عزیز محترم ومکرم صاحبزادہ مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مکرم! حج وعمرہ مبارک۔گرامی نامہ شرف صدور لایا۔احقر حسب الارشاد صبح بروز جمعرات ۱۲؍ ربیع الاول ۸۹ھ خیبر میل سے نوشہرہ اُترے گا۔ میں نے مردان والوں سے وعدہ کرلیا تھا کہ میں نوشہرہ سے مردان آکر دن گزاروں گا اور شام کو وہاں سے پشاور پہنچوں گا لیکن اب میں نے مولوی عبدالرحمٰن صدیقی کو ٹیلیفون کے ذریعہ کہہ دیا ہے کہ وہ مردان والوں کو کہہ دیں کہ میں نوشہرہ سٹیشن پر اُتر کر سیدھا اکوڑہ چلا جاؤنگا۔ دو گھنٹے وہاں گزار کر وہاں سے مردان روانہ ہوجاؤنگا۔اس تھوڑی سی ترمیم کو شاید وہ خوشی سے قبول فرمالیں گے۔آپ بھی اُن سے رابطہ قائم فرمالیں۔احقر صرف حضرۃ مولانا مدظلہ العالی کی زیارت اور بیمار پُرسی کی نیت سے حاضر ہوگا۔ افادہ خطاب وغیرہ وغیرہ امور سے احقر کو معذور تصور فرمادیں۔ یہ سیہ کار، خستہ حال ناشائستہ مقال اِس قابل کب ہے کہ حقانیہ جیسے مرکز علوم میں علماء وطلبہ سے کچھ عرض کرے یہ بالکل حقیقت ہے۔کہ یہ ہیچمداں اپنے احباب اور بزرگوں کی عنایات اور دعاؤں سے جی رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میری تمام جہالتوں اور سیہ کاریوں پر نقاب ڈالدیا ہے اور علماء کی صف میں اس ناکارہ کو بھی شمار کیا جانے لگا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم

مجھے امید ہے کہ جس طرح اللہ کریم نے یہاں عیوب پر پردہ ڈال کر علماء میں شمار کراہی دیا اس طرح آخرت میں بھی شائد صفتِ ستّاریت کا مظاہرہ ہو اور احقر اس طرح وہاں بھی نکل جاوے۔ دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔آپ نے حج وعمرہ میں رفع درجات کرایا تو اس حقیر کو بھی فراموش نہ فرمایں۔ والسلام مفتی محمود (قاسم العلوم ملتان ۲۶ صفر ۱۳۸۹ھ، ۱۴؍مئی ۱۹۶۹ء)

● **مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ** (ندوۃ العلماء لکھنؤ)

۴؍رجب المرجب ۱۳۸۸ھ: **محبّ گرامی قدر زید لطفہ۔** السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امید ہے کہ آپ سب بفضلہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہوں گے، میں ایک سفر سے کل ۲۷؍ستمبر کو جب بریلی واپس ہوا تو ڈاکخانہ میں والد ماجد مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کا تعزیتی گرامی نامہ، پھر آپ کا مسرت نامہ ملا، پہلے خط سے عزت، دوسرے سے مسرت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کے خاندان سے دین وملت کی وہ خدمت لے، جس کی کم از کم اس ملک میں سخت ترین ضرورت ہے اور جہاں عرصہ سے یہ صدا آرہی ہے......

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق   ہے مکرر لبِ ساقی پہ صدا میرے بعد

یوں تو غیب کا علم اللہ کو ہے لیکن رسالہ ''الحق'' کے دیکھنے سے ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات نے مرض کی صحیح تشخیص کی ہے، ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب کے استعفے کی خبر جب پہلی مرتبہ ملی تو بے اختیار زبان سے نکلا کہ عرصہ کے بعد ایک اچھی خبر سننے میں آئی، اس وقت یہی خیال ہوا کہ اس میں آپ حضرات کی جدوجہد بنیادی حیثیت رکھتی ہوگی، دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔

الارکان الاربعہ کے متعلق آپ نے جو کلمات لکھے ہیں، وہ آپ کے اخلاق کریمہ اور عالمانہ قدر شناسی پر مبنی ہے مگر میں بلاتکلف عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی سب سے بڑی سعادت جس کو اپنے لیے ذریعہ قبولیت سمجھتا ہوں یہ ہے کہ اس میں حضرت شاہ صاحبؒ کے جابجا اقتباسات ہیں، ان کا بار بار نام آیا ہے اور وہ شاید ان کے اصل کتابوں کے مطالعہ کی محرک بن جائے، بہرحال! اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ آپ کو وہ کتاب پسند آئی، میری تمنا ہے کہ میں اسی نہج پر امہات عقائد پر بھی ایک کتاب لکھوں اور عقائد ثلاثہ، توحید، رسالت، معاد پر بھی اسی اصول ومعیار پر ایک کتاب تیار ہو جائے مگر نہ خود لکھ سکتا ہوں، نہ پڑھ سکتا ہوں، املا اور خود نویسی میں جو فرق ہے آپ اس سے ناواقف نہ ہوں گے لیکن قدرت الٰہی سب کچھ کر سکتی ہے، یہ ساری کتاب بھی املا ہی کرائی گئی اور بہت سی غلطیاں اس لیے ہیں کہ میں اپنی آنکھوں سے پڑھ بھی نہ سکا۔

مجھے اپنی کتاب ربانیہ لا رھبانیہ بھی بہت عزیز ہے، اس میں تصوف کو اس طریقے سے پیش کیا گیا ہے کہ بڑے سے بڑا منکر تصوف اور متعصب بھی اگر ذرا انصاف سے کام لے گا تو اس چیز کا انکار نہیں کر سکے گا جو اس کتاب میں پیش کی گئی ہے، ابھی میں نے اس پر نظر ثانی کی ہے اور بعض اہم مضامین کا اضافہ کر کے طبع ثانی کیلئے بیروت بھیجی ہے، چھپنے کے بعد ان شاء اللہ ایک نسخہ بھیجوں گا۔

اکوڑہ خٹک کا نام بھی میرے لیے بہت کشش رکھتا ہے میں دو مرتبہ وہاں حاضر ہوا ہوں، پہلی مرتبہ غالباً ۴۴ھ میں اس وقت حاجی ارشد صاحب مرحوم ساتھ تھے، یاد نہیں کس کے یہاں ٹھہرا تھا، لیکن میدان جنگ اور بستی جا کر دیکھی تھی، دوسری مرتبہ ایک دو سال کے بعد حاضر ہوا، پشاور کے حاجی عبدالقیوم صاحب چائے والے ساتھ تھے، فوٹو گرافی کا بھی انتظام تھا ان جگہوں کی تصویر بھی لی تھی۔ بہرحال! آپ ایسی جگہ ہیں جہاں سے ہماری روح اور قلب کا تعلق ہے، وہاں سے ایک ایسے مبارک سلسلہ کا آغاز ہوا تھا جس کے نتیجہ میں درحقیقت مدت مدید کے بعد یہ مملکت عطا ہوئی۔ خدا کرے اب علم وقلم کے ذریعہ ان مقاصد کی تکمیل ہو اور اس جسد میں صحیح روح پیدا ہو۔

میں ''الحق'' کے لیے ایک ایسا مضمون بھیج رہا ہوں جس کی ابھی تک اشاعت نہیں ہوئی، یہ

حقیقتاً اسلامیت اور مغربیت کے دوسرے ایڈیشن کا آخری مضمون ہوگا لیکن ابھی اس کتاب کی اشاعت میں سال دوسال کی دیر ہے، آپ اس کو شائع فرماسکتے ہیں، مسودہ بہت کٹا پھٹا ہوا ہے، احتیاط کے ساتھ اس کی اشاعت کا انتظام فرمایا جائے حضرت والد ماجد کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا، میں ۵/۴ اکتوبر تک ان شاء اللہ روانہ ہوں گا آپ اگر اس خط کی رسید دینا چاہیں تو اس پتہ پر دے سکتے ہیں "المدرسة الصولتیه ص۔ب ١١٤ مكة المكرمه"

والسلام مخلص: ابوالحسن علی ندوی

(۲)

۱۶/شوال المکرّم ۱۳۹۸ھ: محبّ گرامی منزلت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اپنی اس کوتاہی کا معترف اور اس پر شرمندہ ہوں کہ پاکستان سے آنے کے بعد آپ کو کوئی خط نہ لکھا آپ کی محبت وتعلق ہے کہ آپ اس پر کچھ نہ کہیں اور میرے لئے عذر تلاش کرلیں ورنہ یہ کوتاہی ضرور ہے، آنے کے بعد ہی ایک ہفتے کے بعد رمضان المبارک شروع ہوگیا، ڈاک جو میرے سفر کے دوران جمع ہوگئی تھی اور نامکمل کام انہوں نے مہلت ہی نہ دی اب اس خط کے لکھنے کی توفیق ہورہی ہے، سب سے ضروری بات تو یہ ہے کہ حضرت والد ماجد کی صحت وکیفیت مزاج کے متعلق معلوم کروں جو اس وقت بہت ضعیف تھے، خدا کرے وہ عوارض رفع ہوگئے ہوں اور صحت بہتر ہو، اللہ تادیر ان کا سایہ اس پورے علاقے پر اور طالبین علوم دینیہ پر باقی رکھے میرا اسلام پہنچایئے اور دعا کی درخواست کیجئے! وہاں کی حاضری کا سب سے بڑا فائدہ ان کی زیارت تھی آپ سے پہلے بھی ذہنی وعلمی ارتباط تھا لیکن آپ اسلام آباد میں جس محبت ویگانگت سے ملے پھر اکوڑہ لے گئے اس نے اس ارتباط کو بہت بڑھا دیا، جی چاہتا ہے کہ آپ کچھ وقت کیلئے ہندوستان تشریف لائیں اور لکھنؤ اور رائے بریلی میں کچھ دن یکجا رہیں اس عرصے میں ''الحق'' کا برابر انتظار رہا لیکن وہ ابھی تک دیکھنے کو نہیں ملا خدا کرے آنے میں بخیر ہو، ہمارے ساتھی آپ کے خلوص ومناسبت سے بہت متاثر ہیں اور اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں، امید ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے۔ والسلام: آپ کا مخلص ابوالحسن علی ندوی

(۳)

۲۰/اگست ۱۹۶۸ء: محبّ گرامی زید لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ مورخہ ۱۲/جمادی الاولی وقت پر مل گیا تھا اور اس نے بہت خوش وقت اور مسرور کیا۔ میں نے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کے ذمہ دار کو ہدایت دے دی تھی کہ وہ مجلس کی کچھ عربی اردو مطبوعات جن کے متعلق خیال تھا

کہ شاید آپ کی نظر سے نہ گزری ہوں ڈاک سے بھیج دیں۔ امید ہے کہ وہ امروز فردا میں پہنچ جائیں گی۔ دارالعلوم کے عربی رسائل واخبارات نیز ''تعمیر حیات'' کے متعلق بھی ہدایت کردی تھی کہ اگروہ تبادلہ میں نہ جاتے ہوں تو ان کے بھیجنے کا سلسلہ بھی شروع کردیا جائے۔ میری ناچیز تالیفات میں سے اگر کوئی چیز مطالعہ میں نہ آئی ہو اور ہمارے پاس موجود ہو تو آپ کو بہ مسرت تمام بھیجی جاسکتی ہے۔ الحق کا وہ شمارہ پہنچ گیا جس میں آپ نے میرا ایک مقالہ نقل کیا ہے۔ اس کے لئے دلی شکریہ قبول کیجئے۔ افسوس ہے کہ الارکان الاربعہ کے چار پانچ نسخے میرے ساتھ حجاز سے آسکے تھے اگر اس وقت ذرا بھی اشارہ ہوتا تو میں ضرور آپ کو بھیجتا۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن تیار ہورہا ہے۔ اندازہ ہے کہ اس وقت تک چھپ چکا ہوگا میں پہلے کوشش کرتا ہوں کہ پاکستان ہی کے ایک دوست کے ذریعہ جس کو میں نے ایک نسخہ بھیجا تھا اور وہ اس کا مطالعہ کر چکے ہیں آپ کو وہ کتاب پہنچ جائے اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو میں دوسرے ایڈیشن کا ایک نسخہ ان شاء اللہ بھجوانے کا انتظام کروں گا۔ اگر کتاب آپ کو ان پاکستانی دوست سے مل جائے تو اس سے مطلع فرماویں۔ تاکہ مجھے اطمینان ہو، ایک مصنف کے لئے اس سے زیادہ خوشی کی بات کیا ہے کہ آپ جیسے مخلص اور فاضل اس کی تصنیف کا مطالعہ کریں۔ میں آپ سے مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کی تسامحات اور فروگزاشتوں سے بھی مطلع فرماویں تاکہ آئندہ اشاعتوں میں اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اگر مخدوم محترم والد ماجد مدظلہ بھی اس پر ناقدانہ نظر ڈال لیں تو بندے کیلئے اور بھی تقویت کا باعث ہوگا۔ جناب کو شاید اس کا علم نہیں کہ میں براہ راست لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ تصنیفات تک کی املا کرانی پڑتی ہے۔ اگر مجبوراً کبھی کوئی مضمون لکھنا لکھانا پڑتا ہے تو بلاد عربیہ کے خاص حالات اور ذوق کی بناء پر عربی میں کبھی کبھی نوبت آجاتی ہے۔ اخبارات اور رسائل میں آپ جو مضامین دیکھتے ہیں وہ یا تو میری تقریر ہوتی ہے یا عربی مضامین کا ترجمہ، پھر بھی خیال رکھوں گا کہ اگر کوئی موزوں چیز الحق کیلئے میسر آگئی تو ضرور بھیج دوں گا۔ اس وقت خوش قسمتی سے رفیق محترم مولانا منظور صاحب نعمانی بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، جناب کے والد ماجد کا ذکر خیر رہا۔ مولانا کا سلام پہنچا دیا جائے۔ والسلام مخلص: ابوالحسن علی ندوی

● **حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ** (صاحب اعلاء السنن، ٹنڈوالہ یار)

۲۴؍اکتوبر ۱۹۶۰ء: مکرمی المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں آج کل کراچی آیا ہوا ہوں۔ الحاد وتحریف اور تجدد کے خلاف علماء کو متحدہ مساعی سے مقابلہ کرنے کیلئے یہاں ''مجلس دعوت واصلاح'' کا افتتاح

ہورہا ہے۔ ان شاء اللہ اس مجلس کی طرف سے جو ضروری مضامین شائع ہوں گے وہ آپ کے رسالہ کو بھیج دیئے جائیں گے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے لانڈھی کراچی نمبر ۳ دارالعلوم کے پتہ پر خط وکتابت کی جائے ''ترجمان القرآن'' میں حضرت عثمانؓ پر نازیبا عنوان سے تنقید کی گئی ہے۔ اس کی رد برأت عثمانؓ کے نام سے میں نے لکھی ہے، وہ چند پرچوں کو بھیجا گیا ہے، اگر آپ فرمائیں گے ایک نقل آپ کو بھی پہنچ جائے گی۔ ناقل کو اجرت دینا ہوگی فل اسکیپ کے ۲۴ صفحات ہوں گے۔

والسلام: ظفر احمد عثمانی

● **مولانا عبدالماجد دریابادیؒ** (نامور ادیب، مفسر و مدیر ''صدق جدید'' لکھنو انڈیا)

۲۹؍اپریل ۱۹۶۶ء: مکرم بندہ وعلیکم السلام، ہندوستان و پاکستان ملا کر رسالوں کی وہ بھرمار رہتی ہے کہ دل اکتا گیا ہے۔ صرف چند ایسے ہیں جنہیں خوشی سے کھولتا پڑھتا ہوں۔ پسند آنے پر (لسٹم پسٹم) ایک نظر ڈال لیتا ہوں پھر بھی کئی ایسے ہیں جو بے کھلے ہی رہ جاتے ہیں اور ہر نئے پرچے سے بدگمانی ہی رہتی ہے۔ ''الحق'' محض تجربہ کیلئے کھولنا پڑا تو دل لگ گیا۔ ماشاء اللہ مولانا شمس الحق کا مضمون خوب ہے۔ بارک اللہ اور بھی دو ایک مضمون اچھے ہیں، لکھنو دفتر کو تبادلہ کیلئے لکھ رہا ہوں، صدق ان شاء اللہ اس ہفتہ سے پہنچا کرے گا۔ میرا ذاتی پتہ دریاباد ہی کا ہے۔ آپ نے محمد علی اور مکتوبات سلیمانی کا ذکر حسن ظن کے ساتھ کیا ہے۔ آپ لوگ تو شاید زیادہ قدر افزائی حکیم الامت کی کریں گے۔ پہلا ایڈیشن مدت ہوئی ختم ہو گیا دوسرے ایڈیشن کا مسودہ مدت ہوئی لاہور مولوی سید رئیس احمد جعفری کے پاس چھپنے کو جاچکا ہے۔ باقی اپنے لئے توشہ آخرت تو اپنی اردو تفسیر کو سمجھتا ہوں۔

والسلام دعاگو و دعا خواہ: عبدالماجد

● **حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ** (مصنف، مبلغ و بانی ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنؤ)

۸؍دسمبر ۱۹۷۸ء: برادر مکرم و محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ سلام و رحمت۔ چند روز پہلے گرامی نامہ موصول ہوا تھا اور ''الحق'' کے وہ شمارے بھی جو آپ نے یکجا کر کے روانہ فرمائے تھے۔ اس کے علاوہ تازہ شمارہ الگ بھی موصول ہوا تھا۔ خدا کرے ''الفرقان'' پہنچتا ہو۔ دسمبر کا شمارہ انشاء اللہ کل ڈاک سے روانہ ہوگا۔ حضرت والد ماجد کی خدمت میں میرا سلام نیاز عرض کریں اور دعا کی درخواست۔ مجھے خود بڑا قلق اور رنج ہے کہ دینی مجبوری اور معذوری کی وجہ سے شعبان میں میں

ایک سفر مختصر کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اکوڑہ خٹک اور پشاور اس کے علاوہ بھی چند ایسے مقامات تھے جہاں حاضری خود میرے لئے بھی ضروری تھی لیکن قاصر اور محروم رہا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس زندگی میں کبھی پھر مقدر ہے یا نہیں؟ مولوی عتیق الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی صحت و مرض کے مسئلہ کی وجہ سے لندن قیام پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ وہیں ہیں یہاں آتے ہیں تو بالکل بے جان سے رہتے ہیں۔ وہاں حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ محمد منظور نعمانی

(۲)

۲۵/مارچ ۹ے۹ء: برادر مکرم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجد کم۔ سلام ورحمت۔ خدا کرے حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اور آپ سب حضرات بعافیت ہوں۔ عرصہ ہوا آپ کا اخلاص نامہ ملا تھا اور ''الحق'' کے قریباً ۸،۰ا پرچے جو یکجا آپ نے روانہ کرائے تھے وہ بھی پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد سے ''الحق'' اکثر مہینوں میں پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص اور ابتغاء وجہ اللّٰہ کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق ہم آپ سب کو دے اور قبول فرما کر وسیلۂ مغفرت بنائے۔ ایک صاحب لاہور کے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس کے ذریعہ یہ عریضہ اور کچھ اور خطوط ادارہ اصلاح وتبلیغ لاہور کو بھیج رہا ہوں۔ ان شاء اللہ وہاں حوالہ ڈاک ہو جائے گا کبھی آپ خط بھیجنے کا ارادہ فرمائیں تو ادارہ ہی کو بھیج دیا کریں۔ وہاں سے میرے پاس آ جایا کرے گا۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی استدعا نیز آپ سے بھی والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مولوی عتیق الرحمٰن لندن ہی میں ہیں۔

محمد منظور نعمانی

● **شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ** (بانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن)

۱۹/جمادی الاول ۱۳۸۷ھ: برادر محترم وفقکم اللہ لکل خیر وسعادۃ، السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ، گذشتہ ماہنامہ ''الحق'' میں آپ کے نگارشات پڑھ کر دل سے دعا نکلی اور بیحد مسرت ہوئی ''اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ'' بس اب ضرورت اس کی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے اخلاص سے لکھا جائے مدح وثنا کے تصور وانتظار سے بالاتر رہنا چاہئے جی چاہا کہ دل کی مسرت آپ تک پہنچا دوں اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو توفیق اور مزید توفیق اپنی مرضیات کی نصیب فرما دیں مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں سلام اخلاص عرض کر دیجئے۔ ''معارف السنن'' ثالث پہنچ گئی ہوگی۔

والسلام: محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

● **حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ** (سابق صدر وفاق المدارس العربیہ، ومفسر قرآن)

۲۷رصفر ۱۳۹۶ھ: عزیزم مولوی سمیع الحق صاحب زید فضلہ، بعداز سلام مسنون ودعا ترقیات آنکہ آپ کا خط پہنچا، حسب طلب ذیل کا پیش لفظ ارسال خدمت ہے۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، الحمدللّٰہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ الذین جعلھم اللّٰہ للدین سند ووتد، امابعد احقر نے آداب عبودیت جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی ومہتمم وشیخ الحدیث حقانیہ کے خطبات جمعہ کا ایک مجموعہ ہے مختلف مواضع سے مطالعہ کیا، یہ مجموعہ خطبات، اسرار عبادات واخلاق، ونوامیس اصلاح معاشرہ واصلاح ظاہر وباطن ونکات سیاست اسلامیہ کا ایک مستند مخزن ہے۔طرز بیان میں مولانا موصوف کے ممتاز علمی وعملی مقام نے اس میں حرارت ایمانی کے سوز وگداز کا اضافہ کردیا ہے صحیح مسلمان اور بندۂ خدا بننے کیلئے اس مجموعہ کا مطالعہ ضروری ہے خواص ہوں یا عوام میری دعاء ہے کہ یہ مجموعہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوکر سب کیلئے اور صاحب خطبات ومرتب خطبات کیلئے بھی یہ فیض عام وسیلۂ نجات آخرت بنادے۔ (آمین) احقر شمس الحق افغانی

● **حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ** (مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی)

۵ فروری ۱۹۷۹ء: محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے حکومت نے دینی مدارس کے معاملات کا سروے اور تجاویز پیش کرنے کیلئے ایک قومی کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں مجھ کو اور مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور کو اپنے طبقہ علماء میں سے ممبر نامزد کیا ہے مولانا موصوف ملک سے باہر ہیں اس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کیلئے مجھ کو مدعو کیا گیا ہے۔جن امور پر وہاں بحث ہوگی انہوں نے مجھ کو لکھ کر بھیجے ہیں ان امور پر باہمی مشورہ کر کے متفقہ لائحہ عمل طے کرنا ہے اس اہم اجلاس میں آپ کی شرکت بہت ضروری ہے براہ کرم ۱۴ر ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری ۷۸ء بروز پیر ٹھیک ایک بجے دن دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی تشریف لاکر طعام تناول فرمائیں اور ۲ بجے دن بعد نماز ظہر اجلاس میں شرکت فرمائیں متمنی شرکت۔ والسلام: لاشیٔ غلام اللہ

● **مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ** (بانی وامیر جماعت اسلامی پاکستان)

۶ نومبر ۱۹۷۴ء: محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کا عنایت نامہ ملا جس میں آپ نے قادیانی مسئلے سے متعلق چند سوالات دریافت کئے ہیں، آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلے کے حل پر آپ

کے احساسات کیا ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس مسئلے کے حل سے آپ کی مراد قومی اسمبلی کا فیصلہ ہے۔ بلاشبہ اسمبلی اور حکومت کا یہ فیصلہ نہایت مستحسن اور ساری دنیا کے مسلمانوں کیلئے مسرت انگیز ہے اور اس پر ہم جتنی بھی خوشی منائیں اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں بالکل بجا ہوگا لیکن ہماری حکومت، نیشنل اسمبلی اور عامۃ المسلمین کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ اس سلسلے میں ان کی ذمہ داری اب ختم ہوچکی ہے اور اس فیصلے سے قادیانی مسئلہ پورے کا پورا حل ہوگیا ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف پہلا قدم ہے جو صحیح سمت میں اٹھایا گیا ہے اور ابھی تک بہت سے ضروری اقدامات ایسے باقی ہیں جن کے بغیر یہ قضیہ جوں کا توں رہے گا بلکہ خدشہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدانخواستہ مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہو جائیں اور ہم اس اہم فیصلے کے فوائد سے محروم نہ ہوجائیں۔ آپ کا ایک عنایت نامہ پہلے آچکا تھا اب یاددہانی اور تقاضے کا دوسرا خط آیا ہے جس میں آپ نے جلد جواب مانگا ہے۔ چند ضروری کرنے کے کام جو اس وقت ذہن میں آرہے ہیں .... خاکسار ابوالاعلیٰ

- **مولانا امین احسن اصلاحیؒ** (معروف عالم دین ومفسر قرآن)

۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء: مکرمی زاد فضلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، افسوس ہے کہ آپ کا سوال نامہ مجھے بڑی تاخیر سے موصول ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب لاہور سے نقل مکانی کرکے شیخوپورہ کے ایک دیہات میں آگیا ہوں اور آپ نے گرامی نامہ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا۔ کل ڈاکٹر اسرار احمد ملنے آئے تو وہ سوال نامہ ساتھ لائے۔ قادیانی مسئلہ سے متعلق میری رائے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے رسالہ ''میثاق'' میں شائع کردی ہے۔ میرے نزدیک قادیانی اقلیت کے حقوق کے سزاوار تو نہیں تھے لیکن ہمارے ملک میں شرعی قوانین نافذ نہیں ہیں، اس وجہ سے بالفعل مسئلہ کا ممکن حل یہی تھا۔ یہ نرم سے نرم سلوک ہے جو ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اگر قادیانیوں نے اس کی قدر کی تو وہ اپنے لیے اس ملک میں امن کی زندگی کی گنجائش پیدا کرلیں گے اور اگر اس رعایت سے انہوں نے غلط فائدے اٹھانے کی کوشش کی تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوسکتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ قادیانی اس رعایت سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے (اور خاصہ اندیشہ اس امر کا بھی موجود ہے کہ بعض غلط اندیش لوگ اقلیت کے نام پر انکی سرپرستی کریں۔ ان خطروں کے سدباب کی واحد شکل یہ ہے کہ مسلمان برابر بیدار رہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس معاملے میں غفلت کی تو یہ قادیانیوں کو جو قانونی تحفظ حاصل ہوگیا ہے اس کی آڑ میں وہ ہمارے مذہب اور ملک دونوں کو پہلے کی نسبت زیادہ نقصان پہنچاسکتے ہیں۔ والسلام: امین احسن اصلاحی

● **ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ فرانس** (عظیم محقق عبقری اسکالراور ماہنامہ ''الحق'' کے خصوصی کالم نگار)

پیرس: ۵/ربیع الاول ۱۴۰۳ھ: مخدوم و محترم زاد فیضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ دیکھ کر حقیقی مسرت ہوتی ہے کہ الحمدللہ ''الحق'' کا علمی معیار روز بروز بلند سے بلند تر ہوتا جارہا ہے اور اس میں ناظرین کے ہر طبقے کے لئے کچھ نہ کچھ دلچسپی کی چیزیں مل جاتی ہیں۔فرعون کے مقام غرقیابی کے متعلق جواب ہی نہیں جواب الجواب بھی ہو چکا ہے اگر آپ کے اصول اجازت دیتے ہوں تو دو ایک لفظ مزید عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

محترم ایڈوکیٹ صاحب نے قرآن مجید کی وہ ساری آیتیں نقل فرمائی ہیں جن میں فرعون کے ڈوب مرنے کا ذکر ہے لیکن کیا انہوں نے اس پر بھی غور فرمایا کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں کہ سمندر نے فرعون کی لاش کو ساحل پر پھینکا، یہ دعویٰ ہے جس کا ثبوت چاہیے۔

ممدوح نے آیات کے نقل کرنے میں سورہ طٰہٰ سے سکوت برتا ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ (۱) فاقذفيه فی اليم (اے موسیٰ کی ماں اس بچے کو ''یم'' میں پھینک دے، سورہ ۴۰، آیت ۳۹) اور (۲) فغشيهم من اليم ما غشيهم (فرعون اور اس کی فوجوں کو ''یم'' نے جب ڈھانکنا تھا، ڈھانک لیا، سورہ ۲۰، آیت ۷۸) ایک ہی لفظ ''یم'' دونوں جگہ ہے۔کیا حضرت موسیٰؑ کو ان کی ماں نے بحراحمر میں پھینکا تھا؟ سوپ یام'' کا لفظ ہے۔''یام'' وہی لفظ ہے جو عربی میں ''یم'' بن گیا ہے۔ جب توارت کا عبرانی سے ''روح القدس کی نگرانی میں اولیاء اللہ نے لاطینی ترجمہ کیا۔شاید ''الحق'' کے ناظرین کو یہ معلوم کر کے دلچسپی ہوگی عبرانی تورات میں بھی دونوں جگہ سوپ یام کا لفظ ہے۔ یام وہی لفظ ہے جو عربی میں یم بن گیا ہے۔ جب تورات کا عبرانی سے ''روح القدس کی نگرانی میں اولیاء اللہ نے لاطینی ترجمہ کیا''۔جیسا کہ کیتھولک عیسائی عقیدہ ہے تو انہوں نے فرعون کے سلسلے میں سوپ یام یعنی بحرالقصب (گنے کی جیسی بڑی گھاس کے پانی کی جگہ'' ''بحراحمر'' استعمال کیا۔اب جدید ترجموں میں، نیز قدیم پرائسٹنٹ تراجم میں بحرالقصب ہی ترجمہ ہوا ہے۔

حقیر و جاہل محمد حمید اللہ

● **مولانا ابوالوفا افغانیؒ** (معروف عالم دین ومؤسس احیاء المعارف النعمانیہ)

دوشنبہ ۱۲محرم ۱۳۸۹ء: مولانا المحترم دام کرمہ! السلام علیکم! امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا، آپ کا مؤقر مجلّہ ''الحق'' رجب وشعبان کے اعداد اور اس کے بعد بھی تا ذی الحجہ متواتر وصول ہوتے رہے،

آپ کی اس عنایت پر میں تہ دل سے شاکر ہوں۔ ماشاء اللہ بہت ہی علمی و معیاری مجلّہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ اسے دائم رکھیں اور قوم کو اس سے منفعت پہنچے۔ والسلام ابوالوفا

● **حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ** (ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

۲۲؍نومبر ۱۹۶۵ء: **محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدکرمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،** گرامی نامہ نے مسرور کیا، محترم قاری صاحب کا مقالہ نظر سے نہیں گزرا، میں آج ہی دورہ سے آیا اور گرامی نامہ پڑھا۔ الحق حق کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلاء کلمۃ اللہ، احیاء سنت، خدمت دین، نصح مسلمین اور تنظیم اہلسنت کی توفیق عطا فرمائیں، پہلا پرچہ نظر سے گزرا دیکھ کر دل خوش ہوا۔ دارالعلوم حقانیہ جو صوبہ سرحد میں پہلی بڑی دینی درسگاہ ہے اور جو بیسیوں عربی مدارس کے قیام کا سبب بنا اس کا ایک ترجمان ہونا ضروری ہے جو اپنے درجہ اور شان کے مطابق دین قیم کی خدمت کرے، الحمدللہ تعالیٰ کہ اب یہ ضرورت پوری ہوگئی۔ جمعیۃ علماء اسلام کی ہمدردیاں اسکے ساتھ ہیں میں ذاتی طور پر ناکارہ ہوں لیکن حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے ارشادات کی تعمیل میں خوشی محسوس کروں گا۔

فقط غلام غوث (ناظم عمومی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

(۲)

میرے عزیز مولانا سمیع الحق صاحب زیدکرمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا۔ آپ میری اس خوشی کا اندازہ نہیں کرسکتے جو مجھے آپکی تحریر سے ہوئی۔ مجھے آپ سے بدء الامر سے جو محبت اور انس ہے اسکا اظہار اسی لئے نہیں کیا کہ حضرت مخدوم مولانا عبدالحق صاحب کی عقیدت ومحبت میں وہ سموئی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ان کی جگہ لینے والے برخوردار اچھے ہونہار ہوچکے ہیں ورنہ عام طور سے علمی خاندان ختم ہورہے ہیں۔ آپ غصہ نہ کریں لوگ بہت کچھ کہا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر انتقام لیا کرتے تو پھر فرائض رسالت کیسے ادا کرتے اور اس میں سیاسی فائدہ بھی ہے کہ خواہ مخواہ بے وقوفوں کی طرح اپنے کو موضوع بحث نہ بنایا جائے۔ بہرحال! آپ کے خط میں جو کچھ ہے وہ میری توقعات کے عین مطابق ہے اور میرے دل نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ والحمدللّٰہ الذی لایکمن منیّ ولا کمنی احدٍمن خلقه حمده ولا شکره۔ فقط غلام غوث

● **مولانا سرفراز خان صفدرؒ** (مفسر قرآن ومحقق عالم دین گوجرانوالہ)

۲۰؍مارچ ۱۹۷۵ء: **الیٰ محترم المقام جناب برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدہم۔** السلام

علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے آپ کا مایہ ناز رسالہ ''الحق'' مستقل مطالعہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا کبھی کبھار کوئی مضمون سامنے آجاتا ہے۔ الحمدللہ تعالیٰ بہت اچھے انداز سے آپ اسے مرتب فرماتے اور مضامین لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید سے مزید احقاق حق اور ابطال باطل کی توفیق بخشے آمین، ثم آمین۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون ارشاد فرمائیں اور دعوات صالحات کی التجاء پیش کریں راقم اثیم بھی بفضلہٖ تعالیٰ دعا گو ہے۔

والسلام احقر ابوالزاہد محمد سرفراز

● مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ (ممتاز عالم دین، مدینہ منورہ)

دارالعلوم کراچی ۱۹؍ذی الحجہ ۹۲ھ: حضرت مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! الحمدللہ بعافیت ہوں۔ امید کہ جناب بھی بخیر ہوں گے۔ یاد ہوگا احقر نے حاجی امداداللہ صاحبؒ کی طرف منسوب کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے بارے میں کچھ لکھا تھا جناب نے فرمایا تھا کہ اس کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کی جائیں احقر نے چاہا کہ کچھ مگر فرصت نہ ملی، بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد مدظلہم مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور لکھدوں نے اس پر بہت کچھ لکھ کر رسالہ مستقل بنادیا ہے، مناسب جانیں تو ان سے مسودہ منگالیں، الرشید اور یادیاران اور اشرف السوانح، میں اس بارے میں کافی مواد ہے۔ رسالہ تالیف حضرت تھانویؒ ہے۔ حضرت تھانوی حضرت گنگوہی نے ضمیمہ میں لکھا تھا اول الذکر ضمیمہ فتاوی رشیدیہ کے حاشیہ میں مطبوع ہے جو قرآن محل کراچی سے شائع ہوا ہے۔ حضرت الشیخ مدظلہم سے سلام عرض فرمادیں۔ والسلام

● شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ (جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک)

(وفات سے چند گھنٹے پہلے مہر و وفا کی روشنائی سے لکھا گیا یہ ''الہامی'' مکتوب دیکھنے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتا ہے)

''میں دارالعلوم حقانیہ (علوم قرآن اور معارفِ نبویہ علی صاحبہا الف صلاۃ وتحیۃ کی اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ اس کی عزت وشرافت میں مزید اضافہ فرمائے) میں اپنی طویل زندگی کے دوران آپ کے احسانات اور مہربانیوں کا اعتراف کرتا ہوں اور میرے بدن کا ہر ہر بال آپ اور آپ کی اولاد مولانا حامد الحق اور مولانا راشد الحق اور ان کے علاوہ جملہ مرد وخواتین کی عمر میں برکت کیلئے دُعا گو ہے، میری تو تمنا تھی کہ دارالعلوم کے مسندِ تدریس پر درس کے دوران ہی میری زندگی کی آخری

سانسیں رُکیں لیکن ایک عاجز بندہ کر بھی کیا سکتا ہے؟ جس کے ہاتھ میں نہ کوئی قدرت ہو اور نہ طاقت، جو کچھ انسان چاہتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اسے مل کر رہے، اکثر ہوائیں کشتیوں کے مخالف سمت میں چلتی ہیں......

کل ما یتمنٰی المرء یدرکہ   تجری الریاح بما لاتشتھی السفن

تاہم میرا آپ سے عریضہ ہے کہ میری زیردرس کتب (بخاری وترمذی شریف) دیگر مشائخ دارالعلوم پر تقسیم کردی جائیں تاکہ طلباء کے اسباق کا حرج نہ ہو اور تمام شیوخ خاص کر مولانا انوارالحق، ان کی اولاد، عظیم شیخ مولانا مغفور اللہ، شیخ مؤقر مولانا عبدالحلیم دیروی، مفتی اعظم شیخ مولانا سیف اللہ، شیخ رشید احمد، شیخ حافظ شوکت علی اور شیخ مولانا مفتی غلام قادر و دیگر اساتذہ حفظہم اللہ وجمیع معلّمین جامعہ کی حفاظت کیلئے دُعا گو ہوں، اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ دارالعلوم کے دورۂ حدیث کے شرکاء کیلئے علم کے دروازے کھول دے اور خاص کر علم الحدیث کا فیضان ان پر عام کر دے۔ میں آپ کے برادرِ مکرم مولانا اظہار الحق کی صحت وسلامتی کیلئے بھی دُعا کرتا ہوں اور میری نیک دُعائیں شیخ عرفان الحق ولقمان الحق اور ان کے بھائیوں کے لئے بھی ہیں۔ آخر میں تمام مشائخ و طلباء سے التماس کرتا ہوں کہ اگر یہ میری زندگی کے آخری لمحات ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی توفیق سے نوازے اور اس کلمہ کے نور سے میری قبر کو بھر دے، عذابِ قبر سے محفوظ کر کے حوضِ کوثر کا پانی شافع المشفعین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے نصیب فرمائے۔ کل روزِ قیامت مجھے اپنے مشائخ، آباء واجداد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے (لواء الحمد) کے سایہ تلے اُٹھائے''۔ (آمین)

● **حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ** (امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان وسجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں)

۱۲/۲/۸۵: مخدوم ومحترم جناب چیف ایڈیٹر الحق حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی بخیر۔ آپ نے ہمیشہ حق وصداقت کا ساتھ دیا۔ آپ کے رسالہ نے قومی مسائل میں ہمیشہ اسلامیانِ پاکستان کی راہنمائی کی۔ مولانا اسلم قریشی کیس میں آپ کے رسالہ نے مثالی کردار ادا کیا۔ اس پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ ۱۷/فروری کو اپنے رسالہ کے ادارتی کالم میں اس مظلوم عالم دین، فدائے ختم نبوت کے سانحہ پر قلم اٹھا کر مشکور فرمائیں۔

والسلام   فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

- **شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جانؒ** (سابق ممبر قومی اسمبلی وممتاز عالم دین)

۱۲/۱۰/۸۸ھ مطابق ۱/۱/۱۹۶۹ء: حضرت الاخ المحترم حفظہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ بمعہ جمیع خاندان اور احبہ خیروعافیت سے ہونگے، جس رات کو آپ دونوں حضرات ہمارے ہاں تشریف لائے تھے اس کی صبح کو میں لاہور سے واپس چارسدہ پہنچا لیکن میں گھر کی بجائے سیدھا دارالعلوم اتمانزئی گیا، دارالعلوم سے واپسی پر جب گھر تقریباً بارہ بجے پہنچا تو گھر والوں سے آپکے آنے کے متعلق معلوم ہوا۔ آپ کی تشریف آوری کا ازحد اور تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، مگر آپ کی تکلیف اور آپ کی خدمت کا موقع نہ ملنے پر جو دل کو صدمہ ہوا وہ میں نہیں لکھ سکتا۔ اپنے بھائی سے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ترنگزئی جانے کے بعد جلد واپس گئے ہوں گے۔ اس لئے میں ترنگزئی بھی نہ آسکا۔ امید ہے آپ دونوں دوبارہ عندالفرصت چارسدہ آنے کا پروگرام بنائیں گے اور مجھے پہلے سے اطلاع دیں گے، رمضان میں خارجی پڑھائی اور تین چار بار قرآن شریف سنانے کی وجہ سے جو دماغی تھکان اور تکلیف محسوس ہورہی تھی اسکی دور کرنے کیلئے اور اساتذہ کرام کی زیارت کرنے کیلئے لاہور گیا ہوا تھا اور پھر جب آٹھویں دن کو واپسی پر آپ کی آمد اور پھر خدمت کا موقع نہ ملنے پر جو افسوس ہوا اس سے دوبارہ دماغی سکون کھو بیٹھا امید ہے آپ ناراض نہ ہونگے اور جواب سے میری خوشی کے اسباب مہیا فرمادیں گے۔ والسلام: ازمحمد حسن جان (پڑانگ چارسدہ)

حضرت والد بزرگوار اور برادران محترم اور مولانا شیر علی شاہ صاحب کو تحیہ سلام عرض ہے۔

- **مولانا وحید الدین خانؒ** (نامور ادیب، مورخ، مدیر ''الرسالہ'' دہلی انڈیا)

۲/اگست ۱۹۶۷ء: مکرمی ومحترمی، سلام مسنون، گرامی نامہ مورخہ ۱۸/جولائی ملا، فی الحال کوئی مضمون روانہ کرنے سے معذور ہوں۔ الفرقان (لکھنو) اور الجمعیۃ ہفتہ وار (دہلی) میں میرے مضامین شائع ہوتے ہیں اگر آپ کو کوئی چیز پسند آئے تو اس سے نقل فرماسکتے ہیں۔ دعائے خیر میں اس ناچیز کو بھی یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اگر ہماری حقیر خدمات کو قبول کرلے، تو یہی اصل سعادت ہے۔ خادم وحید الدین

- **حضرت مولانا مفتی رشید احمدؒ** (بانی جامعۃ الرشید کراچی)

۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ: مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بندہ نے مولوی محمد موسیٰ صاحب استاد جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب ''فلکیات جدیدۃ'' کا صرف وہ حصہ سرسری نظر سے دیکھا جو سمت قبلہ اور اوقات سے متعلق ہے...... رشید احمد عفا اللہ عنہ

● **مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ** (مایہ ناز محقق، عالم دین، نقاد و مصنف)

یکم فروری ۱۹۶۷ء: محبِّ مکرم و محترم جناب مولانا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ مورخہ ۲۶ رجنوری کو ملا۔ شکریہ قبول فرمایئے۔ ''الحق'' برابر موصول ہورہا ہے اور ماشاء اللہ خوب نکل رہا ہے۔ اللھم زدفزد تبصرہ اب تک اس لئے نہیں ہوا کہ مجلّات ورسائل پر تبصرہ ایک ساتھ ہی شائع ہوتا ہے۔ بہرحال! اب وقت آ گیا ہے اور اسی ماہ میں ان شاء للہ تبصرہ ہوگا۔ رہا اشتہار تو گزارش یہ ہے کہ برہان ایک علمی پرچہ ہے اور اس کے صفحات محدود ہیں اس لئے میں دفتر کو لکھ رہا ہوں اگر گنجائش نکل آئی تو اشتہار ضرور شائع ہوگا ورنہ آپ معذور تصور فرمائیں۔ امید ہے مزاج گرامی بمعہ وجوہ بخیریت وعافیت ہوگا۔ والسلام مع الاکرام مخلص سعید احمد اکبر آبادی

● **مولانا شہاب الدین ندویؒ** (سربراہ فرقانیہ اکیڈمی بنگلور انڈیا)

۱۹۹۹ء: بخدمت گرامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ السلام علیکم۔ پچھلے ہفتے گرامی نامہ موصول ہونے کے بعد الحق کے لیے تین مضامین بھیج چکا ہوں جو بالکل تازہ ہیں۔ اب یہ چوتھا مضمون حاضر ہے اس پر آنجناب کی رائے گرامی بھی مطلوب ہے کیونکہ اسے اس کی افادیت کے پیش نظر کتابچے کی شکل میں بھی شائع کرنا ہے لہٰذا اگر اس پر ایک پیش لفظ یا تقریظ تحریر فرمادیں تو عین نوازش ہوگی۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ والسلام شہاب ندوی

● **مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ** (ناظم وفاق المدارس واستاد بنوری ٹاؤن)

بخدمت جناب محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج بخیر، بحکم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ جناب والا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۳۰ ر رجب ۹۹ھ مطابق ۲۶ رجون بروز منگل صبح ۸ بجے مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ کا اہم اجلاس منعقد ہوگا۔ جناب والا سے درخواست ہے۔ کہ آپ اس اہم اجلاس میں ضرور شرکت فرمادیں۔

ایجنڈا: (۱) قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کے مرتب کردہ سفارشات وتجاویز پر غور

(۲) وفاق کو مزید مؤثر بنانے کی تجاویز۔ (۳) دیگر امور باجازت صدر

ناظم اعلیٰ وفاق کا حکم ہے کہ والد کے نمائندہ کی حیثیت سے اس اہم اجلاس میں آپ ضرور شرکت فرمادیں۔ والسلام: محمد ادریس میرٹھی

● **مولانا عبدالغفور سواتیؒ** (صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ)

عزیزم نور چشم سمیع الحق طال عمرہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعداز دعا صورت حال یہ ہے کہ تمہارا خط ملا باعث خوشی وخرمی ہوا تمہاری محبت ومؤدت کا شکریہ، اس غریب میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ یہ سب آپ لوگوں کا حسن ظن اور ذرہ نوازی ہے۔ خداوندکریم تمہیں علوم راسخہ نصیب کرے اور آپ کے والد بزرگوار کی حیات میں کمالات سے مالامال کرے۔ خدا آپ کے علم دینی کی ترقی سے آپکے والد بزرگوار کو مسرت مدیدہ عطا فرمائے بندہ عید سے کچھ دن پہلے غریب خانہ آیا، ۱۵ دن ہسپتال میں قیام رہا، مرض میں تخفیف ہوگئی تھی مگر جب واپس ہوا تو وہی قدیم حالت تھی، آپ لوگوں کی دعا کی ضرورت ہے، بندہ کو ضعف زیادہ ہے، غالب گمان ہے کہ ۱۶۔۱۷ شوال کو حاضر خدمت ہو جائے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اگر کتابوں کی تقسیم ہو تو بندہ کے نام ہدایہ آخرین کا ایک حصہ اور حماسہ لکھ دیا جائے، باقی آپ حضرات کو اختیار ہے، آپ کے والد بزرگوار، تمام مدرسین اور دونوں ناظم صاحبان اور ممبران کو سلام علیکم عرض ہو۔ عبدالغفور غفرلہ

● **مولانا قاضی عبدالکریمؒ** (کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان)

۱۰ شعبان المکرّم ۱۳۸۷ھ: مکرم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ''الحق'' بابت رجب ۸۷ھ دفتر نجم المدارس میں تو نہیں پہنچا لیکن کل کسی اور عزیز کے ہاتھ میں نظر سے گزرا۔ اداریہ پڑھا پہلا ایٹم ''مشینی ذبح'' احتجاجاً کچھ کم نہیں تھا ادیبانہ طنز خوب ہی دلچسپ ہے۔ ہندی بزرگ کی بھی خوب خبر لی لیکن اداریہ کے آخری ایٹم پرستاران سلاطین علماء کو بروقت جگانے سے تو دلی دعائیں نکلیں۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

قلبی مبارک قبول فرماویں حضرت الشیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون وطلب دعا کی درخواست۔ ناکارہ عبدالکریم از نجم المدارس کلاچی

● **مولانا قاضی عبداللطیفؒ** (کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان)

۱۰ رمئی ۱۹۹۹ء: گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا انوارالحق صاحب، برخوردار جناب احتشام الحق صاحبزادمعالیکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ماہنامہ الحق بابت اپریل، مئی ۱۹۹۹ء میں آپ کے عم محترم اور خاندان کے بزرگ حضرت نورالحق

صاحب کی رحلت کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ انااللّٰہ واناالیہ راجعون

مرحوم کا وجود مبارک حضرت شیخ الحدیث کے خاندان میں بزرگوں کی آخری یادگار تھی مگر افسوس کہ

صبح دم وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا
یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

ماشاء اللہ، تاہم آخری منزل مقصود تک رسائی رکھنے اس پل کو عبور کرنا لازمی شرط قرار دیا گیا ہے کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام، حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ ان شاء اللہ تعزیت کیلئے حاضری کی کوشش کروں گا۔ دعاگو جانیں اور دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ برخورداران حامد الحق، راشد الحق صاحبان کی خدمت میں مضمون واحد ہدیۂ تسلیم عرض فرمادیں۔ خدا کرے کہ دارالعلوم میں بہمہ وجوہ خیریت ہو۔

والسلام: قاضی عبداللطیف کلاچی

● **شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ** (مفتی ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم۔ السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ کا وفاقی مجلس شوریٰ میں داخل ہونا قابل اعتراض اقدام نہیں ہے۔ حق گو علماء کی ہر میدان میں ضرورت ہے۔ صدر صاحب کی ساتھ ان کے نیک ارادوں میں تعاون نہایت ضروری ہے ان کی صدارت بہت سے مظلوموں کی آہوں اور لاتعداد صالحین کی دعوات کا ثمرہ ہے۔ مشوروں میں ایک اہم مشورہ یہ ہے کہ مرزائیوں کے ساتھ ہاتھ لگانا بھی سامری کے ساتھ ہاتھ لگانا ہے۔ اس میں حکومت کی بدنامی اور مرزائیوں کی ہر بلا جیسے خراب نتائج نظر آتے ہیں۔ اس کے انسداد کیلئے بھی سعی جاری رکھیں۔

فقط والسلام علیکم (حضرت مولانا) محمد فرید عفی عنہ

● **مولانا محمد موسیٰ البازیؒ** (جامعہ اشرفیہ لاہور)

۱۰/ربیع الاول ۱۴۱۹ھ: الاخ فی اللّٰہ المحترم المکرم المفخم فضیلۃ الشیخ مولانا واولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد، المرام آنکہ جناب کی ہمشیرہ محترمہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر بڑا دکھ اور افسوس ہوا۔ انااللّٰہ واناالیہ راجعون۔

اللہ عزوجل مرحومہ کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے اور اسے جنت فردوس نصیب

فرمائے آمین ثم آمین اور آپ حضرات کو اور جملہ پسماندہ گان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مستقبل میں ہمہ قسم آفات و بلایا سے محفوظ رکھے آمین۔ طلبہ دورہ حدیث شریف سے آپ کا نام لے کر مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے کچھ تلاوت قرآن کروائی گئی اور مرحومہ کی مغفرت ودرجات کی ترقی کیلئے مجموعی واجتماعی طور پر دعا مانگی گئی، وفات کے ابتدائی ایام میں آپ سے فون پر کئی مرتبہ رابطہ کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوسکی ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے سے رابطہ ہوسکا میرے کہنے پر پسرم عبدالرحمان نے آپ کے بیٹے سے میری طرف سے گفتگو کی بسلسلہ تعزیت۔ اس سے یہ بھی درخواست کی گئی تھی کہ وہ آپ تک میرا اسلام وتعزیت پہنچائے، امید ہے کہ وہ پہنچا چکا ہوگا۔ فون پر گفتگو کو کافی سمجھتے ہوئے جلدی رسالہ تعزیت ارسال نہ کرسکا امید ہے کہ تاخیر معاف فرمائیں گے آپ سے قلبی حب فی اللّٰہ وللّٰہ ہے۔ وقتاً فوقتاً دعا بھی آپ کیلئے اور بچوں کیلئے کرتا رہتا ہوں آپ کی خدمات قومیہ دینیہ علمیہ بہت زیادہ ہیں آپ جیسے علمائے کرام صلحاء مخلصین مجاہدین کی مجاہدانہ خدمات کی برکت سے چمنستان اسلام وگلستان علم سرسبز وشاداب ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باعافیت رکھے اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ وعلمیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین، آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام فقیر محمد موسیٰ عفی عنہ

- **ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ** (شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی)

۲۸/۸/۱۴۲۳ھ: محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ مولانا حامد الحق کی کامیابی پر مبارک باد قبول کیجئے! اللہ تعالیٰ خانوادۂ حضرت شیخ الحدیث کو خوش وخرم اور کامیاب وکامران رکھے۔ (آمین)

فقط والسلام: نظام الدین

- **مولانا سید نفیس شاہ الحسینیؒ** (جامعہ مدنیہ لاہور)

۹ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ: محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔ ایک عرصہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب طبیعت متقاضی ہے۔ آج کراچی جارہا ہوں ایک ہفتہ بعد واپسی ہوگی۔ اس وقت ایک نہایت قیمتی کتاب ''حدائق الحنفیہ'' ارسال کی جارہی ہے ہمارے محترم ومخلص دوست ڈاکٹر خورشید احمد خان صاحب نے اسے مرتب کیا اور مفید حواشی سے کتاب کو مفید تر بنادیا ہے اور خود ہی اسے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب تبصرہ کے

لئے پیش خدمت ہے۔ خصوصی توجہ فرمائیں۔ کتاب کا استحقاق بھی واضح ہے۔ محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب (آپ کے ساتھی) اسلام آباد پہنچ گئے اللہ تعالیٰ انہیں مزید درجات سے نوازیں۔ حضرت والا کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور دعا کی درخواست

طالب دعا احقر نفیس (جامعہ مدنیہ، کریم پارک لاہور)

● **مولانا اسحاق جلیس ندویؒ** (پندرہ روزہ ''تعمیر حیات''، لکھنؤ)

۳ / رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ: محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم سلام ورحمت۔ امید ہے کہ آپ وحضرت شیخ الحدیث صاحب وتمام متعلقین بخیر وعافیت ہونگے اور ماہ مبارک کی برکات سے متمتع، آپ کے پُرخلوص اصرار پر چند گھنٹوں کے لئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضری ہوئی تھی لیکن اس مختصر زیارت نے تشنگی اور بڑھادی، جی یہ چاہتا ہے کہ چند دن اس دیار مجاہدین میں گزریں جہاں کی خاک کی آغوش میں تسبیح ومناجات کے ساتھ جہاں کی فضا تکبیر مسلسل کا ابھی ایک ڈیڑھ صدی پیشتر روح پرور منظر دیکھ چکی ہے۔ ع درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق اور رھبان فی اللیل وفرسان بالنهار کے حامل عصر جدید کیا عجب کہ ایسے قدسی صفات پھر اسی مقام سے اٹھیں جہاں آپ آباد ہیں، وجہ یہ کہ رائے بریلی کی تربیت گاہ سے بالا کوٹ کی شہادت گاہ تک پہنچنے والے قافلہ کی گزرگاہ آپ کا مسکن ہے وما ذلك علی الله بعزیز اور ایک خوشخبری اور قابل مبارکباد واقعہ سُنئے! میں نے اور برادرم محمد الحسنی ندوی (مدیر البعث الاسلامی) نے سفر پاکستان سے واپسی میں یہ طے کیا کہ ہم ایسے لوگوں کی فہرست تیار کریں جن سے ہمیں اس سفر میں قلبی مناسبت معلوم ہوئی۔ فہرست تیار ہوئی اور مختصر سے مختصر فہرست میں بھی آپ کا نام نامی نہ چھوٹا۔ ایسی مختصر فہرست میں جن کے شرکاء کا شمار انگلیوں پر کیا جاسکتا تھا۔ آپ موجود تھے، اب بتایئے یہ انکشاف بذات خود ہمارے لئے آپ کی ذات میں کتنی اچھی دنیا کی دریافت تھا۔ ایسے سینکڑوں افراد سے ملاقات ہوئی۔ جن میں ہر ایک قدآور شخصیت اور ایک مقام کا حامل تھا لیکن ''تو چیزے دیگر است'' میں آپ شامل رہے۔ ہر ایک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس الحب فی الله میں مزید برکت وترقی عطا فرمائے اور اسے جانبین کے دنیوی واخروی ترقیات اور درجات کی بلندی اور دین کی سربلندی کا ذریعہ بنائے۔ آپ کی دعوت کے طفیل میں میرا اپنے آبائی وطن کے قریب سے گزر ہوا ہے، یہ ممکن نہ تھا۔ ایک اور زحمت دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ جلد تعمیل ہوگی۔ حضرت ندوی مدظلہ کی پاکستان میں کی ہوئی تقریروں کا مجموعہ مرتب ہو رہا ہے۔ مجھے دو تقریروں کی اشد ضرورت ہے جو آپ نقل کروا کر پہلی فرصت میں بھیج دیں۔ ایک تو اسلام

آباد ہوٹل کے استقبالیہ کی تقریر، جس میں خاص طور پر حضرت نے اسلامی تمدن وتہذیب کے احیاء پرزور دیا تھا۔ دوسرے آپ کے دارالعلوم کی مسجد میں کی ہوئی تقریر، امید ہے میری خاطر یہ زحمت گوارا فرمائیں گے۔ اپنے والد بزرگوار اور ہم سب کے بزرگ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ سلام مسنون کے بعد درخواست دعا پہنچا دیجئے، ماہ مبارک کو دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔ تمام اساتذہ اور اہل تعلق کی خدمت میں سلام مسنون ودرخواست دعا۔

آپ کا بھائی: اسحاق جلیس ندوی

● مولانا احمد سعید لدھیانویؒ (فیصل آباد)

۸ر جون ۱۹۸۰ء: اخی المکرّم دامت عنایتکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی اور تمام اہل خانہ بخیریت ہوں گے۔ ہندوستان میں بریف کیس کے حادثے نے دوستانہ مراسم کو مستحکم کرنے میں بڑی مدد دی ایک ہی دن میں کئی سال کی مسافت طے ہوگئی، افسوس کہ ہندوستان سے واپسی کے بعد نہ تو ملاقات ہوسکی اور نہ خط وکتابت۔ مولانا محمد احمد رحمانیؒ (لدھیانہ) شکوہ کررہے تھے کہ مولانا سمیع الحق صاحب نے واپس جا کر دولفظی خط بھی نہ لکھا یہ ۳۰ر اپریل تک کی بات ہے ہوسکتا ہے اس تاریخ کے بعد آپ کی طرف سے ان کو شکریہ کا کوئی خط مل گیا ہو۔ خیر اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ کبھی کبھار خیریت کا خط لکھ دیا کریں تاکہ یہ دوستی اور پائیدار ہوجائے۔ ہوسکے تو مندرجہ ذیل پتہ پر ماہنامہ ''الحق'' ارسال کردیا کریں۔ دوسرے آپ پتہ نہیں کہ ہندوستان سے کیا جذبات لے کر آئے ہیں۔ (مجھے ماہنامہ ''الحق'' پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا)

فقط والسلام: احمد سعید لدھیانوی

جامعہ مدینہ گٹ والا چک ۱۹۹ (ب) شیخوپورہ روڈ تحصیل وضلع فیصل آباد

● حضرت مولانا سید ارشد مدنی (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند، وامیر جمعیۃ علمائے ہند)

۱۰ر محرم ۱۴۰۰ھ: برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔ رمضان کے بعد سے الحق کا کوئی پرچہ نہیں ملا۔ اغلب خیال یہ ہے کہ میری سرد مہری سے تنگ آکر آپ نے پرچہ نہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ واقعی بات یہ ہے کہ اپنی اس کوتاہی پر نادم ہوں، خط لکھنے میں یقیناً کوتاہی ہوئی، جواب میں اس سے زیادہ کوتاہ اور کاہل واقع ہوا ہوں۔ اس پرچہ کو دیکھ کر آپ حضرات کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ میرے خیال میں آپ کی مخلصانہ محبت اور بے غرض تعلق

کی راہ میں میری نااہلی حائل نہ ہونی چاہئے تھی۔ مجھے توقع ہے کہ آپ ضرور راقم الحروف کے نام برابر ''الحق'' روانہ فرماتے رہیں گے۔اب تو ہندوستان سفر کی کافی سہولتیں ہیں۔ خدا جانے آپ کا خون کیوں سپید ہوگیا۔ دیو بند میں اکابر نہ سہی مگر ''قبرستان قاسمی'' تو ان کی پر انوار قبروں سے تو آباد ہے۔سکون دل اور تازگیٔ روح کے لئے کسی عاشق مسکین کے بھیس میں آیئے اور پھر یہاں کے ذرہ ذرہ کے انوار وتجلّیات کا مطالعہ فرمایئے! والدمحترم کی خدمت با برکت میں اس فقیر کا سلام نیاز پیش فرمادیں اور دعا کی درخواست بھی۔ آپ سے بھی یہی درخواست ہے، امید ہے کہ فراموش نہ فرمائیں گے، احباب سے بھی سلام فرمادیں۔آپ کے ایک ساتھی (جناب شفیق الدین فاروقی مرحوم) امروہہ کے اصل باشندہ ہیں، اگر ہوں تو سلام فرمادیں۔ والسلام: ارشد غفرلہ مدرسہ شاہی مراد آباد

● حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی (صدر جامعہ دارالعلوم کراچی)

۳ شعبان ۱۳۸۸ ھ: برادرِ محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام لطفکم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ ابھی ابھی تقی میاں کے خط سے ہمشیرہ صاحبہ کے حادثہ جانکاہ کی المناک اطلاع ملی انّا للّٰہ و انا الیہ راجعون چونکہ پہلے سے بیماری کی کوئی اطلاع بھی نہ تھی اس لیے اس وحشت ناک خبر سے اور بھی دل پر دھچکا لگا آپ حضرات کو جو صدمہ پہنچا ہے ظاہر ہے کہ بہت شدید ہے لیکن والدین مدظلہما کی کیا حالت ہوئی ہوگی اس کا اندازہ سوائے ان کے کون کرسکتا ہے؟ معلوم نہیں کہ ہمشیرہ مرحومہ کی عمر کیا تھی؟ میری جانب سے حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت میں مودبانہ سلام کے ساتھ تعزیت کے دلی جذبات پہنچا دیجیے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ عطاء فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ آپ عالم ہیں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، امید ہے کہ اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد آپ کے سامنے ضرور ہوگا عَسٰی ان تکرھوا شیئاً و ھُوَ خیرٌ لکم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تو دل کے ہر زخم پر پھائے کا کام دیتا ہے کہ مومن کو جو جسمانی یا قلبی تکلیف پہنچتی ہے اُس کے ثواب کا وعدہ اللہ جل شانہ نے فرما لیا ہے۔ اللہ رب العالمین کا کیا انعام ہے کہ مومن کیلئے دنیا کی ہر نعمت بھی رفع درجات کا سبب بنتی ہے اور ہر تکلیف بھی۔ معلوم نہیں اس حادثہ کے بعد اب آپ کا پروگرام سوات جانے کے بارے میں کیا رہے گا۔ از راہِ کرم مطلع فرمائیں۔ پرسانانِ حال کی خدمت میں یاد رہے تو سلام پہنچا دیجیے۔ والسلام

● شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ (نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی)

۶رشوال ۱۳۸۷: برادر محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عید کی مبارکباد پیش کرنے کو دل چاہتا تھا لیکن جب آپ خود بلکہ پورا عالم اسلام بابۃ حال عدت یا عید کی پکار سے معمور ہے تو یہ مبارکباد ایک رسم ہی رہ جاتی ہے تاہم خوشی منانے پر ہم مامور ہیں۔ اس لئے اس رسم کی ادائیگی میں کوئی مضائقہ بھی نہیں خدا کرے یہ عید حقیقی مسرتوں کا پیغام ثابت ہو۔ اس مرتبہ الحق عید کے ٹھیک اگلے دن مل گیا تھا اس لئے عید کی ملاقات سے محرومی کا احساس کم ہوگیا۔ عید کے دن آپ کے مینجر صاحب سے جانفزا خوشخبری سنی کہ آپ اپنے والد ماجد مدظلہم کیساتھ کراچی آنے والے ہیں، تفصیل تو معلوم نہ ہوسکی لیکن یہ اجمال بھی کچھ کم لذیذ نہیں اپنی آمد کی تاریخ سے ضرور مطلع فرمائیں اور غالبًا یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں ہے کہ قیام کیلئے غریب خانہ سراپا انتظار ہے۔ ایک ضروری بات یہ عرض کرنی تھی کہ رمضان سے پہلے ماہنامہ ''مدینہ'' ڈھاکہ کے ایڈیٹر یہاں آئے تھے وہ ۲۱رفروری کو ڈھاکہ میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد کر رہے ہیں، زبانی دعوت دینے کے ساتھ انہوں نے مجھے یہ بھی بتلایا تھا کہ اس مجلس میں آپ کو بھی مدعو کیا جائے گا پرسوں ان کا باضابطہ دعوت نامہ میرے پاس آگیا ہے غالبًا آپ کے پاس بھی پہنچا ہوگا آپ اسے ضرور منظور کرلیں پھر ان شاء اللہ تعالیٰ کراچی سے ساتھ ہی چلے جائیں گے۔ جس آرٹسٹ سے میں الحق کا ٹائٹل بنوانا چاہتا تھا وہ آج کل بہت مشغول تھا ان شاء اللہ ہفتہ عشرہ میں بنوا کر ارسال کروں گا اتنا آپ بتلائیں کہ کیا عبارت بعینہ یہ ہی رہے گی یا اس میں کچھ اختصار کرلیا جائے؟ مولانا محمد رفیع صاحب کے پاس رسالے پہنچ گئے تھے شکریہ کیساتھ سلام کہتے ہیں، مولانا شیر علی شاہ صاحب کی خدمت میں بھی میرا سلام پہنچادیں، کیا ان کے آنے کی بھی کوئی امید ہے؟ وفاق کے امتحان کے بارے میں آپ نے جن تأثرات کا اظہار کیا تھا وہ بلاشبہ بڑے امیدافزا ہیں اس رجحان کو مزید تقویت دینے کی ضرورت ہے، تعلیمی سال کے شروع میں اگر اسکی رعایت رکھ لی جائے اور اساتذہ کو اسکی ضرورت واہمیت پر اچھی طرح متنبہ کر کے اس کام کے لئے تیار کیا جائے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا۔ بلاشبہ نیا کام محنت چاہتا ہے لیکن اگر اب بھی ہم محنت کیلئے تیار نہیں ہیں تو حالات کی خرابی کا شکوہ کس منہ سے کرسکتے ہیں۔ میں ۳ دن سے بخار میں تھا بحمد اللہ آج بخار تو اتر گیا لیکن اس کے باقیات کی وجہ سے ابھی تک صاحب فراش ہوں اسلئے یہ خط لکھنے کے بجائے لکھوانے کی ضرورت پیش آئی۔ البلاغ کے عنوانات ان شاء اللہ کسی دوسری فرصت میں ارسال کرونگا۔ والسلام اخوکم فی اللہ محمد تقی عثمانی

(۲)

برادرمکرم ومحترم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ربیع الثانی کی ابتداء میں گرامی نامہ مل گیا تھا، اس وقت سے میرے امتحان شروع ہوگئے تھے، بیس دن اسی میں مشغول رہا ،''البلاغ'' کی طرف بھی کماحقہ توجہ نہ دے سکا، پرسوں بحمداللہ اس سے بخیروخوبی فراغت ہوگئی۔''نقش آغاز'' حسب معمول دلچسپی اورشوق سے پڑھا ماشاءاللہ خوب تھا،مگر ع علاج درد سے کچھ اور درد بڑھ ہی گیا

سمجھ میں نہیں آتا کہ دل کوقرار کیسے آئے گا؟ فالایدی مرفوعة الی اللّٰه الکریم هوحسبنا ونعم الوکیل، ''الحق'' پرتبصرہ کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے تاہم تعمیل حکم ان شاء اللہ ضرورکروں گا بزم الحق میں شمولیت میری سعادت ہے اوراس سعادت سے بہرہ ور ہونے کیلئے موقع ڈھونڈرہاہوں،ان شاء اللہ چند دنوں میں''اظہارالحق'' کا کچھ حصہ نقل کراکے ارسال کروں گا۔ ۱۹۵۶ء میں احقر اور برادرمحترم مولانا محمدرفیع صاحب دونوں ہی اکوڑہ خٹک حاضرہوئے تھے آپ بھی غالباً اس وقت ہدایہ پڑھتے تھے اور ہم بھی دھندلی سی یادیں دل میں اب بھی تازہ ہیں جنہیں جلا دینے کی خواہش ہے،اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی صورت پیدا فرمادے۔ آمین، حضرت والدصاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست فرمادیں۔ والسلام احقر تقی

(۳)

۱۸رشعبان۱۴۳۲ھ: حبی ومحبی الکریم جناب مولانا سمیع الحق صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ ورعاکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں لندن کے سفر سے واپس آیا تواچانک عصر کے بعد مولانا مختار اللہ صاحب نے کتابوں کا وہ پیکٹ حوالہ کیا جس کا مدت سے انتظاراوراشتیاق تھا۔کھولا تواس میں وہ تحریر دلنواز بھی نظر آئی جوسالہاسال کے بعدمیرے نام تھی اور بیساختہ یہ شعر یادآ گیا۔

مدت کے بعدتم نے جو کی لطف کی نگاہ دل خوش تو ہوگیا مگر آنسونکل پڑے

اگرچہ مجھے فوراً ہی دوسرے سفر کی تیاری کرنی تھی' اور حالاً ومرتحلاً کی کیفیت میں تھا لیکن دوسرے کاموں کی طرف اس کتاب نے مہلت ہی نہ لینے دی اور میں نہ جانے کتنا حصہ پڑھتا ہی چلا گیا'حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کی ترتیب واشاعت آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ نے جس جُزرسی کے ساتھ یہ مکاتیب محفوظ کرکے انہیں مرتب فرمایا اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ

ع ایں کارازتو آید ومرداں چنیں کنند

مشاہیر کے مکاتیب تو بہت سے شائع ہوئے ہیں اور یہ ایک مستقل صنف تالیف بن گئی ہے لیکن اتنے مشاہیر کے اتنے مکاتیب کا مجموعہ شاید اس سے پہلے کبھی منظر عام پر نہ آیا ہوگا۔ یہ ہمارے ماضی قریب کی ایسی دستاویز ہے جو اس دور کی دینی، علمی، سیاسی اور معاشرتی تاریخ کے لئے مستند ماخذ بن سکتی ہے اور چونکہ مکتوب نگار ہر طبقہ خیال سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ان سب کے انداز فکر، ان کے اسلوب تحریر اور حضرت شیخ قدس سرہ اور آپ کی ذات کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت گلہائے رنگ رنگ کی صورت میں قاری کے سامنے آ جاتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ اور آپ کے والد ماجد قدس سرہ سے جو خدمات لی ہیں، ان کا کم از کم ایک اجمالی تصور بھی سامنے آ جاتا ہے۔ غرض ہر لحاظ سے یہ عظیم مجموعہ وہ خاصے کی چیز ہے جس سے ان شاء اللہ نسلیں فائدہ اٹھائیں گی۔

آپ نے اپنی محبت کی وجہ سے میری اُن احمقانہ تحریروں کو بھی اس مجموعے میں شامل کرلیا جو درحقیقت صرف آپ کے لئے تھیں کہ آپ ہی ان حماقتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے لیکن آپ نے اس مخملیں مجموعے میں ٹاٹ کے بہت سے پیوند لگا دیئے جو شاید قارئین کے لئے تو بدمزگی کا باعث ہوں لیکن جب میں نے انہیں پڑھا تو عہدِ رفتہ کے نہ جانے کتنے مناظر نگاہوں کے سامنے آ گئے اور انہوں نے کچھ دیر کے لئے ماضی میں گم کر دیا۔ بہت سے خطوط کو پڑھ کر اب یہ بھی یاد نہ آیا کہ وہ کس واقعے سے متعلق ہیں لیکن آپ نے اس کتاب میں جابجا جو مختصر مگر معنی خیز اور لطیف حواشی لکھ دیئے ہیں، ان سے کتاب کی افادیت میں خوب اضافہ ہو گیا ہے۔

ماضی کے ان واقعات کا تصور کر کے خود آپ ہی نے کسی وقت جو دو شعر سنائے تھے' وہ یاد آ گئے۔

بدنامی حیات دو روزے نہ بود بیش
آں ہم بہ تو کلیم چہ گویم چساں گزشت
یک رو وقف بستن دل شد بہ این واں
روزِ دگر بہ کندن دل زین وآں گزشت

بہرکیف! اس عظیم پیشکش پر دلی مبارکباد، عزیزم مولانا راشد الحق سلمہ کو خصوصی طور پر ہدیہ تبریک جن کی محنت، عرق ریزی ہی نہیں، ذوق لطیف بھی اس مجموعے کی ترتیب میں جابجا جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم و عمل میں برکت اور ترقیات عطا فرمائیں اور وہ آپ کیلئے ہمیشہ قرۃ عین بنے رہیں اور بہترین صدقہ جاریہ۔ والسلام: آپ کا بھولا بسرا محمد تقی عثمانی

● مولانا محمد سالم قاسمیؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف))

۱۹؍دسمبر ۱۹۷۴ء: عید مبارک محترم و مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ''الحق'' موصول ہوا۔ طویل مدت کے بعد ''حق بحقدار رسید'' کیلئے آں محترم کے حق شناسی کے اہتمام خصوصی پر اہل حق مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ حق تشکر ادا کرتے ہیں اور متوقع ہیں کہ مشیت ربانی وہ ساعت سعید بھی جلد لائے کہ جس میں

عسى الدهر يدنينا ويدني ديار كم ويجمع مابيني و بينكم الشملا

موہوم آرزو بھی تشنہ تکمیل نہ رہے۔ متبنی کذاب کے بارے میں الحق نے علم اجمالی کو تفصیل عطا کی۔ مجلس کی مطبوعات جلد ہی ان شاء اللہ نذر الحق کی جائے گی۔

محمد سالم قاسمی معتمد مجلس معارف القرآن دیوبند

حضرت المخدوم مولانا عبدالحق صاحب دامت معالیہ کی خدمت میں قصد نیاز سلام مسنون کے بعد استدعا پیش فرمادیں۔ دیگر رفقاء کرام اور اساتذۂ عظام کی خدمت میں ہدیہ سلام عرض ہے۔ حضرت قبلہ مدظلہٗ ۱۴ دسمبر ۷۴ء کو بذریعہ ہوائی جہاز حج کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ وسط جنوری تک واپسی متوقع ہے۔ والسلام: احقر محمد سالم قاسمی

(۲)

دسمبر ۱۹۹۹ء: حضرۃ المحترم المکرّم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کرم نامہ نے مشرف فرمایا دعوت مقالہ باعث عزت ہوئی اور تعمیل امر گرامی موجب سعادت ہوگی، مجلّہ موقرہ ''الحق'' کا ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کے موضوع پر خصوصی نمبر وقت کی ایک ملت نواز اور حیات آفریں، اہم ترین ضرورت کی تکمیل ہوگی۔ یہ موضوع اپنی اہمیت و عمومیت کے اعتبار سے جس قدر زباں زد ہے۔ خدا کرے کہ آپ جیسے حضرات کی مساعی جمیلہ سے اسی کے ''شایان شان'' ملت اسلامیہ میں اس کی تیاری کا احساس بیدار ہو۔ دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت آں محترم کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے۔ مجھے گرامی نامہ ''آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ'' کی ورکنگ کمیٹی اور عظیم الشان اجلاس عام ممبئی اور حیدرآباد اور دیگر مقامات کے اجتماعات میں شرکت کے بعد، دیوبند واپسی پر ۴ نومبر کو ملا جس میں اختتام نومبر تک مقالہ روانہ کرنیکی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ جبکہ آج

ہی طے شدہ پروگرام کے مطابق احقر رانچی (بہار) کے سفر پر روانہ ہو رہا ہے اور وہاں سے واپسی کے فوراً بعد دیو بند آ کے بغیر رکے دہلی سے دبئی وغیرہ کا سفر درپیش ہے یعنی طے شدہ پروگراموں کے مطابق احقر کی واپسی ۲۸ نومبر کو دیو بند ہو گی۔ وقت کی اس غیر معمولی قلت ومصروفیات کے باوجود تعمیل امر گرامی کی سعی کرونگا۔ والسلام: سالم قاسمی

● **مولانا عتیق الرحمان سنبھلی** (فرزند مولانا منظور احمد نعمانیؒ ومدیر ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنو)

۲۷/جون ۱۹۶۶ء: برادر محترم! سلام مسنون، گرامی نامہ سے مشرف ہوا، تازہ پرچہ دیکھ کر مجھے خود بھی لکھنے کا خیال تھا مگر ذہن سے نکل گیا، میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اب جبکہ دارالعلوم کا پتہ ہو گیا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو الفرقان کا پتہ نہ دیجئے! دراصل میں تو آپ سے انکار نہ کرسکا تھا، ورنہ میری معذوری ہے کہ الگ حساب رکھنا اور بروقت اطلاع دینا میرے لئے مشکل ہے، دفتر میں نئے آدمی آج کل کام کررہے ہیں لہٰذا کوئی خاص ضرورت نہ ہوتو صرف دارالعلوم ہی کا پتہ اب رکھئے۔ کتابوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو میں ہر طرح حاضر ہوں اور بھی جو خدمت میرے لائق ہو مجھے مسرت ہوگی، حضرت الاستاذ کی خدمت اقدس میں بصد نیاز سلام اور دعاؤں کی درخواست۔ والسلام

عتیق الرحمان سنبھلی

(۲)

۲۳/اگست ۱۹۷۱ء: اخی الکریم ابن الکریم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ صادر ہوا، بڑی مسرت بخشی۔ ایک مدت سے سلسلہ ربط وضبط ٹوٹا ہوا تھا۔خواب ہم بھی یہی دیکھ رہے تھے کہ الیکشن کے بعد حالات میں ضرور کچھ تبدیلی ہوگی مگر وہ الیکشن تو ان سے بھی گئے گزرے حالات کی تمہید ثابت ہوا۔اب تو نہ جانے کب تک کو ایسی امیدوں کی زمین بنجر ہوگئی اور سچ تو یہ ہے کہ اب تو ان باتوں سے زیادہ دوسری باتوں کی فکر غالب ہے اخبارات ورسائل کی ڈاک پر ہمارے یہاں سے کوئی روک نہیں ہے۔ دونوں طرف کی روک تھام آپ ہی کے یہاں ہورہی ہے بہر حال! ''الفرقان'' کے پرچے آپ کو پچھلے دنوں میں نہیں پہنچے اور جو آئندہ اس بندش کے دوران میں نکلتے رہیں گے ان شاء اللہ آپ کیلئے محفوظ رہیں گے البتہ ادھر سے آپ تک جانے والا دستیاب ہونا مشکل ہے اور ہو بھی تو اس کا اندیشہ ہے کہ اس کا بھی حشر آپ کے کسٹم پر ذریعہ ڈاک والا ہو، سنا ہے کہ کسی تیسرے ملک کا آدمی ایسے کام کا محفوظ ذریعہ ہے،حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا مؤدبانہ سلام عرض

فرمادیں اللہ تعالیٰ تادیر حضرت کا سایہ قائم رکھے، میں صرف شاگرد ہی نہیں عقیدت مند ہوں بہت جی چاہتا ہے کہ ایک آدھ بار زیارت کی سعادت پھر حاصل ہو، فی الحال میرے لئے ہندوستان سے باہر کی سفر کیلئے قانونی مجبوری ہے ورنہ صحت کا جو حال عرصہ دراز سے چل رہا ہے خود اُسی کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ اُدھر کا سفر ہو جاتا۔ آپ نے حضرت مولانا پر مضمون کے سلسلے میں میرا وعدہ یاد دلایا ہے جب کہ میں نے اس وقت لکھا تھا۔ یہ کام میرے لئے بڑا مسرت بخش ہوتا مگر کامل ایک سال ہو گیا کہ صحت کی خرابی نے اب قلم بھی ہاتھ سے کلیۃً چھین لیا ہے اگر ''الفرقان'' پہنچ رہا ہوتا تو آپ کو خود ہی اندازہ ہوتا۔ بڑے بڑے واقعات ان دنوں میں ہو گئے اور میں نے یا تو کچھ لکھا ہی نہیں اور یا محض خانہ پری کیلئے دو تین صفحے کسی موقع پر بدقت تمام لکھے۔ اس بنا پر آپ کے سوالنامہ کا جواب دینے سے بھی معذور ہوں، والد ماجد کی خدمت میں پیش کر دوں گا، جیسا کہ آپ کا حکم ہے۔ اگر چہ امید اُن سے بھی بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بخیر وعافیت رکھے۔ نیک عزائم میں برکت دے اور ہم دور افتادوں کیلئے کچھ خوشخبریوں کا سامان ہو۔ اس وقت تو اپنی فکروں کے ساتھ آپ حضرات کی فکروں کا ایک دوگونہ سلسلہ چل رہا ہے۔ والسلام: عتیق الرحمٰن

● **مولانا زاہدالراشدی** (سرپرست ومدیر ''الشریعۃ'' اکیڈمی گوجرانوالہ)

۱۸مئی۱۹۷۵ء: محترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، زید لطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟ حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے تحت جماعتی ضروریات کے مطابق لٹریچر کی ترتیب وتدوین کیلئے مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل خصوصی کمیٹی قائم کی ہے۔ (۱) سرپرست حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (۲) کنوینر حضرت مولانا محمد سرفراز خان مدظلہ (۳) حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک (۴) حضرت مولانا قاری نورالحق قریشی ملتان (۵) جناب سعیدالرحمان علوی لائل پور (۶) جناب اکرام القادری لاہور (۷) زاہدالراشدی گوجرانوالہ۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے امید ہے کہ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں سے جمعیۃ علماء اسلام کو استفادہ کرنے کا پورا پورا موقع مرحمت فرمائیں گے۔ کمیٹی کے ابتدائی اجلاس کا وقت متعین کر کے آپ کو جلد اطلاع دی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس میں دست بستہ سلام مسنون۔

فقط والسلام، خاکپائے اکابر زاہدالراشدی

(۲)

۲۵مئی ۱۹۸۶ء: محترمی زیدمجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ سینٹ میں مولانا قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق کی طرف سے پیش کردہ ’’شریعت بل‘‘ پر رمضان المبارک کے بعد سینٹ کے اجلاس میں بحث شروع ہونے کا امکان ہے اس لئے ضروری ہے کہ ’’شریعت بل‘‘ کی حمایت کرنے والے تمام حضرات ،ادارے اور جماعتیں اس سلسلہ میں منظّم اور مشترکہ آواز اٹھائیں تاکہ ایک مؤثر عوامی دباؤ کے ذریعہ ’’شریعت بل‘‘ کی منظوری کو یقینی بنایا جاسکے۔اس بارے میں ضروری صلاح مشورہ کیلئے مختلف احباب اور جماعتوں کا ایک اہم مشاورتی اجلاس ۹ رشوال المکرّم ۱۴۰۶ھ ،۱۸رجون ۸۶ء بروز بدھ صبح دس بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد کرنے کی تجویز ہے۔ ازراہ کرم اجلاس کی تاریخ اور وقت نوٹ فرمالیں اور اس سلسلہ میں اپنی گراں قدر رائے اور تجاویز کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائیں۔ شکریہ ابوعمارزاہدالراشدی

(۳)

۲۷رمارچ ۱۹۹۵ء: محترمی حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب وحضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم ۔صدر سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی؟ ملی یکجہتی کونسل پاکستان کے قیام پر مبارک باد قبول فرمایئے! یہ وقت کی ایک اہم ضرورت تھی اور اس سے جہاں فرقہ وارانہ کشیدگی کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی وہاں اسلام اور اسلامی قوتوں کے خلاف عالمی استعمار کی سازشوں کو سمجھنے اور ان کا منظّم طور پر سامنا کرنے کا ماحول بھی بنے گا مگر اس سلسلہ میں اصل ضرورت اس کام کو گروہی سیاست سے بالاتر رکھنے اور کام کا تسلسل قائم کرنے کی ہے جو یقیناً حوصلہ طلب اور مشقت طلب کام ہے اور اگر اس رخ پر جدوجہد عملاً آگے بڑھی تو میرے جیسے کارکنوں کے لیے بھی اس میں شریک ہوکر خدمات سرانجام دینا آسان ہوگا میری دعاء ہے کہ اس وقت پاکستان اور عالم اسلام کے دینی حلقوں کو مغربی استعمار کی طرف سے جس چیلنج کا سامنا ہے ملی یکجہتی کونسل پاکستان اس چیلنج کے مقابلہ کیلئے دینی قوتوں کی عملی جدوجہد کا نقطہ آغاز ثابت ہو آمین۔

سنی شیعہ کشیدگی کے حوالہ سے جہلم کے اہل سنت مسلمانوں کا ایک استغاثہ اس عریضہ کے ساتھ بھجوا رہا ہوں ازراہِ کرم ملک کے شہریوں کا امن اور انصاف فراہم کرنے کے سلسلہ میں اپنی مساعی میں اسے بھی شامل فرمالیں بے حد شکریہ! والسلام: ابوعمارزاہدالراشدی

● **ڈاکٹر علامہ سید سلمان ندوی** (فرزند علامہ سید سلیمان ندویؒ محقق، ادیب و ماہر تعلیم جنوبی افریقہ)

اکتوبر ۱۹۹۸ء: مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں عرصہ سے ارادہ کر رہا تھا کہ آپ کو خط لکھ کر مجلّہ ''الحق'' ارسال کرنے پر شکریہ ادا کروں۔ یاد آوری کیلئے ممنون ہوں۔ ''الحق'' کے مقالات سے مستفید ہوتا ہوں۔ آپ کی مساعی و کاوشوں کی اطلاع ملتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پھر جمعیت العلماء کو وہی مقام حاصل ہو جو ماضی میں تھا۔ علماء کا ایک پلیٹ فارم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی آواز بے اثر ہے اور دوست و دشمن دونوں ہی اس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۱۹۹۸ء فروری مارچ میں چند دن کیلئے پشاور گیا تھا۔ پروفیسر فدا محمد صاحب خیبر میڈیکل کالج نے قیام کا انتظام پروفیسر محمد اشرف مرحوم کی قیام گاہ پر کیا تھا۔ خیال تھا کہ اکوڑہ کا سفر بھی کروں مگر ممکن نہ ہو سکا، شاید مستقبل میں تمنا پوری ہو۔ اس سال دسمبر و جنوری میں پھر کراچی کا ارادہ ہے۔ اسلام آباد بھی جانا ہے مگر تاریخیں مقرر نہیں ہیں۔ اس عریضہ کا باعث ایک اور امر بھی ہے۔ ''الحق'' بابت اگست ۱۹۹۸ء (جلد ۳۳ نمبر ۱۱) میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے سانحہ وفات کی غلط خبر شائع ہو گئی ہے۔ آپ نے یہ مضمون تعمیر حیات کے جولائی شمارہ سے لیا ہے۔ تعمیر حیات والوں کو بھی میں نے لکھا ہے کہ تردید شائع کریں۔ میں ابھی چار ہفتے امریکہ میں قیام کر کے واپس آیا ہوں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب الحمد للہ بقید حیات ہیں اگرچہ علیل ہیں۔ میں ان سے ۹ اگست ۱۹۹۸ء کو ملا اور ان کے ساتھ پورا دن گذارا۔ وہ پچھلے ایک سال سے بوجہ شدید علالت کے امریکہ میں اپنی پوتی (بھائی کے بیٹے کی بیٹی) کے ساتھ پینسلوانیا اسٹیٹ کے ایک چھوٹے شہر Wilkes Barre میں مقیم ہیں۔ کمزور بہت ہو گئے ہیں۔ چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے مگر معذور نہیں ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کیساتھ حیات سے نوازے۔ میں ان کی شدید علالت کے دوران بھی رابطہ میں رہا ہوں۔ پیرس سے امریکہ علالت و تنہائی کی بنا پر منتقل ہو گئے ہیں۔ گراں گوشی کی شکایت تو پہلے بھی تھی مگر اب زیادہ ہے۔ پھر بھی آلہ سماعت کے ذریعہ گفتگو کر لیتے ہیں۔ نہ معلوم تعمیر حیات والوں کو یہ غلط خبر کہاں سے ملی۔ مدرسہ حقانیہ کی ''حقانیت'' اور علمی و روحانی انوار سے آپ کے والد ماجدؒ کے زمانہ سے واقف ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے یہ شمع جلا رکھی ہے الولد سر لابیه کا مصداق ہونے پر مبارکباد بھی پیش ہے۔

والسلام محتاج دعا: ڈاکٹر سید سلمان ندوی

● مولانا تقی الدین ندوی مظاہری (العین یونیورسٹی عرب امارات)

از فیصل آباد۔ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ : مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق دامت برکاتکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ اگر چہ آپ حضرات سے ملاقات نہیں ہے مگر ''الحق'' کے ذریعہ تعارف ہوا اور مدرسہ کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے۔ میں اپنی طرف سے مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی کے ذریعے مبلغ پانچ صد روپے بمد زکوٰۃ مدرسہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔ پاکستان کے مدارس وعلماء سے ملاقات کا اشتیاق تھا مگر اب تو رمضان المبارک ہے۔ اس لئے میں یہاں سے ہندوستان جارہا ہوں اور وہاں سے عید کے بعد متصلاً ابوظہبی ان شاء اللہ جانا ہوگا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون ودرخواست کردیں معلوم نہیں ، ہماری کتاب ''محدثین عظام'' آپ تک پہونچی یانہیں؟ فقط والسلام : تقی الدین الندوی المظاہری

المحکمۃ الشرعیہ ابوظہبی

(۲)

۳۱؍جنوری ۲۰۰۴ء: محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔آپ کے مدرسہ کیلئے ''اوجز المسالک'' کا ایک نسخہ رکھا ہوا ہے جو اس ناچیز کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے (۱۸) جلدوں میں طبع ہوا ہے دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ اگر کوئی تعلق والا یہاں موجود ہو تو اس کو مطلع کردیں کہ وہ مجھ سے کتاب آکر لے لے اور آپ تک پہنچا دے۔اس کے ساتھ کسی نے خبر دی کہ جناب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔اس خبر سے بہت رنج ہوا، بڑھاپے میں اہلیہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت فردوس میں جگہ دے آمین، ایصال ثواب کیا گیا۔آپ کے صاحبزادے مولانا راشدالحق کے مضامین دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔''الحق'' آتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ سے زیادہ دین کا کام لے۔تعزیت کے بعد سلام مسنون فقط : ڈاکٹر مولانا محمد تقی الدین ندوی

● حضرت مولانا حامد میاںؒ (بانی جامعہ مدنیہ لاہور)

۶؍مئی ۱۹۷۴ء: محترمی ومکرمی دام مجدکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنجناب کا ارسال فرمودہ پرچہ دیکھ رہا تھا کہ اس میں جناب کا مضمون جو مشکوٰۃ کے شروع میں تعارفِ حضرت مولانا نصیرالدین صاحب غورغشتوی قدس سرہٗ کے لیے عربی میں تحریر فرمایا ہے، نظر پڑی۔ میں نے اسمیں ایک آدھ غلطی

دیکھی تو پھر سارا پڑھنا ضروری معلوم ہوا۔ اس لیے میں اسے اس سفر میں ساتھ لے آیا اور آج اسے مکمل پڑھ لیا اور نشانات لگائے۔ اگر آنجناب پسند فرمائیں تو مجھے اس مضمون کی ایک کاپی یا رسالہ ہی ارسال فرمادیں تاکہ میں اس پر نشانات لگا کر ارسال خدمت کردوں اور جناب ان الفاظ کو بدل دیں، یہ میری طرف سے ایک علمی تحفہ ہوسکتا ہے۔ حضرت والد صاحب دام مجدہم کی خدمت میں ہدئیہ سلام پیش فرمادیں اور دعاء کی درخواست فرمادیں۔ والسلام حامد میاں

- **مولانا محمد حنیف جالندھری** (مہتمم جامعہ خیر المدارس، سیکرٹری جنرل وفاق المدارس پاکستان)

۱۳؍جون ۲۰۰۲ء: گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی بخیر! آنجناب کا ارسال کردہ دعوت نامہ بابت قومی یکجہتی کانفرنس منعقدہ ۱۰؍جون ۲۰۰۲ء موصول ہوا۔ یاد آوری کا بہت بہت شکریہ۔ اللہ رب العزت ملکی سلامتی میں کی گئی ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے آمین۔ مجھے انتہائی دکھ ہے کہ میں اس کانفرنس میں شرکت سے محروم رہا کیونکہ اس روز وفاق المدارس العربیہ کی عاملہ کا اجلاس تھا جس میں میری شرکت ضروری تھی۔ امید ہے کانفرنس میں عدم حاضری کی معذرت قبول فرمائیں گے۔ کانفرنس میں کئے گئے فیصلوں سے مطلع فرمادیں تو بے حد مشکور ہوں گا۔ والسلام محتاج دعا

محمد حنیف جالندھری

- **جناب ضیاء الدین لاہوریؒ** (نامور محقق و مضمون نگار ماہنامہ ''الحق'' لاہور)

۱۵؍اگست ۱۹۸۴ء/۷ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ: مکرمی و معظمی سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ۲۶؍رمضان المبارک کو آپ کا خط موصول ہوا تھا جس میں آپ نے تحریر کیا تھا کہ میرے نام پرچہ مستقلاً جاری کیا جارہا ہے۔ اس کے باوجود مجھے اس کے بعد کوئی پرچہ نہیں ملا۔ اس سے پیشتر آپ کا مئی کا شمارہ ملا تھا اور بس۔ کیا آپ متعلقہ عملہ سے دریافت فرمائیں گے کہ کیا وجہ پیش آگئی؟ لائبریریوں اور بک سٹالوں کے بار بار چکر لگانے سے مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے۔

غالباً پچھلے جریدہ کے پرچہ میں حکیم محمود احمد برکاتی صاحب کا سرسید بطور مؤرخ کے عنوان سے مضمون شائع ہوا تھا جسے میں نے قومی زبان کے اشاریہ سے معلوم کیا۔ میں نے کئی جگہ پر متعلقہ پرچہ کے مطالعہ کی کوشش کی مگر محروم رہا۔ کیا آپ اس شمارہ کا اہتمام فرماسکتے ہیں چونکہ یہ میرا موضوع

ہے لہٰذا میرے لیے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ حکیم صاحب کو کراچی لکھ دیتا لیکن ان کے پاس بھی اپنی ہی کاپی ہوگی۔ ''سرسید مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت'' کے عنوان سے مزید ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ پسند فرمائیں گے اور اسے باقاعدہ حوالوں کے ساتھ شائع کریں گے۔ حوالے ضرور شائع فرمائیں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور یاد فرمائیں۔

فقط والسلام مخلص ضیاء الدین لاہوری

(۲)

۲۸؍اکتوبر۱۹۸۴ء: مکرمی و معظمی۔ سلام مسنون امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ''الحق'' اکوڑہ خٹک موصول ہوا۔ مضمون ''سرسید اور مرزا قادیانی'' کی اشاعت پر آپ کا ممنون ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس شارہ کی دس کاپیاں بذریعہ وی۔ پی۔ ارسال کردیں کیونکہ یہاں کسی کتب فروش کے پاس میرے خیال میں زیادہ مقدار میں میسر آنا مشکل ہے اور میں بعض اہم افراد کو مذکورہ شمارے بھیجنا چاہتا ہوں۔ لاہور میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور ارشاد فرمائیں۔

فقط والسلام ضیاء الدین لاہوری

● **علامہ طاہر القادری** (بانی منہاج القرآن وسربراہ پاکستان عوامی تحریک)

۴؍ستمبر ۱۹۸۸ء: مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کو بخوبی علم ہے کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے حال ہی میں امت مسلمہ کی ایمانی غیرت کو للکارتے ہوئے ''مباہلہ کا کھلا چیلنج'' کے عنوان سے ایک پمفلٹ پاکستان بھر میں بہ اہتمام تقسیم کرایا، جس کے جواب میں امت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء نے اپنے اپنے طور پر اسکے اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔ امت مسلمہ کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اس عاجز نے بھی مباہلہ کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اسے ۱۱-۱۲؍ربیع الاوّل کی درمیانی رات نماز عشاء سے فجر تک مینار پاکستان کے مقام پر مباہلہ کے لئے آنے کی دعوت دی ہے۔

قبل ازیں عالمی مجلس عمل ختم نبوت کی طرف سے بھی ویمبلے ہال لندن میں مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کیلئے آنے کی دعوت دی گئی لیکن اس نے یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کی کہ مباہلہ کیلئے فریقین کا آمنے سامنے آنا ضروری نہیں تحریری مباہلہ کافی ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں اسکے عذر کے جواب میں ایک کھلا خط بھی لکھا ہے تاہم اندریں حالات اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ مرزا طاہر احمد مباہلہ کیلئے میدان

میں آئے۔ لاکھوں فرزندان اسلام (ان شاء اللہ) اس رات مینار پاکستان پر جمع ہوں گے۔

ادارہ منہاج القرآن جہاں فتنہ انکار ختم نبوتؐ کی سرکوبی کے لئے حتی المقدور توفیق الٰہی سے اپنی عاجزانہ کاوشیں بروئے کار لا رہا ہے وہاں اس کے بنیادی مقاصد میں امت مسلمہ کا عالمگیر اتحاد بھی اولین حیثیت رکھتا ہے۔ آج ہر صاحب درد مسلمان پر یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ فرقہ وارانہ تعصّبات نے قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل دین سے بے بہرہ اور بے زار ہوتی جا رہی ہے اور امت مسلمہ پر یاس وقنوطیت کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ اندریں حالات ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ فکر اور صاحب درد اکابرین کو اپنے اپنے مسلکی تشخصات قائم رکھتے ہوئے امت کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر اتحاد کیلئے عملاً متوجہ کیا جائے اور ان کی سرپرستی ومشاورت سے ایسا موثر لائحہ عمل تیار کیا جائے جو امت مسلمہ میں ٹھوس اور حقیقی اتحاد کی بنیاد فراہم کر سکے۔ چنانچہ ۱۱،۱۲ ربیع الاول کی مبارک رات کو آقائے نامدار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں امتی جو فتنہ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کیلئے جمع ہونگے انہیں اتحاد امت کا روح پرور اور ایمان افروز منظر دکھانے نیز امت کے انتشار وافتراق کو بنیاد بنا کر اس کی تضحیک کرنے والے طبقات پر کاری ضرب لگانے کیلئے ادارہ نے بسلسلہ تحفظ ختم نبوت اتحاد امت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے جو ۱۱،۱۲ ربیع الاول کی درمیانی رات ہی کو بعد نماز عشاء تا فجر بمقام مینار پاکستان ان شاء اللہ العزیز منعقد ہوگی۔ ملک کی ایک مقتدر دینی شخصیت کی حیثیت سے اس کانفرنس میں آپ کی شرکت لاکھوں فرزندان اسلام کیلئے تقویت ایمانی کا سبب ثابت ہوگی۔ آپکی طرف سے شرکت کی دعوت قبول ہونے کی باضابطہ اطلاع موصول ہونے پر ہی آپ کے خطاب اور دیگر معاملات سے متعلق جملہ تفصیلات طے کی جا سکیں گی۔ امید ہے آپ مورخہ ۸۸/۹/۱۲ تک ہمیں اپنی شرکت کی بابت مطلع فرما دیں گے۔

رب العزت آپ کی جملہ دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور آپ کے علم وعمل اور اخلاص میں مزید اضافہ فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلینؐ) والسلام دعا گو

(پروفیسر ڈاکٹر) محمد طاہر القادری

● **مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ** (سابق صدر وفاق المدارس ومہتمم جامعہ بنوریہ نیوٹاؤن کراچی)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی دینی خدمات کا تقاضہ ہے کہ ان کی زندگی کے تمام شعبوں کو اجاگر

کر کے امت کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ امت ان خطوط سے رہنمائی حاصل کرے کیونکہ جو قومیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد رکھ کر اپنی زندگیاں ان کے نقش قدم پر استوار کرتی ہیں وہ کامیابی کے مراحل طے کرتی ہیں اور ان کا علمی اور عملی ورثہ محفوظ رہتا ہے۔ تاریخ اسلام اس کا گواہ ہے کہ اس نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھ کر محفوظ رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ ''بینات'' نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت اقدس مرشد العلماء، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی دینی خدمات پر ایک ضخیم وخصوصی نمبر شائع کرے۔ یہ نمبر ماہنامہ ''بینات'' رجب، شعبان اور رمضان ۱۴۲۱ھ کا مشترکہ شمارہ ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

حضرت اقدسؒ سے آپ کے تعلق کی بناء پر آپ سے درخواست ہے کہ حضرت کی علمی، عملی، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، رد قادیانیت، اصلاح ومواعظ، تصنیف وتالیف اور دیگر شعبوں سے متعلق کوئی مضمون یا مقالہ ارسال فرما کر اس عظیم دینی خدمت میں معاونت فرمائیں آپ کا یہ مضمون ہمارے لئے بہت بڑا علمی ذخیرہ ہوگا اگر آپ کے پاس حضرت شہیدؒ کی کوئی تحریر یا خط ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں تا کہ حضرت اقدسؒ کے نوادرات میں ان کو شامل کیا جا سکے۔ ہماری گزارش ہے کہ یہ مضمون بہت جلد ارسال فرمادیں تا کہ خصوصی نمبر رمضان المبارک سے قبل شائع کیا جا سکے۔ مضمون کی اشاعت کے ساتھ آپ کو یہ خصوصی نمبر بھی ارسال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

● **مولانا نور عالم خلیل امینیؒ** (ایڈیٹر ''الداعی'' واستاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند)

۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۳-۲-۱۴۱۰ھ: برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب قاسمی زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپ ہر طرح بخیر وعافیت ہوں' کئی مرتبہ ''الحق'' کو ''الداعی'' کے تبادلہ کے طور پر جاری کرنے کیلئے خطوط لکھے مگر شاید وہ ڈاک میں ضائع ہوگئے۔ امید ہے کہ ''الداعی'' کا پتہ نوٹ فرما کر اسے ہمیشہ کیلئے جاری کرنے کی تاکید فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ مادر علمی سے آنجناب کو جو تعلق ہے اس کے پیش نظر یقین ہے کہ آپ تاخیر نہ فرمائیں گے نیز آپکی تصنیف لطیف ''اسلام اور عصر حاضر'' بھی ''الداعی'' کی لائبریری کے لئے آنی چاہیے اور دیگر تصنیفات آپ کی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی روانہ فرمادیں تو نوازش ہوگی۔ خدا آپ کو خوش رکھے، ہم لوگ آپ کی علمی دینی او راجتاعی ہر طرح کی سرگرمیوں کی خبر سے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ والسلام آپ کا نور عالم امینی

(۲)

۲۹ر ستمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۷ر۲ر۱۴۱۰ھ: برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب قاسمی زید لطفہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیریت دارم وخواہم' قبل ازیں ہفتہ عشرہ ہوئے ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا، خیال ہوا کہ پتہ نہیں وہ ملا کہ نہیں' اس لئے دوبارہ یہ عریضہ پیش خدمت ہے۔ ''الحق'' سے مکمل طور پر محرومی ہے، امید ہے کہ آپ آئندہ ''الداعی'' کو اس سے محروم نہ رکھیں گے۔ نیز آپ کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر'' جس کی بڑی دھوم ہے' الداعی کو اس سے محروم نہ رکھیں۔ ہم دور افتادوں کو آپ ایسے باکمال فضلائے دیوبند کے کام اور مقام و نام سے بے حد خوشی ہے اور سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے۔ جب آپ لوگوں کے کام کو دیکھتا ہوں' خدائے کریم ہمیشہ با توفیق رکھے۔

والسلام

نور عالم امینی ایڈیٹر ''الداعی''

● **مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید** (سابق مدیر ماہنامہ ''بینات'' کراچی)

۸ر ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ: حبیب مکرم، زادہ اللہ صلاحاً وایماناً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! محبت نامہ ملا۔ میں کس طرح آپ سے متعلق جذبات محبت کا اظہار کروں حق تعالیٰ آنجناب کے علم وعمل خیر وصلاح، فہم وبصیرت اور عقل وایمان میں بیش از بیش اضافہ فرمائیں۔ میں نے ''الحق'' سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ حسن ظن نہیں بلکہ وجدان وضمیر کی آواز تھی اور جو تنقیدی الفاظ استعمال کئے وہ دوستانہ چھیڑ چھاڑ، آداب صحافت کی اجازت ہوتی تو آپ کی محبت میں نہ جانے کیا کچھ لکھ ڈالتا۔

آپ نے آئندہ ارادے کی خوشخبری کیا دی، کہنا چاہیے کہ میرے منہ سے بات چھین لی، فجزاکم الله احسن الجزاء وایدکم بخاصة الطافہ ''الفرقان'' لکھنؤ کے کسی نمبر میں حضرت گیلانی رحمۃ اللہ کا مقالہ چھپا تھا، اسے سامنے رکھیے، وہ ان شاء اللہ بہترین رہبر ثابت ہوگا۔ عنوانات میں ہمارے ماحول کو سامنے رکھیے ایسا نظر آئے کہ آپ اکبری دور کی نہیں بلکہ ایوبی دربار کی تصویر کشی کر رہے ہیں مگر نام بالکل نہ آئے۔ ہو سکے تو اس مضمون کی دو قسطیں کر دیجئے! دوسرے حصے میں مجدد صاحب کی تنقیدیں اور اصلاح احوال کی کوششیں ذکر کیجئے!

میں جسماً وروحاً مریض ہو، ان دنوں بعض عوارض کی وجہ سے بیٹھنا بھی دشوار ہے کسی موضوع پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوا کرے تو ہمیں بھی متوجہ فرماتے رہیں۔ میں صحت وفرصت کا متلاشی ہوں

چاہتا ہوں کہ ''آج اسلامی نظام کیسے بروئے کار لایا جائے'' کے موضوع پر لکھا جائے۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ دعائے صحت فرمائیں ان شاء اللہ زلف دراز کا یہ سلسلہ از کراچی تا پشاور قائم رہے گا واللہ الموفق آپ نے سن لیا ہوگا جناب مفتی محمد شفیع صاحب دارالعلوم کراچی بھی ''البلاغ'' کے نام سے پرچہ نکال رہے ہیں۔ محرم کا پرچہ آپ کو ملے گا، الحمدللہ مجھے بڑی راحت ہوئی ہے۔ فقط والسلام محمد یوسف

- **شیخ علامہ محمد مکی حجازی** (معروف عالم دین، استاد و شیخ حرم مکی)

برادر ذیقدر مولانا سمیع الحق زید معالیکم، سلام مسنون، خیریت، حضرت مولانا نوراللہ مرقدہ واسکنہ فی فسیح جناتہ کی وفات حسرت آیات سن کر قلبی صدمہ ہوا درس تفسیر میں فوراً ختم قرآن کا اہتمام کیا تمام احباب مسلک نے شرکت کی اور حضرت شیخ المشائخ یادگار سلف کو ایصال ثواب کیا مرحوم جہاں محدث ومفسر تھے وہاں مسلک دیوبند کے احیاء کیلئے ایک عظیم ستون تھے اور افغانستان کے اس جہاد میں حضرت رحمۃ اللہ کا جس قدر حصہ ہے شاید کسی کو نصیب ہو اس مرد مجاہد نے بستر علالت پر بھی کفر کے خلاف ایک عظیم جنگ لڑی اورالحمدللہ روسیوں کا فرار اور اپنے جیالے مجاہدین کا تقرر دیکھ کر اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف لوٹے ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را عاجز اس المیہ عظیم میں برابر کا شریک غم ہے ولا نقول الا کما یحب ربنا ویرضی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

والسلام: ننگ خلق محمد حجازی

- **شیخ الحدیث مفتی رضاء الحق** (جوہانسبرگ جنوبی افریقہ)

۸/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ: بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم العالیۃ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: بعد از سلام مسنون امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ بندہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، قصیدہ کی پذیرائی پر شکریہ، اس مہینے کا ''الحق'' پڑھا۔ دیگر مضامین تو اپنی جگہ پر ہیں اور بہت اچھے ہیں لیکن حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مرحوم ومغفور پر جو اداریہ آپ نے لکھا ہے شاید پاکستان کے جرائد نے ایسا لکھا ہو صرف میں نہیں بلکہ سب اس اداریہ سے بہت خوش ہوئے ایسا کسی نے نہیں لکھا اور نہ حضرت ہزاروی کے بارے میں کسی کو اتنے معلومات ہوگی، اللہ کرے کہ آئندہ بھی آپ دوسری مصروفیات کم کر کے اسی اداریہ کا معیار برقرار رکھیں دیگر حال یہ ہے کہ بندہ نے جو قصیدہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے بارے لکھا تھا اس کا آخری شعر غالباً یعنی واغفر لمعصیة من نفسه صدرت وارزقه مافيه اثمارٌ وآلاء

بعض احباب نے پسند نہیں کیا اس کی جگہ اگر یہ لگا دیں تو ممنون ہوں گا۔

قلوبنا فی رضاء الحق راضیة　　　وامرنا للّٰہ لہ الحق ارضاء

ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہیں اور ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے دعا کی درخواست۔ محمد ابراہیم صاحب فانی کو سلام مودت

فقط والسلام: رضاء الحق عفا اللہ (جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

● **مولانا عبدالقیوم حقانی** (مہتمم جامعہ جامعہ ابوہریرہ، سابق مدیر ماہنامہ ''الحق'')

۱۵ جون ۱۹۹۷ء: مشفقی و محسنی سیدی واستاذی المحترم دامت شفقتکم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ میرے مہربان، مربی، محسن اور حد درجہ شفیق استاذ ہیں آپ کی بے انتہاء مہربانیاں اور احسانات ہیں میری زبان میرا قلم اور صلاحیتیں آپ ہی کی خصوصی عنایات کی مرہون منت ہیں مجھے بھی آپ کے ایک کارکن شاگرد فنافیک خادم اور آپ کی ذات سے محبت گرویدگی تعلق خاطر اور نسبت پر فخر و امتیاز ہے اور اسی نسبت پر زندگی گزر رہی ہے۔ آپ کی فکر آپ کے ذہن بلکہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور ادائیں میری تحریر و تقریر کا ہدف رہیں میری تمام صلاحیتوں کے استعمال کی بنیاد اور محور و مرکز آپ کی ذات ہی رہی ہے اور مجھے اس پر ناز بھی ہے فخر بھی، خدا کا شکر بھی۔ آہ کاش! آپ بھی مجھے اپنے ہی آئینہ میں دیکھتے۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۲)

از مکۃ المکرّمہ ۶ رجولائی ۱۹۹۰ء: مشفقی و محسنی حضرت الاستاد دامت برکاتکم العالیہ و شفقتکم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید کہ مزاج عالی بالخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا آپ حضرات سے نسبت تلمذ اور آپکی دعاوں کے صدقے ہم لوگ مناسک حج سے فارغ ہو چکے ہیں والحمدللّٰہ علی ذلک یہ سب کچھ اللہ ہی کا احسان اور فضل ہے ورنہ یہ رحمت پروردگار کہاں اور یہ بندہ گنہ گار کہاں؟ آپ کے احسانات، تربیت، بے پناہ شفقتیں، حسن نظر، اور قدم قدم پر مہربانیاں ایک ایک کر کے سامنے ہیں یہی وجہ تھی کہ تاہنوز بحمدللہ کسی بھی دعا میں آپ نہیں بھولے حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی طرح الحمدللہ کہ آپ بھی اپنے دل کی دھڑکن بن چکے ہیں اور اسمیں کوئی بھی تصنع اور مبالغہ نہیں۔

گزشتہ سال جب عمرہ کے موقع پر مکۃ المکرمہ میں میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت، میں چاہتا ہوں کہ حج کیلئے ٹھہر جاؤں اور یہاں کے واقف کار دوستوں اور علاقے کے رفقاء نے اس کے

انتظامات بھی کر لئے تھے مگر آپ نے فرمایا نہیں یہ مناسب نہیں اگر حج ہی مقصود ہے تو پھر بیت اللہ کا طواف کرو اور خدا سے یہاں یہی مانگ لو کہ وہ آئندہ سال آپ کو حج کرادے۔ میں نے تکرار نہیں کی دل میں بہت سے ولولے تھے باتیں تھیں جذبات بھی ابھرتے تھے دلائل بھی تھے مگر جرات نہ کر سکا سر تسلیم خم کر کے واپس اکوڑہ خٹک پہنچ گیا۔ اللہ کریم نے آپ کی بات کی لاج رکھ لی، خالہ جی مہربان ہوگئیں اور اب حج کی سعادت حاصل ہوگئی حالانکہ اس کی کوئی توقع نہ تھی کیونکہ خانگی حالات ہمارے خالہ جی سے درست نہیں تھے ساری عمر اس کا گھر تک نہ دیکھا تھا اس کا ہمارے ہاں آنا جانا نہیں تھا۔ مگر جب اللہ مہربان ہوا تو حج بیت اللہ کی سعادت کا ذریعہ بن گئیں۔ بہرحال! میرا تو خدا گواہ ہے رواں رواں آپ کا ممنون شکر گزار اور دعا گو ہے اللہ کریم اپنے غیب کے خزانوں سے آپ کی مدد فرما دے اپنے عظیم اہداف اور مقاصد میں کامیابیوں سے سرفراز فرمادے۔ آمین۔

بیت اللہ کے دیواروں کے سایہ میں ملتزم سے لپٹ لپٹ کر رو رو کر حطیم عظیم میں مسجد الحرام میں منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں غرض ہر جگہ اپنی مغفرت کی دعا کے بعد آپ حضرات اور اپنے والدین کیلئے دعائیں کرتا رہا خدا تعالیٰ واقعتاً بھی انہیں قبول فرمادے۔ (آمین)

محترمہ خالہ جی بھی خیریت سے ہیں ذکر ہوتا رہتا ہے تسلیمات اور دعا کی درخواست پیش کرتی ہیں اپنے خاندانی بزرگ محترم جناب شیر علی خان صاحب، محبت سے آپ کا تذکرہ کرتے اور سنتے رہتے ہیں دعا کی درخواست اور تسلیمات پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ ہم لوگ بھی اس سال حج پر آجائیں اسلئے اس سے قبل خط نہ لکھ سکا پھر مناسک حج سے قبل اور بعد احقر نے خوب آپ کی جستجو کی مگر کسی سے بھی معلوم نہ ہوسکا کہ آپ آئے ہیں یا نہیں پرسوں مولانا قاری سعید الرحمان صاحب وزیر سے سرراہ ملاقات ہوگئی آپکا پوچھا تو کہا کہ وہ نہ آسکے۔ بہرحال! اب ہم لوگوں کی مدینہ منورہ کو تیاریوں کا شغل ہے ۱۶ جولائی کو مدینہ منورہ روانگی ہوگی خصوصیت سے دعا کی درخواست ہے کہ بارگاہ نبوتؐ میں حاضری ادب اور احترام سے ہو اور وہاں کے برکات وانوارات سے محروم نہ لوٹیں۔ مخدومزادہ ذی قدر استاذ محترم حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کی خدمت میں خطوط لکھے ہیں تسلیمات اور دعا کی درخواست عرض ہے۔ تمام اساتذہ کرام ومخدومزادہ گان اور احباب ویادکنندگان سے تسلیمات۔ برادرم شفیق بھائی سے تسلیمات! خدا کرے کہ اب وہ روبصحت ہوں خدا تعالیٰ انہیں عافیت سے رکھے کہ بڑا کام اللہ کریم ان سے لے رہا ہے۔ والسلام

خادم عبدالقیوم حقانی عفی عنہ

● **حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ** (سابق مدرس حقانیہ،شاعر،ادیب،محقق،معاون خصوصی ماہنامہ ''الحق'')

۱۰ جون ۱۹۹۴ء: صاحب العزو المجد والکرم اُستاذ العلماء و استاذی المحترم شیخ الحدیث والتفسیر جامع العلوم والفنون حضرت مولانا سمیع الحق صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتک وبفیوض علومک مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج اقدس!

مورِ مسکین ہوسے داشت کہ بہ کعبہ رسد   دست بر پائے کبوتر زدو ناگاہ رسید

عرض یہ ہے کہ بندہ پُرتقصیر اس کیف آور اور فرحت افزا لمحے کو نہیں بھول سکتا۔ جب اللہ جل جلالہ کے خصوصی فضل وکرم اور احسان وعنایت بے غایت اور آں محترم کی مشفقانہ توجہ اور اصاغر پروری وذرہ نوازی سے بندہ کو حج بیت اللہ وزیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مہبط جبرئیل امین مورد انوار ربانیہ مرکزِ تجلیات بلد امین مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا کی دید کا شرف حاصل ہوا۔ مدتوں سے دل میں ارمان مچلتے رہے آرزوئیں کروٹیں بدلتی رہیں حسرتیں مضطرب اور بیتاب تھیں کہ وہ باسعادت لمحہ کب آئیگا کہ غیب سے صدائے دلنواز آجائے کہ سفرِ حج اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے رختِ سفر باندھیئے کیونکہ بظاہر تو ہم بے بضاعت فقیروں کے پاس وسائل اور مادی اسباب نہیں کہ جس کے سہارے اس متاع گرانمایہ کے حصول کیلئے تگ وتاز اور جدوجہد کریں۔ بحمد اللہ وہ بہار آفریں فرحت بخش اور سرور آگیں ساعت آپہنچی جس کی آمد کے انتظار میں سانس کی ہر گھڑی محشر کی گھڑی کی طرح گزر رہی تھی اور وہ لمحہ آپہنچا جس میں اس گدائے بینوا کو حرمین شریفین کے سفر کیلئے رختِ سفر باندھنے کی بشارتِ عظمیٰ دی گئی۔ اللہ اللہ اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔ ع   آنکہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

دل پر سرشاری دیوانگی اور وارفتگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ حیرت واستعجاب کے عالم میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، دل کی دھڑکنیں تیز تر ہوگئیں۔ بے قراری کی وہ کیفیت جذب دروں کا وہ سماں کب بھلانے کے قابل ہے؟ اشکوں کا ایک سیلاب امڈ آیا جو کہ تھمنے کا نام نہ لیتا تھا، زہے قسمت کیسے خوش بخت آنسو ہیں جو کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک تذکرہ پر آنکھوں سے جاری ہیں یہ اشک بے قرار تو چومنے کے قابل ہیں۔

غم مصطفیٰؐ کی رہے دل میں دھڑکن
جلے سوزِ فرقت سے ہر وقت تن من

رہے تر ہمیشہ جو اشکوں سے دامن
تو بیؔدل تری چشم نم چوم لوں گا

کیا بتاؤں، زباں کو یارائے سخن نہیں کہ ان کیفیات وجدانیات پر نطق کرے، الفاظ ان احساسات کے اظہار کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ شکستہ قلم میں وہ قوت نہیں کہ وہ ان باطنی جذبات کو حیطۂ تحریر میں لائے۔ ان سطور کے لکھتے وقت وہ تمام منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔ ع آنکھوں کے سامنے ہے وہ جذبات کا عالم
۴ مئی ۱۹۹۴ء کو برادر محترم حامد الحق حقانی نے بندہ کو آ کر اطلاع دی کہ آپ کے حج بیت اللہ کیلئے جانے کا انتظام اللہ نے کر لیا۔ بندہ نے ان سے عالمِ حیرت میں پوچھا کہ وہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ ابا جی نے آپ اور دیگر چند ساتھیوں کو حج پر لے جانے کیلئے کسی سے بات کی ہے اور آپ کی دو دن بعد حج بیت اللہ کیلئے روانگی ہے۔ آپ حضرات کی بندۂ ناچیز پر شفقتیں پہلے بھی کم نہ تھیں اور یہ احسان عظیم لامتناہی احسان کس زباں پر تشکر وامتنان کے الفاظ ادا کروں بلکہ میں تو سراپا سپاس ہوں۔ والدہ محترمہ کو اس عظیم الشان احسان کی خوشخبری دی تو وہ خداوند قدوس کے حضور سجدہ ریز ہوئیں اور آں محترم کیلئے ڈھیروں دعائیں دیں، اس کی آنکھوں سے خوشی کی آنسو رواں تھے اور جب کبھی میری زیارت حج کا ذکر چھڑتا تو فرماتیں میں اُس وقت سے لے کر آج تک مولانا اور اُن کے صاحبزادگانِ ذی وقار کو باقاعدگی سے دعائیں دیتی ہوں پھر دوران حج آنجناب کی شفقتیں اور عنایات خسروانہ ہمارے شامل حال رہیں۔ منیٰ میں جناب پروفیسر محمود الحق صاحب حقانی کی پر تکلف دعوت میں شرکت اور پھر آنجناب کی خصوصی دعوت پر رابطہ عالمی اسلامی کے دفتر میں آں محترم سے ملاقات اور غالباً یمنی عالم شیخ عبدالمجید زندانی کی سائنس اور قرآن کے موضوع پر خطاب کے دوران آنجناب کی رفاقت جس میں آپ اپنے قریب تشریف فرما یوسف رضا گیلانی سپیکر قومی اسمبلی کو شیخ زندانی کی عربی تقریر کی بعض جستہ مقامات کی تشریح فرماتے وہ منظر کیا عجیب منظر تھا۔ الحمدللہ بندہ حقیر نے بھی سرزمین حرم اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قدم بقدم آنجناب کیلئے دعائیں کیں کیونکہ آپ ہی کے کرم نوازی سے ہمیں یہ دن نصیب ہوئے۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقیات سے نوازیں۔ اور آپ کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر سایہ فگن رہے۔ ملت اسلامیہ اور امت مرحومہ کیلئے آپ کی جو گرانقدر علمی فکری اور سیاسی خدمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اوجِ برج قبولیت میں رکھیں، آمین اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار اس سعادت عظمیٰ سے نوازیں۔ صاحبزادگان محترم مولانا حامد الحق حقانی اور حافظ راشد الحق کو اللہ اجر جزیل سے نوازیں انہوں نے بندہ کے ساتھ بہت دوڑ دھوپ کی۔

مشرف گرچہ شد یکبار جامی   خدایا ایں کرم بار دگر کن

والسلام مع الاحترام کمترین خلائق آپ کے خوانِ علم کا نالائق خوشہ چین

خویدمکم الحقیر العبدالجانی محمد ابراہیم فانی

● **حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ** (سابق سینیٹر و نائب امیر جے یو آئی و مدیر امام الہند لائبریری، بنوں)

ستمبر ۱۹۹۷ء: السلام علیکم ! امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔''الحق'' کا تازہ شمارہ ''نمبر'' ملا پڑھ کر عظمت رفتہ کی یاد تازہ ہوئی۔آپ نے یہ نمبر شائع کر کے علماء حق کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ فرضِ کفایہ کا اجر فرض عین سے زیادہ ہوتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ''الحق'' کا یہ شمارہ ملکی سطح پر ایک مکمل تقریب رونمائی چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ فیضان مدنی کو میزاب حقانی سے جاری فرماویں، (آمین) اور ان شاء اللہ یہ فیضان جاری ہے۔''الحق'' کے شمارہ میں آپ کا اداریہ، فانی صاحب کا مضمون عباسی صاحب اور ضیاء الدین صاحب خاص کر ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری کا مضمون جو ہے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے اور کیوں نہ ہو ڈاکٹر صاحب تو مولانا آزاد مرحوم کے فکر و نظر کے بہترین شارح ہیں۔اس شمارہ کی اشاعت پورے ملک میں انتہائی ضروری ہے۔استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب کی پرانی تحریر اور آپ کے چند مقامات پر مخصوص جملے وہ بھی حقیقت حال کی بہترین تصویر ہے جہاں پچیس سال اور پچاس سال والی بات آپ نے لکھی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔قاضی عبدالکریم صاحب، حکیم محمد سعید صاحب والے مضامین بھی معیاری ہیں لیکن واسطی کے مضمون سے صدمہ بھی پہنچا ہے ایسا ہوتا رہتا ہے، سر ظفر اللہ قادیانی کے خلاف جو تحریر فانی صاحب نے لکھی ہے اس سے ان شاء اللہ ہمارے حضرت اقدس صدر صاحبؒ کی روح مبارک ضرور خوش ہوئی ہوگی، یہ نمبر مولانا صاحب کو ضرور بھیج دیں کیونکہ انہیں دیکھ کر یقیناً مولانا کو ''خوشی'' حاصل ہوگی نیز اگر ہوسکے تو مسلم لیگ کے تمام صوبائی دفتروں کو بھی ایک ایک کاپی بھیج دیں میری سوچ کے مطابق اگر آج مولانا ابوالکلام آزادؒ مرحوم زندہ ہوتے تو آپ کو ان حقائق کے شائع کرنے پر ضرور انعام دیتے میری طرف سے فانی صاحب کو دعا سلام اور مبارک باد قبول ہو۔باقی کوئی خاص بات نہیں کہ تحریر کروں، میری طرف سے سب کو سلام اور مبارکباد دیدینا۔

فقط والسلام

مولانا قاری عبداللہ (امیر جمعیت علمائے اسلام ضلع بنوں)

- **مولانا مفتی حافظ غلام الرحمٰن** (بانی جامعہ عثمانیہ پشاور مدرس ونائب مفتی دارالعلوم حقانیہ)

۱۴۲۰/۸/۲۴ھ: **گرامی قدر حضرت الاستاذ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بحمداللہ جامعہ عثمانیہ کی یہ ترقی محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور دارالعلوم حقانیہ سے نسبت کی برکت ہے اور یہی نسبت ہماری شناخت ہے، اسی نسبت کی برکت سے ہم زندہ ہیں اور اسی نسبت پر مرکر علماء حقانی وربانی کی جماعت میں اٹھنے کے خواہشمند ہیں۔ اگرچہ کسی شاگرد کو اپنے استاذ سے مطالبہ کا کوئی حق نہیں بلکہ ایسے بے جا مطالبے سوء ادب کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں لیکن درخواست کی جرأت ضرور کررہا ہوں کہ آپ کا یہ نوزائیدہ علمی باغ ابھی تک آپ کی توجہات سے محروم ہے، کئی دفعہ ہماری خواہش کے باوجود جامعہ آپ کی تشریف آوری سے محروم رہا ہے اگرچہ آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کے دوران میری جو علمی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرے احسان کا تصور بھی نہیں۔

میرے جیسے جاہل اور بے علم کو نحو میر سے لیکر ترمذی شریف اور ابوداؤد تک پہنچانے میں آپ کا ذاتی طور پر فعال کردار رہا ہے۔ خاص کر ابوداؤد دیتے وقت اکابر اساتذہ کی مخالفت برداشت کرکے مجھے دورۂ حدیث میں خدمت کا موقع دیا اور بحمدللہ ایام تدریس میں میری ہر قسم کی سرپرستی فرمائی ان احسانات کے بعد دوبارہ کسی احسان کی توقع رکھنا احسان فراموشی کے مترادف ہے لیکن کیا کروں؟ مجبور ہوں آپ کی ادنیٰ توجہ ہمارے لئے بڑی حوصلہ افزائی ہے اور آپ کی ادنیٰ شفقت سے ہم زمانوں کی مسافت مختصر وقت میں طے کرسکتے ہیں۔ اس لئے امید ہے آپ جامعہ عثمانیہ دارالعلوم حقانیہ کی ایک ادنیٰ شاخ سمجھتے ہوئے کبھی کبھار تشریف آوری سے نوازیں گے۔ جبکہ شرف تلمذ اور دارالعلوم حقانیہ کے ابناء کی فہرست میں نام ہونے کی وجہ سے توجہات سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سرپرستی کے لئے آپ کو عمر دراز نصیب فرمائے۔

والسلام: غلام الرحمٰن

- **بدرالمشائخ مولانا فضل الرحمٰن مجددی** (لاہور)

آپ کے عزیز ترین والد کی اچانک وفات پر بے حد صدمہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو ابدی سکون سے نوازے اور آپ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

● الحاج ابراہیم یوسف باوا رنگونی (مدیر ماہنامہ ''اسلام'' برطانیہ)

۲۳؍ستمبر ۱۹۸۹ء: بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ کرے خیر وعافیت سے ہوں، دو دن پہلے آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ میرا مضمون آپ کو پسند آیا اور آپ نے افادیت عام کیلئے ''الحق'' میں اشاعت کرنیکا فیصلہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد برما سے ہمارے دوست نے لکھا ہے کہ (شاید) وہ مضمون ماہنامہ الحق کی شمارے میں شائع ہوا لیکن مجھے اب تک وہ شمارہ موصول ہوا نہیں ہے لہٰذا گزارش ہے کہ وہ شمارہ ارسال فرمادیں نوازش ہوگی۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی ملفوظات کی کتاب چھپ چکی ہوگی۔ اس خط کے ہمراہ بندہ کی فضیلت جمعہ اور حضرت اقدس قاری محمد طیب نوراللہ مرقدہ کی فضائل جمعہ کا ایک ایک نسخہ پیش خدمت ہے۔ خدا کرے پسند آجاوے اور ماہنامہ الحق اور ان میں اشاعت کی جگہ مل جائے تاکہ امت کو فائدہ ہو۔ اس کے علاوہ ایک ایک نسخہ ان کتابوں کا حضرت مولانا امین الحق گستوئی صاحب مدظلہ کو عنایت فرمادیں اور ان سے گزارش ہے کہ آپ کی ''فضائل ومسائل جمعہ'' جس کا تذکرہ وتبصرہ ماہنامہ الحق جلد ۲۴، شمارہ ۱۱ص ۶۲ پر ہوا ہے ایک نسخہ مجھے بھی مل جائے تو زہے قسمت، ان کتابوں کے دیگر تین تین رسالے پیش خدمت ہیں جس کو آپ چاہیں عنایت فرمادیں۔ حضرت حکیم الامت کی کتابوں کے بارے میں ایک مختصر مضمون پیش خدمت ہے اللہ کرے ماہنامہ ''الحق'' میں چھپ جائے تو ایک شمارہ ہمارے لئے بھی ارسال کردیا کریں۔ شکریہ فقط وسلام طالب دعا

ابراہیم یوسف باوا رنگونی، ماہنامہ ''اسلام'' برطانیہ

● مولانا راشد الحق سمیع (مدیر ماہنامہ ''الحق''، منتظم ومدرس جامعہ حقانیہ)

(جامعۃ الازہر میں داخلہ، روائیداد سفر اور وہاں کے تفصیلی حالات بنام حضرت والد شہیدؒ)

جنوری ۱۹۹۸ء از: الازہر الشریف مدینۃ البعوث (ہاسٹل) قاہرہ: مصر

محترم المقام حضرت قبلہ ابا جی دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور امی جان ودیگر تمام اہل خانہ بھی بخیر وعافیت ہوں گے۔ مصر پہنچ کر آپ سے ٹیلی فون پر تفصیلی بات چیت تو ہوگئی تھی لیکن عید الفطر کی تعطیلات کے موقع پر دیارِ غیر میں پھیکی اور بے رونق عید کے موقع پر پژمردہ دل یہ چاہ رہا تھا کہ آپ کو اپنے، جامعۃ الازہر اور مصر کے بارے میں کچھ

احوال تفصیل سے لکھ کر بھیجوں۔ (ہوسکتا ہے آئندہ کبھی میرے سفرنامہ بلادِعرب کی اشاعت کے سلسلے میں یہ خطوط میری کچھ مدد کرسکیں) افریقہ کے اس دور دراز ملک مصر میں بھی وطن کی خوشبو، اکوڑہ کی مقدس سرزمین، دارالعلوم کی منور و معطر فضائیں شام وسحر آپ سب کی یاد دلاتی رہتی ہیں۔ امی حضور کی طبیعت کیسی ہے؟ یقیناً میری جدائی پر امی جان بڑی افسردہ ہوں گی۔ انہیں ہمارے ساتھ بڑی جذباتی حد تک لگاؤ ہے۔ اگرچہ میں اس سے قبل جب کراچی میں جامعہ بنوری ٹاؤن میں دو سال تک زیرتعلیم رہا لیکن اس بار بھی آتے ہوئے انہیں پہلے کی طرح غمگین پایا امید ہے کہ اس بار امی جان میری جدائی کی عادی ہوگئی ہوں گی، یہاں مصر پہنچنے کے بعد امی جان سے فون پر بات ہوچکی ہے میرا یہ خط بھی حامد بھائی کو پڑھنے کے لئے دے دیں تاکہ وہ امی جان کو سنائیں، باقی دارالعلوم کے حالات کیسے ہیں؟ اور ''الحق'' کیسا چل رہا ہے؟ امید ہے میری غیرموجودگی میں ''الحق'' کی ترتیب و تدوین اور اداریے سمیت جملہ ذمہ داریاں ایک بار پھر آپ نے عرصہ دراز کے بعد از سرِنو سنبھال لی ہوں گی۔ خدا کرے کہ اس بہانے آپ کا خامہء معجز رقم ایک بار پھر قارئین ''الحق'' اور علمی و ادبی حلقوں کے لئے مژدۂ جاں ثابت ہو۔

اگر ممکن ہو تو شفیق بھائی جان سے کہلوا کر میرے نام ''الحق'' مصر کے پتہ پر مستقل جاری فرمادیں، امید ہے مولانا ابراہیم فانی صاحب بھی ''الحق'' کی اشاعت اور تیاری میں آپ کے ساتھ مصروف عمل ہوں گے۔ بہرحال! مختصر روداد سفر لکھنے کی جسارت کررہا ہوں تاکہ آپ کو میرے بارے میں اطمینان ہوجائے......

میں جب رمضان المبارک کے آخری عشرے میں قاہرہ ایئرپورٹ پر پہنچا تو طالب علم قاسم حلیمی افغانی (سابق وفاقی وزیر مذہبی امور افغانستان، اشرف غنی حکومت) جامعۃ الازہر کی انتظامیہ کی جانب سے مجھے لینے کیلئے آیا تھا۔ (یہ اس سے قبل بھی ۱۹۹۳ء میں بھی جب میں لندن جاتے ہوئے قاہرہ میں چند روز کیلئے سیاحتی دورہ پر رُکا تھا تو حلیمی صاحب، حضرت مولانا محمد نبی محمدیؒ کے فرزند محمد شریف محمدی حالاً متعلم جامعۃ الازہر کے کہنے پر میرے ساتھ اسکندریہ اور دوسرے تاریخی مقامات دیکھنے کے سلسلے میں رہنمائی کرچکے تھے) ایئرپورٹ سے مدینۃ البعوث (جامعۃ الازہر کا انٹرنیشنل ہاسٹل) پہنچا اور جامعۃ الازہر میں اپنے داخلے کی تفصیلات معلوم کیں تو اس انکشاف سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ راقم کا داخلہ (ماجستر M . A) اور کلیہ کے بجائے ابتدائی عربی لینگویج کورس میں غلطی سے ہوا ہے۔ حالانکہ پاکستان میں متعین میرے دوست مصری سفارتکار (فسٹ کونسلر) جناب

احمد نادر جن کے اصرار اور خواہش پر میں نے جامعۃ الازہر سے ماسٹر کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور انہوں نے ہی بتایا تھا کہ جامعہ حقانیہ کا چونکہ جامعۃ الازہر سے اسناد کا معادلہ ہوا ہے، چنانچہ اس شہادۃ العالمیہ کی سند سے یقیناً آپ ازہر سے براہ راست ماسٹر کرلیں گے۔ مصر جانے سے قبل میں نے بار باران سے تصدیق کرائی اور ہر بار انہوں نے یہی جواب دیا کہ آپ بالکل مطمئن ہو کر جائیں، سب کچھ میں نے تمہاری خواہش کے مطابق ترتیب دے دیا ہے۔

بہرحال! علامہ شبلی نعمانیؒ نے مصریوں کے متعلق سفرنامہ مصر میں بجا طور پر لکھا ہے: ''کہ دروغ گوئی، وعدہ خلافی، چالاکی اور دغابازی مصریوں کی اکثریت کی سرشت میں شامل ہے۔''یقیناً انہوں نے مصریوں کے بارے میں بڑا گہرا صحیح تجزیہ اور مشاہدہ پیش کیا ہے۔ یہاں ایئرپورٹ پہنچنے پر بھی گھنٹوں تفتیش کی جاتی رہی حالانکہ میرے پاس سپیشل تعلیمی ویزہ تھا۔ اس سے قبل بھی جب میں وزٹ کے لئے قاہرہ آیا تھا تو پانچ چھ گھنٹے مجھ سے پوچھ گچھ ہوتی رہی اور مجھے ایک قسم کا ہراساں کیا گیا۔ یہ حرکات مصری حکومت اس لئے پاکستانیوں اور خصوصاً دین سے وابستہ لوگوں سے کرتی ہے تاکہ ان لوگوں کی مصر کی آمد کے موقع پر انہیں یہ پیغام دیا جائے کہ مصر میں علماء اور دیندار لوگوں کی آمد کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ یہ ایک قسم کی حوصلہ شکنی باہر سے آنے والوں کی کرتے ہیں۔ یہی حال دوبئی اور دیگر عرب اسلامی ممالک میں بھی برتا جارہا ہے۔ مصر کا آمر مطلق حسنی مبارک مذہبی لوگوں سے انتہائی نفرت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ یہاں آکر ایسا محسوس ہورہا ہے کہ پورے مصر کو اس ظالم نے آہنی سلاخوں میں جکڑا ہوا ہے۔ لوگ آزادانہ اظہار رائے کرنے سے ڈرتے ہیں۔ تنقید اور اختلاف رائے یا پارٹی بازی اور مظاہرہ وغیرہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے، مذہبی شعائر کے ادا کرنے میں بھی انہیں قدرے خوف رہتا ہے کہ کہیں خفیہ ایجنسیوں والے ان کی مذہب اور مسجد سے والہانہ وابستگی کی رپورٹس حکومت تک نہ پہنچا دیں۔ اس لئے لوگ مسجدوں سے اکثر غائب رہتے ہیں، صرف جمعے میں بھرپور حاضری دیکھنے کو ملتی ہے۔ جمعہ کو قاہرہ کی مسجدوں میں ایسی رونق ہوتی ہے جیسے ہمارے ہاں عیدین کے موقع پر ہوتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں بھی خوبصورت لباس میں ہرطرف نظر آتی ہیں۔ بہرحال! مصر میں ''اخوان المسلمین'' تنظیم کے اثرات اب تک پابندیوں کے باوجود ہر جگہ محسوس کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے مصر میں سیاست کے ساتھ ساتھ فلاحی اور رفاہی کاموں پر بھی بھرپور توجہ دی ہے۔ کاش کہ پاکستان کی مذہبی وسیاسی جماعتیں بھی ''اخوان المسلمین'' کی طرح عوام الناس کے فلاحی کاموں میں مخلصانہ طور پر پیش پیش ہوتے تو آج پاکستان کی سیاست کا موجودہ نقشہ

کچھ اور ہی رنگ پیش کرتا۔ میں شام کو جس جگہ ایک سپیشل کورس پڑھنے کے سلسلے میں جاتا ہوں یہ پرائیویٹ تعلیمی ادارہ بھی ''اخوان المسلمین'' سے وابستہ لوگوں کا ہی ہے۔ ان لوگوں نے کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر اعتماد کر کے ڈرڈر کے بتایا کہ ہمارا تعلق ''اخوان المسلمین'' تنظیم سے ہے۔ اخوان المسلمین تنظیم کے بانی اور اس کے عظیم قائد جناب حسن البناء شہید کی شخصیت کے کچھ پہلوؤں اور اس کے بعض افکار سے اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے مجموعی طور پر انقلابی دعوتی کام، طرز سیاست عوام الناس کی ذہنی وفکری نشو ونما کرنا اور عالمگیر تنظیم کے اثرات مصر اور دیگر عرب ممالک میں بڑے گہرے ہیں گو کہ یہ تنظیم جمال عبدالناصر کے وقت سے خصوصاً اور ہر دور میں حکومتی عتاب کا شکار رہی ہے لیکن ہزار پابندیوں کے باوجود اس کی مقبولیت ان ستر' اسّی برسوں میں کبھی بھی ختم نہیں ہوئی۔ آئے روز ٹیلی ویژن کی خبروں اور اخبارات میں ان کے خلاف کارروائیوں اور پکڑ دھکڑ کی تصویریں اور خبریں دیکھنے کو ملتی ہیں اور سرکاری ٹی وی پر ان لوگوں کو ''ڈاکو اور دہشت گرد'' کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں جس جگہ اب منتقل ہوگیا ہوں یہ کافی امراء اور کھاتے پیتے لوگوں کا علاقہ ہے (شاہراہ طہران، مدینۃ النصر) ہمارے پڑوس میں ہی سابق مصری صدر انور سادات کا سادہ سا مزار ہے۔ یہاں مجھ سے ملنے کیلئے اکثر افغانی و پاکستانی طلباء آتے رہتے ہیں۔ ان کی لمبی گھنی داڑھیاں اور پاکستانی لباس دیکھ کر اکثر بچے اور خواتین خوفزدہ ہوجاتی ہیں کہ ''تخریب کار'' اور ''دہشتگرد'' آ گئے ہیں۔ یہ حکومتی پروپیگنڈے کا کھلا ثبوت ہے۔ میں جس فلیٹ میں یمن کے ڈاکٹروں کے ساتھ مجبوراً رہ رہا ہوں کیونکہ جامعۃ الازہر کے ہاسٹل میں چھوٹے درجے والوں کیلئے اس سال بالکل جگہ نہیں ہے۔ تو مجبوراً جناب قاسمی صاحب نے بہترین اخلاق کے حامل نیک، صالح میڈیکل فائنل ایئر کے نوجوانوں محمد صالح اور محمد عمر کے ساتھ مجھے فلیٹ میں شریک کر دیا ہے۔ ان میں محمد عمر تو شیخ زندانی کے ''جامعۃ الایمان'' میں شاگرد رہے ہیں۔ آپ کے متعلق بھی انہیں کافی معلومات ہیں۔ قاہرہ کا یہ امراء کا علاقہ نہایت صاف ستھرا شہر کے اعصاب شکن شور وغل سے ایک طرف پر ہے۔ قاہرہ اس وقت دنیا کے گنجان اور آبادی و رقبے کے لحاظ سے دنیا کے عظیم شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ ابن بطوطہ نے صدیوں قبل اسے ''ام البلاد'' لکھا تھا اور اس کے اژدہام اور اس کی بڑی عمارتوں اور کثرت آبادی کے متعلق حیرت کا اظہار کیا تھا، تعجب یہ ہے کہ موجودہ قاہرہ کی بنیاد خلافت فاطمیہ کے ایک نومسلم غلام جوہر سقلی نے رکھی تھی۔ اسی طرح عالم اسلام کی عظیم اور دنیا کی سب سے قدیم ترین یونیورسٹی ''جامعۃ الازہر'' کی بنیاد بھی اسی کی جانب منسوب کی جاتی ہے۔ کراچی سے زیادہ آبادی والا یہ شہر اب ٹریفک اور دیگر کئی مسائل سے ان

دنوں شدید دوچار ہے۔ امن الدولہ (خفیہ ایجنسی والے) کئی دفعہ ہماری بلڈنگ کے چوکیدار اور میرے عرب ساتھیوں سے میرے بارے میں بار بار تفتیش اور پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کی بے دین حکومت اجنبیوں اور مذہبی لوگوں کی کس قدر ٹوہ و تلاش میں ہروقت رہتے ہیں۔ مصریوں کی اکثریت انتہائی غربت والی زندگی بسر کررہی ہے۔ گھر کے تمام افراد مردوخواتین اور حتیٰ کے تیرہ چودہ سالہ لڑکے، لڑکیاں بھی لازمی کام پر جاتے ہیں تب ہی کہیں جا کر ان کے گھروں کا چولہا مشکل سے جلتا ہے۔ یہاں مہنگائی بھی باقی ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پوری مصری قوم کو نئی تہذیب جدید اور مغربیت وفیشن پرستی میں جبراً دھکیل دیا گیا ہے۔ خواتین و مرد ٹیلی ویژن پر ہر روز نت نئے فیشن اور ماڈلنگ دیکھتے ہیں تو لازمی اس سے متاثر ہوتے ہیں، مصر میں نوجوانوں کے آئیڈیل فلمی فنکار وگلوکار ہیں۔ اسی طرح اسٹیج شوز وغیرہ بھی قاہرہ میں بہت زیادہ موجودہ حکومت نے پھیلا دیئے ہیں۔ (ظلم یہ ہے کہ جامعۃ الازہر کے مرکزی انٹرنیشنل ہاسٹل کے بالکل ساتھ ہی شہر کا معروف اسٹیج شو ہوتا ہے۔ جس سے دنیا بھر کے طلباء پر مصر کے بارے میں بڑا منفی اثر پایا جاتا ہے۔ غالباً جان بوجھ کر مصری حکومت نے اس جگہ کا انتخاب کیا ہے) اور ان جیسوں کی طرح بننے کیلئے مصری اپنی تمام تنخواہیں مہنگے ملبوسات اور دیگر خرافات پر خرچ کرتے ہیں۔ بیروزگاری کے ہاتھوں بھی نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد آوارگی اور جرائم کے راستوں پر چل پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فراڈ، دھوکہ دہی اور چوری یہاں پر بے حد اور بے حساب ہے، قدم قدم پر اجنبیوں کو ان آوارہ لڑکوں سے خطرہ رہتا ہے۔ میں جب ۱۹۹۳ء میں پہلی بار لندن جاتے ہوئے قاہرہ میں آٹھ دس دنوں کیلئے آپ کے مشورہ سے رُکا تھا تو اس وقت ایک ہوٹل کے بڑے کارندے نے بہت ہوشیاری اور چالاکی سے میرا بٹوہ نکال لیا تھا اور تقریباً چودہ ہزار روپے پاکستانی اور کئی سو مصری پونڈ سے مجھے محروم کردیا تھا۔ مصری قوم بخشش (یعنی Tip) پر دیگر اقوام سے بہت زیادہ خوش ہوتی ہے۔ ان کیلئے ایک پیسہ بھی سونے کے پہاڑ کے برابر ہے۔ (ایک دفعہ مجھ سے بے خیالی میں دکاندار کے سامنے نوٹ گر گیا تھا جس پر وہ بڑا ناراض ہوا اور اس نے وہ نوٹ اٹھا کر چوما پھر اس کے بعد بھی کئی دفعہ میں نے لین دین کے موقع پر مصریوں کو نوٹ کو چومتے اور آنکھوں پر لگاتے ہوئے دیکھا ہے) بہرحال اس بار بھی ٹیکسی ڈرائیوروں نے کئی جگہ زبردستی پیسے لئے۔ اگر قاہرہ میں بس میں سفر کیا جائے تو انسان اپنی گھڑی، بٹوے وغیرہ سے محروم ہوجاتا ہے۔ یہاں قاہرہ کی بسوں میں اس قدر زیادہ رَش ہوتا ہے کہ اسکی نظیر دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ بہرحال جامعہ ازہر میں طالبعلمی کا شرف

حاصل کرنا اور مصر میں لمبا قیام میری زندگی کیلئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آج سے پانچ برس قبل جب پہلی بار قاہرہ آیا تھا تو دریائے نیل کا چلّو بھر پانی بطور تجربہ پیا تھا کہ نیل کے پانی کی خاصیت یہ ہے کہ انسان دوبارہ مصر ضرور آتا ہے۔ واقعی یہ تجربہ نا قابل یقین حد تک صحیح ثابت ہوا۔ ان شاء اللہ دوسرے خط میں اپنے اور مصر کے متعلق باقی تفصیلات لکھوں گا۔ بے خیالی میں آپ کا بے پناہ وقت صَرف کیا اور طویل سمع خراشی کی جس کیلئے معذرت خواہ ہوں۔ گھر کے تمام افراد کو سلام عرض کریں۔

طالبِ دعا

راشد الحق سمیع

(۲)

شیخ الازہر سے ملاقات، تعلیمی سرگرمیوں کا احوال اور مختصر تاریخ مصر

اپریل ۱۹۹۸ء از: الازہر الشریف۔ شارع طہران مدینۃ النصر قاہرہ مصر

محترم المقام حضرت قبلہ ابا جی دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے آنجناب خیریت سے ہوں گے اور گھر کے تمام اہل خانہ بھی عافیت سے ہوں گے۔ دارالعلوم کے اساتذہ، طلباء اور الحق کا عملہ بھی خیریت سے ہوگا۔ الحمدللہ یہاں پر بھی ہرطرح کی خیریت ہے۔ اور اسباق میں پوری دل جمعی کے ساتھ شرکت کر رہا ہوں۔ پچھلے دنوں شیخ الازہر علامہ ڈاکٹر سید محمد طنطاوی مدظلہ اور رئیس جامعہ الشیخ ڈاکٹر احمد عمر ہاشم مدظلہ سے ملاقات کیلئے ازہر کے مرکزی دفتر میں گیا اور آنجناب کے خطوط شیخ الازہر اور ڈاکٹر ہاشم صاحب کو پیش کئے، دونوں حضرات جو اس وقت مصری حکومت اور جامعہ ازہر کے کرتا دھرتا ہیں اور خصوصاً شیخ عمر ہاشم تو اس وقت پورے عالم اسلام میں احادیث کے درس و تدریس اور تحقیقات و تصانیف کے حوالے سے بہت بڑے علمی مقام پر فائز ہیں۔ انہوں نے تو خصوصی شفقت کا مظاہرہ فرمایا، آنجناب سے بھی خصوصی واقف ہیں۔ پھر آپ اور دارالعلوم کے متعلق کافی معلومات مجھ سے پوچھیں، میں نے ان سے گزارش کی کہ دارالعلوم حقانیہ کا معادلہ ازہر کے ساتھ بہت پہلے ہو چکا ہے اور وفاق المدارس کی سند بھی ایم اے کے برابر ہے، لہٰذا مجھے جامعہ میں (ماجستر میں) داخلہ دیا جائے کیونکہ میرا داخلہ ایمبیسی نے غلط درجے میں کرا دیا ہے۔ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ دارالعلوم کا معادلہ بیس پچیس سال سے تجدید نہیں ہوا۔ پہلے اس کو تجدید کرائیں تو آئندہ سال سے پھر آپ کو ماجستر میں داخلہ دے دیا جائے گا۔ چنانچہ ایک سال

کے موہوم انتظار کے بجائے میں نے قاہرہ میں موجود پاکستانی سفیر جناب طیب صدیقی صاحب سے اپنے دوست عبدالوہاب صاحب کے ہمراہ سفارتخانے میں ملاقات کی اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو انہوں نے مصر کی دوسری بڑی یونیورسٹی جامعہ قاہرہ میں واقع شعبہ ''دارالعلوم'' میں ماسٹر کیلئے سفارش کردی چنانچہ جامعہ قاہرہ میں میری ڈگریوں کی بنیاد پر داخلہ ممکن ہوگیا ہے لیکن آپ نے فون پر جامعہ قاہرہ میں ماسٹر کرنے سے منع کردیا ہے۔ واقعی جامعہ قاہرہ کا آزادانہ یورپی طرزِ ماحول اور ناقص مخلوط تعلیمی نظام کا ہمارے تعلیمی اداروں سے کوئی تقابل نہیں۔ اسے علمی یونیورسٹی کہنا بھی علم کی توہین ہے، بے راہ روی اور بے حیائی اور مغربی فیشن نے مصری طلباء و طالبات کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑا۔ گوکہ جامعہ ازہر کا ماحول بھی علمی واعتقادی لحاظ سے بہت آزادانہ ہے، مجھے بار بار یہاں آکر آپ کے یہ جملے یاد آتے ہیں کہ اگر تم جامعہ ازہر سے ماسٹر کربھی لو تو وہاں کے حد سے زیادہ آزادانہ ماحول اور علمی وفکری واعتقادی لحاظ سے بھی بالکل آزاد ہوجاؤ گے۔ نہ تمہیں دارالعلوم کے اساتذہ، پاکستان کے علماء قبول کریں گے اور نہ تم ان لوگوں کو اپنے طور پر قبول کرسکو گے۔

یہاں پر دارالعلوم حقانیہ کے کئی فضلاء بھی ازہر میں پڑھ رہے ہیں ان سے گفتگو کے دوران یہ بات مجھ پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ ان کے افکار وخیالات وغیرہ میں زمین وآسمان کا فرق آگیا ہے۔ بہرحال! اپنا چھ مہینے کا کورس تو میں ہر حال میں مکمل کروں گا پھر آپ کے حکم اور اصرار کے مطابق واپس دارالعلوم آجاؤں گا تو دوبارہ جہاں سے تدریس اور ''الحق'' کی ادارت کی خدمات کا سلسلہ ٹوٹا تھا، دوبارہ ان شاء اللہ وہیں سے شروع ہوجائیگا۔ گوکہ مصر میں اب کی بار مجھے مسافری' اجنبیت اور وحشت کا احساس نہیں ہورہا اور طبیعت یہاں کے تعلیمی ماحول اور دنیا بھر سے آئے ہوئے طلبا سے مل جل گئی ہے۔ کئی قومیتوں کے دوستوں سے تعلقات بن گئے ہیں اوران سے گفتگو کے دوران عربی زبان کی مشق بھی خوب ہورہی ہے۔ قاہرہ بہت عظیم شہر ہے اور مصر و قاہرہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ ملک اور شہر آہستہ آہستہ انسان کے اندر بھی بسنا شروع ہوجاتا ہے۔ مَیں یہاں پر ایسے درجنوں لوگوں سے مل چکا ہوں جو کچھ عرصہ کیلئے پڑھنے یا کام کرنے آئے تھے اور اب یہاں پر کئی دہائیوں سے مقیم ہیں۔ ابن بطوطہ اور دیگر کئی سیاح تو یہاں کے خوشگوار موسم مصریوں کی مہمان نوازی، دوستانہ فطرت اور یہاں کے تاریخی ورثے کے ایسے مداح اور عاشق بن گئے تھے کہ جانے کا نام ان کی زبان پر برسوں نہ آتا۔ قاہرہ میں مَیں نے حضرت امام شافعی نور اللہ مرقدہ کے مزار پر حاضری دی اس کے علاوہ مسجد عمر بن العاصؓ کو بھی جانا ہوا۔ اس کے علاوہ دیگر کئی نامور علماء

مصنفین اور بڑے بڑے مشائخ ومحدثین کی زیارتوں کی زیارت بھی بار بار نصیب ہوئی لیکن سب سے بڑھ کر یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ہر دوسرے تیسرے دن جامع ''مسجد حسینؓ'' جو کہ مصر کی سب سے اہم ترین مسجد ہے اور اس میں سربراہ مملکت عیدین کی نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور مصری یہاں پر نکاح کی تقریبات بھی تبرک کے طور پر منعقد کرتے ہیں۔ میں بھی اکثر اس منبع انوار وتجلیات اور مرکز رشد و ہدایت میں اکثر مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے لئے بڑی دور سے پہنچتا ہوں۔ یہاں پر سیدنا حضرت امام حسینؓ کا مزار مقدس ہے۔ اس مسجد کی نسبت حضرت امام حسینؓ کی طرف کی جاتی ہے کہ یہاں پر آپ کا سر مبارک مدفون ہے۔ گوکہ اس سلسلے میں روایات مختلف فیہ ہیں لیکن زیادہ محققین اور مورخین کی رائے اسی جانب ہے، بہرحال مجھے تو یہاں آکر مدینہ منورہ کی طرح بہت زیادہ سکون اور راحت ملتی ہے۔ اہل بیتؓ کے ساتھ یوں تو عشق ومحبت آپ کی جانب سے مجھے موروثی طور پر الحمدللہ ملا ہے لیکن سیدنا امام حسینؓ کے ساتھ عقیدت ومحبت تو جنوں کی حد سے بھی بڑھ کر ہے۔ خدا کرے کہ روز محشر بھی یہ عشق وجنوں پر مبنی عقیدت اس گناہگار، آوارہ و ناکارہ کے سیاہ بخت کو روشن کرنے کا باعث بنے۔ ساتھ ہی از ہر کی قدیم مسجد واقع ہے جہاں سے اس عظیم جامعہ کا آغاز ہوا تھا، یہ مسجد بھی کئی دفعہ عروج وزوال کا شکار ہوئی ہے۔ کبھی سنیوں نے اس کو بند کیا تو کبھی اہل تشیع نے اس کو دوبارہ ترقی دی، بہرحال مسجد جامعہ از ہر اور مسجد امام حسینؓ اور بازار خان خلیلی کا محل وقوع بڑا تاریخی اور دلچسپی کا حامل ہے۔ یہاں ہزاروں سیاح بھی موجود ہوتے ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ سیاح مصر کا رخ کرتے ہیں، سیاحت ہی ان کی مرکزی انڈسٹری ہے۔ دنیا کی تاریخ میں سب سے رِچ ہسٹری اہل مصر کی ہے۔ قرآن میں بھی مصر ہی وہ واحد ملک ہے جس کا نام ملک کے اعتبار سے اس میں آیا ہے ادخلوا مصراً ان شاء اللّٰہ امنین۔

بہرحال! مصری قوم خود بھی عجائبات کا مجموعہ ہے اور دنیا بھر کی طرح طرح کی عجائبات بھی یہاں پر کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ آج سے کچھ صدیاں پہلے کا مصر آج کے زمانے سے بھی زیادہ ترقی یافتہ، مہذب اور علوم وفنون میں یکتا زمانہ تھا۔ تاریخ مصر پر الماریاں نہیں بلکہ کتب خانے بھرے پڑے ہیں اور ویسے بھی دنیا بھر میں مصری تہذیب وتمدن کو قدیم ترین تہذیبوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس پر غالبًا مغربی ممالک نے سب سے زیادہ لکھا ہے اور اب تک لکھا جارہا ہے۔ مَیں وادی سینا جو وادی مقدس کے نام سے قرآن میں موسوم ہے وہاں پر بھی بڑی تکالیف سے پہنچا اور جبل طور کے نظارے سے بھی مشرف ہوا اور اتفاق سے وادی مقدس میں رات گزارنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

اگر چہ میں اکیلا تھا اور بس والے نے غلط جگہ پر اتار دیا تھا، سڑک پر ایک پولیس چیک پوسٹ کے انچارج نے مہربانی کرتے ہوئے سامان سے لدے ہوئے ایک ٹرک میں مجھے پیچھے بٹھا دیا اور ٹرک آہستہ آہستہ پانچ چھ بجے شام کو جبل طور پہنچا اور زیارات مقدسہ سے جب واپسی ہوئی تو معلوم ہوا کہ شام کے بعد اس وادی مقدس سے باہر جانے کے لئے کوئی گاڑی وغیرہ دستیاب نہیں۔ اس لئے رات وادی مقدس میں کی ٹھنڈی اور یخ بستہ وادی میں گزری۔ چاندنی رات میں کوہِ طور کے جلوے آنکھوں کے سامنے تھے۔ میرے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارونؑ کے واقعات ذہن میں آرہے تھے، میں نے بھی وادی مقدس میں حضرت موسیٰؑ کی اتباع میں جوتے نہیں پہنے، سارے ٹورسٹ اور مصری مجھے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ بہرحال یہ مختصر سی روئیداد سفر اور مصر میں میرے شب و روز اور تعلیمی حالات سے آگاہی کیلئے میں نے آنجناب کا قیمتی وقت صَرف کیا۔ گرمیوں کی تعطیلات میں پاکستان آتے ہوئے ان شاء اللہ اردن اور شام سے ہوتے ہوئے واپسی ہوگی۔ والدہ ماجدہ اور گھر کے تمام افراد کو میرا اسلام عرض کریں۔ طالب دعا : احقر راشد الحق سمیع حقانی

نامور ادباء و شعراء دانشوروں کے خطوط بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

● **ابوالاثر حفیظ جالندھریؒ** (شاعر اسلام و مصنف ''شاہنامہ'')

یکم رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ: محترم و مکرم مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق سلام مسنون قبول کریں۔

ماہنامہ ''الحق'' آپ کے ارسال فرمودہ پانچ شماروں کی صورت میں بصیرت افروز ہوا۔ جن میں بہت کچھ ان مسائل کے بارے میں زیر مطالعہ ہے جو ہم سب کو کلمہ طیبہ کا ورد ہر آن برزبان رکھتے ہوئے درپیش ہیں اور میں آپ کا شکرگذار ہوں کہ اس بوڑھے ازکار رفتہ کو آپ نے نوازا۔ میری صحت ایسی نہیں ہے کہ میں کسی موضوع پر طولانی نثر یہ لکھوں۔ ۱۹۶۰ء میں میرے دماغ کی رگیں پھٹ گئی تھیں پھر ۱۹۶۵ء کشمیر میں شریک تھا، سر ہی زخمی ہوا، پے در پے مختلف امراض تشریف لاتے رہے۔ ۱۹۶۹ء دل صاحب نے آرام فرمانے کی ٹھہرائی۔

بہرحال! ابھی آرام کی اجازت نہیں دی گئی۔ شاید پروردگار عالم مجھے میری نالائقی کے نتائج اس دنیا میں دکھا کر یاد فرمانا چاہتے ہیں، عمر ۷۴ برس کی ہے، ۱۹ برس کی عمر سے آپ حضرات کا ہمنوا ہم منزل ہوں اور آپ حضرات ہی کی نقابت کا ساتھی لیکن قافلہ جس کے ہم سب نقیب ہیں آپ جیسے بڑے بھی اور مجھ ایسے چھوٹے بھی۔ یہ قافلہ نام تو اسی منزل کا لیتا ہے جو کلمہ طیبہ کا مقصود واحد ہے لیکن

رُخ ہر فرد قافلہ کا اللہ اور رسول اللہ کی طرف نہیں ہے۔محض اپنی ذات کے اندر ہزاروں جمع کردہ بتوں کی طرف ہے۔ایسا کیوں ہے۔

میں اپنی آواز کو جو ۱۹۱۹ء سے روز شب (بطور شاعری سہی) لاکھوں کے درمیان بلند کر رہا ہوں۔صدا بصحراہی پار رہا ہوں اور مان رہا ہوں کہ میں نالائق اور ناکارہ ہوں اور اس اعتراف کے باوجود دل کہتا ہے کہ یہ فریضہ ہے ادا کرتے رہومگر مجھے ان تمام علماء کرام کے بارے میں آپ سے پوچھنا ہے کہ ان کی تلقین کیوں اس ملت کو راہ پر نہیں لاسکی۔جن کی آواز کی بازگشت آپ سب اور مجھ ایسے ہیں اور کروڑوں میں محض چند سینکڑے ہیں جن کے اندر خود بھی کوئی رشتہ اتحاد افسوس مجھے تو نظر نہیں آیا، دوسرے علماء اور آپ بھی مبلغ حق ہیں پھر باطل پر (یعنی اس باطل پر جس کی راہوں پر قافلہ چلتا جارہا ہے) کسی کی ضرب کارگر کیوں نہیں۔آپ فرمائیں گے کہ لوگ اصل اسلام پر عمل نہیں کرتے، یہ بتائیں گے کہ ان کو گمراہ کیا گیا ہے یعنی گمراہ کرنے والے وہ طریق اظہار جانتے ہیں جو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کلمہ سے پھیر دے لیکن راہ پر لانے والے کی زبان اور بیان اور اسلوب میں کوئی خاص نقص ہے کہ ان کے ارشادات غیر موثر رہتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ یا اور کوئی محترم سادہ زبان میں میری اس گذارش پر توجہ فرمائیں اور الحق میں اپنے خیالات کا (اگر میرا سوال ناواجب نہیں) اظہار کرے۔

آج مسلمانانِ عالم کو فتنہ دجالیہ کی ابتلاء کچھ ایسے انداز سے درپیش ہے کہ مجھے یہ فرزندانِ دجال جن کو امت قادیانیہ کا نام دیا گیا ہے۔پاکستان پر بزور قبضہ کرتے نظر آرہے ہیں۔
مولانا سمیع الحق جی! رسائل واخبارات اور جلسوں اور تقریروں سے آپ اس فتنے کو نہیں روک سکتے۔ وہ آپ (یعنی تمام مسلمانان عالم پر) آخری ضرب لگارہے ہیں۔اس سلسلے میں تحریری وتقریری محاذات کے ساتھ ساتھ انتہائی تحمل اور استقلال کیساتھ وہ طریق اختیار کرنا ہوگا اور جلد کرنا ہوگا کہ جلد از جلد ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ پر یقین رکھتا ہے اگر قادیانی اس سے چھو بھی جائے تو وہ اس ناپاک کے چھونے سے اپنے جسم کو بھی اپنے کپڑے کو بھی ناپاک خیال ہی نہ کرے بلکہ یقین کرے اور قادیانی کتے کو بتادے کہ خبردار پرے رہ کر بات کرو، مولانا میں چاہتا ہوں یہ تحریک تحریروں اور جلسوں اور تقریروں سے نہیں ہر گلی کوچے میں جہاں مسلمان رستے بستے ہیں حلقے بنائے جائیں اور ان کو ایمان سنبھالنے اور رسول اللہ کے بعد کسی اور کو نبی ماننے والے کو خنزیر سمجھے۔خدا کرے میرا یہ خط آپکو ناپسند نہ ہو، میں آجکل ذہنی طور پر باربط تحریر سے قاصر ہوں۔ والسلام: دعاگو حفیظ ماڈل ٹاؤن لاہور

● **جناب شورش کاشمیریؒ** (مدیر ہفت روزہ ''چٹان'')

مخدومی مولانا، سلام اخلاص، میں نے اپنے زمانہ نظر بندی میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سوانح وافکار پر کچھ لکھنا چاہا ایک حصہ مکمل ہوگیا تو اصل سوال ترجمان القران کا تھا، اس سوال کے حل کرنے میں نمبر مانع ہوگیا کہ مولانا مرحوم نے ترجمان میں کن نئے مباحث پر قلم اٹھایا اور پچھلے مفسرین سے کن ابواب میں اختلاف کیا اور کونسی چیزیں آگے بڑھائیں؟ کیا اس باب میں اشاراتی طور پر آپ میری راہنمائی کر سکتے ہیں، ممنون رہوں گا اور اس طرح میں اپنی کتاب کی بعجلت تکمیل کر سکوں گا۔

والسلام الاحقر شورش (۱۹رجنوری ۱۹۷۳ء)

● **جناب مشفق خواجہؒ** (نامور محقق ونقاد، انجمن ترقی اردو پاکستان)

۱۱رمئی ۱۹۷۶ء: محترمی ومکرمی! سلام مسنون، کچھ عرصہ سے آپکا موقر جریدہ ''الحق'' میرے نام آرہا ہے اس عنایت کیلئے سراپا سپاس ہوں۔ اس جریدے کے مطالعے سے مجھے جو علمی فائدے حاصل ہوئے ہیں ان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ ''الحق'' کا دینی مزاج، اور علمی سنجیدگی اپنی مثال آپ ہے، ایسے رسالے ہمارے ملک میں کم بلکہ بہت کم ہیں۔ اب تک آپ نے جو کرم فرمایا ہے اسے تو میں نے ''حساب دوستاں'' سمجھا ہے لیکن آئندہ کیلئے میری گزارش ہے کہ مجھے ''الحق'' کے خریداروں میں شامل کرلیا جائے آئندہ پرچہ اگر بذریعہ وی پی پی بھیجا جائے تو بے حد کرم ہوگا۔ خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔ آپ کا مخلص مشفق خواجہ

● **جناب ماہرالقادریؒ** (ایڈیٹر ''فاران'' کراچی)

۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ: جناب مکرم! السلام علیکم۔ گرامی نامہ ملا۔ یادآوری کا دلی شکریہ۔

آپ کا پہلا سوال قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات، جذبات اور تاثرات کیا ہیں؟

جواب: اکتوبر کے ''فاران'' کا اداریہ (نقشِ اوّل) میرے احساسات کا آئینہ دار اور میرے جذبات وتاثرات کا ترجمان ہے اس مسئلہ کے حل ہوجانے سے ملک بہت بڑے بحران CRISIS سے محفوظ ہوگیا ورنہ ختم نبوتؐ کے مسئلہ میں مسلمانوں کے جذبات آتشیں ہوگئے تھے اور وہ دستوری طور پر اس مسئلہ کے معلق ہونے سے تنگ آچکے تھے ارباب اقتدار کا یہ حال ہے کہ وہ اس مسئلہ کا کریڈٹ بھی لینا چاہتے ہیں اور اس کا ذکر بھی انہیں زیادہ پسند نہیں ہے تیراز کمان رفتہ جستہ والا معاملہ ہے۔

۲۔ قادیانی فتنہ کے دینی اور سیاسی اثرات ملک وبیرون ملک پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں، اقلیتوں کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہوگئی یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب واحتساب جاری رکھنا ہوگا۔

جواب: مسلمانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ گئی۔ قادیانیوں میں تبلیغ کرنے کا یہ بہترین موقع ہے، ان پر اخلاق ومحبت کے ساتھ کام کیا جائے اور خاص طور سے مرزا قادیان کی تحریریں انہیں پڑھوائی جائیں کہ نبی تو کیا کسی شریف آدمی کے یہاں بھی کیا ایسی متضاد اور اَنمِل بے جوڑ باتیں مل سکتی ہیں؟ اقلیت کے حقوق کا تحفظ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے مگر مولانا مودودی کے بقول حکومت نے سانپ کو لاٹھی مار کر اُسے چھوڑ دیا ہے اور چوٹ کھایا ہوا سانپ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ قادیانی سیدھے سادے طور پر غیر مسلم ذمی کی حیثیت سے پاکستان میں امن وامان کے ساتھ رہ سکتے ہیں مگر پاکستان اور ملّت اسلامیہ کے خلاف سازش برداشت نہیں کی جاسکتی! یہ مسئلہ بھی بہت اہم اور خاص طور سے قابل غور ہے کہ مسلمانوں کی حکومت اور مسلم معاشرے میں نبی کاذب کی جھوٹی نبوت کی دعوت نہیں دی جاسکتی، یہود ونصارٰی اور ہندوؤں اور زرتشتوں کے کفر اور کاذب نبی کا نبوت کا موقف ایک جیسا نہیں ہے، یہ وہ کفر ہے جس کی تبلیغ مسلمانوں میں قانوناً ممنوع ہونی چاہئے، جس طرح مسیلمہ کذاب کے نام کے ساتھ حضرت اور علیہ السلام کے القاب گوارا نہیں کئے جاسکتے، اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے ساتھ تکریم وتعظیم اور احترام کے القاب برداشت نہیں کئے جاسکتے، ابوجہل اور ابولہب کافر تھے، منکر نبوت تھے، حضور کے دشمن تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حریف اور مدمقابل نہیں تھے، مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ مدعی نبوت ہے اس لئے اس کا مؤقف حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حریف کا موقف ہے۔ (استغفراللہ) فافہم وتدبر

والسلام طالب دعا ماہرالقادری

(۲)

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم، آپ کے شکریہ نے خدا جانتا ہے نادم وشرمسار کیا۔ یہ آپکی عالی ظرفی کی دلیل ہے کاش یہ خاک نشین علمبر دارانِ حق کی کوئی خدمت انجام دے سکے۔ طلب دعا ماہرالقادری

● **ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوریؒ** (مؤرخ، محقق ومصنف)

مکرمی سلام مسنون! دنوں کے بعد یہ عریضہ آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔ امید ہے توجہ فرمائیں گے چٹان میں میرا ایک مضمون ''اہل خرد اور پاسبان عقل'' کے عنوان سے چھپا ہے جسمیں اشتراکیوں اور

کمیونسٹوں اور ترقی پسندوں کے رویے پر گرفت کی ہے۔ضرورت ہے کہ اسکی تائید سے اس آواز کو تقویت دی جائے اور نظریہ پاکستان کے خلاف اشترا کیوں اور کمیونسٹوں کے رویے پر تنقید کی جائے۔ فیض صاحب کا ادارہ ''یادگار غالب'' اور اس کا سہ ماہی غالب، فیض صاحب کے اشترا کی نظریات کا مرکز اور ترجمان ہے۔ یہ اور یہ سرگرمیاں پاکستان اور نظریہ پاکستان کے حق میں مفید نہیں ہوسکتیں، اگر مناسب خیال فرمائیں تو اس پر اداریہ یا شذرہ ضرور لکھیں۔خدا کرے مزاج سامی بخیر ہوں۔ والسلام علیکم نیازمند ابوسلمان شاہجہانپوری

(۲)

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔آپ کا گرامی نامہ اور مرسلہ تحفہ موتمر کی تازہ پبلی کیشن مل گئی، آپ کی عنایت اور توجہ کیلئے سراپا سپاس ہوں ماشاء اللہ یہ بڑا کام ہوگیا۔نہایت مفید معلومات اور اہم یادداشتیں مرتب ہوگئیں اور ان سے استفادے کی سہولت پیدا ہوگئی۔ مجھے تو آپ کی تحریر اور اسلوب بیان پر رشک آتا ہے۔آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔اللہ کرے زور قلم اور زیادہ، ادھر ایک چھوٹا سا کام حضرت شیخ الہند پر انجام پا گیا ہے۔ایک نسخہ آپ کی نذر بھیجا ہے۔خدا کرے مزاج بخیر ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ خاکسار ابوسلمان شاہجہانپوری کراچی

(۳)

۱۱راکتوبر ۲۰۱۰ء: حضرت مخدوم ومکرم! مدت سے آرزو ہے کہ اپنے بزرگوں کے آستانے پر ان کی خانقاہ دین و سیاست اور مرکز تعلیم وتہذیب میں پہنچوں اور ان کے جانشینان دعوت وارشاد اور حق و صداقت کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں نیز چند لمحے وہاں کے اساتذہ تلامذہ کے ہجوم وشوق علوم و افکار میں گزاروں اور شرف دیدوشنید وکلام وبیان سے اپنے ذوق عقیدت و نیاز کا سروسامان تسکین بہم پہنچاؤں۔زندگی میں متعدد مواقع اس آرزو میں حسرت و یاس کے گزر گئے۔اب نہیں چاہتا کہ پشاور کے حالیہ سفر میں جو چند لمحات میسر آسکتے ہیں، ضائع ہو جائیں۔ اجازت دیجیے کہ تجلیات و برکات طور وسینا کی ایک جھلک دیکھ لوں!

۱۳راکتوبر کی شام کو کسی وقت پشاور پہنچوں گا اور آئندہ دو تین دنوں میں کسی وقت آستانہ علم وعرفان پر قدم بوسی کو حاضر ہوں گا۔دارالعلوم حق وارشاد کے اساتذائے کرام اور صاحب زادگان عزیز ومحترم کی خدمت میں نیازمند کا سلام عرض ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خاکسار ابوسلمان

- **جناب حکیم محمد سعیدؒ** (سابق گورنر سندھ، وبانی ہمدرد کراچی)

۳؍ربیع الاول ۱۴۰۲ھ/۳۱؍دسمبر ۱۹۸۱ء: عزیز محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اسلامی شوریٰ یا پاکستان کی مجلس شوریٰ ملیّ میں رکنیت پرخلوص دل سے مبارک باد قبول فرمایئے۔ شکر کا مقام ہے کہ قلعہ اسلام پاکستان میں شعائر اسلامی کا نفاذ عمل میں آرہا ہے اور تاریخ عالم ایک بار پھر دین اسلام کا عروج دیکھنے کی منتظر ہے۔ قابل احترام ومبارک باد ہیں جناب صدر مملکت کہ احیائے شعائر اسلام اور نفاذ شریعت اسلامیہ کے لئے اپنی پوری توانائیوں کیساتھ کمر بستہ ہیں۔

اس تاریخ ساز مجلس شوریٰ میں آپ کی رکنیت اہم دینی وملیّ ذمہ داریوں کی حامل ہے، میں بارگاہ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کی ذات کریم آپ کی رہنمائی فرمائے اور اس دین وشرع متین میں اہل پاکستان کو ان کی مثبت پیشرفت میں کامیابیاں عطا فرمائے۔

والسلام مع الاکرام　　آپ کا مخلص:　　حکیم محمد سعید

(۲)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم اورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۲۷؍رمضان کو یوم نزولِ قرآن اور شب قدر کی مقدس ومتبرک ساعتوں میں قائم ہونے والی ریاستِ اسلامی پاکستان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عطیہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ رحمٰن میں بیان کردہ ہر نعمت سے اسے سرفراز فرمایا ہے۔ اس عظیم ورفیع ریاستِ اسلامی کا تحفظ ملتِ پاکستانیہ کا ایمان ہے اور اس جنتِ ارضی کا نظریاتی اور جغرافیائی دفاع امتِ مسلمہ پاکستان کا ایک مقدس فریضہ ہے۔ ماہِ ستمبر پاکستان کے دفاع میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عزم کا اعادہ ہر فردِ ملت کے لئے ضروری ہے کہ ہم دفاعِ پاکستان کے ہر ہر تقاضے کی اہمیت اور افادیت کو محسوس کریں اور ہر شعبۂ زندگی میں اور ہر شعبۂ علم وحکمت میں اپنے اقدامات کو صراطِ مستقیم دیں۔ اس ماہ شامِ ہمدرد کا موضوعِ فکر یہی ہے۔ میں فکر وعمل کی اس مجلسِ ملی میں آپ کو شرکت کی دعوت دیتا ہوں۔　　آپ کا مخلص حکیم محمد سعید (صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان)

- **پروفیسر پریشان خٹکؒ** (مصنف، ادیب، ماہر تعلیم)

۲۰؍اگست ۱۹۹۲ء: محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل، جمعیت علمائے اسلام پاکستان، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کاش! میرے

پاس وقت ہوتا تو دل کھول کر حضرت مولانا مرحوم کے بارے میں کچھ لکھ سکتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ شدید خواہش کے باوجود اپنی پسند کے امور کیلئے چند ساعتوں کا وقت نکالنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ یہ چند سطور محض ثواب میں حصہ دار بننے کیلئے تحریر کر پایا ہوں جو کہ مولانا مرحوم کی شخصیت کے ہزارویں حصے کی بھی عکاسی نہیں مگر برگ سبز است تحفۂ درویش۔
اجازت دیجیے۔خدا حافظ والسلام آپ کا مخلص: پروفیسر پریشان خٹک

● **مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ** (معروف عالم دین، مؤرخ اور خاکہ نگار)

۲۹ر جولائی ۱۹۶۶ء: برادر عزیز مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ''الحق'' باقاعدہ پہنچ رہا ہے نہایت شکریہ، رسالہ ماشاء اللہ بہت اچھا ہے۔ مضامین معلوماتی اور تحقیقی ہوتے ہیں، آپ کی زبان ماشاء اللہ بڑی نکھری ہوئی ہے اور انداز تحریر بھی سلجھا ہوا ہے، جس مسئلے پر بحث کرتے ہیں اسکا خوب تجزیہ کرتے ہیں۔ ع ...... اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو، کوئی بیس روز ہوئے ''چند لمحے مجلس اولیاء میں'' کے عنوان سے چند سطور آپ کیلئے لکھی تھیں۔ اس خیال سے ارسال خدمت کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے معیار بلند کے مقابلہ میں ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے لیکن آج خیال آیا کہ یہ جسارت کر دینا چاہیے، سو کر رہا ہوں۔ ع ...... گر قبول افتد زہے عز و شرف، اگر آپ کو یہ چیز پسند ہو بلا تکلف فرمایئے۔ میں یہ سلسلہ جاری رکھوں گا اور آپ کو ہر مہینے بھیجتا رہوں گا۔ اس قسم کی عربی کتابیں یہاں بہت ہیں جن سے تھوڑی سی محنت سے اس نوع کا مضمون تیار ہو سکتا ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں درخواست دعا اور مودبانہ سلام عرض ہے۔ اخلاص کیش: محمد اسحاق

● **جناب اجمل خٹکؒ** (سابق صدر عوامی نیشنل پارٹی، نامور پشتو شاعر)

درقعے رارسیدونه مخکښې زه در روان یم . دتکلف ضرورت نشته.ځماخپل کاردی. افسوس چه ډیر ښه خدمت مې کړې شوې وې. اجمل خټک

(ترجمہ) میں اس رقعہ کے پہنچنے سے پہلے آ رہا ہوں، تکلف کی کوئی ضرورت نہیں، میرا اپنا ذاتی کام ہے، کاش کہ میں آپ کی خوب خدمت کر سکتا۔

اجمل خٹک

(خٹک صاحب نے مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے بے تکلفی کی بنیاد پر یہ لکھا)

حکمرانوں، جرنیلوں اور سیاسی زعماء کے خطوط (مکاتیب) بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

● جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ (سابق صدر پاکستان)

راولپنڈی ۲۹ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ، ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء: مکرمی السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کچھ عرصہ سے وفاقی کونسل (مجلس شوریٰ) کی تشکیل حکومت کے زیر غور ہے۔ آپ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ حکومت کی پوری کوششوں اور مکمل تیاریوں کے باوجود ملک میں عام انتخابات نہیں ہو سکے۔ مجوزہ انتخابات ملتوی ہونے کے بعد حالات نے جو رُخ اختیار کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ملک کے تقریباً سبھی باشعور حلقے اس تجزیے کی تائید کرتے ہیں کہ آج کل کے حالات میں عام انتخابات کرانے سے قومی سلامتی، ملکی یکجہتی اور امن عامہ کو تقویت کی بجائے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ملک کے وسیع تر مفاد میں قومی سلامتی کو ہر دوسری چیز پر فوقیت دینی چاہیے، یہ تو رہا ہماری قومی سیاست کا رُخ۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ امور مملکت چلانے میں صالح کردار والے لوگوں سے مشورہ لے لیا کرو لہٰذا ہم نے سوچا کہ اگر انتخابات میں دیر ناگزیر ہے تو حکم خداوندی کی تعمیل میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ ہم نے وفاقی کونسل کے قیام کے لئے کام کا آغاز کر دیا۔

اسلامی اور ملی تقاضوں کے مطابق ہم نے یہ طے کیا کہ اس ادارے میں ایسے افراد کو شامل کیا جائے جن کا کردار صاف ستھرا اور شہرت بے داغ ہو۔ جو محبّ وطن اور نظریۂ اسلام کے پابند ہوں اور وہ ملک وقوم کی بے لوث خدمت کا سچا جذبہ اور صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس سلسلے میں ہماری نظر جن افراد پر پڑی، ان میں آپ کی ذات گرامی بھی شامل ہے۔ مجھے ذاتی طور پر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ جن اوصاف کی ہمیں تلاش تھی وہ آپ کی شخصیت میں پائی جاتی ہیں۔

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارے انتخاب کو پذیرائی بخشی اور میری دعوت پر

وفاقی کونسل کا رکن بننا منظور فرمایا۔ یہ اہم ذمہ داری قبول کرنے پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔

وفاقی کونسل میں آپ کا انتخاب آپ کی ذاتی حیثیت میں آپ کے ذاتی اوصاف کی بنا پر کیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے ایک سرگرم اور فعال رکن کی حیثیت سے آپ اپنے ان اوصاف کو ملک وقوم کے اعلیٰ ترین مفاد میں بروئے کار لائیں گے۔ ہماری اب بھی خواہش اور کوشش ہے کہ ملک میں اسلامی تقاضوں کے مطابق جلد از جلد جمہوری نظام قائم کیا جائے لہٰذا میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ نظام اسلام کے عمل کو تیز تر کرنے اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں جہاں مجھے اپنی شراکت، رفاقت اور مشاورت سے نوازیں گے وہاں ملک میں ایسا ماحول پیدا کرنے میں بھی میری مدد کریں گے جو سچے اسلامی اور جمہوری نظام کے قیام کیلئے سازگار ثابت ہو۔ وفاقی کونسل کی تشکیل کا باقاعدہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ ان شاء اللہ چند دنوں میں اس کا افتتاحی اجلاس اسلام آباد میں قومی اسمبلی کے ہال میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلے میں ضروری انتظامات کئے جا رہے ہیں عنقریب آپ کو اجلاس کی حتمی تاریخ سے آگاہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر آپ سے ان شاء اللہ ملاقات ہوگی۔

میری دلی خواہش ہے کہ ہم سب اپنی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کو بروئے کار لا کر ملک کی بہتری اور ترقی کے بارے میں مثبت اقدام لیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ نیا اقدام ملک وقوم کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہو۔ آمین

آپ کا خیر اندیش: محمد ضیاء الحق

● **غلام اسحاق خانؒ** (سابق صدر پاکستان وسابق چیئرمین سینٹ)

۱۸ را پریل ۱۹۹۳ء: محترم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماہنامہ ''الحق'' کا ''شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر'' موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ منصبی مصروفیات سے تاحال اتنی مہلت نہیں ملی کہ اس ضخیم نمبر کا تفصیلی مطالعہ کرسکتا۔ بہرحال! جستہ جستہ جس قدر دیکھ پایا ہوں، اُس کی بنیاد پر وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس خصوصی اشاعت میں بڑی عرق ریزی سے ایک ایسے عالم دین کی شخصیت، خدمات اور افکار ونظریات کا بڑے جامع انداز اور بہت خوبصورت پیرایہ میں احاطہ کیا گیا ہے۔ جن کے تبحر علمی، عمقِ فہم وشعور، تبلیغی مساعی اور اعلاء کلمۃ الحق کے جہادِ مسلسل کا اعتراف واحترام دیوبند کے دارالعلوم سے لے کر قاہرہ کی جامعہ ازہر تک کیا جاتا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی قومی خدماتِ جلیلہ، اتحادِ بین المسلمین کے لئے اُن کی مخلصانہ کاوشیں اور اسلامیانِ عالم کے مفادات کے تحفظ اور

علمبرداری کے لئے اُن کا فکری اور عملی جہاد ہماری قومی تاریخ کا سرمایہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانائے محترم کی ہمہ صفت شخصیت، ہمہ گیر خدمات اور ہمہ جہت کارناموں کے سیر حاصل جائزہ کا اہتمام کر کے آپ نے اس سرمایہ سے نئی نسل کو روشناس کرنے اور اسے آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا بڑا جامع اور معتبر بندوبست کیا ہے۔ اور وہ بھی اِس اسلوب کے ساتھ کہ خود آپ کے بقول ''یہ نمبر نہ صرف فردِ واحد کی سوانح ہے بلکہ برِّصغیر کے مسلمانوں کی پون صدی کی علمی، سیاسی اور ملّی جدوجہد وارتقاء کی تاریخ ہے۔'' میں اِس یادگار نمبر کی اشاعت پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ فکر ونظر کی اس شمع سے علم وتحقیق کی ان گنت شمعیں روشن ہوتی چلی جائیں گی۔ والسلام مخلص غلام اسحاق خان

● **مرحومہ بےنظیر بھٹوؒ** (سابق وزیراعظم پاکستان)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! مجھے اور آصف علی زرداری کو آپ کی اہلیہ کی وفات پر دلی افسوس ہوا، (مرحومہ کی وفات بڑا سانحہ ہے) ہماری تمام تر ہمدردیاں اس مشکل وقت میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہماری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں اور خاندان کے باقی لوگوں کو بھی حوصلہ دیں۔ خدا ان کو جنت اور دائمی سکون عطا فرمائے اور آپ کو اور خاندان کے تمام افراد کو اس نہ پورے ہونے والے نقصان کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ والسلام: بینظیر بھٹو

● **جنابِ نواز شریف صاحب** (سابق وزیراعظم پاکستان)

Islamabad March 19, 1991

Assalam-o-Alaikum, It is with great pleasure My Dear Maulana Sami ul Haq Sahib, that I extend my heartiest congratulations on your election as Member of the Senate. The reaffirmation of Trust and confidence reposed in you by the people bears eloquent testimony to your outstanding qualities of leadership and dedication to the cause of demoracy. I am looking forward to your active participation in achieving our shared objective of progress and prosperity of the country. I pray to Almighty Allah to guide you in all your endeavours in the service of the people of Pakistan and to reward you with distinction and honour.

with regards, yours sincerely,(NAWAZ SHARIF)

(ترجمہ) السلام علیکم! بہت زیادہ مسرت ہوئی کہ میرے بہت عزیز مولانا سمیع الحق صاحب سینیٹ کے الیکشن میں کامیاب ہوگئے ہیں، میں تہہ دل سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

لوگوں کی طرف سے آپ پر اعتماد اور اعتماد کی دوبارہ تصدیق آپ کی قیادت کی شاندار خوبیوں کی واضح گواہی ہے۔ میں ملک کی ترقی اور خوشحالی کے مشترکہ مقاصد کے حصول میں آپ کی فعال شرکت کا منتظر ہوں۔ میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو پاکستانی عوام کی خدمت میں آپ کی تمام کوششوں میں رہنمائی کرے اور آپ کو امتیاز اور اعزاز سے نوازے۔

آپ کا مخلص: نواز شریف

______۲______

PAKISTANMUSLIMLEAGUE(N) CENTRALSECRETARIAT

6 March 2007

Excellency,

PML-N leader and Former Prime Minister of Pakistan Muhammad Nawaz sharif presently residing at Flat No 16. Aensfied House, 118, Park Lane London WIK 7AF, U.K is hosting an All Parties Conference (APC) on behalf of Alliance for Restoration of Democracy (ARD) to be held on 24th and 25th March 2007 at Millenium Gloucester Hotel, Orchard Suite 4-18 Harrington Garden London SW7-4LH.

We are enclosing herewith lists of Political Parties and eminent members of civil society who are being invited to attend the conference. Please note that parties invited to this conference are listed in Annexure 'A' against their party head/nominees. Some of these parties will provide their additional nominees in a couple of days which will be communicated to your office as & when received.

List No 1. Political Parties in ARD

List No 2. Political Parties other than ARD

List No 3. Judges & Lawyers

List No 4. Organizations

Annexure 'B' indicate names of Observes who are being invited to attend this conference. We are advising the participants listed in Annexure'A' and 'B' to apply for visa for United Kingdom through Gerrys/Fedex as per your laid down procedure. However as indicated above there may be certain additions which will be communicated to your office forthwith.

Your excellency is requested to facilitate processing of is a applications and grant of visas to those who may apply enabling the participants of this important conference to finalize their travel plans for arrival well ahead of the scheduled dates of 24th and 25th March 2007. With best regards and thanking you for your cooperation.

Yours faithfully

Iqbal Zafar Jhagra Secretary General Pakistan Muslim League-N&ARD

(ترجمہ) پاکستانی مسلم لیگ (ن) مرکزی سیکرٹریٹ ۶ مارچ ۲۰۰۷

محترم المقام! مسلم لیگ (ن) کے رہنما اور سابق وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف اس وقت فلیٹ نمبر

16 میں رہائش پذیر ہیں۔ اینسفائیڈ ہاؤس، 118، پارک لین لندن WIK 7AF، UK الائنس فار ریسٹوریشن ڈیموکریسی کی جانب سے آل پارٹیز کانفرنس (APC) کی میزبانی کر رہا ہے۔ اے آر ڈی ۲۴۔۲۵ مارچ ۲۰۰۷ کو ملینیم گلوسٹر ہوٹل، آرچرڈ سوئٹ لندن میں منعقد ہوگا۔ ہم اس کے ساتھ سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے ممبران کی فہرستیں منسلک کر رہے ہیں جنہیں کانفرنس میں شرکت کے لیے مدعو کیا جا رہا ہے۔ براہ کرم نوٹ فرمالیجئے کہ اس کانفرنس میں مدعو جماعتیں اپنی پارٹی کے سربراہ/نامزد افراد کے نام ضمیمہ ''اے'' میں درج ہیں۔ ان میں سے کچھ پارٹیاں ایک دو دن میں اپنے اضافی نامزد امیدوار فراہم کریں گی جو موصول ہونے پر آپ کے دفتر کو مطلع کر دی جائیں گی۔

فہرست نمبر 1: اے آر ڈی میں سیاسی جماعتیں

فہرست نمبر 2: اے آر ڈی کے علاوہ دیگر سیاسی پارٹیاں

فہرست نمبر 3: جج اور وکیل

فہرست نمبر 4: تنظیمیں۔

ضمیمہ ''بی'' ان ناموں کی نشاندہی کرتا ہے جنہیں اس کانفرنس میں شرکت کے لیے مدعو کیا جا رہا ہے۔ ہم ضمیمہ ''اے'' اور ''بی'' میں درج شرکا کو مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ اپنے طے شدہ طریقہ کار کے مطابق جیری/فیڈ یکس کے ذریعے برطانیہ کے ویزے کے لیے درخواست دیں۔ تاہم جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے کچھ اضافے ہو سکتے ہیں جو آپ کے دفتر کو فوری طور پر بتا دیئے جائیں گے۔

آنجناب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ پروسیسنگ کو آسان بنانے کے لیے درخواستیں اور ویزے دے رہے ہیں جو اس اہم کانفرنس کے شرکا کو ۲۴ اور ۲۵ مارچ ۲۰۰۷ کی طے شدہ تاریخوں سے پہلے آنے کے لیے اپنے سفری منصوبوں کو حتمی شکل دینے کے لیے درخواست جمع کروادیجئے۔ آپ کے تعاون کا شکریہ۔ اقبال ظفر جھگڑا

سیکرٹری جنرل پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اے آر ڈی۔

- **جناب فاروق احمد خان لغاری** (سابق صدر پاکستان)

نومبر ۲۰۰۱ء: محترم مولانا سمیع الحق خان صاحب۔ السلام علیکم، گزشتہ دو دہائیوں سے تباہی و بربادی افغانستان اور افغان عوام کا مقدر بنی ہوئی ہے جس نے افغانستان کے سیاسی، سماجی اور انتظامی ڈھانچے کو تباہ کر ڈالا ہے۔ بیرونی جارحیت اور اسکے بعد خانہ جنگی ۱۰ لاکھ سے زائد افغانوں کی قیمتی

جانوں کو نگل چکی ہے۔ ایک کروڑ سے زائد افغان اجنبی سرزمینوں پر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ جن میں بوڑھے، بچے اور عزت مآب خواتین کی بڑی تعداد بھی شامل ہے جبکہ ہمیشہ کیلئے معذوری ۵ لاکھ سے زائد افغانوں کا مقدر بن چکی ہے۔ افغان دھرتی کے سینے پر ایک کروڑ سے زائد مہلک بارودی سرنگوں کے زہریلے بیج بودیئے گئے ہیں۔ آج بہادر، غیور اور ذہین افغانوں کا مقدر بھوک، غربت اور غریب الوطنی ہے۔ امن اور محبت سے زندگی بسر کرنا۔ خدائے بزرگ و برتر کا انسانیت کیلئے سب سے بڑا تحفہ ہے لیکن امن اور محبت کی آرزو بھی افغانوں سے کوسوں دور ہے۔ اب تباہ حال افغانستان کے شہروں، دیہات اور گلی کوچوں پر میزائلوں کی بارش جاری ہے جس سے مزید تباہی و بربادی ہو رہی ہے اور افغان عوام کے مصائب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے باسی دین، ثقافت اور خون کے اٹوٹ رشتوں میں بندھے ہیں۔ ان کی تاریخ اور زبانیں بھی مشترک ہیں۔ اسی لئے ان کے دکھ سکھ سانجھے ہیں جنگی شدت سرحد کے آر پار یکساں ہوتی ہے۔

۹۰ء کی دہائی میں غیر ملکی فوج کے خلاف افغان جہاد کی برکات سے دونوں برادر اقوام میں قربتیں اور بڑھی اور اس نازک گھڑی میں پاکستانی قوم اپنے برادر افغانوں کے شانہ بشانہ کھڑی رہی۔ اسلئے اب پاکستانی قوم کو سیسہ پلائی دیوار بن کر افغان عوام پر میزائل اور بموں کے حملوں کو فوری طور پر بند کرانے کیلئے یکجا ہو کر آواز بلند کرنا چاہیے۔ عالمی برادری پر زور دیا جائے کہ افغان عوام کو اپنے تمام مسائل پرامن ماحول میں سیاسی طریقے سے حل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ بدامنی اور دہشت گردی کے ہولناک سایوں سے اقوام عالم کی جان چھڑائی جاسکے۔ ان حالات میں دونوں برادر ممالک کے سیاسی زعماء کا فرض ہے کہ باہم مل کر، یک آواز ہو کر افغان عوام پر مسلط کردہ جنگ کو فوری طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کریں تاکہ امن کی بحالی کیلئے سفارتی کوششوں اور سیاسی عمل کا آغاز کیا جاسکے۔ ایک کروڑ افغان مہاجرین کو بھوک اور فوری ہلاکت سے بچانے اور دنیا کو سب سے بڑے انسانی المیہ سے بچانے کیلئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مظلوم افغان عوام سے اظہار یکجہتی، قیام امن، افغانستان کی تعمیر نو، معاشی بحالی اور افغان مہاجرین کی عزت و وقار سے اپنے وطن واپسی کیلئے مورخہ ۱۴ر نومبر ۲۰۰۱ء بروز بدھ میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں افغان اور پاکستانی رہنماؤں کی مشترکہ کانفرنس بلائی جارہی ہے۔ ''پاک افغان یکجہتی کانفرنس'' کا بنیادی مقصد دونوں برادر اقوام اور ممالک میں مذہب، دین اور ثقافت کے تاریخی رشتوں کو مزید مضبوط بنانا ہے، ہمیں یقین ہے کہ آپ اس کانفرنس میں شرکت فرما کر ہمیں عزت بخشیں گے۔ آپکا مخلص فاروق احمد خان لغاری

● جنرل پرویز مشرف (سابق صدر پاکستان)

Dear Maulana Sami-ul-Haque,

On behalf of the President of Pakistan, General Pervez Musharraf, I have the honour to invite you to a meeting with him from 1200-1400 hours on June 27 at the Chief Executive's Office, Islamabad, for consultations on Jammu and Kashmir prior to his visit to India. The meeting will be followed by a lunch hosted by the President.

I shall be grateful if you could kindly confirm your participation to the Chief of Protocol, Ministry of Foreign Affairs, at telephone No. 9204019 or fax No. 9201452.

From General Pervez Mussharaf. Awain sadder dated : 21 June 2001

(ترجمہ) عزیزم مولانا سمیع الحق صاحب

میں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب کی طرف سے آپ کو ان کے ساتھ ملاقات کے لئے ۲۷ر جون دوپہر ۱۲ بجے کو مدعو کررہا ہوں۔اس ملاقات میں جناب صدر کے جموں وکشمیر دورے سے قبل مشاورت کی جائے گی ، ملاقات کے بعد جناب صدر کی میزبانی میں ظہرانہ بھی ہوگا۔

میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا اگر آپ اپنی شرکت کے بارے میں چیف پروٹوکول آفیسر وزارت خارجہ کو مطلع فرمائیں

● حضرت مولانا فضل الرحمٰن (امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

از ملتان: ۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء: محترم المقام جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی۔ جناب والا سے رخصت ہوکر بحمداللہ خیریت سے ملتان پہنچا۔ مدرسہ میں حاضری دی اور سپردشدہ کتب وصول کیں۔آج ان کی بسم اللہ کی کنزالدقائق، کافیہ، نفحۃ العرب، تیسیر المنطق۔ ایسا غوجی مرقاۃ اور صرف کی ابتدائی کتب احقر کے حوالے کی گئی ہیں، آپ کے اور حضرت الشیخ مدظلہ کی دعاؤں اور بہتر تربیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علمی مشغلہ زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا دیا ہے، مستقبل میں کامیابی کی امید بھی آپ کی دعاؤں کے مرہون منت رہے گی،حضرت الشیخ کی خدمت سلام اور دعاؤں کی درخواست فرمائیں۔حضرت ناظم صاحب مدظلہ شفیق صاحب اور دیگر عملہ مدرسہ کی خدمت میں آداب وتسلیمات۔''الحق'' پڑھنے کا شوق دل میں تازہ ہے الحمداللہ۔

والسلام احقر فضل الرحمٰن

(۲)

گرامیٔ قدر محترم مولانا سمیع الحق زیدت معالیکم۔ السلام علیکم! مزاج اقدس۔گزارش ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد ۲/۳ دسمبر ۱۹۷۷ء بروز جمعہ، ہفتہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور) میں ایک تربیتی اجتماع منعقد کر رہی ہے۔صوبہ سرحد سے بالخصوص اور اسی طرح پنجاب سندھ اور بلوچستان سے طلبہ آ کر اس اجتماع میں شریک ہوں گے۔ہم آپ کو بحیثیت مندوب خاص اس تربیتی اجتماع میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ کا تربیتی بیان بروز جمعہ بوقت ۲ بجے ہوگا۔ہمیں قوی امید ہے کہ آپ ہماری حوصلہ افزائی فرما دیں گے اور مقررہ وقت پر تشریف لا کر اپنے نونہال بچوں کی ذہنی تربیت فرما دیں گے۔ یہ کاروان آپ حضرات ہی کی سرپرستی میں اپنے مقاصد کی تکمیل کر سکتا ہے۔

دعا جو احقر فضل الرحمٰن عفا اللہ عنہ صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد

(۳)

حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مکرم، آپ کو یہ معلوم ہو کر یقیناً مسرت ہوگی کہ ۹ سال کے تعطل کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ایک بار پھر نہایت اعلیٰ سطح پر ایک فقید المثال جلسہ منعقد کرا رہا ہے۔ ہم نے اشتہار میں حضرت الشیخ مولانا صاحب کا نام گرامی تحریر کیا ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک دعوت ہے مگر یقیناً وہ صحت کی خرابی کی وجہ سے شریک ہونے سے معذور ہونگے۔ اس لئے آپ کو ضرور اس جلسہ میں شرکت کی تکلیف گوارا کرنی پڑے گی۔ حضرت الاستاد مولانا صاحب کی نیابت کیلئے آپ کو دعوت نامہ جاری کرنے کا فیصلہ مدرسہ نے کیا ہے اور میں آپ کو بالذات دعوت دے رہا ہوں۔ زیادہ سلام والسلام فضل الرحمٰن

(۴)

۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ: محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج شریف بخیر ہوں گے۔ کافی زمانہ ہوا دارالعلوم میں حاضری کا اتفاق نہیں ہوا ہے۔ نہ معلوم آپ کی قوت کشش کیوں اتنی کمزور ہوگئی ہے ادھر اساتذہ کرام کی ناسازی طبع کی خبریں بھی مل رہی ہیں۔ جس سے تشویش بڑھ گئی ہے مگر کوئی پروگرام جانے کا بن نہیں پاتا، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد ملاقات کی سعادت نصیب فرمائے۔ ہمارے ایک استاد مولانا قاری محمد طاہر صاحب مدظلہ ایک مختصر رسالہ زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداؤد تحریر فرمارہے ہیں جسے آپ کی خدمت میں ہدیۂ ارسال کیا جارہا ہے گر قبول افتد زہے عز وشرف اور ازراہ کرم ''الحق'' میں بطور تبصرہ کے اس کا

ذکر خیر بھی فرمادیں یہاں عافیت ہے اسباق زور و شور سے ہورہے ہیں۔ ہمارے حق میں دعا ضرور کیا کریں۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں سلام و دعا کی درخواست پیش کردیں۔ احباب کی خدمت میں خصوصاً شفیق صاحب کی خدمت میں سلام۔ والسلام احقر فضل الرحمٰن

(۵)

۶/جولائی ۱۹۸۱ء: محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ سلام مسنون۔ مزاج اقدس۔ عید مبارک۔ مادر علمی دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ آباد رکھے، امسال ہماری طرف سے عزیز عطاء الرحمٰن حاضر ہے۔ امید ہے آپ داخلہ عنایت فرمائیں گے اور اپنے چھوٹے بھائی کی طرح ان کی بھرپور نگرانی فرمائیں گے۔ حضرت شیخ مدظلہ اور دیگر اساتذہ کرام کی خدمت میں تسلیمات۔ شفیق فاروقی کی خدمت میں سلام۔ فضل الرحمان

- **پروفیسر حافظ محمد سعید** (امیر جماعت الدعوۃ پاکستان)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب حفظک اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! اللہ آپ کی خدمت دین کی مساعی قبول فرمائے (آمین)۔ محترمی جیسا کہ آپ جانتے ہیں دینی جماعتوں پر اس وقت شدید دباؤ ہے اس لئے کہ دین اسلام اس وقت کفار کا ہدف ہے اور امریکہ نے تو ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ جہاں سے خدمت اسلام کی آواز اٹھتی ہے وہ اسے دبادے اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ وہ مسلمانوں پر طاقت کا استعمال بھی کر رہا ہے یقیناً آپ کے علم میں یہ بات آئی ہوگی کہ امریکہ نے جماعۃ الدعوۃ پاکستان اور اس کے ادارہ خدمت خلق پر دہشت گردی کا الزام لگا کر پابندی لگائی ہے۔ اس موقع پر ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے اور مزید گزارش کرتے ہیں کہ سینٹ کے حالیہ اجلاس میں اس حوالے سے تحریک التوا پیش کر کے مسئلے کو اجاگر فرمائیں اور احباب گرامی کو تائید کیلئے کہہ دیں اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ والسلام: پروفیسر حافظ محمد سعید

- **ڈاکٹر عبدالقدیر خان** (شہرہ آفاق ایٹمی سائنسدان و محسن پاکستان)

۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء: مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا تعلیمی ادارہ دین متین کی خدمت کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور ایک خاص نام اور مقام حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے مدرسے کو مزید برکات سے نوازے۔ اپنی مطبوعات بھیجنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ان شاء اللہ کبھی آپ کے مدرسے کی زیارت کیلئے حاضری دوں گا۔ آپ کی صحت و درازی عمر کیلئے دعا گو ہوں۔ شکریہ

آپ کا مخلص عبدالقدیر خان

(۲)

۲۰/جنوری ۲۰۰۴ء محترمی، مکرمی مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی زوجہ کے انتقال پر ملال کی افسوسناک خبر پڑھ کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو اور دوسرے اہل خانہ کو اس نا قابلِ تلافی اور اندوہناک صدمہ کو برداشت کرنے کا صبر اور ہمت عطا فرمائے (آمین) آپ کی زندگی میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو سکون صبر عطا فرمائے آمین۔ موجودہ حالات سے جونہی اللہ رب العزت نے چھٹکارا دلایا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

فقط والسلام آپ کا طالب دُعا عبدالقدیر خان (نشانِ امتیاز اور ہلالِ امتیاز)

- **نوابزادہ نصر اللہ خانؒ** (صدر پاکستان عوامی اتحاد)

۱۲ مئی ۱۹۹۵ء: مکرمی ومحترمی! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مرکزی امام حسین کونسل اتحاد بین المسلمین کے عظیم مقصد کے لئے قائم کردہ ایک موثر ادارہ ہے۔ ممتاز دانشور جناب ڈاکٹر غضنفر مہدی اس کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ وہ ہر سال محرم الحرام سے قبل ایک عظیم الشان ''حسینیہ کانفرنس'' کا اہتمام کرتے ہیں، جس میں ملک بھر سے ممتاز دینی شخصیات، علماء ومشائخ اور دانشور شرکت فرماتے ہیں۔ اس سال انہوں نے وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کو اس کانفرنس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا ہے اور انہوں نے یہ دعوت قبول فرمالی ہے۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ فرقہ واریت کے تدارک کیلئے یہ کانفرنس انتہائی کارگر ثابت ہوگی۔ آپ کی شرکت سے یہ کانفرنس نہ صرف نمائندہ اجتماع کہلائے گی بلکہ تاریخی حیثیت کی حامل ہوگی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ امام حسین کونسل کی یہ دعوت ضرور قبول فرمائیں اور اپنی کنفرمیشن جناب ڈاکٹر غضنفر مہدی سیکرٹری جنرل مرکزی امام حسین کونسل اسلام آباد کے ایڈریس پر عطا فرمائیں۔ میں اس امر کے لئے ذاتی طور پر شکر گزار ہوں گا۔

آپ کا مخلص نوابزادہ نصر اللہ خان (چیئرمین کشمیر کمیٹی برائے قومی اسمبلی)

(۲)

۱۱ مئی ۲۰۰۲ء: محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ مورخہ ۱۹/مئی ۲۰۰۲ء بروز اتوار بوقت 10:30 صبح بمقام پریس کلب لاہور خلاف آئین ریفرنڈم، اس میں کی گئی رسوا کن دھاندلی، اقتدار کو دوام دینے کے لئے غیر آئینی، غیر قانونی منصوبے اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی پر غور کے لئے آل

پارٹیز کانفرنس منعقد کی جارہی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ اس کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ نوابزادہ نصراللہ خان

(۳)

۲۵جولائی ۲۰۰۰ء: محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مورخہ ۶ ر اگست ۲۰۰۰ بوقت دس بجے بمقام آواری ہوٹل لاہور مندرجہ ذیل مسائل پر قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی جارہی ہے۔

(۱) کیا ۱۹۷۳ء کے وفاقی پارلیمانی آئین میں ترمیم کرنا مناسب ہوگا؟

(۲) عام انتخابات کیلئے معین وقت کے انعقاد کی ضرورت

(۳) اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کرنے کے حکومتی اقدامات

(۴) احتساب کا عمل

(۵) مہنگائی، ڈاؤن سائزنگ اورامن وامان کی صورت حال

(۶) تاجر برادری میں عدم اطمینان

(۷) چھوٹے مالکانِ اراضی اور کسانوں پر زرعی ٹیکس کا نفاذ

(۸) سیاسی سرگرمیوں پر پابندی

ان مسائل کی قومی اہمیت کے پیش نظر آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ اس کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ نوابزادہ نصراللہ خان

- **حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ** (صدر جمعیۃ علمائے پاکستان)

یکم جولائی ۲۰۰۳ء: مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جنرل پرویز مشرف پارلیمنٹ سے بالابالا بڑی تیزی کے ساتھ ملک کی خارجہ پالیسی میں تبدیلیاں لا رہے ہیں۔ پاک فوج عراق بھیجنے، اسرائیل کو تسلیم کرنے، ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے، دینی مدارس کے نظام میں مداخلت کرنے اور کشمیر پر ثالثی وروڈ میپ کے حوالے سے یوٹرن کے اشارے دیئے جارہے ہیں۔ حساس مقتدرادارے قومی تقاضوں کے بجائے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کو پیش نظر رکھ کر فیصلے کررہے ہیں۔ متحدہ مجلس عمل نے اس صورت حال کے فوری تدارک اور آئین کی بحالی، پارلیمنٹ کی

بالادستی وجمہوری نظام کے استحکام وبقا کے لئے پہلے سے جاری تحریک کی حکمت عملی طے کرنے کیلئے ''کل جماعتی کانفرنس'' کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے تا کہ ملک کے تمام محبت وطن دینی وسیاسی عناصر جمع ہوکر متفقہ قومی موقف اور لائحہ عمل اختیار کرسکیں۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ اس کانفرنس میں شرکت فرماکراس نازک موقع پر قومی رہنمائی کا فریضہ ادافرمائیں۔ ان شاء اللہ یہ آل پارٹیز کانفرنس ۶/جولائی ۲۰۰۳ء بروز اتوار صبح نو بجے جماعت اسلامی کے ہیڈکوارٹر''منصورہ'' لاہور میں منعقد ہوگی۔

آپ اپنے ہمراہ دو افراد لاسکتے ہیں۔ والسلام مع الاکرام چشم براہ

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی

● **قاضی حسین احمدؒ** (سابق امیر جماعت اسلامی)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے ادارے میں آنے اور اپنے نوجوانوں سے مخاطب ہونے کی سعادت بخشی، اس موقع پر آپ کی طرف سے جس گرمجوشی کا مظاہرہ کیا گیا وہ آپ کے خلوص اور حسن ظن کا اظہار تھا۔اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علمائے حق نے ہر دور میں اسلام کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور آج بھی دے رہے ہیں آپ نے اپنے دارالعلوم کے ذریعے جہاں تشنگان علم کو سیراب کرنے کا انتظام کررکھا ہے وہیں آپ کا رسالہ ''الحق'' دینی حلقوں کو فکری غذا فراہم کرتے ہوئے نہایت ہی مفید کام انجام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آپ کے علم میں ہے کہ ۲۱ تا ۳۰ دسمبر اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں ایک بھرپور مہم چلانے کا اہتمام کیا جارہے ہے اس تحریک میں آپ کی شمولیت اور آپ کے تعاون ہی کے نتیجہ میں قوت پیدا ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ماضی کی طرح اس مرحلہ پر بھی آپ اپنا تاریخ ساز کردار انجام دیں گے۔آخر میں میں اپنی اس خواہش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ منصورہ میں تشریف لائیں تا کہ یہاں بھی آپ سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوسکے۔ جہاں تک تاریخوں کا معاملہ ہے اپنی آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو تاریخ بھی چاہیں طے فرماکر اطلاع کردیں۔ہم ان شاءاللہ چشم براہ ہوں گے۔ والسلام قاضی حسین احمد ۶/نومبر ۱۹۷۸ء

● **جنرل (ریٹائرڈ) حمید گلؒ** (سابق جوائنٹ چیف آف سٹاف افواج پاکستان)

۱۹۹۰ء: مکرمی زید مجدکم ! مجھے اپنے لئے آپ کی محبت کا ہمیشہ احساس رہا ہے جس کیلئے میں بہت ممنون ہوں۔ جہاد افغانستان کے ضمن میں میری معمولی سی خدمت کے عوض آپ جیسے خدا پرستوں کیلئے میرے

لئے انس اور محبت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور مہربانی ہے۔ ''ضرب مومن'' پر ''الحق'' کا اداریہ نہایت جامع اور دور رس مقاصد کی نشاندہی کرتا ہے۔ میری اپنی نگاہ میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا وقت آ گیا ہے اور خداوند عزوجل نے اسلام کے قافلے کی قیادت کا فرض پاکستان کی جھولی میں ڈال دیا ہے لیکن شومئی قسمت کہ ہم خود گم گشتہ منزل ہیں اور اپنے فروعی مسائل سے چھٹکارا نہیں پا رہے تاہم خداوند تعالیٰ کے اپنے انداز ہیں۔ یقین کامل ہے کہ تاریخ کا رخ متعین ہو چکا ہے، جسے ریت کی دیواروں سے نہیں روکا جا سکتا۔ شاخِ نازک پر بنے ہوئے آشیاں لحہ بہ لحہ مسمار ہوتے جا رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب ان شاء اللہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے قلب ونظر میں پیوست ہو جائے گا انسانیت کی فلاح و بہبود اسی راستے میں ہے اور یہ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے۔ والسلام: لیفٹیننٹ جنرل حمید گل

● **سید منور حسنؒ** (سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان)

۲۱ / جنوری ۲۰۰۳ء: محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب (نائب صدر متحدہ مجلس عمل پاکستان)
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جماعت اسلامی پاکستان کی قانونی معاونت کمیٹی (جس میں نامور وکلا سابق جج حضرات اور علمائے کرام شامل ہیں) کی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے عملی تجاویز وسفارشات پر مبنی رپورٹ پیش خدمت ہے۔ ان تجاویز وسفارشات کی ترتیب وتدوین میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی مرتب کردہ سفارشات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ گزارش ہے کہ اگر متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل ان تجاویز وسفارشات کو صوبہ سرحد میں نفاذ کیلئے مناسب ومفید خیال فرمائے تو حسبِ ضرورت ترامیم واضافہ کے ساتھ انہیں صوبہ سرحد کی حکومت کی رہنمائی کے لئے منظور فرما سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین والسلام خاکسار

سید منور حسن (قیم جماعت اسلامی پاکستان)

● **مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ** (سابق ممبر قومی اسمبلی وامیر اہل سنت والجماعت پاکستان)

۱۵ / جولائی ۲۰۰۰ء: محترمی ومکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی (قائد جمعیت علماء اسلام)
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ ساڑھے تین سال سے اسیری کی راہ پر گامزن ہوں، قتل کے ایک درجن سے زائد جس قدر بھی مقدمات حکمرانوں نے ڈالے سب سے یا تو بری ہو چکا ہوں یا ضمانتیں ہو چکی ہیں۔ اب صرف پانچ چھ سات سالہ پرانی تقاریر کے مقدمات میں جیل میں رکھا ہوا ہے اور تقریر کے پرانے مقدمات دہشت گردی کی عدالتوں کو بھجوائے ہوئے ہیں، جو نہ ضمانتیں لیتی ہیں نہ

فیصلے کرتی ہیں۔ موجودہ حکمران نے پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ کسی عدالت میں پیش کیا ہے نہ کسی عدالت کو جیل میں لگایا ہے۔ تقاریر کے کل مقدمات کی اگر سزا ابھی سنادی جائے تو اس سے دوگنا قید کاٹ چکا ہوں لیکن میری قید کا مقصد تو صرف مجھے قید رکھنا ہی ہے اور جب تک میں اپنے مشن اور ''انا'' پر قائم ہوں حکمرانوں کو برداشت نہیں ہوں اور میں بخدا اس مشن سے انحراف کفر سمجھتا ہوں اور قبر و حشر کی تباہی کے مترادف جانتا ہوں۔ مجھے کسی سے کوئی گلہ وشکوہ نہیں ہے، میں اپنے مقدر پر نازاں ہوں، اگر ممکن ہو سکے تو آنجناب اپنے ذمہ دار حضرات کو سمجھائیں جو ایران کے دورہ جات کر کے ایرانی حکومت کی حمایت میں اب بیانات جاری کررہے ہیں۔ حامل رقعہ ہذا احباب ایک معمولی سی خواہش لیکر آئے ہیں اگر آنجناب مجھے اس قابل سمجھیں تو پھر اپنے خیالات سے ضرور نوازیں۔ کسی بھی عمل کا اصل اجر تو اللہ ہی دیگا لیکن اپنے بڑوں کی تائید اور شاباش حوصلے بلند کر دیتی ہے۔ کبھی یاد آؤں تو خط لکھ دیں اور اگر مظلوم نظر آؤں تو اس ظلم پر آواز بلند فرمائیں۔ ہمارے قاتلوں کو حکومت نے تو ہاتھ ڈالنا نہیں ہے آپ ان کے ساتھ اپنے احباب کو ضرورت سے زیادہ میل جول سے تو روک سکتے ہیں۔ تمام احباب کو سلام قبول ہو۔ والسلام: آپکا مخلص محمد اعظم طارق (اٹک جیل)

(۲)

۲ نومبر ۱۹۹۲ء: میں مسمی محمد اعظم طارق جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق گروپ) میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے یہ عزم مصمم کرتا ہوں کہ میں ان شاء اللہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کی قیادت میں اسلام کی سربلندی اور باطل قوتوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کی خاطر اپنی تمام تر توانیاں صرف کرتا رہوں گا۔ محمد اعظم طارق

● **مولانا کوثر نیازیؒ** (وفاقی وزیر اسلام آباد)

۲۳ر دسمبر ۱۹۹۳ء: مکرمی ومحترمی جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی جانب سے عزیزم حامد الحق حقانی کے ولیمہ مسنونہ کی مبارک ومسعود تقریب میں شرکت کا دعوت نامہ ملا۔ شکریہ۔ اس پرمسرت تقریب میں شرکت میرے لئے باعث افتخار ہوگی لہٰذا میں اپنے پہلے سے طے شدہ پروگرام منسوخ کر کے اس میں ضرور شرکت کرونگا۔ ان شاء اللہ۔

والسلام مع الاکرام خیر اندیش

کوثر نیازی وفاقی، وزیر چیئرمین (کونسل)

- **مولانا عبدالستار خان نیازیؒ** (صدر جمعیت علماء پاکستان، رہنما تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ)

۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء: محبی، مولانا سمیع الحق صاحب زادلطفکم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحاد اور لادینیت کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ گمراہی کا باعث بن رہا ہے کہ دینی جماعتیں وہ سیاسی اہمیت ووقعت نہیں رکھتیں حالانکہ تحریک پاکستان میں ساری دنیا نے دیکھ لیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ، کا نعرہ بلند نہ ہوتا تو پاکستان وجود میں نہ آتا اب بھی دہریت لادینیت الحاد وزندقہ کی طرف سے یہ گمراہی پھیلائی جارہی ہے کہ دینی جماعتیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتیں حالانکہ دنیا کے تمام مفکرین کو تسلیم کرنا پڑ گیا ہے کہ عقل کی بجائے وحی ربانی ہی انسانیت کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرسکتی ہے، زمان ومکان پر تاریخی تصور پیش کرنے والے آئن سٹائن نے اعلان کیا ہے کہ عقل کی رہبری سے عالمی مسائل حل نہیں ہوں گے ہم یہ انقلابی نقطہ نگاہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ زمان ومکان کی بحث میں تسلیم کرنا پڑے گا کہ رنگ نسل ،وطن ،قومیت ،علاقائیت، زبان کے تعصّبات انسان کی رہنمائی میں بڑی رکاوٹ ہیں، آج یورپ امریکہ بلکہ ساری دنیا کو ماننا پڑے گا کہ حق وصداقت کا معیار انسانی اتحاد واحترام آدمیت ہے، دوسرے گمراہ کن پلید سودی معیشت سے نجات حاصل کرنے کے لئے پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اتحاد انسانیت اور احترام آدمیت ہی اس خلفشار کو دور کریگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ سودی معیشت انسانیت کیلئے تباہ کن ہے اور تعصّبات جاہلی کی بنیاد پر اجتماعیت تباہی وبربادی کا باعث ہوگی ہم ساری دنیا کو پھر ایک نقطہ پر جمع کرنا چاہتے ہیں کہ کسب حلال اور بذل حلال کیساتھ صدق مقال کی جو رہنمائی پیغمبر اسلام نے کی ہے اور کوئی نہیں کرسکتا ہم سمجھتے ہیں کہ جہالت وگمراہی کے فرنگی تصورات کو مسترد کرتے ہوئے اخوت بشری، مساوات محمدی اور حریت انسانی کا نقشہ صرف وحی ربانی سے پیش ہوسکتا ہے۔ میں اس آفاقی انقلابی تصور کے پیش نظر اسلام کے علمبرداروں کی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ وہ انسانیت کو ان گمراہیوں سے بچائیں۔ نہ صرف اپنے فروعی اختلافات ختم کرکے اخوت بشری کا جامع پروگرام دیں بلکہ باطل کی تمام سازشوں کے مقابلہ میں متحد ہوکر پھر ایک بار اتحاد انسانیت ،اخوت بشری کا انقلابی تصور پیش کریں عالم اسلام اس انقلابی دعوت کا علمبردار رہوا اور ایک ارب پچیس کروڑ مسلمان پھر گمراہیوں کی تباہیوں سے انسانیت کو نجات دلاسکیں اس پاکیزہ اور برتر مقصد کیلئے میں توقع رکھتا ہوں کہ اسلامی جماعتوں کے سربراہان ایک پلیٹ فارم پر ساری دنیا کو ابلیسی نظام سے بچائیں اور ملک میں نفاذ شریعت کیلئے تحریک تحفظ ناموس رسالت کے

۲۰/ مارچ ۲۰۰۰ء کے سربراہی اجلاس میں شرکت کر کے آئندہ لائحہ عمل طے کریں جس میں قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دینا، بلاسودی معیشت کا نفاذ، تحفظ ناموس رسالتؐ کے قانون کی حفاظت اور جذبہ عشق واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کے پروگرام کو قومی سطح پر تشکیل دیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اجلاس ملک میں دینی سیاسی جماعتوں کے سیاسی اتحاد کی بنیاد رکھ دے گا اور قوم کو مشکل گھڑی میں دینی سیاسی رہنمائی فراہم کرے گا۔

فقط والسلام مع الاکرام، مخلص محمد عبدالستار خان نیازی

- **پروفیسر غفور احمدؒ** (نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی وفات پر پورا ملک سوگوار ہے۔ ان کا بدل نظر نہیں آتا، پوری زندگی اسلام کی تبلیغ، قوم کی بے لوث خدمت اور علم کی شمعیں روشن کرنے میں گذار دی اللہ رب العزت نے انہیں ہر دلعزیزی عطا فرمائی تھی۔ سب ان کے مداح اور معترف ہیں۔ اپنے علمی مقام اور عظمت کے باوجود ہر ایک سے ملنا، عزت سے پیش آنا، مدد کرنے کی کوشش کرنا، یہ وہ صفات تھیں جنکے باعث وہ لوگوں کے دلوں میں رہتے تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ اُن پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔

- **وسیم سجاد** (سابق وزیر قانون و چیئرمین سینیٹ پاکستان)

۱۳ستمبر ۱۹۸۸: مولانا عبدالحق ایک عظیم دینی و سیاسی رہنما تھے۔ اُن کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ مرحوم کی خدمات کو برسوں تک یاد کیا جائے گا۔ وسیم سجاد

وزیر قانون پاکستان

- **سینیٹر پروفیسر خورشید احمدؒ** (سابق مدیر ماہنامہ ''ترجمان القرآن''، وچیئرمین انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز)

۱۶/جون۲۰۰۴: محترم سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر ہوگا، عالمی سامراج کے کردار کے بارے میں آپ کے قیمتی انٹرویوز کا مجموعہ موصول ہوا۔ اس کتاب کی اشاعت سے آپ نے ایک اہم دور کی تاریخ ہی محفوظ نہیں کی بلکہ آج مسلمان عالمی سامراج کے پیدا کردہ جن خطرات سے دوچار ہیں ان کی بھی بھرپور نشان دہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کوشش کا بہترین اجر عطا فرمائے اور اس آواز کو قبول عام سے نوازے۔ فقط والسلام: آپ کا بھائی پروفیسر خورشید احمد

- **نواب محمد اکبر خان بگٹیؒ** (سابق وزیراعلیٰ بلوچستان وسربراہ جمہوری وطن پارٹی)

اگست ۱۹۹۶ء: مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ! ملک کی موجودہ صورتحال آپ کی نظر میں ہے ملک کے اندر کرپشن عام ہے امن وامان کی سنگین صورتحال اور معاشی ابتری انتہا کو پہنچ چکی ہے۔سیاسی انتقامی کارروائیاں اپنے عروج پر ہیں۔حکومت کے آمرانہ اقدامات کے باعث عوام کے اندر شدید نفرت پیدا ہوچکی ہے ،ان حالات میں پوری قوم کی خواہش ومطالبہ ہے کہ موجودہ ظالم حکومت سے جلد از جلد ملک کو چھٹکارا دلایا جائے۔عوام کی اس خواہش کی تکمیل اور بے نظیر زرداری سے نجات کی تحریک کو تقویت پہنچانے کیلئے جمہوری وطن پارٹی نے بلوچستان کے دارالخلافہ کوئٹہ میں ۱۹/اگست ۱۹۹۶ء کو سہ پہر ۴ بجے ایک جلسہ عام کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔آپ سے اس جلسۂ عام میں شرکت اور خطاب کی درخواست ہے تاکہ عوامی جدوجہد کو مزید تیز تر کرنے میں مدد دی جاسکے۔ہم آپ کی جانب سے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی اور حکومت سے نجات کی تحریک میں آپ کے خیالات سننے کے منتظر رہیں گے۔ والسلام آپ کا مخلص: نواب محمد اکبر خان بگٹی

- **محمد اصغر خانؒ** (سابق ایئر چیف وسربراہ تحریک استقلال)

۱۵/اکتوبر ۱۹۷۴ء: مکرمی سمیع الحق صاحب !السلام علیکم : گرامی نامہ مورخہ ۲۴ رمضان المبارک موصول ہوا۔شکریہ! ہفت روزہ ''لیل ونہار'' کے ایڈیٹر نے قادیانی مسئلے کے بارے میں ایک خط کے ذریعے کچھ استفسار کیا تھا میرا جواب ''لیل ونہار''(۲۳ جون ۲۹ جون ۷۴ء) میں شائع ہو چکا ہے اس میں آپ کے ایک سوال کا جواب موجود ہے، میں نے کہا ہے کہ:''اس ملک میں اقلیتیں تو اور بھی ہیں لیکن قادیانی ایک ایسی غیر مسلم اقلیت ہیں جو باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت اعصابی اور کلیدی عہدوں پر قابض ہوتے ہیں اور انہوں نے مملکت پاکستان کے اندر اپنی ایک الگ مملکت بنا رکھی ہے۔ ہم برسر اقتدار آ گئے تو ہم ان کی زیرزمین سرگرمیوں پر نظر رکھنا بھی ضروری سمجھیں گے، تاآنکہ یہ محبّ وطن اقلیت کی طرح زندگی بسر کرنے لگیں''

آپ کے دیگر سوالات کی نسبت عرض ہے کہ مسئلہ کا قانونی حل فراہم ہوگیا ہے لیکن عملاً اس قانون کو نافذ کرنا باقی ہے میرے خیال میں یہ کام صرف ایسی حکومت کر سکے گی جو قادیانیوں کی ممنون احسان نہ ہو اور جو ملکی سالمیت کو اپنے اقتدار کی خواہش پر ترجیح دیتی ہو اور اسلامی قدروں کے بارے میں فی الحقیقت مخلص ہو۔

قادیانی فتنہ یقیناً ملک کے اندراور باہر پھیلا ہوا ہے لیکن اس کا مرکزی قلعہ پاکستان میں ہے اگر ترمیم شدہ قانون کی روشنی میں صحیح اور جائز اقدامات کئے جائیں تو یہ قلعہ منہدم ہوسکتا ہے اور بیرون ملک بھی اس کے اثرات بڑی حد تک زائل ہوسکتے ہیں۔ آپ کا خیال درست ہے کہ آئین میں ترمیم کو اپنے منطقی انجام(Logical Conclusion) تک پہنچانا بھی ضروری ہوجاتا ہے۔ اس غرض کیلئے موقع ومحل کے اعتبار سے طریقۂ کار وضع کیا جاسکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے جو نظریۂ پاکستان کے علمبردار اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی ہی کے وفادار ہوں۔ امید ہے کہ آپ بعافیت ہونگے۔ مخلص: محمد اصغر خان

- **مخدوم شاہ محمود قریشی** (وزیر خارجہ پاکستان)

Maulana Sami-ul-haq, Senator **25th January, 2004**

Jamia Darul Ulum Haqqani, Akora Khattak,District Nowshera.

Kindly accept my profound condolence on the sad demise of your wife. I was shocked and grieved to hear of this sad news.I pray almighty Allah to grant courage and fortitude to you and your family and shower his blessing on the departed soul.

(MAKHDOOM SHAH MAHMOOD QURESHI)

(ترجمہ) سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب (جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ)

ازراہ کرم آپ کی زوجہ محترمہ کی رحلت پر میری تعزیت قبول فرمائیں، اس بُری خبر کو سننے سے مجھے شدید صدمہ پہنچا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو ہمت اور صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ مخدوم شاہ محمود قریشی

- **کلے بکنگھم** (میجر جنرل (ریٹائرڈ) یو ایس آرمی واشنگٹن)

My wife and I appreciate very much our most pleasant and instructive visit to Jamia Haqqania on Friday 23 September 2005. We are very favorability impress preserve with the professionalism and friendnalism of the staff and the country and ability of the students. We will return to America as ambassadors for Jamia Darul Uloom Haqqania. Pakistan is a great and brave nation and has proved its dedication to oppose terrorism of all forms. America is a friend of Pakistan and a friend of Islam. As Christians, we have much to learn from the peaceful and honorable teachings of Jamia. Thank you we are your friends.

Major General US Army (Retired) Mrs Clay Buckingham

(خط کا ترجمہ) ''میں اور میری بیوی نے ۲۳ دسمبر ۲۰۰۵ء بروز جمعہ حقانیہ ہائی سکول اکوڑہ خٹک کا دورہ کیا۔ہم اس خوشگوار اور ہدایاتی دورے کی بہت تعریف کرتے ہیں ہم سٹاف کی پیشہ ورانہ صلاحیت خوش اخلاقی اور دوستانہ رویئے طالب علموں کی قابلیت اور محبت سے بہت متاثر ہوئے۔ہم امریکہ کو جامعہ حقانیہ کی طرف سے سفارت کار بن کر واپس جائیں گے۔پاکستان ایک عظیم اور بہادر قوم ہے۔پاکستانی قوم نے ہر قسم کی قربانی دیکر یہ ثابت کیا کہ وہ ہر قسم کی دہشت گردی کی خلاف ہیں۔امریکہ پاکستان اور اسلام کا دوست ہے۔ہمیں بحیثیت عیسائی اسلام کے امن پسند اور مفید تعلیمات سے بہت کچھ سیکھنا ہے

آپ کا شکریہ، ہم آپ کے دوست ہیں۔

کلے بکنگھم میجر جنرل یو۔ایس آرمی (ریٹائرڈ) بیگم کلیرا بکنگھم

- **کیمرون میونٹر** (سفیر امریکہ برائے پاکستان)

امریکہ کے جشن آزادی کی موقع پر اسلام آباد میں دعوت

To celebrate the 235th Anniversary of the Declaration of Independence. The Ambassador of the United States of America and Dr Mariln Myatt Request the pleasure of your company at a Reception on Monday, July 4, 2011 from 1830-2100.US Ambassador's Residence, Deplomatic Enclave, Ramma 5, Islamabad

(ترجمہ) ۲۳۵ ویں اعلان آزادی کے جشن کے موقع پر سفیر متحدہائے ریاست امریکہ اور ڈاکٹر مارلن مائیٹ بصد افتخار ملتمس ہیں کہ آپ مورخہ ۴؍جولائی ۲۰۱۱ء بروز پیر شام ۶:۳۰ بجے تک ایمبیسیڈر ریڈیڈنس ڈپلومیٹک اینکلیو، رَما۵، اسلام آباد میں شرکت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں

خطوط (مکاتیب) مجاہدین اسلام بنام شہید اسلامؒ

- **ملا محمد عمر مجاہدؒ** (سابق حکمران وامیر المومنین، عظیم مجاہد افغانستان)

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته وبعد.محترم مولانا سمیع الحق صاحب امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان. مونږ ستاسی د همکاری او همدردی څخه ممنون یو. خوشحالی چه تاسو ته معلومه ده چه په افغانستان کښی طالبانوته ډیرضرورت شته. نو مونږ ستاسو څخه داخواست کوو چه تاسو خپل په مدرسه کښی افغانی

طالبانوته ځايورنکړی او نور جمعیتیملګروته هم هدایت وکړی چه خپل په مدرسو کښیافغانی طالبانوته ځاي ورنکړی چه همدابه د اسلامی تحریک دکامیابی ذریعه وګرځی.   والسلام د اسلام خادم

امیر المومنین ملا محمد عمر (مجاهد)

ترجمہ: محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہم آپ کے تعاون اور ہمدردی کے بے حد ممنون ہیں جس طرح کہ آپ کو معلوم ہے کہ افغانستان میں طالبان کی بہت ضرورت ہے، لہٰذا آپ سے ملتمس ہیں کہ مدرسہ میں افغانی طلبہ کو داخلہ نہ دیں اور دیگر جمعیتی احباب کو ہدایت جاری کریں کہ وہ افغانی طلبہ کو اپنے مدارس میں داخلہ نہ دیں تاکہ یہاں اسلامی تحریک کی کامیابی کا ذریعہ بنیں۔ امیر المومنین ملا محمد عمر (مجاہد)

- **الشیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ** (عظیم مجاہد)

محترم جناب مولانا سمیع الحق حفظہ اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے اور دعا ہے کہ آپ نے گزشتہ مشکل دور میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے جو کوششیں کی ہیں ان کا اللہ آپ کو اجر عظیم دے۔ سیدی ومحترمی! فضل الرحمٰن خلیل صاحب آپ کے ہاں میرا ایک پیغام لے کر آرہے ہیں، امید ہے آپ اسے سنیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کے کاموں کی توفیق دے۔ (جزاکم اللہ خیرا) ہمارے دیگر بھائیوں کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔   آپ کا بھائی: اسامہ بن لادن

(۲)

میرے پیارے ومحترم بھائی مولانا سمیع الحق صاحب، امیر جمعیت علماء اسلام ومہتمم جامعہ حقانیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ محترمی ومکرمی! آپ نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے، باطل کے خلاف آپ کی بہت خدمات ہیں اور حق گوئی اور سچائی کے میدان میں آپ کی خدمات اور کوششوں سے ہم سب آگاہ ہیں، خاص طور پر افغانستان کے حالات کے بارے میں آپ کا موقف حق پر مبنی ہے۔ چونکہ ان امور میں اوران کے علاوہ دیگر امور کے بارے میں باہمی مشاورت بہت اہم اور مفید ہے اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم آپ کے پاس نہیں آسکتے، اس لئے وتعاونوا علی البر والتقویٰ پر عمل کرتے ہوئے آپ کا ہمارے پاس آنا ہمارے لئے باعث

سعادت ہوگا۔امید ہے کہ آپ اپنی مصروفیات کے باوجود ہماری اس دعوت کو قبول کریں گے۔

جزاکم اللہ خیرا، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی اسامہ بن لادن

(۳)

مولانا سمیع الحق حفظہ اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط ہمیں موصول ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو مجاہدین کا ساتھ دینے کا اجر عطا فرمائے۔اللہ آپ کو صحت وعافیت کی زندگی دے اور مجاہدین کے ساتھ مزید تعاون کی توفیق سے نوازے، اللہ تعالیٰ کے بعد آپ سے امیدیں وابستہ ہیں کیونکہ آپ انبیاء کے وارث ہیں کہ آپ اس کو امانت کی طرح رکھتے ہیں جو آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سونپی ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ، وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ اور وہ امانت جو آپ کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونپی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو حق بات کہنے کی توفیق دے اور دشمنان اسلام کے خلاف مجاہدین کی مدد کرنے کی مزید توفیق دے۔آپ کا بھائی اسامہ بن لادن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ پوری امت پر جہاد کے لئے نکلنا واجب ہے۔

☆ جہاد فرض عین ہوگیا ہے اور جب جہاد فرض عین ہو جائے تو امت کے ہرفرد پر بغیر اجازت کے جہاد کے لئے جانا فرض ہوجاتا ہے۔

☆ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان ہم پر فرض ہے۔

☆ اب ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے کہ ہم مسجد اقصیٰ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور عاجز کھڑے رہیں۔

☆ ہم نے بابری مسجد کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ لیا، اس سے پہلے مسجد اقصیٰ کو جلتا ہوا دیکھ لیا، اب ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے۔

☆ جب مسجد اقصیٰ منہدم ہورہی تھی اور ہم اس کے دفاع سے عاجز ہوکر دیکھتے رہے، اس وقت ہمارے وجود کا کوئی فائدہ نہیں۔

☆ ہر شخص پر اپنی وسعت کے مطابق جہاد، شہادت، ٹریننگ، وعظ وترغیب اور اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ لازم ہے۔
☆ تمام اسلامی ممالک میں امریکی اور اسرائیلی سفارت خانے بند ہونے چاہئیں۔
☆ حق کے راستے میں بہت سے انبیاء شہید ہوئے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے تو یہ ہمارے لئے باعث شرف ہوگا۔

● **عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانیؒ** (سربراہ حقانی نیٹ ورک)

جناب محترم دحقانیۍ دارالعلوم مهتمم صاحب. السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته. دلوئ خدائے نه تا سو بری غواړو دالله په نصرت او ستا سو په مړانه مونږپوره باورلروچه د حقانیی طلباء کراموروسا نو سره په جهاد کی اوبیادشر اوفسادټپلوتهدحقانیت درس دتوری په زوروركړی چه ټولافتخارات او سرلوړی ددے مدرسے اصلی شاګرد انولکه تاسو محترم ته رسی اوس چه په شمال کی کفری او فسادی ځالی ماتی شوی پاکواو پیاوړو ورونوته دکم وخت د پاره ضرورت ده چه د اسلامی ا صولو په رنړا کی دا بیرغ چه د اسلام په لیکلو ښکلی کړی شوی دتل لپاره رپانده وساتی په اوس وخت کی دکار اووظیفی دائره پراخه شوی نوځکه صالح مخلص مسلمانوته ضرورت ده که تاسو محترم هدایت و فرمائی چه طالبانو ورونړه سیمه کی د همکاری په خاطر ولاړشی نورمو په خدائی سپارم په احترام جلال الدین حقانی

نوټ: کله چه دحقانی طلباء حرکت وکړی باورلرم چه ټولي مدرسی به هم ددوی دحرنوڅخه پوره درس واخلی.

(ترجمہ) جناب محترم مہتمم صاحب۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی کامیابی وفتح یابی کیلئے دعا گو ہیں، اللہ تعالیٰ کی نصرت اور آپ کی شجاعت سے حقانیہ کے طلبہ نے روسیوں کو جہاد اور اشرار وفسادیوں کو حقانیت کا درس تلوار کی زبانی دیا، اس سربلندی اور افتخار کا سہرا اس مدرسہ کے طلبہ اور آپ کے سر ہے، اب بھی شمال میں کفری اور فسادی قوتیں بکھر گئیں، معزز بھائیوں سے درخواست ہے کہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس جھنڈے کو بلند رکھیں، اس وقت کام اور ذمہ داریوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے، اس وجہ سے صالح مخلص مسلمانوں کی ضرورت ہے، اگر آپ ہدایات فرمائیں کہ طالبان اپنے علاقوں میں تعاون فرمائیں تو آسانی ہوگی۔

نوٹ: جب بھی حقانیہ کے طلبہ حرکت میں آئینگے تو امید ہے کہ دیگر مدارس بھی اس سے سبق لیں گے۔

(۲)

ډیر محترم او عزتمند استاد مولانا صاحب سمیع الحق .السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. محترما اول ستاسو صحت او عافیت او کامیابی دخداوند متعال څخه غواړم‌اوبیا زما سلام مولانا صاحب ته هم ورسوه اود مولانا صاحب د کامیابی مبارکی هم ورته وایم اوخپله مونږډیرزیات خوشحال شوو اللّٰه پاک موهر وخت کامیاب لره پس لدینه عرض دادے چه ددے دوسته خان زوی چه جان محمدئے نام دے د قتل په معامله کښی حکومت پاکستان بند کړی دی او فعلا دے هری پور په جیل یعنی بندیخانه‌کښے دی او مدعی ئے هم ابراء کړی ده لیکن‌حکومت ئے نه خلاصوی او ذکر شوی دوسته خان زمونږنزدی نزدے عزیز او قریب دی اوډیر یوعاجزاو مظلوم سړی دے نو که تاسو ددهٔ سپارش په حکومت‌کښے یوداسے صاحب منصب او افسر ته وکړی چه دده سره دقتل په معامله کښی‌کومک او همکاری وکړی‌اوددهٔ زوی جهان محمد دبندی خانے نه خلاص کئی نو ډیره مهربانی به مووی په دے باره کښےموتوجه غواړم نورموپه الله سپارم په احترام.

المجاهد مولوی جلال الدین حقانی

ترجمہ: محترم المقام استاد مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سب سے پہلے تو آپ کی صحت وعافیت کے لئے دعا گو ہوں، میرا سلام حضرت مولانا صاحب تک پہنچا دیجئے، مولانا صاحب کی الیکشن میں کامیابی سے بہت خوشی ہوئی، مبارکباد پیش کرتا ہوں۔عرض یہ ہے کہ جان محمد ولد دوست خان کو حکومت پاکستان نے قتل کے کیس میں گرفتار کیا ہے اور ہری پور جیل میں ہے، مدعی نے بھی بَری کر دیا ہے لیکن حکومت نہیں چھوڑ رہی، دوست خان ہمارے عزیز ہیں اور بہت ہی عاجز اور مظلوم ہیں، اگر آپ ان کی سفارش کسی صاحب حیثیت افسر کے ذریعے حکومت کو کردیں اوراس کے بیٹے کو رہائی ملے تو بے حد ممنون رہوں گا۔

● **مولانا محمد نبی محمدیؒ** (امیر عمومی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان)

۱۹۷۸/۱۰/۲۰ء فضائل همراه دانشمند گرامی حضرت مولانا مدیر و مهتمم صاحب. السلام علیکم ورحمته الله وبرکاته. از خدائی متعال ترقیات صوری معنوی شما و جناب محترم استاذ الاساتذه والد ماجد شما و تعالیٰ مدارج مرکز علوم ومنبع فنون اعنی مدرسه شما همیشه استدعا می نمایم خداوند تبارک و

تعالیٰ مساعی جمیله جناب مولانا صاحب و شمارا قبول نموده سبب رضا الهے و موجب خوش نودی حضرت پیغمبرؐ بگرداند بحرمة النبی و آله الامجاد. مے خواستم باشما ملاقات دوستانه نموده به صحت شما وزیارت مولانا صاحب معظم شرف یاب گردم ولے شغل و گرفتاری به اندازه است که لحظه فراغ نیست خیر بهر صورت دعا میکنم و دعا خواهم والسلام علیکم ورحمته الله وبرکاته.

امیر المجاهدین مولوی محمد نبی محمدی

(ترجمہ) حضرت مولانا مدیر ومہتمم صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ سے آپ اور آپ کے والد ماجد اور مرکز علوم ومنبع فنون مدرسہ کے لئے دست بدعا ہوں کہ آپ کی تمام خدمات جمیلہ کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کا سبب بنائے ،آمین۔ میں آپ اور حضرت مولانا مدظلہ کی زیارت وملاقات کے لئے بیتاب ہوں، لیکن کاموں میں اس طرح مصروف ہوں کہ ایک لحظہ کی فراغت نہیں۔ بہر حال دعا کرتا ہوں اور دعاؤں کا محتاج ہوں۔

(۲)

۲۰/۱۲/۱۳۵۷ گرانو وررونړومحترمواوپه خدائی قدرمنو محمدی طالبانو د حقانیے مقدسی مدرسے محصلینو السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. لوے خدائے موکامیاب اور بهر مندکړه. د محمدی دین او احمدی قرآن د خدمت موفقیت مو نصیب شه. آمین عزیز انوستاسي له طرف نه دملا جمعه دین په توسط مکتوب راغے چه په هغے کښے مود تحصیل علمی د آخری مرحلی د طی کولوپه اجازت غوښتی وو. گرانو رونړو هر کله چه تحصیل د علم عین جهاد دے نوپه دے اساس تاسی ته اجازت دے چه خپل تحصیل ته دوام ورکړی. او په فارغ زړه‌خپل تحصیلی جریان ثابت ولری اووقت په وقت دمجاهدینو په باره کښے ختمونه او دعا گانے کوے خدائے مو حافظ او ناصر شه زما احترامانه سلامونه جناب فضائل مآب مولانا سمیع الحق صاحب مهتمم د دارالعلوم حقانیه ته تقدیم کړی او دده په وسیله د احتراماتوپه تقدیمو لو سره سره جناب استاذ الاساتذه مولانا و مولا العالم حضرت ذی فضیلت مولانا عبدالحق صاحب ته ورسوی او دده په حضور مجاهدینوته دعا وغواړی په پای کښے موله خدائے پاک نه کامیاب غواړم. خدائے مو حافظ او ناصر شه. والسلام علکیم ورحمة اللّٰه وبرکاته.

مولوی محمد نبی(محمدی) د حرکت انقلاب اسلامی افغانستان امیر

(ترجمہ) عزیز طلبہ! آپ کا مکتوب جمعہ دین کے توسط سے موصول ہوا، جس میں آپ نے تحصیل علم کے آخری مرحلہ طے کرنے کی اجازت چاہی ہے، عزیز بھائیو! تحصیل علم عین جہاد ہے، اسی وجہ سے اجازت ہے کہ اپنا تعلیمی سفر جاری رکھیں اور وقتاً فوقتاً مجاہدین کے لئے ختم اور دعائیں کریں، اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ میرے احترامات اور تسلیمات جناب فضائل مآب مولانا سمیع الحق مدظلہ کی خدمت میں پیش کریں اور ساتھ استاد الاساتذہ مولانا و مولا العالم حضرت ذی فضیلت مولانا عبدالحق مدظلہ تک پہنچا دیں اور ان سے مجاہدین کیلئے دعا کروائیں۔ مولوی محمد نبی (محمدی) امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان

- **مولانا صبغۃ اللہ مجددیؒ** (سابق صدر افغانستان)

جناب محترم مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل. جمعیۃ علماء اسلام پاکستان. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا پرلطف خط ملا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے جو اس تاریخی کانفرنس جہاد افغانستان کے مسئلہ پر اور اتحاد عالم کے بارہ میں خصوصی توجہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب بنائے اگر مجھے وقت ملا تو ان شاء اللہ حاضر ہوں گا۔ آپ کا بھائی صبغۃ اللہ المجددی

- **پروفیسر استاذ برہان الدین ربانیؒ** (سابق صدر افغانستان)

۲۱ رستمبر ۱۹۹۲ء: فضيلة الشيخ مولوی سميع الحق حفظه الله، السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد! يسرنی أن أتقدم اليكم باسمى آيات الشكر والعرفان على اهتما مكم الدائم باخوانكم الأفغانيين أرجو ان نراكم فی وقت مناسب فی افغانستان إن صاحبنا حكمتيار يأبی الا ان يدمر ماتبقی من افغانستان، ولن يحصل على شئ الاعلى الخسران فی الدنيا والاخرة ' ارجو أن لاتنسونا من دعواتكم والله أسال ان يوفقكم وايانا لخدمة دينه۔ والسلام عليكم ورحمة الله برهان الدين ربانی

(ترجمہ) محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب حفظ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد از سلام! میرے لئے باعث مسرت ہے کہ آپ کی خدمت میں تشکر و امتنان کے الفاظ لکھ رہا ہوں، کیونکہ آپ ہمیشہ اپنے افغانی بھائیوں کی خدمت کرتے ہیں، میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت میں آپ افغانستان تشریف لائیں کیونکہ ہمارے دوست حکمتیار چاہتے ہیں کہ افغانستان میں جو کچھ باقی ہے یہ بھی برباد ہوجائے اور اس سے دنیا و آخرت کی ناکامی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا، امید ہے کہ اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں اپنے دین کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برہان الدین ربانی

(۲)

۲۵؍دسمبر۱۹۹۳ء: فضيلة الاخ الكريم مولوى سميع الحق حفظه الله السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ۔وبعد! أرجوأن تكونوا بخيرٍ و عافية ؛ ادعوالله العلى القدير أن يحفظكم ويرعاكم ويوفقكم لخدمة الاسلام والمسلمين۔ وصلتنى الرسالة والدعوة التى وجهتمو هالى بمناسبة محفل الزواج لابنكم العزيز، جزاكم الله عناو عن الاسلام خيرالجزاء احاول أن اشارك فى الحفل اِن لم يمنعنى الامور الطارئة ؛ أدعو الله المولى عزوجل أن يرزق لإبنكم الصحة والسعادة والله يتولاكم ويرعاكم ۔ برهان الدين ربانى

(ترجمہ) برادرم مولوی سمیع الحق حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور اسلام ومسلمانوں کی خدمت کی توفیق بخشے۔
آپ کا مکتوب گرامی بمع دعوت نامہ بسلسلہ آپ کے بیٹے کی شادی موصول ہوا جزاکم اللہ۔
اگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا تو شادی کے اس پروگرام میں ضرور شرکت کروں گا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے بیٹے کی صحت وسعادت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ وناصر ہو۔

● **انجینئر احمد شاہ مسعود** (وزیر دفاع دولت اسلامی افغانستان)

جناب محترم مولانا سميع الحق صاحب! حفظه الله السلام عليكم ورحمةالله وبركاته!
از خداوند بزرگ موفقیت شمارا استدعا داریم واز احساسات پاك شمانسبت به دولت اسلامی افغانستان اظهارسپاس می نمائیم، پیا م هائی تان توسط برادران طلباء مدرسه تان بما رسید متشکریم وبه شما اطمینان مید هیم که اقامه به حکومت صد درحد اسلامی از جمله آرزو هاء ما میباشد اگر چند که درراه بامشکلات روبرو میبا شیم، به هر صورت به شما اطمینان میدهیم که انشاء الله به نزد یکی حکومت اسلامی در سراسر افغانستان حاکم شدنی است۔ومن الله توفیق برادرتان انجینئر احمد شاه مسعود

(ترجمہ) جناب محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، حفظہ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ہم اللہ تعالیٰ سے آپ کی صحت وعافیت کے لئے دعاگو ہیں اور حکومت اسلامی افغانستان کے حوالے سے آپ کے پاکیزہ احساسات پر شکرگزار ہیں، آپ کا پیغام آپ کے مدرسہ کے طلبا کے توسط سے پہنچا جس پر ممنون ہوں، میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ پورے افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کی میری آرزو ہے، اگرچہ اس راستے میں بہت ساری مشکلات بھی آئیں گی، بہرحال! میں آپ کو پورے افغانستان میں بہت جلد اسلامی حکومت کے قیام کا اطمینان دلاتا ہوں۔

ادارہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے چند اہم خطوط (مکاتیب)
علماء ومشائخ، سیاسی زعماء، رفقاء اور مشاہیر کے نام

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نام جس طرح مشاہیر امت نے ہزاروں خطوط لکھے پھر مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اُنہیں اپنی تاریخی کتاب ''مکاتیب مشاہیر'' میں شائع فرمایا اسی طرح مولانا شہیدؒ کے بھی انہی مشاہیر کے نام بہت سارے مکاتیب ہیں اگر انہیں تلاش کر کے مرتب کیا جائے تو وہ بھی کئی جلدوں پر محیط ہوسکتے ہیں، مولانا شہیدؒ کے چند مکاتیب کی فوٹو اسٹیٹس جو پرانی فائلوں کی چھان بین کے دوران میسر آسکے ان میں سے چند اہم مشاہیر کے نام حضرت شہیدؒ کے کچھ خطوط نذر قارئین کئے جارہے ہیں۔(ادارہ)

- **شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب** (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

حبی وصدیقی العزیز مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ!

سلام مسنون! فترۃ طویلۃ کے بعد تخاطب کا شرف بھی میں ہی حاصل کررہا ہوں

ایں سعادت بزور بازو نیست

آپ سے اتنی تدلّی کا سوچ بھی نہیں سکتا کل ایک اخباری میگزین کی ورق گردانی کرتے ہوئے ایک شعر نظر سے گذرا جو مبتذل لگنے کے باوجود جی چاہا کہ آپ کو سناؤ کہ اور اتفاق سے آج ہی خواہش پوری ہوگئی، شعر تھا:

گئے دنوں کی پرانی سی ڈائری دیکھو
کسی ورق پہ میرا نام بھی لکھا ہوگا

تقریب سخن یہ ہے کہ جامعہ حقانیہ کا فتاویٰ چھ جلدوں میں شائع ہوگیا ہے اس کا ایک سیٹ ارسال کررہا ہوں اس خواہش کے ساتھ کہ آپ اس پر خود ہی ایک جامع تبصرہ لکھ کر شائع

فرمادیں اور وہی تبصرہ آنے والے ایڈیشن (جو بہت جلد آرہا ہے ان شاء اللہ) کی جلد اول کی تمہیدات میں شامل کررہا ہوں، گو آپ کے ہاں کا معیار ظاہری و معنوی بہت اونچا ہے، یہاں دور افتادہ ماحول، گلابی اردو والے لوگ، ہر لحاظ سے فرق ہے مگر کبھی ایسی کوتاہیوں کو نظر انداز کرکے بھی کچھ کرنا ہوتا ہے، بچے آپ کے خطوط کا البم بنا چکے ہیں اور اشاعت پر بضد ہیں میں نے کہا کہ ایک تو باہمی مشورہ سے حک واضافہ ضروری ہے، دوسرے جانبین سے کاتبین ومکتوب الیہان کے خطوط سامنے آنے چاہئے مگر آپ نے کوئی خط رکھا ہوگا؟ اس کی توقع اس لئے نہیں کہ میری خامہ فرسائی اس قابل ہوگی۔ نہ آپ کے قیمتی اعلیٰ معیار مشاغل اور ذوق سے ٹکٹ جمع کرنے جیسے فضول کام میں دلچسپی ہوگی، ورنہ ''ارمغان تقی وسمیع'' جیسی چیز بہت سوں کی دلچسپی کا باعث بن جاتی۔

معلوم نہیں آپ سپریم کورٹ کے مشاغل میں بندھے ہوئے ہیں یا اس کی زنجیر ٹوٹ گئی ہے؟ ورنہ اسلام آباد آمد کے موقع پر مدتوں اکوڑہ آنے کی آس لگی ہے ورنہ مستقلاً تو دنیا بھر کی باد یہ پیمائی والوں سے اس کوردہ دیہاتی کیلئے سفر کرنا تو ماضی کی پارینہ باتیں ہیں۔ والسلام

سمیع الحق

(یوم عاشوراء ۱۴۲۳ھ)

● شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ (بانی جامعہ فاروقیہ کراچی)

۲۳/اگست/۲۰۰۷ء: حضرت المخدوم حضرت مولانا سلیم اللہ خان متعنا اللہ بطول حیاتکم

سلام مسنون! طویل عرصہ بعد شرف خطاب سے مشرف ہوا خوشی کی انتہا نہ رہی، لندن کی پابندی کی تفصیلات دو تین ماہ قبل ''الحق'' میں آچکی ہیں، دوبارہ لف ہذا ہیں، میں نے بھی اسے اپنے لئے اعزاز اور سرمایہ افتخار وزاد آخرت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

لال مسجد کے واقعہ فاجعہ میں الحمدللہ پہلے دن سے میرا موقف انتہائی احتیاط کا رہا بلکہ میں نے ''براءت'' کے گناہ کبیرہ سے خود کو بچا کر علانیہ تائید کی، جس کے اسیران جامعہ حفصہ کے معصوم طلبہ وطالبات بھی احساسات تحسین وتشکر کا اظہار کرتے رہے، بعض اخبارات میں بیانات موجود ہیں، آپ کے گرامی نامہ کے لفظ لفظ سے جذبات قلب ونظر ہم آہنگ ہیں۔ عرصہ بعد باصرار اور تقاضا حالات وفاق کی مجلس شوریٰ میں شرکت کی، انہی جذبات اور درد والم کو لیکر کہ وہاں اظہار حق اور وفاق کی خیر خواہی میں کچھ کردار ادا کرسکوں، مگر افسوس کہ وہاں آدھا وقت وضاحتوں میں اور آدھا ناقدین

کے شوروغوغا میں اور آخری دو گھنٹوں میں مولانا فضل الرحمٰن کی شکل میں ان کو اٹارنی جنرل اور وکیل استغاثہ بنا کر طویل سمع خراشی میں ہمارے لئے چند لمحات بھی نہ چھوڑے گئے، یہ صورت حال دیکھ کر نماز ظہر سے چند منٹ پہلے میں ان کی تقریر کے دوران اجتماع سے نکل کر گویا احتجاج نوٹ کرایا کہ اب میرے لئے یا کسی اور کیلئے کچھ کہنے کا وقت ہی نہیں تھا، فالی اللہ المشتکیٰ یہ وفاق المدارس ایک بڑی قوت تھی اور واحد بھی مگر افسوس سیاست کے سیاہ پر چھائیں اس کو گھہنا رہی ہیں، میں اسی وجہ سے وفاق المدارس کے معاملات میں بے حد احتیاط کرتا ہوں اور لاتعلق رہتا ہوں کہ اس کے انتشار کا الزام ہم پر عائد نہ ہو، کاش! دوسرے لوگ بھی ایسا کرتے۔ آپ کا گرامی نامہ ''الحق'' میں شامل کیا جارہاہے۔ والسلام: دعاؤں کامحتاج احقر سمیع الحق غفرلہ

● **مولانا محمد اسعد مدنیؒ، مولانا محمد ارشد مدنی** (فرزندان شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ)

مخدوم مکرم حضرت قبلہ مولانا محمد اسعد مدنی برادر گرامی مرتبت مولانا محمد ارشد مدنی حفظہما اللہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل جامعہ مدنیہ لاہور کے ماہوار رسالہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے یکا یک حضرت مولانا رشید الدین صاحب قدس سرہ کی وفات کا علم ہوکر سکتہ سا طاری ہوگیا ابھی تک کسی نے ذکر ہی نہیں کیا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون، کل من علیھا فان حضرت کی شفقت ومحبت اور پھر ان کی جامع الصفات شخصیت اور منبع خیروبرکت ہونے کی حیثیت سے یہ حادثہ حادثہء جانکاہ ہے مگر مرضی مولیٰ کے سامنے بجز صبر وشکر کے چارہ نہیں، پاکستان جب بھی تشریف لائے حضرت والد ماجد (شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ) کے ساتھ گہرے تعلق کی وجہ سے اکوڑہ خٹک بھی تشریف لائے، یہ تعلق طرفین کا آخر دم تک قائم رہا، خانوادۂ شیخ مدنی کیلئے ایک بڑا سانحہ ہے، ہم سب خدام اس صدمہ میں پورے خاندان متعلقین، متوسلین، دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ شاہی مرادآباد کے ساتھ شریک تعزیت ہیں، دارالعلوم میں رفع درجات کی دعائیں کی گئیں۔

والسلام: سمیع الحق ۱۰؍جولائی؍۲۰۰۱ء

● **مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ** (سابق صدر جمعیت علمائے پاکستان)

۲۳؍مئی ۲۰۰۱: مخدومی ومکرمی حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب دامت برکاتہم

سلام مسنون! مخدومہ والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہ العزیز کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع سے بے حد صدمہ

ہوا انالله وانا الیه راجعون اتنے عرصہ تک ان کے وجود بابرکت کا سایہ فگن رہنا، آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص کرم نوازی تھی جس سے محرومی بھی صدمے کو مزید بڑھا دیتی ہے مگر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کل من علیها فان بجز صبر کے چارہ کیا ہے؟ اوراب تو ان کے رفع درجات کی دعائیں ہی کام آئیں گی، آپ جیسی عظیم بابرکت شخصیت کا ان کی اولاد میں ہونا ان کے لئے صدقہ جاریہ رہے گا، ہم سب اس غم میں شریک تعزیت ہیں، میری کراچی سے واپسی پر اطلاع موصول ہوئی، آپ ان کے ہسپتال میں علالت کا ذکر فرماتے رہے، بہرحال! اس صدمہ میں ہم سب شریک ہیں۔

سمیع الحق

● **ڈاکٹر علامہ سید سلمان ندوی صاحب** (ڈربن ساؤتھ افریقہ)

۹ر نومبر ر۲۰۰۳ء حضرت علامہ سید سلمان ندوی مدظلہ! سلام مسنون!

امید ہے مزاج بخیر ہونگے زندگی میں پہلی دفعہ سفر افریقہ کا اتفاق ہوا، ۱۷ تا ۲۵ر اکتوبر قیام رہا، سفر کا ایک داعیہ آپ سے ملاقات کی دیرینہ خواہش تھی؟ پریٹوریہ پہنچ کر رابطے شروع کئے، ڈربن میں دو دن رہا، جمعیۃ علماء اسلام دفتر سے پتہ چلا کہ آپ سفر کراچی پر ہیں نہ مل سکنے کا افسوس جو عرصہ سے چلا آرہا ہے مزید اضافہ ہوا آپ پاکستان آتے ہیں لاہور اسلام آباد سے واپسی کا سن کر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حاضری نہ دے سکا، نہ آپ کو دارالعلوم حقانیہ میں دو ایک دن کے لئے کھینچ کر لا سکا، کبھی آئندہ پروگرام ہی میں لازماً ملحوظ رکھیں، آپ سے بے حد ذہنی قرب اور قلبی تعلق ہے والحب من الجانبین سب حضرات کی طرف سے تسلیمات پیش ہیں، رمضان المبارک کی مبارک دعوات میں یاد فرمایا کریں۔ الحق بھیجا جاتا ہے پہنچ رہا ہے یا نہیں؟

والسلام سمیع الحق

(خادم دارالعلوم حقانیہ)

● **ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوریؒ** (نامور محقق وادیب ومؤرخ)

۱۰ر جنوری ر۲۰۰۲ء: محترمی ومکرمی ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری حفظہ اللہ، سلام مسنون! کہیں آنجناب کی اہلیہ مرحومہ محترمہ کی وفات کا پڑھ کر صدمہ ہوا، انا لله وانا الیه راجعون حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمادے، ہم سب شریک تعزیت ہیں، کبھی کبھار دل میں خواہش کروٹ لیتی ہے کہ آپ سے پھر وہی رابطے، مباحث، خطوط، ملاقات اور بحث ومباحثوں کا سلسلہ تازہ ہوجائے مگر کشاکش ایام نے کہیں کا نہ چھوڑا

آپ بھی اپنے حالات میں محصور ہو کر رہ گئے، ''او بصحرا رفت و ما در کوچہ یار رسوا شدیم'' والی بات ہے مگر آپ کی علمی، تصنیفی فتوحات سے بے حد خوشی ہوتی ہے، سوائے اس کتاب کے جو اکابر دیوبند کے ایک مخصوص رخ کی نقاب کشائی کی سعی تھی تو اور یہ اپنے کپڑے آپ ہی برسر بازار اتارنے کی صوت تھی، آخر بیٹھے بیٹھے اپنی محنتوں پر خود پانی پھیرنے کیوں لگ گئے؟ بہرحال! حق تعالیٰ درگذر فرمائے آپ میری اس تلخ نوائی کو معاف فرمائیں، آپ سے جگری تعلق ہے اور قائم و تازہ ہے۔

والسلام

آپ کا بھولا گیا بھائی سمیع الحق

● **حضرت اقدس مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ** (سابق مفتی وشیخ الحدیث جامعہ حقانیہ)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ وادام اللہ فیوضہ سابغہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں مدت سے قدم بوسی کا موقع نہیں ملا، اشتیاق دید میں کمی نہیں مگر عوارض ومصروفیات کی وجہ سے محروم ہوں، فتاویٰ حقانیہ بحمد للہ منصۂ شہود پر آ چکا ہے، جس میں حضرت والد صاحب کے طویل دور کے فیوضات شامل ہیں اور آپ کا ایک حظ وافر ہے جسے الحمدللہ تاحیات محفوظ کر دیا گیا ہے، یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے، ورنہ افغان پٹھان علاقوں میں ایسے علوم ومعارف قبل از تدوین وترتیب ہی پردۂ خفا میں چلے جاتے ہیں، حقانیہ اور اس کے اکابر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص کرم کا معاملہ ہے، بہرطور فتاویٰ سے یقیناً آپ کو سب سے بڑھ کر خوشی ہوگی، فتاویٰ کی اشاعت کے بعد سب سے پہلے اس کا نسخہ آپ کے خدمت میں بھیجنے کا فیصلہ کیا مگر عین موقع پر مردان کے صاحب خیر چیئرمین عزیز الرحمٰن صاحب تشریف لائے اور انہوں نے خود ہی آپ کی خدمت میں نسخہ پہنچانے کی خواہش ظاہر کی، وہ سباق للخیرات آدمی ہیں میں نے اسی پر قناعت کی کہ آپ کو نسخہ پہنچ گیا ہے پھر بھی ایک نسخہ مزید ارسال ہے کہ ذاتی تصرف میں رکھیں، یا مدرسے کے کتب خانہ میں شامل فرمادیں، آپ کی صوابدید پر ہے، اب گذارش یہ ہے کہ جیسا میں نے تمہید کتاب میں بھی لکھا ہے کہ اس میں کمی بیشی اور تعدد مفتیین حضرات کی وجہ سے اختلاف رائے کی گنجائش ہے، آنجناب کی نظر سے کوئی قابل اصلاح چیز گذرے یا کمی بیشی، حک واضافہ محسوس فرماویں تو لازماً مطلع فرماویں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اسے شامل کیا جا سکے، دعاؤں کا محتاج ہوں صحت کافی گر رہی ہے۔

صاحبزادگان واحباب کو سلام

والسلام: سمیع الحق (خادم دارالعلوم حقانیہ) ۱۵؍صفر ۱۴۲۳ء

● مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحب (مدیر "الفرقان" لکھنؤ)

مخدومی ومطاعی حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ! سلام مسنون ! گرامی نامہ ملا خوشی ہوئی، آپ کی صحت کے بارہ میں فکر رہتی ہے، اللہ تعالیٰ دین کیلئے تادیر عافیت تامہ سے رکھے اور توفیق اعمال بھی جاری وساری رہے۔آپ نے دس پونڈ بدل اشتراک الحق کے طور پر ارسال فرمائے جزاکم اللہ، آپ جیسے اصحابِ علم وفکر اور مخلص احباب کی الحق سے دلچسپی اور محبت ہی اس کی قیمت ہے جو ہمارے لئے سرمایہ افتخار ہے، سینٹ کی سیٹ اب اور چیزوں کی طرح آتی جاتی بات ہے، عرصہ دراز اس دشتِ بے ثمر کی تگ وتاز میں گزری، نتیجہ صفر اس لئے کہ اب دلچسپی نہیں رہی، کمبل والی بات ہے جو پیچھا نہیں چھوڑ رہی۔"الحق" کے ای میل پر کوئی چیز نہیں ملی، راشدالحق سے دوبارہ چیک کروایا بہت افسوس ہوا کہ میٹنگ کہاں ہوگی؟ دوبارہ ڈاک سے یا ای میل سے ارسال فرمادیجئے تاکہ الحق آپ کے فیوض وتفردات سے مستفید ہوتا رہے، راشدالحق اور سارے احباب ومتعلقین تسلیمات پیش کرتے ہیں۔رسید ارسال خدمت ہے۔ والسلام سمیع الحق (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

● مولانا عطاء المؤمن شاہ بخاری صاحبؒ (مجلس احرار الاسلام پاکستان)

مخدومی حضرت علامہ مولانا عطاء المؤمن شاہ صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! آن محترم نے حاضری کا حکم دیا تھا، میرے لئے تعمیل باعث صد افتخار وسعادت تھی لیکن میں نے اسی وقت پہلے سے طے شدہ پروگرام اور مجبوریوں کے حوالہ سے عذر پیش کردیا تھا، اس امید پر کہ والعذر عند کرام الناس مقبول پھر بھی میں نے پوری کوشش کی کہ کوئی صورت حاضری کی نکال سکوں مگر کامیابی نہ ہوئی۔

اب حضرت علامہ ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ) اورحضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب (جنرل سیکرٹری جمعیۃ العلماء اسلام صوبہ سرحد) حاضر ہورہے ہیں جو ہر لحاظ سے نعم البدل ہیں اور بھی اکابر موجود ہوں گے کوئی کمی محسوس نہیں ہوگی۔

آنجناب حضرت امیر شریعت قدس اللہ سرہ العزیز کے مشن پر کاربند ہیں اور اسے آگے بڑھا رہے ہیں، وہ برطانوی استعمار واستبداد کے خلاف زندگی بھر برسر پیکار رہے، اب امت کو امریکیوں کی شکل میں نئے استعمار کا سامنا ہے، جو ہزار درجے بدترین سامراج ہے، ایسے وقت میں خانوادۂ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ تمام کی تمام توانائیاں اس راہ میں خرچ

کر کے اپنے عظیم مورث کی وراثت کا حق ادا کریں، عراق کے حادثہ کے بعد یہود ونصاریٰ کا شرمناک اورخونخوار چہرہ مزید بے نقاب ہوکر سامنے آ گیا ہے اور یہ سب کا فرض ہے کہ خودکواور آنے والی نسلوں کو غلامی سے نجات دلانے کیلئے میدان عمل میں اتریں، آپ کا ہر اجتماع ''اظہار نفرت کانفرنس'' اس سلسلہ میں نہایت بروقت اقدام ہے اور یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے کہ ولن ترضی عنك اليهود ولنصارٰی حتی تتبع ملتهم کا یہی سبق ہے تمام حاضرین اوروابستگان سے بصد اخلاص معذرت خواہ ہوں اورتسلیمات پیش کرتا ہوں۔ سمیع الحق

خادم جمعیت علماء اسلام ودارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

● مولانا محمد فیاض خان سواتی ومولانا زاہد الراشدی صاحبان

۱۰؍ اپریل ۲۰۰۰ء: برادران گرامی مخدوم زادگان مکرمین مولانا محمد ریاض صاحب ومولانا محمد فیاض! وبرادرگرامی مرتبت مولانا زاہد الراشدی حفظہم اللہ ودیگر متعلقین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت اقدس صوفی صاحب رحمہ اللہ کے حادثۂ ارتحال علم وعمل کی دنیا کے لئے عظیم سانحہ ہے، افسوس کہ ظہر کے بعد اطلاع ملی وقت کم تھا مگر اس کے علاوہ طبیعت رات سے بے حد مضمحل تھی، سفر کا تحمل نہ ہوسکا، عدم شرکت ایک بڑی سعادت سے محرومی تھی مگر معذوری کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا، ایک اہم وفد اکابرین جمعیۃ پر مشتمل جنازہ میں شریک ہوا۔ دوسرے دن دارالحدیث میں تعزیتی مجلس ہوئی، احقر نے خطاب کیا اوراجتماعی دعا کرائی گئی، جس کی تفصیل اخبارات میں آچکی ہے، حضرت مولانا مرحوم گوناگوں صفات وکمالات کی حامل شخصیت تھے ''الحق'' کے اوائل میں حضرت مرحوم نے مستقلاً وسیع نگارشات اورمقالات سے نوازا جو'' الحق'' کے علمی مقام کی رفعت کا ذریعہ بنتا رہا، خطوط میں ناچیز کی تشجیع اورحوصلہ افزائی فرماتے رہے گو کل من علیها فان ......بجزصبر وشکر کوئی چارہ نہیں ،اللہ تعالیٰ ان کی جدائی سے پیدا ہونے والا خلا پر فرما دے اور نصرۃ العلوم کے ذریعہ اور اولاد احفاد کے ذریعہ سلسلہ فیض جاری وساری رکھے، جلد از جلد خود بھی حاضر ہونے کی سعی کروں گا، پورا دارالعلوم اور جمعیۃ علماء اسلام اس غم میں شریک تعزیت ہے۔ والسلام سمیع الحق

● جسٹس خلیل الرحمٰن صاحبؒ

محترمی عالی مرتبت جناب جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب! زیدعزہ راعی الجامعۃ الاسلامیہ اسلام آباد

سلام مسنون! دارالعلوم میں آپ کی آمد، طلبہ کو مفید نصائح سے بھر پور خطاب اور بندہ ناچیز کو شرف

ملاقات بخشنے کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں غریبوں کے ہاں آمد کلاہ گوشہ دھقان بآفتاب رسید والا معاملہ ہے جزاکم اللہ تعالیٰ، افسوس کہ آپ کی شایان شان خدمت نہ ہوسکی کوتاہیوں سے درگذر فرماویں، ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اوراس پر دارالعلوم کے سارے خدام ممنون ہیں یادش بخیر فتاویٰ حقانیہ کا ایک نسخہ آپ نے قبول فرما کر تحسین کا اظہار کیا تھا میری خواہش ہے کہ اس پر آپ کا ایک تفصیلی تبصرہ آجائے جو جدید عدالتی نظام سے وابستہ حضرات کے خیالات کی ترجمانی کرسکے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے قدیم وجدید دونوں خوبیوں سے نوازا ہے اسلئے اس تبصرہ کی اہمیت ہوگی جسے کتاب کے اگلے ایڈیشنوں میں شامل کرایا جاسکے، اس کیلئے وقت نکالنے کی امید ہے، آپ کے رفقاء (جو تشریف لائے تھے) سب سے سلام نوازش ہے۔ والسلام

سمیع الحق ۱۵/اپریل ۲۰۰۲

● مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب (نامور محقق ودانشور برطانیہ)

۲۷/جون/۲۰۰۲: محترم المقام جناب مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب! سلام مسنون! گرامی نامہ عزیزم راشد الحق کے نام نظر سے گذرا وہ بیرون ملک آپ کی طرف سفر پر ہیں، بچوں کو ساتھ لے گئے ہیں، معلوم نہیں کہ برطانیہ کے طرف نکلیں گے یا نہیں مجھے تو ایک طویل عرصہ سے ادھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا اب تو ظروف ہر طرح نامساعد ہوگئے ہیں کہ یہ بلا ذحیشہ ہمارے قدموں کو برداشت بھی نہیں کرسکتے، مدتوں کے بعد آپ کے حالات سے خوشی ہوگی، آپ کی علمی وقلمی کاوشوں سے کبھی کبھی آگاہی ہوکر باعث مسرت بنتی رہتی ہیں زاداللہ جھودکم ووفقکم للاکثرمن ھذامایرضیہ راشد خط وکتابت میں سست ہے، محسوس نہ فرمایا کریں، مجھ سے براہ راست بھی رابطہ رکھنے میں تکلف نہ فرمائیں۔

بھارتی مسلمانوں کے سلسلہ میں آپ حضرات کے کدوکاوش کا پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی یہ ایک فریضہ اور جہاد اکبر ہے کہ ان مظلوموں کی ہر طرح دادرسی کی جائے، میڈیا یک طرفہ اس کا توڑ یہی جہاد ہے پاکستان کا شاید پروگرام نہیں بن رہا آنا ہوا تو ضرور شرف ملاقات بخشیں تمام حضرات رفقاء سے تسلیمات خط لکھ چکا تھا کہ کسی نے بتایا کہ چار پانچ روز قبل راشد نے آپ کے نام خط پوسٹ کیا ہے۔ والسلام

سمیع الحق (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

● مولانا انیس الرحمٰن ندوی صاحب (انچارج فرقانیہ اکیڈمی ہندوستان)

۲۱/اپریل/۲۰۰۲: محترمی ومکرمی انچارج فرقانیہ اکیڈمی وصاحبزادگان حضرت مولانا شہاب الدین ندوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ۱۸/اپریل کا ای میل کمپیوٹر کی ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے آج ۲۹/اپریل کو ملا، جس سے عالم اسلام کے منفرد سکالر محقق اور ہمارے نہایت مہربان بزرگ ساتھی حضرت علامہ محمد شہاب الدین ندوی کی وفات کا علم ہوا کسی اخبار میں بھی خبر نہیں پڑھی انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کا سانحہ وفات علمی، دینی اور تحقیقی دنیا کیلئے تو ایک زبردست نقصان ہے ہی مگر ماہنامہ ''الحق'' کے ساتھ مدت مدید سے جو خصوصی تعلق تھا گویا وہ ادارہ الحق کے رکن رکین ہی بن گئے تھے، اس لحاظ سے یہ ہم سب کا، ادارۂ ''الحق'' اوراس کے قارئین کا ذاتی سانحہ بن گیا ہے ہر عالم کی وفات ایک بڑا سانحہ ہوتا ہے، موت العالم موت العالم مگر جن خاص موضوعات اور عصری تقاضوں کی روشنی میں سائنس وٹیکنالوجی اور جدید حوادث ونوازل پر جس منفرد صلاحیتوں سے اللہ نے انہیں نوازا تھا اس لحاظ سے اس سانحہ کی شدت اور گہرائی اور بڑھ جاتی ہے، انہوں نے سینکڑوں مقالات (جن کا ایک معتد بہ حصہ ''الحق'' کی زینت بنتا رہا ہے) اور تصانیف کے ذریعہ اس ضرورت کو پوارا فرمایا فجزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین قحط الرجال کے اس دور میں ایسے حضرات ناپید ہوتے جارہے ہیں، حق تعالیٰ انکی وفات سے پیدا ہونے والے اس فجوۃ کو غیب سے پُر فرمادے، دارالعلوم حقانیہ ماہنامہ ''الحق'' اور ہمارے تصنیفی اشاعتی ادارے اس غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں اور شریک تعزیت ہیں۔

والسلام: سمیع الحق

● صاحبزادگان مفتی زین العابدینؒ (دارالعلوم فیصل آباد)

۲۰/مئی ۲۰۰۴: حضرت گرامی قدر عزیز صاحبزادگان حضرت مفتی زین العابدین قدس سرہ العزیز! سلام مسنون! حضرت مفتی صاحب کے سانحہ وفات کی اطلاع صاعقہ بن کر گری، اناللہ وانا الیہ راجعون جیسا کہ میں نے مولانا یوسف رابع بھائی کو عرض کیا تھا کہ اسی وقت میرے سالے مرحوم حامد الحق، راشد الحق کے سگے ماموں کا انتقال ہوا تھا، بڑی کوشش کی کہ جنازوں میں تطبیق کی کوئی صورت نکل آئے مگر واہ شومیٔ قسمت کہ مجبوراً حضرت اقدس سرہ کے جنازہ کی سعادت سے محروم رہا جس کا ہمیشہ افسوس رہے گا، اس کے بعد پے درپے ایسے حالات وعوارض سامنے آرہے ہیں کہ عزم بالجزم

کے باوجود حاضری میں دیر ہورہی ہے، جس پر معذرت خواہ ہوں حضرت قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم صفات سے نوازا تھا، وہ ٹوٹے پھوٹے لوگوں کو جوڑ دیتے تھے اور کسی بھی محاذ پر اعلائے کلمۃ حق کا موقع آتا پس وپیش نہ فرماتے اسی جذبۂ حمیت سے مجھ گنہگار کی ہر موقع پر سرپرستی فرمائی، آخری بار شدید علالت میں تحفظ مدارس دینیہ کانفرنس کیلئے اکوڑہ خٹک آئے جبکہ کرسی کے بغیر چل پھر نہیں سکتے تھے، ایسے موقع پر ایک مشفق سرپرست کا سایہ مجھے نصیب رہا، افسوس کہ اب محروم ہوگئے، الحمدللہ کہ ابھی چند ماہ قبل آپ برادران کے ساتھ فیصل آباد میں حضرت قدس سرہ کی زیارت ہوئی، جانا سب نے ہے خوش قسمت تھے کہ صاحبزدگان اخلافِ رشد وہدایت کو صدقہ جاریہ چھوڑ گئے۔

دارالعلوم میں دعائے مغفرت وایصال ثواب جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ

والسلام: سمیع الحق

● **مولانا مفتی زرولی خان صاحبؒ** (بانی جامعہ احسن العلوم کراچی)

۷/جون/۲۰۰۸: مخدومی الاعز الاغر الکریم السید زرولی خان صاحب عمت فیوضہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج ڈاک سے الاحسن کا عظیم الشان نعت نمبر موصول ہوکر دل باغ باغ ہوا جس ذوق وشوق اور تتبع واستقراء سے قصائد مدحیہ کا حسن انتخاب کیا گیا ہے، وہ ذات ختمی مرتبت فداہ آباء نا وامھاتنا وارواحنا سے گہرے تعلق اور محبت کا شاہد عدل ہے، اللھم زد فزد، اس وقت جب کہ اعداء وحساد رسول کفرۂ غرب وشرق متحد ہوکر آفتاب وماہتاب رسالت کے سامنے خاکوں کی شکل میں مصنوعی ظلمتوں اور اندھیریوں کا سہارا لے کر لیطفئوا نوراللّٰہ بافواھھم کا مصداق بن رہے ہیں اور درحقیقت خاکوں کی شکل میں اپنے سروں پر خاک ڈال رہے ہیں، ایسے وقت میں پوری امت اوراس کے علماء، دانشور اور مدارس ااورادارں کو مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہی حرمت رسول اللہ اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کرنے کیلئے ایسی علمی، تحریری، فکری ونظری کوششوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ووقت کا اولین تقاضا ہے کہ

مصطفیٰ برساں خویش راکہ دین ہمہ است
اگربہ اونہ رسیدی تمام بولہبی است
وہ دانائے سبل، ختم رسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادئ سینا

الاحسن جس تیزی سے علمی میدانوں میں خصوصی نمبروں کی شکل میں فتح کے جھنڈے گاڑھ رہا ہے وہ اللہ کی غیبی مدد ہے ،وانا له الحديد کا مظاہرہ بعض وقت تصانیف کی صورت میں بھی ہوا ہے، بہرحال یہ فوری جذبات تھے جس کا اظہار برجستہ کررہاہوں۔ والسلام سمیع الحق

● مولانا راغب حسین نعیمی صاحب

۲۶؍رجب ۱۴۳۰ھ: برادرم عزیز مکرمی حافظ راغب نعیمی صاحب زیدہ مجدہ وزاداللہ عزہ

سلام مسنون ! حادثہ جانکاہ کے بعد مسلسل حاضری کا ارادہ کرتا رہا اس وجہ سے عریضہ بھی نہ لکھ سکا، آپ کے والد ماجد قدس سرہ کی محبت وشفقت اوراس سے بڑھ کر آپ کے جد امجد بزرگوار مفتی صاحب کی ناچیز سے عنایات مجلس شوریٰ میں مشترکہ جدوجہد پھر عورت کی حکمرانی کے خلاف تحریک اور ہمارے سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل کے سلسلہ میں متحدہ شریعت محاذ کے قیام اور پروگرام اور مدارس دینیہ کے خلاف خبیث عزائم کے مقابلہ میں تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے سرگرمیوں سے جامعہ نعیمیہ اورآپ کے والد بزرگوار اورجد امجد مرحوم کا جو تعلق رہا ہے وہ یقیناً سب کچھ آپ کے ذہن میں ہوگا، اس طویل دور سے ہمارے تعلق کے عمق اور گہرائی کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اورلازمی طور پر اس صدمہ کی شدت اوراثر انگیزی بھی میرے لئے طبعی بات ہے۔

برادرم! اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو جس عزیمت واستقامت سے نوازا تھا اس کی معراج شہادت ہی ہوسکتی ہے اور حادثہ کے وقت ٹی وی پر آپ کے صبر وتحمل اور حکمت ونصیحت سے لبریز ردعمل سے بے حد خوشی ہوئی، آپ نے صبر وضبط کا دامن سنبھالے رکھا اور بہت بڑے فتنہ اور سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا، صحت کی خرابی ، اسفار اور تعلیمی سال کی اختتامی تقریبات کی وجہ سے لاہور آنا نہیں ہو سکا، پہلی حاضری پر تعزیت کیلئے حاضری دونگا، پورے حلقہ وابستگان تک میرے احساسات پہنچا دیں۔

والسلام

سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ، خادم جمعیۃ علماء اسلام

جناب شاہد حنیف
مرتب اشاریہ ماہنامہ ''الحق''

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے اہم مضامین وتحریرات کا اشاریہ

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سالہا سال تک ماہنامہ ''الحق'' میں مختلف متنوع موضوعات پر ادارتی صفحات تحریر کرتے رہے، جس میں ملکی و بین الاقوامی مسائل کے علاوہ فرق باطلہ کا تعاقب بھی فرماتے رہے۔ زیرنظر مجموعہ ان کے ماہنامہ ''الحق'' میں شائع ہونے والی تحریرات، خطبات، مکتوبات اور تبصروں پر مشتمل اشاریہ ہے، امید ہے حضرت شہیدؒ کے فکر وفن کے حوالے سے کام کرنے والے محققین کے لئے یہ سنگ میل ثابت ہوگا۔ (ادارہ)

سمیع الحق، مولانا	اسلامی سزائیں [عیسائی جسٹس کارنیلس کے نظریات کا جائزہ]	اکتوبر۱۹۶۵/ ۵۰
سمیع الحق، مولانا	گدازِ قلبی اور مردہ دلوں کی مسیحائی [ابن جوزیؒ]	اکتوبر۱۹۶۵/ ۴۳
سمیع الحق، مولانا	گدازِ قلبی اور مردہ دلوں کی مسیحائی [صفوان المازنیؒ]	اکتوبر۱۹۶۵/ ۴۱
سمیع الحق، مولانا	گدازِ قلبی اور مردہ دلوں کی مسیحائی [عبدالقادر جیلانیؒ]	اکتوبر۱۹۶۵/ ۴۲
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۵/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	فیملی پلاننگ [خاندانی منصوبہ بندی] اور ہم [اداریہ]	نومبر۱۹۶۵/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	امرا اور خلقِ خدا سے استغنا اور بے نیازی [تذکرہ اسلاف]	دسمبر۱۹۶۵/ ۴۲۔۴۳
سمیع الحق، مولانا	جنگِ ستمبر ۱۹۶۵ء [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۵/ ۴
سمیع الحق، مولانا	شیخ الحدیث مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۵/ ۵
سمیع الحق، مولانا	مذہب اور انسان [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۵/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	ماہِ صیام [اداریہ]	جنوری۱۹۶۶/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری۱۹۶۶/ ۵

سمیع الحق، مولانا	اعلانِ تاشقند [اداریہ]	فروری ۱۹۶۶/۲
سمیع الحق، مولانا	بھارتی وزیر اعظم شاستری کی عدالت میں پیشی [اداریہ]	فروری ۱۹۶۶/۲
سمیع الحق، مولانا	حج کی نئی پالیسی [اداریہ]	فروری ۱۹۶۶/۴
سمیع الحق، مولانا	کرسی نہیں تو پانی کا مٹکا [شیخ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کا ایک اہم واقعہ]	فروری ۱۹۶۶/ ۳۱
سمیع الحق، مولانا	محمد علی کلے کا ایمانی مظاہرہ [اداریہ]	فروری ۱۹۶۶/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	جمعیۃ العلماءِ اسلام کی قرارداد (بسلسلہ عائلی مسائل) اور علماءِ کرام [اداریہ]	مارچ ۱۹۶۶/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	فیملی پلاننگ [اداریہ]	مارچ ۱۹۶۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	اسلام اور عہدِ حاضرہ کے سائنسی کارنامے [چانداور زہرہ کی تسخیر/ اداریہ	اپریل ۱۹۶۶/۲۔۱۴
سمیع الحق، مولانا	بن باپ کے بچے [اداریہ]	مئی ۱۹۶۶/۳
سمیع الحق، مولانا	شاہ فیصلؒ کی آمد [اداریہ]	مئی ۱۹۶۶/۴
سمیع الحق، مولانا	عراق کے صدر عبدالسلام عارف کی شہادت [اداریہ]	مئی ۱۹۶۶/۴
سمیع الحق، مولانا	ملّی ورثہ سے بغاوت [اداریہ]	مئی ۱۹۶۶/۲
سمیع الحق، مولانا	جشن خیبر اور فحاشی وعریانی [اداریہ]	جون ۱۹۶۶/۳
سمیع الحق، مولانا	علماءِ حق پر پابندی [اداریہ]	جون ۱۹۶۶/۲
سمیع الحق، مولانا	مولانا شیر محمد سندھیؒ کی وفات [اداریہ]	جون ۱۹۶۶/۴
سمیع الحق، مولانا	قصرِ اسلام میں شگاف کی کوششیں [فضل الرحمٰن اور ادارہ تحقیقاتِ اسلامی/ اداریہ]	جولائی ۱۹۶۶/۲۔۱۰
سمیع الحق، مولانا	تذکارِ رسول؟ - میلاد النبیؐ کے ہنگامے [اداریہ]	اگست ۱۹۶۶/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	محکمہ منصوبہ بندی کے لیے......ایک گھر میں ۹ جڑواں بچوں کی پیدائش [اداریہ]	اگست ۱۹۶۶/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد شفیع سرگودھویؒ کی وفات [اداریہ]	اگست ۱۹۶۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	اسلام، ایک عادلانہ نظام [اداریہ]	ستمبر ۱۹۶۶/۲
سمیع الحق، مولانا	الحق کا پہلا سال [اداریہ]	ستمبر ۱۹۶۶/۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	ترکی میں زلزلہ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۶۶/۳

سمیع الحق، مولانا	ایس ایم ظفر کا اعلان اور ادارہ تحقیقاتِ اسلامی [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۶/ ۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	سیّد قطب شہیدؒ کی شہادت [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۶/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالحنانؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۶/ ۵۔۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا عزیز گلؒ کاکا خیل کی اہلیہؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۶/ ۷
سمیع الحق، مولانا	تحریک خاندانی منصوبہ بندی [اداریہ]	نومبر۱۹۶۶/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	حج [اداریہ]	نومبر۱۹۶۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	دوسری اسلامی کانفرنس میں مفتی محمودؒ [اداریہ]	نومبر۱۹۶۶/ ۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	اسرائیلی بربریت [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۶/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	تعددِ ازواج [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۶/ ۴
سمیع الحق، مولانا	قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	مفتی محمودؒ کی گرفتاری [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۶/ ۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالخالق ؒ [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	رحمتوں کا مہینہ، رمضان المبارک [اداریہ]	جنوری۱۹۶۷/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	خاندانی منصوبہ بندی [اداریہ]	فروری۱۹۶۷/ ۳
سمیع الحق، مولانا	ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی کتاب قوانین اسلام [اداریہ]	فروری۱۹۶۷/ ۴
سمیع الحق، مولانا	ملک میں قحط سالی [اداریہ]	فروری۱۹۶۷/ ۲
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت ایک فتنہ [اداریہ]	مارچ۱۹۶۷/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	بھارتی مسلمان اور عائلی قوانین [اداریہ]	مارچ۱۹۶۷/ ۵
سمیع الحق، مولانا	ملک بھر میں قراءت کی محافل [اداریہ]	مارچ۱۹۶۷/ ۶۔۷
سمیع الحق، مولانا	اکبر دی گریٹ' کا ماڈرن 'اسلام' [عہدِ اکبری پر ایک نظر/ اداریہ]	اپریل۱۹۶۷/ ۲۔۱۵
سمیع الحق، مولانا	قادیانیوں کی حج میں شرکت [اداریہ]	مئی۱۹۶۷/ ۵۔۶
سمیع الحق، مولانا	قانونِ وراثت [اداریہ]	مئی۱۹۶۷/ ۴

سمیع الحق، مولانا	مادیت اور ظاہر پسندی کا چیلنج [اداریہ]	مئی۱۹۶۷/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	اسلامی نظریاتی کونسل کا کام؟ [اداریہ]	جون۱۹۶۷/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	جزائر فیجی سے ایک مکتوب [اداریہ]	جون۱۹۶۷/ ۵
سمیع الحق، مولانا	منصوبہ بندی [اداریہ]	جون۱۹۶۷/۴
سمیع الحق، مولانا	سقوطِ بیت المقدس [یہودی عزائم اور اُمتِ مسلمہ/ اداریہ]	جولائی۱۹۶۷/۲۔۱۰
سمیع الحق، مولانا	برطانیہ میں جنس پرستی کا قانون [اداریہ]	اگست۱۹۶۷/ ۶۔۷
سمیع الحق، مولانا	صدر ناصر کا خطاب [اداریہ]	اگست۱۹۶۷/ ۸۔۹
سمیع الحق، مولانا	عربوں کی شکست کا المیہ [اداریہ]	اگست۱۹۶۷/۲
سمیع الحق، مولانا	مشرقِ وسطیٰ کا حادثہ [اداریہ]	اگست۱۹۶۷/ ۵
سمیع الحق، مولانا	وارثین انبیا، تجدد پسند اور روشن خیال طبقہ [اداریہ]	اگست۱۹۶۷/۳۔۵
سمیع الحق، مولانا	ملکی سالمیت، شیعہ کا عناد وتعصب [اداریہ]	ستمبر۱۹۶۷/ ۶۔۹
سمیع الحق، مولانا	اجلاسِ دستار بندی کا انعقاد [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۷/۳
سمیع الحق، مولانا	الحق کا تیسرا سال [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۷/۲
سمیع الحق، مولانا	مرزائیوں کا حجاز میں داخلہ [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۷/۴
سمیع الحق، مولانا	ادارہ تحقیقات اسلامی کا فتویٰ 'جھٹکے کا گوشت حلال ہے؟' [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/۲
سمیع الحق، مولانا	ایک تجدد پسند 'بزرگ' [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	خاندانی منصوبہ بندی [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/۴
سمیع الحق، مولانا	شاہ فیصلؒ کا ایک احسن اقدام [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/ ۵
سمیع الحق، مولانا	شاہِ ایران کی تاج پوشی [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/۳
سمیع الحق، مولانا	علماءِ کرام کی خدمت میں [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/ ۶
سمیع الحق، مولانا	محکمہ اوقاف [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	محکمہ تعلیم [اداریہ]	نومبر۱۹۶۷/۳

سمیع الحق، مولانا	ایوب خان کا سپاسنامہ [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۷/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	خواجہ شہاب الدین کی منکرین حدیث (پرویز) کی حمایت [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۷/ ۴
سمیع الحق، مولانا	مجلس تحفظ ختم نبوت [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۷/ ۵
سمیع الحق، مولانا	وفاق المدارس العربیہ [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۷/ ۵
سمیع الحق، مولانا	تبدیلیِ دل کا آپریشن اور سائنس کی ترقی [مغربی تہذیب/ اداریہ]	جنوری۱۹۶۸/ ۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا شاہ وصی اللہؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری۱۹۶۸/ ۶
سمیع الحق، مولانا	ہلالِ عید کی آمد اور ہمارا کردار [اداریہ]	جنوری۱۹۶۸/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	افریقا میں تبدیلیِ دل کا آپریشن اور سائنس کی ترقی [اداریہ]	فروری۱۹۶۸/ ۳۔۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۶۸/ ۵
سمیع الحق، مولانا	نزولِ قرآن کا چودہ سو سالہ جشن [اداریہ]	فروری۱۹۶۸/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے زیر اہتمام مغربیت کا فروغ [اداریہ]	مارچ۱۹۶۸/ ۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	ڈاکٹر فضل الرحمٰن (ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ) کے افکار [اداریہ]	مارچ۱۹۶۸/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق [بشکریہ تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ/ ۴ اقساط] مارچ۱۹۶۸/ ۴۰۔۵۸، اپریل۱۹۶۸/ ۴۷۔۴۹، مئی۱۹۶۸/ ۲۲۔۳۷، جون۱۹۶۸/ ۴۴۔۴۹	
سمیع الحق، مولانا	سفرِ ڈھاکہ اور احوال ڈھاکہ [تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ کا تعارف/ اداریہ]	اپریل۱۹۶۸/ ۲۔۸
سمیع الحق، مولانا	امریکا میں سیاہ فام ڈاکٹر مارٹن کا قتل اور نسلی فتنہ [اداریہ]	مئی۱۹۶۸/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	جرم اور حکومت [اداریہ]	مئی۱۹۶۸/ ۴
سمیع الحق، مولانا	سندھ کے عالم علامہ آئی آئی قاضی کی خودکشی [اداریہ]	مئی۱۹۶۸/ ۶
سمیع الحق، مولانا	صدر ترکی کا ایمان افروز پیغام [اداریہ]	مئی۱۹۶۸/ ۵
سمیع الحق، مولانا	ہفت روزہ چٹان لاہور کی ضبطی [اداریہ]	مئی۱۹۶۸/ ۵
سمیع الحق، مولانا	جمعیۃ العلما کی کانفرنس [اداریہ]	جون۱۹۶۸/ ۲
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ ساقی...... کا شر انگیز مضمون [بابت خلفائے راشدین/ اداریہ]	جون۱۹۶۸/ ۳

سمیع الحق، مولانا	ملک میں شراب نوشی کے لائسنس [اداریہ]	جون ۱۹۶۸/ ۶
سمیع الحق، مولانا	امریکی صدر کینیڈی کا قتل اور مغرب [اداریہ]	جولائی ۱۹۶۸/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	خاندانی منصوبہ بندی [اداریہ]	جولائی ۱۹۶۸/ ۴
سمیع الحق، مولانا	ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی 'اسلامی تحقیقات' [اداریہ]	جولائی ۱۹۶۸/ ۵
سمیع الحق، مولانا	سنتِ رسول سے بغض، اجماع و اجتہاد کی آڑ میں اسلام سے روگردانی، علما اور مُلّا پر اعتراض کیوں؟ [اداریہ]	اگست ۱۹۶۸/ ۲۔۸
سمیع الحق، مولانا	قاری محمد طیبؒ قاسمی کی پاکستان آمد [اداریہ]	ستمبر ۱۹۶۸/ ۷۔۹
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد اکرم خانؒ (مشرقی پاکستان) کی وفات [اداریہ]	ستمبر ۱۹۶۸/ ۶
سمیع الحق، مولانا	ویت نام کی جنگ اور امریکا [اداریہ]	ستمبر ۱۹۶۸/ ۶
سمیع الحق، مولانا	اُردن اور بیت المقدس کی سرزمین	اکتوبر ۱۹۶۸/ ۷۔۸
سمیع الحق، مولانا	ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا استعفیٰ	اکتوبر ۱۹۶۸/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	کراچی میں ولی عہد اُردن کی شادی میں اسراف	اکتوبر ۱۹۶۸/ ۶
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی چوتھی جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۶۸/ ۲
سمیع الحق، مولانا	مولانا مبارک علیؒ (دارالعلوم دیوبند) کی وفات	اکتوبر ۱۹۶۸/ ۶۸
سمیع الحق، مولانا	رمضان المبارک، رحمتوں کا مہینہ [اداریہ]	نومبر ۱۹۶۸/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	موجودہ ملکی حالات [اداریہ]	دسمبر ۱۹۶۸/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا اسعد مدنیؒ کے خسر مولانا حمید الدینؒ کی وفات	دسمبر ۱۹۶۸/ ۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا اسعد مدنیؒ کے فرزندِ گرامی حافظ محمدؒ کی وفات	دسمبر ۱۹۶۸/ ۷
سمیع الحق، مولانا	عظمتِ صحابہؓ اور خلافت و ملوکیت از سیّد مودودیؒ [اداریہ]	جنوری ۱۹۶۹/ ۳۔۵
سمیع الحق، مولانا	قاری محمد طیبؒ سے ایک ملاقات [مولانا نانوتویؒ کے کارنامے/ انٹرویو/ ۲ اقساط]	جنوری ۱۹۶۹/ ۶۔۱۷، فروری ۱۹۶۹/ ۷۔۱۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبیداللہ انورؒ کے ساتھ توہین آمیز سلوک [اداریہ]	جنوری ۱۹۶۹/ ۲۔۳

سمیع الحق، مولانا　سفرِ ڈھاکہ [اداریہ]　فروری۱۹۶۹/ ۳-۶

سمیع الحق، مولانا　مولانا نصیرالدین غورغشتیؒ کی وفات [اداریہ]　فروری۱۹۶۹/ ۲

سمیع الحق، مولانا　جمہوریت [اداریہ]　مارچ۱۹۶۹/ ۷

سمیع الحق، مولانا　ڈاکٹر حمیداللہ [پیرس] کی اپیل [بسلسلہ امام شیبانیؒ کی برسی/ اداریہ]　مارچ۱۹۶۹/ ۶

سمیع الحق، مولانا　سائنس اور اسلام [اداریہ]　مارچ۱۹۶۹/ ۶

سمیع الحق، مولانا　گستاخِ رسول (مؤرخ ٹوائن بی) کی مذمت [اداریہ]　مارچ۱۹۶۹/ ۴-۶

سمیع الحق، مولانا　ملائیشیا کی اسلامی کانفرنس کیوں؟ [اداریہ]　مارچ۱۹۶۹/ ۲-۴

سمیع الحق، مولانا　سفرِ حجاز [اداریہ]　مئی۱۹۶۹/ ۲

سمیع الحق، مولانا　ہماری ذلت کے اسباب پر ایک نظر [اداریہ]　مئی۱۹۶۹/ ۲-۴

سمیع الحق، مولانا　صدر یحییٰ کے اقدامات [اداریہ]　جون۱۹۶۹/ ۴-۵

سمیع الحق، مولانا　عید میلاد النبیؐ [اداریہ]　جون۱۹۶۹/ ۵-۶

سمیع الحق، مولانا　مولانا عبدالغفور عباسی مجددیؒ کی وفات [اداریہ]　جون۱۹۶۹/ ۲-۴

سمیع الحق، مولانا　چاند کی تسخیر اور اسلامی تعلیمات [اداریہ]　جولائی۱۹۶۹/ ۲-۱۰

سمیع الحق، مولانا　مدنی شیخ کی مجلس میں [ملفوظاتِ عبدالغفور عباسیؒ/ ۴ اقساط]　جولائی۱۹۶۹/ ۳۰-۳۶،
اگست۱۹۶۹/ ۴۳-۴۷، ستمبر۱۹۶۹/ ۴۹-۵۲، نومبر۱۹۶۹/ ۵۰-۵۲

سمیع الحق، مولانا　تحریک ریشمی رومال کے بارے میں ایک جھوٹ [مکتوب بنام اسعد مدنیؒ] اگست۱۹۶۹/ ۴۱

سمیع الحق، مولانا　سخن ہائے گفتنی [ماہنامہ الحق کے چار سال]　ستمبر۱۹۶۹/ ۸

سمیع الحق، مولانا　امریکی خاتون جیکولین کی شاہ خرچی [سوشلزم اور اشتراکیت/ اداریہ]　اکتوبر۱۹۶۹/ ۷-۸

سمیع الحق، مولانا　رباط میں مسلم سربراہی کانفرنس اور اسرائیلی جارحیت [اداریہ]　اکتوبر۱۹۶۹/ ۲-۴

سمیع الحق، مولانا　سرکاری نظامِ تعلیم [اداریہ]　اکتوبر۱۹۶۹/ ۵-۶

سمیع الحق، مولانا　سوشلزم [اداریہ]　اکتوبر۱۹۶۹/ ۷

سمیع الحق، مولانا　محکمہ ڈاک اور بھارت سے آنے والی ڈاک [اداریہ]　اکتوبر۱۹۶۹/ ۸

سمیع الحق، مولانا	یحییٰ خان کی حکومت — خذ الکتاب بقوۃ [اداریہ]	اکتوبر۱۹۶۹/۵
سمیع الحق، مولانا	فیملی پلاننگ یعنی خاندانی منصوبہ بندی [اداریہ]	نومبر۱۹۶۹/۳۔۷
سمیع الحق، مولانا	یورپی تہذیب اور تصورِ آخرت [اداریہ]	نومبر۱۹۶۹/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	اسلامی نظامِ حیات [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۹/۳
سمیع الحق، مولانا	چاند کی تسخیر [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۹/۴
سمیع الحق، مولانا	سکندر مرزا کی بے بسی کی موت [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۹/ ۵۔۶
سمیع الحق، مولانا	عازمینِ حج کی مشکلات [اداریہ]	دسمبر۱۹۶۹/۲
سمیع الحق، مولانا	اسرائیلی عدالت کا غلط فیصلہ [مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے والے کے بارے میں/ اداریہ]	جنوری۱۹۷۰/ ۷
سمیع الحق، مولانا	ملکی اور عالمی صورتِ حال پر ایک نظر [اداریہ]	جنوری۱۹۷۰/۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	ایس ایم ظفر کا نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی والی کتاب پر احتجاج [اداریہ]	فروری۱۹۷۰/۲
سمیع الحق، مولانا	اُمتِ مسلمہ لہولہو [اداریہ]	فروری۱۹۷۰/ ۹۔۱۰
سمیع الحق، مولانا	سوشلزم [اداریہ]	فروری۱۹۷۰/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	صدر یحییٰ کا خطاب [اداریہ]	فروری۱۹۷۰/۲
سمیع الحق، مولانا	عورت کی قیادت اور جماعت اسلامی [اداریہ]	فروری۱۹۷۰/۳۔۶
سمیع الحق، مولانا	حجاج کا قرنطینہ (سفینۂ عرفات کے مسافروں پر کیا گذری؟) [اداریہ]	مارچ۱۹۷۰/۴۔۶
سمیع الحق، مولانا	عائلی قوانین اور 'اپوا' خواتین [اداریہ]	مارچ۱۹۷۰/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	صدر یحییٰ کا خطاب، آئین سازی اور اسلامی نظامِ حکومت [اداریہ]	اپریل۱۹۷۰/۲۔۱۳
سمیع الحق، مولانا	اسلامیات کے نصاب کی تدوین [اداریہ]	مئی۱۹۷۰/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	نیشنل عوامی پارٹی کا صدر [اداریہ]	مئی۱۹۷۰/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	انتخابات میں اتحاد کی ضرورت [اداریہ]	جون۱۹۷۰/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	دورۂ ڈھاکہ اور مشرقی پاکستان کے مسائل [اداریہ]	جون۱۹۷۰/ ۵۔۸

سمیع الحق، مولانا	مولانا غلام غوث ہزارویؒ پر حملہ [اداریہ]	جون ۱۹۷۰/ ۸
سمیع الحق، مولانا	یومِ غربتِ اسلام [سقوطِ بیت المقدس کا دن/ اداریہ]	جون ۱۹۷۰/ ۹
سمیع الحق، مولانا	انڈونیشیا کے ڈاکٹر عبدالرحیم سویکارنو کی وفات [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۰/۲
سمیع الحق، مولانا	جمعیۃ العلماءِ اسلام کے زیرِ اہتمام آئین شریعت کانفرنس [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۰/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	حکومت کا بجٹ [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۰/ ۵
سمیع الحق، مولانا	محمد یعقوب مجددی سرہندیؒ کی وفات	جولائی ۱۹۷۰/ ۵
سمیع الحق، مولانا	انتخابات کی آمد، ایک امتحان [اداریہ]	اگست ۱۹۷۰/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	ملک کا دستور اور آئین سازی [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۰/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	جمال عبدالناصر کی وفاتؒ [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۰/۲
سمیع الحق، مولانا	سیّد طلحہؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۰/۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۰/۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالشکورؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۰/۳
سمیع الحق، مولانا	میڈم شہناز سکینڈل [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۰/۴
سمیع الحق، مولانا	انتخابات اور اس کے بعد [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۰/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	جمعیۃ العلما کے منتخب ارکان کی ذمہ داری [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۰/ ۵
سمیع الحق، مولانا	قارئین سے اعتذار [دسمبر ۷۰، جنوری ۷۱ء کی مشترکہ اشاعت/ اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۰/ ۵
سمیع الحق، مولانا	آئین سازی کا مسئلہ [اداریہ]	فروری ۱۹۷۱/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	جرم و سزا اور تعزیراتِ اسلامی [۹ افراد کو زندہ جلانے کا واقعہ/ اداریہ]	مارچ ۱۹۷۱/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	عالمِ اسلام میں صحیح قیادت کا فقدان [اداریہ]	اپریل ۱۹۷۱/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم کی اصلاحات [اداریہ]	مئی ۱۹۷۱/ ۶
سمیع الحق، مولانا	مشرقی پاکستان کا بحران۔ تشویش ناک حالات یا مکافاتِ عمل [اداریہ]	مئی ۱۹۷۱/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد علی جالندھریؒ کی وفات [اداریہ]	مئی ۱۹۷۱/ ۵

سمیع الحق، مولانا	صدر یحییٰ کا پیغامِ میلاد النبیؐ — قول نہیں عمل کی ضرورت [اداریہ]	جون ۷۱ء/۲-۴
سمیع الحق، مولانا	حافظ حمید اللہؒ بن احمد علی لاہوریؒ کی وفات [اداریہ]	جولائی ۷۱ء/ ۷
سمیع الحق، مولانا	خدا بخشؒ ملتان کی وفات [اداریہ]	جولائی ۷۱ء/ ۷
سمیع الحق، مولانا	سیّد محمود مدنیؒ کی وفات [اداریہ]	جولائی ۷۱ء/ ۷
سمیع الحق، مولانا	صدر یحییٰ کا خطاب ۲۸/ جون [آئین کمیٹی اور آئین اسلامی/ اداریہ]	جولائی ۷۱ء/ ۲
سمیع الحق، مولانا	کرنل عثمان شاہؒ کی وفات [اداریہ]	جولائی ۷۱ء/ ۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا دوست محمدؒ کا قتل [اداریہ]	جولائی ۷۱ء/ ۷
سمیع الحق، مولانا	شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی تدفین کا مسئلہ اور ان کی شخصیت [اداریہ]	اگست ۷۱ء/۲-۶
سمیع الحق، مولانا	محمود غزنوی کے دیس میں [بلخ کے کھنڈرات یا علم وحکمت کے دفینے/ سفرنامہ افغانستان/ ۳/ اقساط] اگست ۷۱ء/ ۴۰-۴۲، ستمبر ۷۱ء/ ۲۳-۲۵، اکتوبر ۷۱ء/ ۳۳-۳۵	
سمیع الحق، مولانا	ہماری دینی درسگاہیں اور نظامِ دعوت وتربیت [اداریہ]	ستمبر ۷۱ء/ ۶-۹
سمیع الحق، مولانا	امریکا میں جنات اور علومِ روحانیہ میں دلچسپی [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۱۱
سمیع الحق، مولانا	بنگلہ دیشی قادیانی [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۱۱
سمیع الحق، مولانا	تجدید جاہلیت یا جشن شہنشاہیتِ ایران [تاریخ کے گوشوں سے/ اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۲-۷
سمیع الحق، مولانا	جزائر فلپائن [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۱۰
سمیع الحق، مولانا	روس کے وزیر اعظم کی موت [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۸
سمیع الحق، مولانا	شیخ محمد نضیفؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۱۲
سمیع الحق، مولانا	صدرِ پاکستان کا نیا آئینی فارمولہ [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۱۰
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی ساتویں جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۲
سمیع الحق، مولانا	مصری صدر کے اقتصادی مشیر پر قاتلانہ حملہ [اداریہ]	اکتوبر ۷۱ء/ ۹-۱۰
سمیع الحق، مولانا	ایم، ایم احمد قادیانی کا عدالتی بیان اور مبینہ حملہ آور اسلم قریشی [اداریہ]	نومبر ۷۱ء/ ۴
سمیع الحق، مولانا	آہ! میاں گل عبدالودودؒ کی وفات [اداریہ]	نومبر ۷۱ء/ ۶

سمیع الحق، مولانا	چین کی فتح اور امریکا کی شکست [اداریہ]	نومبر۱۹۷۱/ ۵
سمیع الحق، مولانا	ڈھائی ہزار سالہ شہنشائیت کا ایرانی جشن [اداریہ]	نومبر۱۹۷۱/ ۵
سمیع الحق، مولانا	لیبیا میں اسلامی آئین سازی [اداریہ]	نومبر۱۹۷۱/ ۶
سمیع الحق، مولانا	سقوطِ ڈھاکہ کے آثار [ایک ہفتہ قبل کے تاثرات/ اداریہ]	دسمبر۱۹۷۱/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد نذیر حق چکیسریؒ کی وفات	دسمبر۱۹۷۱/ ۳۸
سمیع الحق، مولانا	پیمانۂ دل چھلکتا ہے، ایک لمحہ فکریہ [چند اہم ملکی مسائل/ اداریہ]	جنوری۱۹۷۲/ ۶
سمیع الحق، مولانا	ہزار سالہ عظمتوں کا جنازہ [سقوطِ مشرقی پاکستان/ اداریہ]	جنوری۱۹۷۲/ ۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	موجودہ حالات (المیۂ مشرقی پاکستان) اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اندیشے	مارچ۱۹۷۲/ ۴۔۱۲
سمیع الحق، مولانا	ہمارے حکمران اور ان کی کارکردگی، بس چہ باید کرد؟ [اداریہ]	مارچ۱۹۷۲/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	تعلیمی پالیسی [اداریہ]	اپریل۱۹۷۲/۴
سمیع الحق، مولانا	سانحہ ہاکس بے (کراچی) [ملک میں فحاشی وعریانی/ اداریہ]	اپریل۱۹۷۲/۵
سمیع الحق، مولانا	سہ جماعتی معاہدہ [اداریہ]	اپریل۱۹۷۲/۳
سمیع الحق، مولانا	شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی [عربی]	اپریل۱۹۷۲/ ۶۰۔۶۴
سمیع الحق، مولانا	قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس [اداریہ]	اپریل۱۹۷۲/۲
سمیع الحق، مولانا	قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس [اداریہ]	مئی۱۹۷۲/۲
سمیع الحق، مولانا	مفتی محمودؒ کی حکومت [اداریہ]	مئی۱۹۷۲/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا فخر الدین مرادآبادیؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۱۹۷۲/ ۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	اے کے بروہی کی اسلام پسندی [اداریہ]	جون۱۹۷۲/ ۵
سمیع الحق، مولانا	جمعیۃ العلماء اسلام کا کارنامہ [اداریہ]	جون۱۹۷۲/ ۶
سمیع الحق، مولانا	صدر پاکستان کے انٹرویو پر ایک نظر [اداریہ]	جون۱۹۷۲/ ۶
سمیع الحق، مولانا	مرزائیوں کی سرگرمیاں [اداریہ]	جون۱۹۷۲/ ۳۔۵
سمیع الحق، مولانا	مسلم کی تعریف [اداریہ]	جون۱۹۷۲/۲

سمیع الحق، مولانا جمعیت علمائے اسلام کی حکومت اور مرزائیت [اداریہ] جولائی۱۹۷۲/۴

سمیع الحق، مولانا قادیانیت ایک ناسور [اداریہ] جولائی۱۹۷۲/۲-۳

سمیع الحق، مولانا شیعہ نصاب کی علیحدگی کا مسئلہ اور شیعیت کا فروغ [اداریہ] اگست۱۹۷۲/ ۷ - ۱۴

سمیع الحق، مولانا مولانا حبیب اللہ بن مولانا احمد علی لاہوریؒ [اداریہ] اگست۱۹۷۲/۱۴

سمیع الحق، مولانا مولانا عبدالرحیمؒ کی وفات [اداریہ] اگست۱۹۷۲/۱۴

سمیع الحق، مولانا ثقافتی طائفے [اداریہ] اکتوبر۱۹۷۲/ ۵-۶

سمیع الحق، مولانا دوسرا ربوہ [اداریہ] اکتوبر۱۹۷۲/۳

سمیع الحق، مولانا شیعہ نصاب [اداریہ] اکتوبر۱۹۷۲/۲

سمیع الحق، مولانا کرنل قذافی [اداریہ] اکتوبر۱۹۷۲/۴

سمیع الحق، مولانا ماہنامہ الحق کی آٹھویں جلد کا آغاز [اداریہ] اکتوبر۱۹۷۲/۲

سمیع الحق، مولانا اصلاحِ معاشرہ کیسے؟ [اداریہ] نومبر۱۹۷۲/۲-۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی آئین کی چند ضروری شرائط [اداریہ] جنوری۱۹۷۳/۲-۶

سمیع الحق، مولانا جامعہ الازہر کے ریکٹر محمد الفحام کی آمد [اداریہ] فروری۱۹۷۳/۲-۳

سمیع الحق، مولانا حج پالیسی اور وزیر حج کوثر نیازیؒ [اداریہ] فروری۱۹۷۳/۴

سمیع الحق، مولانا عربی زبان کی ترویج وضرورت [اداریہ] فروری۱۹۷۳/۲-۳

سمیع الحق، مولانا مسودہ دستور کی اسلامی حیثیت [مفتی محمودؒ کے انٹرویو کے پس منظر میں/ اداریہ] فروری۱۹۷۳/ ۵-۸

سمیع الحق، مولانا نبذۃ من احوال دارالعلوم حقانیہ-عربی [برآمد شیخ محمد الفحام] فروری۱۹۷۳/۶۴

سمیع الحق، مولانا زیارۃ الوفد الصحفی السعودی دارالعلوم الحقانیہ [عربی] (سعودی صحافیوں کی آمد)
مارچ۱۹۷۳/ ۶۱-۶۳

سمیع الحق، مولانا قومی اسمبلی میں مسودۂ دستور کی اسلامی ترمیمات کا کیا حشر ہوا؟ مکمل مستند رپورٹ
[اشاعتِ خصوصی/ اداریہ] اپریل۱۹۷۳/۲-۵۶

سمیع الحق رعبدالحقؒ قادیانیت (غیر مسلم اقلیت) کے بارہ میں مسترد شدہ قرارداد [اداریہ] جون۱۹۷۳/۲-۸

سمیع الحق، مولانا	محمد عثمان مجددیؒ کی وفات	جون۱۹۷۳/ ۵۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد قمرؒ کی وفات	جون۱۹۷۳/ ۵۶
سمیع الحق، مولانا	میاں محمد شریفؒ کی وفات	جون۱۹۷۳/ ۵۷
سمیع الحق، مولانا	وزیرستانی طالب علم شاہ عالمؒ کی شہادت	جون۱۹۷۳/ ۵۷
سمیع الحق، مولانا	خورشید احمد شاہؒ کی وفات	جولائی۱۹۷۳/ ۵۰
سمیع الحق، مولانا	مباحثہ ارکانِ اسمبلی [اداریہ]	جولائی۱۹۷۳/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا سیّد گل بادشاہؒ کی وفات	جولائی۱۹۷۳/ ۴۹
سمیع الحق، مولانا	مولانا لال حسین اخترؒ کی وفات	جولائی۱۹۷۳/ ۴۹
سمیع الحق، مولانا	پیمانۂ صبر چھلک اُٹھا [ملک میں سیلاب/ اداریہ]	اگست۱۹۷۳/ ۷۔۱۰
سمیع الحق، مولانا	عرب اسرائیل جنگ [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۳/ ۳
سمیع الحق، مولانا	لاہوری مرزائی بھی کافر اور اسلام سے خارج ہیں [لندن مسجد کا فتویٰ]	اکتوبر۱۹۷۳/ ۵۶۔۵۷
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی نویں جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۳/ ۲
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالمالکؒ — ایک عارفِ ربانی کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۳/ ۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا ہارون دہلویؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۳/ ۵
سمیع الحق، مولانا	مشرقِ وسطیٰ، بیت المقدس کا خطبۂ فتح [عرب اسرائیل جنگ/ اداریہ]	نومبر۱۹۷۳/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	فتنۂ مرزائیت [اداریہ]	جنوری۱۹۷۴/ ۵۔۶
سمیع الحق، مولانا	فحاشی وعریانی اور اسلامی تعلیمات [اداریہ]	جنوری۱۹۷۴/ ۴
سمیع الحق، مولانا	فلم 'فجرِ اسلام' کی نمائش [اداریہ]	جنوری۱۹۷۴/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس [اداریہ]	جنوری۱۹۷۴/ ۴
سمیع الحق، مولانا	الشیخ محمد امین الشنقیطی کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۸
سمیع الحق، مولانا	ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے [لاہور میں مسلم سربراہی کانفرنس/ اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۲۔۶

سمیع الحق، مولانا	میاں مسرت شاہ کاکاخیلؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	بہرام خانؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۸
سمیع الحق، مولانا	شیخ محمد اشرفؒ (شاہد برادرز) کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۸
سمیع الحق، مولانا	شیر بہادر قریشیؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۸
سمیع الحق، مولانا	عبدالشکور دین پوری کے فرزند عبدالقدیرؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۸
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالجبارؒ (صوابی) کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۸
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالحقؒ نافع گل کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۴/ ۹۔۱۲
سمیع الحق، مولانا	اسلامی مشاورتی کونسل [اداریہ]	اپریل۱۹۷۴/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا شمس الدین شہیدؒ [اداریہ]	اپریل۱۹۷۴/ ۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	شیخ الازہر مولانا عبدالحلیم محمودؒ کی نصیحت [اداریہ]	اپریل۱۹۷۴/ ۵۔۶
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور عالمِ اسلام کا تازہ اجماع [قراردادِ مکۃ المکرمہ/ اداریہ]	مئی۱۹۷۴/ ۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	انکارِ حدیث (پرویزیت) اور انکارِ ختم نبوت میں مماثلت [اداریہ]	جون۱۹۷۴/ ۵۔۹
سمیع الحق، مولانا	شورش کی منکرین حدیث (پرویزیوں) کی وکالت [اداریہ]	جون۱۹۷۴/ ۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	شیخ ابوزہرہ مصریؒ کی وفات	جون۱۹۷۴/ ۱۰
سمیع الحق، مولانا	عبدالمنان دہلویؒ کی وفات	جون۱۹۷۴/ ۱۱
سمیع الحق، مولانا	علامہ علال الفاسیؒ (مراکش) کی وفات	جون۱۹۷۴/ ۱۰
سمیع الحق، مولانا	محمد نبیہؒ کی وفات	جون۱۹۷۴/ ۱۱
سمیع الحق، مولانا	مولانا احمد تکردریؒ کی وفات	جون۱۹۷۴/ ۱۱
سمیع الحق، مولانا	مولانا مسعود آزادؒ کی وفات	جون۱۹۷۴/ ۱۱
سمیع الحق، مولانا	اراکین قومی اسمبلی سے گذارش [اشاعتِ خاص بسلسلہ ردِ قادیانیت/ اداریہ]	جولائی۱۹۷۴/ ۳۔۵
سمیع الحق، مولانا	قومی اسمبلی کا تاریخی اور اسلامی فیصلہ [’قادیانی کافر ہیں‘/ اداریہ]	ستمبر۱۹۷۴/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	اقلیتی فیصلہ (قادیانی) اور اس کے ذیلی تقاضے [اداریہ/ اشاعتِ خاص]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۳۔۴

سمیع الحق، مولانا	شیعہ نصاب کی علیحدگی [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۶
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کا دسواں سال [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۴/۳
سمیع الحق، مولانا	مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کا عاجلانہ طرزِ عمل [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۴/ ۵
سمیع الحق، مولانا	قادیانی فیصلہ (قادیانی کافر ہیں) کے عملی تقاضے [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۴/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۴/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۴/۴
سمیع الحق، مولانا	دینی مدارس اور حکومت کے عزائم [اداریہ]	جنوری۱۹۷۵/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	حکومتِ آزاد کشمیر کے بے بس مفتی حضرات [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/ ۱۵
سمیع الحق، مولانا	سعودی عرب اور مصر کی علم پروری [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/۱۲۔۱۴
سمیع الحق، مولانا	سکولوں، کالجوں میں اسلامیات کی حالتِ زار [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/ ۹۔۱۱
سمیع الحق، مولانا	شیر پاؤ کا قصاص، جمہوریت کشی [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/۳۔۵
سمیع الحق، مولانا	کفرانِ نعمت کا وبال [آزادیٔ وطن/ اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/۲
سمیع الحق، مولانا	مدارسِ عربیہ اور قادیانیوں کے عزائم [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/ ۶۔۷
سمیع الحق، مولانا	مدارسِ عربیہ کی اصلاح احوال اور حکومت [اداریہ]	مارچ۱۹۷۵/ ۸۔۹
سمیع الحق، مولانا	بہائیت اور عالمِ عرب کی قرارداد [اداریہ]	اپریل۱۹۷۵/ ۷۔۹
سمیع الحق، مولانا	خادم الحرمین الشریفین شاہ فیصلؒ کی شہادت [اداریہ]	اپریل۱۹۷۵/۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر فلم [نعوذ باللہ/ اداریہ]	مئی۱۹۷۵/ ۶
سمیع الحق، مولانا	عالمِ اسلام کی قیادت کا فقدان اور شاہ فیصل شہیدؒ کی خوبیاں [اداریہ]	مئی۱۹۷۵/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	علما کے لیے ضابطۂ اخلاق [اداریہ]	مئی۱۹۷۵/۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	اسلام کا نظامِ عدل [شاہ فیصلؒ کی شہادت اور اُن کا قصاص/ اداریہ]	جولائی۱۹۷۵/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	سود اور ربا [اداریہ]	جولائی۱۹۷۵/۴
سمیع الحق، مولانا	قادیانیوں کے بارے میں پاکستان اور ابوظہبی کا مبارک فیصلہ [اداریہ]	جولائی۱۹۷۵/۴

سمیع الحق، مولانا	مولانا سیّد محمد زکریا بنوریؒ کی وفات [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۵/۶
سمیع الحق، مولانا	سردار عبدالقیوم کی حکومت کا 'قتل' [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۵/۶
سمیع الحق، مولانا	ویت نام سے امریکی سامراج کا جنازہ [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۵/۵
سمیع الحق، مولانا	بنگلہ دیش کے شیخ مجیب الرحمٰن کا عبرتناک انجام [اداریہ]	اگست ۱۹۷۵/۲
سمیع الحق، مولانا	دینی مدارس [اداریہ]	اگست ۱۹۷۵/۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا ابوالوفا افغانیؒ کی وفات [اداریہ]	اگست ۱۹۷۵/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالحقؒ کو دل کا دورہ [اور اب صحت میں افاقہ/ اداریہ]	اگست ۱۹۷۵/۳
سمیع الحق، مولانا	پاک و ہند کے مسلمانوں کا علمی وفکری تعلق [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۵/ ۷
سمیع الحق، مولانا	لبنان ایک نئے اسرائیل کا پیش خیمہ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۵/ ۶
سمیع الحق، مولانا	مکتوباتِ شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ کے بارے میں اپیل [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۵/ ۹
سمیع الحق، مولانا	مکہ کی مسجد کانفرنس [زیر اہتمام رابطہ عالمِ اسلامی/ اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۵/ ۸۔۹
سمیع الحق، مولانا	الحق کی گیارہویں جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۵/۲
سمیع الحق، مولانا	شورش کشمیریؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۵/۴
سمیع الحق، مولانا	گوجرانوالہ میں نظامِ شریعت کانفرنس [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۵/ ۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد میاں دہلویؒ [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۵/۳
سمیع الحق، مولانا	حج کے موقع پر منٰی کے میدان میں آتش زدگی [اداریہ]	نومبر ۱۹۷۵/۲
سمیع الحق، مولانا	عالمِ اسلام کی تین تصویریں [اداریہ]	نومبر ۱۹۷۵/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	حافظ منیر احمد شاہ امروٹیؒ کی وفات	دسمبر ۱۹۷۵/ ۶
سمیع الحق، مولانا	رابطہ عالمِ اسلامی کی اہم قراردادیں [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۵/۲
سمیع الحق، مولانا	فلم رسول اللہؐ — ایک نیا فتنہ [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۵/۳
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۵/۲
سمیع الحق، مولانا	قربانی کی بجائے قیمت دینا درست نہیں [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۵/۴

سمیع الحق، مولانا	لبنان کی صورتِ حال [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۵/ ۵۔۶
سمیع الحق، مولانا	امۃ اللہ تسنیمؒ (انڈین) کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۶/ ۶
سمیع الحق، مولانا	بین الاقوامی سیرت کانفرنس [اداریہ]	فروری۱۹۷۶/ ۳
سمیع الحق، مولانا	سیرت کی اہمیت اور جامعیت [رسول کریمؐ اور اُمت کے باہمی حقوق]	فروری۱۹۷۶/ ۹ ۔ ۲۳
سمیع الحق، مولانا	لندن میں 'اسلامی' ثقافتی جشن......؟ [اداریہ]	فروری۱۹۷۶/ ۲۔ ۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالباری ندویؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۶/ ۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد اسماعیل سنبھلیؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۶/ ۶
سمیع الحق، مولانا	نصابِ دینیات کا مسئلہ [شیعہ، سنی نصاب/ اداریہ]	فروری۱۹۷۶/ ۵۔ ۶
سمیع الحق، مولانا	آزادیِ نسواں اور بے حجابی کی تحریک [عریانی و فحاشی کا مظہر/ اداریہ]	اپریل۱۹۷۶/ ۲۔۸+ ۴۳۔ ۷۸
سمیع الحق، مولانا	شریعت بل کا استرداد [اداریہ]	جون۱۹۷۶/ ۲۔ ۴
سمیع الحق، مولانا	لندن میں اسلامی ثقافتی جشن یا اسلام کے خلاف سازش [اداریہ]	جون۱۹۷۶/ ۵۔ ۷
سمیع الحق، مولانا	افریقا میں اسرائیل کی جارحیت [اداریہ]	جولائی۱۹۷۶/ ۲
سمیع الحق، مولانا	محمد عثمان فارقلیطؒ کی وفات	جولائی۱۹۷۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ اور حکومت [اداریہ]	جولائی۱۹۷۶/ ۴
سمیع الحق، مولانا	مفتی مہدی حسنؒ شاہ جہاں پوری کی وفات	جولائی۱۹۷۶/ ۵
سمیع الحق، مولانا	ہفتہ اقلیت [اداریہ]	جولائی۱۹۷۶/ ۳
سمیع الحق، مولانا	حقوقِ نسواں کمیٹی کی سفارشات اور عائلی نظام کی تباہی [اداریہ]	اگست۱۹۷۶/ ۲۔ ۱۲
سمیع الحق، مولانا	چینی قوم کے لیڈر — ماؤزے تنگ کی وفات [اداریہ]	ستمبر۱۹۷۶/ ۶۔ ۸
سمیع الحق، مولانا	مولانا خان بہادر عرف مارتو نگؒ کی وفات [اداریہ]	ستمبر۱۹۷۶/ ۸
سمیع الحق، مولانا	مولانا اطہر علیؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۶/ ۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالوہابؒ (بنگلہ دیش) کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۶/ ۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا مفتی فیض اللہؒ (چاٹگام) کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۶/ ۴

سمیع الحق، مولانا	مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۶/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	اصلاحِ معاشرہ کا بھی کوئی ہفتہ منائیے ! [اداریہ]	نومبر۱۹۷۶/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	دادی مرحومہؒ کی وفات اور علما و مشاہیر کے تعزیت نامے	دسمبر۱۹۷۶/۶۱۔۶۶
سمیع الحق، مولانا	سرچشمۂ خیر و برکت سے محرومی......دادی اماں کا وصال [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۶/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	انتخابات مارچ ۱۹۷۷ء میں مولانا عبدالحقؒ کی شرکت [اداریہ]	فروری۱۹۷۷/۲
سمیع الحق، مولانا	حاجی محمد رفیقؒ کی وفات [اداریہ]	جون۱۹۷۷/۷
سمیع الحق، مولانا	شبِ دیجور کا خاتمہ سنسمه علی الخرطوم [مارشل لا کا نفاذ/ اداریہ]	جون۱۹۷۷/۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا شریف الحسن دیوبندیؒ کی وفات [اداریہ]	جون۱۹۷۷/۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالرزاق شاہ منصوریؒ کی وفات [اداریہ]	جون۱۹۷۷/۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا نوراللہ جانؒ کی وفات [اداریہ]	جون۱۹۷۷/۷
سمیع الحق، مولانا	مارشل لا حکومت اور اکتوبر ۱۹۷۷ء کے انتخابات [اداریہ]	اگست۱۹۷۷/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	پابہ زنجیر بھٹو [اداریہ]	ستمبر۱۹۷۷/۸
سمیع الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند صد سالہ تعلیمی جشن [اداریہ]	ستمبر۱۹۷۷/۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	آہ! مولانا محمد یوسف بنوریؒ [اداریہ]	اکتوبر۱۹۷۷/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	پاکستان قومی اتحاد اور انتخابات [اداریہ]	نومبر۱۹۷۷/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	جنرل ضیاء الحق اور اسلام [ہاتھ سے لکھا ہوا اداریہ]	دسمبر۱۹۷۷/۲۔۷
سمیع الحق، مولانا	ابن انشاؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۸/۳
سمیع الحق، مولانا	حسن عسکریؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۸/۲
سمیع الحق، مولانا	حکیم عبدالخالق خلیقؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۸/۳
سمیع الحق، مولانا	غلام محمدؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۸/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبداللہ بہلویؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۸/۵
سمیع الحق، مولانا	میاں محمد فیاضؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۷۸/۴

سمیع الحق، مولانا	نواب احمد خان کے قتل میں بھٹو کو سزائے موت [اداریہ]	مارچ ۱۹۷۸/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	تذکرۂ اسلاف — بسلسلہ جشن صد سالہ دیوبند [اداریہ]	اپریل ۱۹۷۸/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	جنرل ضیا اور بت فروشی [اداریہ]	اپریل ۱۹۷۸/۴
سمیع الحق، مولانا	قافلہ شاہ ولی اللہؒ اور سیّد احمدؒ کے حوالے سے تصنیفی کام کی ضرورت [اداریہ]	مئی ۱۹۷۸/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	اختر حسینؒ (دیوبند) کی وفات [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۶
سمیع الحق، مولانا	امین الحقؒ (شیخوپورہ) کی وفات [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۷
سمیع الحق، مولانا	انقلابِ کابل [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	سکولوں میں نصابِ دینیات [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۵
سمیع الحق، مولانا	قدرت اللہؒ (خادم دارالعلوم حقانیہ) کی وفات [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۸
سمیع الحق، مولانا	مفتی محمد شفیعؒ (مدرسہ قاسم العلوم ملتان) کی وفات	جون ۱۹۷۸/۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا ماہر القادریؒ کی وفات [اداریہ]	جون ۱۹۷۸/۶
سمیع الحق، مولانا	جنرل محمد ضیاء الحق کی تقریر اور اسلام [اداریہ]	جولائی ۱۹۷۸/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	قومی اتحاد کی عبوری حکومت [اداریہ]	اگست ۱۹۷۸/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالہادی دین پوریؒ کی وفات [اداریہ]	اگست ۱۹۷۸/۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	انقلابِ کابل [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۸/۷۔۸
سمیع الحق، مولانا	شریعت کمیشن [اداریہ]	ستمبر ۱۹۷۸/۶۔۷
سمیع الحق، مولانا	شیخ عبدالحلیم محمودؒ [شیخ الازہر] کی وفات اور نصیحت [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۸/۳
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کا تیرھواں سال [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۸/۲
سمیع الحق، مولانا	وفاق المدارس کا نتیجہ امتحان اور حقانیہ کے طالب علم کا اعزاز [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۸/۴
سمیع الحق، مولانا	اصلاحِ معاشرہ [اداریہ]	نومبر ۱۹۷۸/۲
سمیع الحق، مولانا	امریکا میں اجتماعی خودکشی [اداریہ]	نومبر ۱۹۷۸/۳
سمیع الحق، مولانا	بادشاہ گل بخاریؒ کی وفات [اداریہ]	نومبر ۱۹۷۸/۴

سمیع الحق، مولانا	علامہ تیسیر الطبیانؒ کی وفات [اداریہ]	نومبر۱۹۷۸/۴
سمیع الحق، مولانا	علامہ عبدالعزیز میمنؒ کی وفات [اداریہ]	نومبر۱۹۷۸/۴
سمیع الحق، مولانا	کھیل کود کی وبا [اداریہ]	نومبر۱۹۷۸/۳
سمیع الحق، مولانا	شریعت بنچ کا قیام [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۸/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	صدر ضیا کے اسلامی اقدامات [اداریہ]	دسمبر۱۹۷۸/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	دینی مدارس کے نصاب و نظام کی اصلاح اور حکومت [اداریہ]	جنوری۱۹۷۹/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مدارسِ عربیہ اور حکومت [مدارسِ عربیہ کو بازیچۂ اقتدار نہ بنائیں/ اداریہ]	فروری۱۹۷۹/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	بھٹو کا انجام [اداریہ]	مارچ۱۹۷۹/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	حدیث 'هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده' [شاہِ ایران کا زوال/ اداریہ]	مارچ۱۹۷۹/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	عجائب خانۂ عالم کا مرقع عبرت (بھٹو کا انجام) [اداریہ]	اپریل۱۹۷۹/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ [اداریہ]	مئی۱۹۷۹/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	'مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ کی کتاب لطائف قدوسی [مکتوب]	مئی۱۹۷۹/ ۳۹
سمیع الحق، مولانا	آہ! مولانا محمد الحسنیؒ [اداریہ]	جون۱۹۷۹/۴
سمیع الحق، مولانا	سقوطِ یوگنڈا [اداریہ]	جون۱۹۷۹/۳
سمیع الحق، مولانا	مظلوم افغانستان [اداریہ]	جون۱۹۷۹/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	امریکا کی سکائی لیب اور خلائی سیارہ [اداریہ]	جولائی۱۹۷۹/۳
سمیع الحق، مولانا	معزول شاہ ایران [اداریہ]	جولائی۱۹۷۹/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا اسعد اللہ کی وفاتؒ [اداریہ]	جولائی۱۹۷۹/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا فضل اللہ رحمانی کی وفاتؒ [اداریہ]	جولائی۱۹۷۹/۴
سمیع الحق، مولانا	اسحاق جلیس ندوی کی وفاتؒ [اداریہ]	اگست۱۹۷۹/۳
سمیع الحق، مولانا	انعام کریم مدنی کی وفاتؒ [اداریہ]	اگست۱۹۷۹/۴
سمیع الحق، مولانا	جشن صد سالہ دیوبند [اداریہ]	اگست۱۹۷۹/۲

سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان اور روسی تسلط [اداریہ]	اگست ۱۹۷۹/۳
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کا پندرہواں سال [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۹/۲
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالاحد دیوبندیؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۹/۳
سمیع الحق، مولانا	نفاذِ شریعت کانفرنس، اسلام آباد [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۷۹/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	محاصرۂ مسجد الحرام اور خانہ کعبہ کا قبضہ [اداریہ]	نومبر ۱۹۷۹/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	جشن صد سالہ دارالعلوم- دیوبند [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۹/۶
سمیع الحق، مولانا	قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کی رپورٹ [اداریہ]	دسمبر ۱۹۷۹/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو شاہ فیصل ایوارڈ [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۰/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	خادمِ دارالعلوم شیر افضل خانؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۰/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	سقوطِ کابل [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۰/۲
سمیع الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند اور میدانِ صحافت [بسلسلہ جشن صد سالہ/کتابیات]	فروری ۱۹۸۰/ ۱۹۔۲۶
سمیع الحق، مولانا	شیر جان شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/۳
سمیع الحق، مولانا	عبدالخالق شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/ ۵
سمیع الحق، مولانا	محمد اللہ قندہاری شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/۳
سمیع الحق، مولانا	محمد سرور ضیا شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/ ۶
سمیع الحق، مولانا	محمد ایوب قندہاری شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا باقی باللہ شہیدؒ [اداریہ]	فروری ۱۹۸۰/ ۷
سمیع الحق، مولانا	اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند [اداریہ]	مارچ ۱۹۸۰/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	صدرِ پاکستان اور جنرل اسمبلی [اداریہ]	مئی ۱۹۸۰/۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا غلام اللہ خانؒ کی وفات [اداریہ]	مئی ۱۹۸۰/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	احسان و تصوف کا مقصد و حقیقت	جون ۱۹۸۰/ ۵۔۸
سمیع الحق، مولانا	نفاذِ عشر و زکوٰۃ آرڈیننس [اداریہ]	جون ۱۹۸۰/۲۔۴

سمیع الحق، مولانا	اسلامی مشاورتی کونسل [اداریہ]	جولائی۱۹۸۰/۳
سمیع الحق، مولانا	شاہِ ایران کی موت [اداریہ]	جولائی۱۹۸۰/۲
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد زکریا سہارن پوریؒ کی پاکستان آمد [اداریہ]	جولائی۱۹۸۰/۳
سمیع الحق، مولانا	علما کنونشن [اسلام آباد میں اہم اجلاس/ اداریہ]	اگست۱۹۸۰/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	آہ! مولانا محمد علی سواتیؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۸۰/۴۔۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا مفتی محمودؒ کی وفات [اداریہ]	اکتوبر۱۹۸۰/۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	اہلیہ سعید اکبر آبادیؒ کی وفات	نومبر۱۹۸۰/ ۱۸
سمیع الحق، مولانا	حکیم عبدالحیؒ کی وفات	نومبر۱۹۸۰/ ۱۸
سمیع الحق، مولانا	خواجہ محمد خانؒ کی وفات	نومبر۱۹۸۰/ ۱۸
سمیع الحق، مولانا	سعید الرحمٰن کے دادا کی وفات کی وفات	نومبر۱۹۸۰/ ۱۸
سمیع الحق، مولانا	محمد حیاتؒ کی وفات	نومبر۱۹۸۰/ ۱۸
سمیع الحق، مولانا	والد ماجدؒ اختر راہی کی وفات	نومبر۱۹۸۰/ ۱۸
سمیع الحق، مولانا	مسودہ نفاذِ قصاص و دیت، شفعہ آرڈیننس [دارالعلوم کی سفارشات/ اداریہ]	جنوری۱۹۸۱/۲۔۱۱
سمیع الحق، مولانا	آہ! مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۸۱/۲۔۱۰
سمیع الحق، مولانا	قومی کمیٹی برائے مدارس اور وفاق المدارس کی قراردادیں [اداریہ]	مارچ۱۹۸۱/۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	صدرِ پاکستان سے علما کی ملاقات اور محضر نامہ جو صدر کو پیش کیا گیا [اداریہ]	مئی۱۹۸۱/۲۔۸
سمیع الحق، مولانا	مظلوم افغانستان اور علماءِ کرام کے لیے لمحہ فکریہ [اداریہ]	جون۱۹۸۱/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	نصابِ مدارس کے بارہ میں ایک گذارش [اداریہ]	جولائی۱۹۸۱/۴
سمیع الحق، مولانا	وفاق المدارس کی قرارداد [اداریہ]	جولائی۱۹۸۱/۴
سمیع الحق، مولانا	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو صدارتی ایوارڈ [اداریہ]	اگست۱۹۸۱/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	ہفت روزہ الہلال کی عکسی اشاعت کا منصوبہ	اگست۱۹۸۱/۴
سمیع الحق، مولانا	امین الحق مردانیؒ کی وفات [اداریہ]	ستمبر۱۹۸۱/ ۸

سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان کا سر چشمہ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۸۱/......
سمیع الحق، مولانا	شیخ الہندؒ اور حاجی صاحب ترنگ زئیؒ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۸۱/ ۶-۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا خیر محمد ملتانی کی وفاتؒ [اداریہ]	ستمبر ۱۹۸۱/ ۷
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی وفات [اداریہ]	ستمبر ۱۹۸۱/ ۷
سمیع الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند گردشِ ایام میں [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۸۱/ ۳
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی سترہویں جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۸۱/
سمیع الحق، مولانا	ملک کرم الہیؒ (اکوڑہ خٹک) کی وفات [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۸۱/ ۴
سمیع الحق، مولانا	وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی شیخ عبداللہ زائد کی دارالعلوم حقانیہ آمد [اداریہ]	دسمبر ۱۹۸۱/ ۲-۴
سمیع الحق، مولانا	مجلس شوریٰ پاکستان؛ نفاذِ اسلام کے بارہ میں تحریکِ التوا اور قرارداد [خطاب/اداریہ]	جنوری ۱۹۸۲/ ۲-۱۲
سمیع الحق، مولانا	اشرف خان پشاوری کی والدہؒ کی وفات	فروری ۱۹۸۲/ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	حافظ سراج الدینؒ کی وفات	فروری ۱۹۸۲/ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	شمائلِ نبویؐ کی ایک حسین و جامع تصویر [سرکاری افسران سے خطاب]	فروری ۱۹۸۲/ ۵-۲۷
سمیع الحق، مولانا	فقیر احمد نورؒ کی وفات	فروری ۱۹۸۲/ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	مجاہد خان الحسینی کے والدؒ کی وفات [مولانا عبدالحقؒ نے جنازہ پڑھایا]	فروری ۱۹۸۲/ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	محمد ابراہیمؒ (لاہور) کی وفات	فروری ۱۹۸۲/ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد رمضان (میانوالی) کی والدہؒ کی وفات	فروری ۱۹۸۲/ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	وفاقی مجلس شوریٰ میں شمولیت -- چند گذارشات [اداریہ]	فروری ۱۹۸۲/ ۴-۵
سمیع الحق، مولانا	اجلاس وفاق المدارس بمقام دارالعلوم حقانیہ [اداریہ]	مارچ ۱۹۸۲/ ۲-۳
سمیع الحق، مولانا	قادیانی ترمیم [اداریہ]	مارچ ۱۹۸۲/ ۲-۴
سمیع الحق، مولانا	قادیانیوں کے متعلق نیا صدارتی آرڈیننس [اداریہ]	اپریل ۱۹۸۲/ ۲-۵
سمیع الحق، مولانا	مسودہ قانونِ شفعہ پر مجلس شوریٰ میں کیا گیا خطاب	اپریل ۱۹۸۲/ ۶-۱۴
سمیع الحق، مولانا	اسلامی نظام کے نفاذ میں بعض رکاوٹیں [وفاقی مجلس شوریٰ میں خطاب]	مئی ۱۹۸۲/ ۳۴-۳۶

سمیع الحق، مولانا	اپنے علاقہ کے مسائل [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۲/ ۱۶۔۱۷
سمیع الحق، مولانا	اسلامی معیشت اور سود [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۲/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	اسلامی نظام کا نفاذ اور لادینی عناصر [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۲/ ۸۔۱۲
سمیع الحق، مولانا	فرقہ وارانہ یک جہتی [مجلس شوریٰ میں خطاب/اداریہ]	جون۱۹۸۲/۱۴
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۲/ ۱۵
سمیع الحق، مولانا	نظام تعلیم [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۲/۱۳
سمیع الحق، مولانا	نظامِ عشر اور سنی شیعہ تفریق [مجلس شوریٰ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۲/۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	دینی اور مادی علوم، متوازی اور متضاد مقاصد ونتائج [خطاب/ اداریہ]	جولائی۱۹۸۲/۲۔۱۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا میاں فرمان اللہ بادشاہؒ کی وفات [مکتوب]	جولائی۱۹۸۲/۷۲
سمیع الحق، مولانا	وفاقی مجلس شوریٰ میں ملکی مسائل کی ترجمانی اور وزرا سے سوالات	جولائی۱۹۸۲/۴۳۔۷۵
سمیع الحق، مولانا	مکتوب بنام صدر پاکستان	اگست۱۹۸۲/ ۵۷
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور ملائیشیا کا فیصلہ [اداریہ]	اکتوبر۱۹۸۲/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی اٹھارویں جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر۱۹۸۲/۲
سمیع الحق، مولانا	اصلاحِ معاشرہ [اداریہ]	نومبر۱۹۸۲/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	آہ! استاذنا المکرّم مولانا عبدالحلیم مردانیؒ [اداریہ]	دسمبر۱۹۸۲/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	روسی ثقافتی طائفہ [اداریہ]	جنوری۱۹۸۳/۲
سمیع الحق، مولانا	دارالعلوم کے اُستاد مولانا مصطفےٰ حسنؒ کی وفات [اداریہ]	فروری۱۹۸۳/۴
سمیع الحق، مولانا	قاضی عدالتوں کے قیام کا مسودہ [مجلس شوریٰ میں خطاب]	فروری۱۹۸۳/ ۸۔۱۱
سمیع الحق، مولانا	قانونِ شہادت اور مجلس شوریٰ [اداریہ]	فروری۱۹۸۳/۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	نفاذِ قوانین میں شیعہ سنی تفریق تباہ کن ہے [مجلس شوریٰ میں خطاب]	فروری۱۹۸۳/ ۵۔۸
سمیع الحق، مولانا	اسلام اور خواتین کی شہادت [مجلس شوریٰ میں خطاب]	مارچ۱۹۸۳/ ۵۔۹
سمیع الحق، مولانا	خلیج اور عرب میں رسنے والا تیل۔۔ وَاِذَا البِحَارُ سُجِّرَت [اداریہ]	مارچ۱۹۸۳/۲۔۴

سمیع الحق، مولانا	نظامِ عشر اور شیعہ سنی تفریق [اداریہ]	اپریل ۱۹۸۳/ ۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	سرکاری و ومن ورکنگ اور بے پردگی کی سفارش [اداریہ]	مئی ۱۹۸۳/ ۴
سمیع الحق، مولانا	قادیانی شرانگیزیاں اور مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی [اداریہ]	مئی ۱۹۸۳/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	ماہِ رمضان کی آمد [اداریہ]	جون ۱۹۸۳/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	آہ! قاری محمد طیبؒ قاسمی کی وفات [اداریہ]	جولائی ۱۹۸۳/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	اسلام اور طرزِ حکومت [مجلس شوریٰ میں خطاب]	اگست ۱۹۸۳/ ۳۷۔۴۱
سمیع الحق، مولانا	آہ شمس العلوم والمعارف [علامہ شمس الحق افغانیؒ کی وفات/ اداریہ]	اگست ۱۹۸۳/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	مجلس شوریٰ میں اہم ملکی مسائل کی ترجمانی [خطاب و وزراء سے سوالات]	اگست ۱۹۸۳/ ۵۹۔۶۳
سمیع الحق، مولانا	ہمارے قومی و ملی مسائل۔ مجلس شوریٰ میں خطاب [اداریہ]	ستمبر ۱۹۸۳/ ۶۔۱۱
سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی اُنیسویں جلد کا آغاز [اداریہ]	اکتوبر ۱۹۸۳/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	اُمتِ مسلمہ کی امتیازی شان، تسلیم اور سلامتی [خطبہ عیدالاضحیٰ]	اکتوبر ۱۹۸۳/ ۴۔۱۴
سمیع الحق، مولانا	خارجہ اُمور [خطاب/ اداریہ]	نومبر ۱۹۸۳/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا سمیع الحق کی چند تحریکِ التوا [قومی وملیّ مسائل]	نومبر ۱۹۸۳/ ۵۵۔۵۹
سمیع الحق، مولانا	رودادِ سفر [دورۂ مصر/ اداریہ]	دسمبر ۱۹۸۳/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	قاضی عبدالسلام کاکاخیلؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۱۹۸۳/ ۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا سیّد نور الحسنؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۱۹۸۳/ ۵
سمیع الحق، مولانا	عرب امارات میں قادیانیت پر پابندی [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۴/ ۳
سمیع الحق، مولانا	کاسابلانکا کانفرنس میں صدر ضیاء الحق کی تقریر [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۴/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	کتوں کی نمائش [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۴/ ۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا تاج محمودؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری ۱۹۸۴/ ۴
سمیع الحق، مولانا	اسلامی نظام کا نفاذ اور مسودہ دیت وقصاص [اداریہ]	مارچ ۱۹۸۴/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	امام مالکؒ بن انس اوران کی مؤطا [مرتب: شفیع اللہ پشاوری/ خطاب]	مارچ ۱۹۸۴/ ۵۔۲۴

سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور صدارتی آرڈیننس [تبصرہ ومتن]	اپریل۱۹۸۴/ ۷۔۸
سمیع الحق، مولانا	مسلمانوں کی فتح مبین -- قادیانیت اور صدارتی آرڈیننس [اداریہ]	اپریل۱۹۸۴/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	آہ! مولانا سلطان محمودؒ (ناظم ادارہ) کی وفات [اداریہ]	مئی۱۹۸۴/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا	حقائق السنن (درسِ ترمذی از مولانا عبدالحقؒ) کی طباعت [اداریہ]	جون۱۹۸۴/ ۲
سمیع الحق، مولانا	قادیانیت اور کتاب ملتِ اسلامیه کا موقف [اداریہ]	جون۱۹۸۴/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مجلس شوریٰ میں خطاب [اداریہ]	جولائی۱۹۸۴/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	مسودہ قصاص و دیت (وفاقی کونسل سیکریٹریٹ میں خطاب) [اداریہ]	اگست۱۹۸۴/ ۳۔۶
سمیع الحق، مولانا	مجلس شوریٰ میں پیش کردہ قومی وملی مسائل	ستمبر۱۹۸۴/ ۶۱۔۶۲
سمیع الحق، مولانا	خمینی اور ایرانی انقلاب [اداریہ]	اکتوبر۱۹۸۴/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	ایتھوپیا کا قحط [اداریہ]	نومبر۱۹۸۴/ ۳
سمیع الحق، مولانا	ایرانی انقلاب اور اہلِ سنت کے ساتھ سلوک [اداریہ]	نومبر۱۹۸۴/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	بھوپال (انڈیا) میں گیس پلانٹ پھٹنے سے ہزاروں افراد جاں بحق [اداریہ]	نومبر۱۹۸۴/ ۴
سمیع الحق، مولانا	نبی کریمؐ کا سفرِ آخرت [خطاب/ مرتب: صلاح الدین ڈیروی]	دسمبر۱۹۸۴/ ۱۷۔۳۳
سمیع الحق، مولانا	انتخابات میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی شرکت [اداریہ]	جنوری۱۹۸۵/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور ردِ قادیانیت [اداریہ]	جنوری۱۹۸۵/ ۳
سمیع الحق، مولانا	مولانا مفتی عبداللہؒ [ملتان] کی وفات [اداریہ]	جنوری۱۹۸۵/ ۴
سمیع الحق، مولانا	ارکانِ پارلیمنٹ، علما اور مسلمان کا فرق [اداریہ]	مارچ۱۹۸۵ ۳۔۴
سمیع الحق، مولانا	ارکانِ پارلیمنٹ، علما اور مسلمانوں کا فریضہ [اداریہ]	اپریل۱۹۸۵/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا	آہ! مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۱۹۸۵/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	اسلاف کی شانِ بے نیازی [اداریہ]	جون۱۹۸۵/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا	تعلیمی سال [اداریہ]	جون۱۹۸۵/ ۲
سمیع الحق، مولانا	سینٹ میں نفاذِ شریعت کا بل اور بل پر خطاب [اداریہ]	جولائی۱۹۸۵/ ۲۔۷

سمیع الحق، مولانا قرآنِ کریم کا اختتامی درس [معوذتین کی تشریح/ مرتب: عبدالقیوم حقانی] جولائی۱۹۸۵/ ۳۷۔۴۹
سمیع الحق، مولانا نفاذِ اسلام کا معرکہ سینٹ میں [اداریہ] جولائی۱۹۸۵/ ۸۔۱۱
سمیع الحق، مولانا سر ظفراللہ قادیانی کی وفات اور مرزائیت [اداریہ] اگست۱۹۸۵/ ۳۔۴
سمیع الحق، مولانا قومی اسمبلی کا شریعت کے خلاف محاذ اور مولانا عبدالحقؒ کی مساعی [اداریہ] اگست۱۹۸۵/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا حقانی شہدا اور جہادِ افغانستان [احمد گل حقانیؒ و فتح اللہ حقانیؒ کی شہادت پر خطاب] ستمبر۱۹۸۵/ ۹۔۱۵
سمیع الحق، مولانا سینٹ میں قومی و ملی مسائل [ودیگر وفاقی وزرا سے سوالات و جوابات] ستمبر۱۹۸۵/ ۵۵۔۵۷
سمیع الحق، مولانا سینٹ میں نفاذِ شریعت کا بل [اداریہ] اکتوبر۱۹۸۵/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا ماہنامہ الحق کی اکیسویں جلد کا آغاز [اداریہ] اکتوبر۱۹۸۵/ ۲
سمیع الحق، مولانا اسلام دشمنی میں گٹھ جوڑ [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] نومبر۱۹۸۵/ ۲۔۳
سمیع الحق، مولانا سیّد ازہر شاہ قیصرؒ کی وفات [اداریہ] نومبر۱۹۸۵/ ۴
سمیع الحق، مولانا صاحبزادہ عبدالباری جانؒ کی وفات [اداریہ] نومبر۱۹۸۵/ ۵
سمیع الحق، مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدیؒ کی وفات [اداریہ] نومبر۱۹۸۵/ ۵
سمیع الحق، مولانا جنوبی افریقا کی یہودی عدالت کا فیصلہ بسلسلہ قادیانیت [اداریہ] دسمبر۱۹۸۵/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا نفاذِ اسلام کا عمل جو...... [سینٹ میں دی گئی اہم تجاویز/ اداریہ] مارچ۱۹۸۶/ ۲۔۶
سمیع الحق، مولانا سینٹ میں شریعت بل کا معرکہ [بشکریہ ہفت روزہ چٹان لاہور] اپریل۱۹۸۶/ ۳۵۔۴۲
سمیع الحق، مولانا حاجی عمر خانؒ کی شریعت بل کی حمایت اور وفات [سینٹ میں خطاب] جولائی۱۹۸۶/ ۴۵۔۴۶
سمیع الحق، مولانا اسلام، قربانی اور جاں نثاری کا مذہب [خطبہ عیدالاضحیٰ] اگست۱۹۸۶/ ۳۱۔۳۷
سمیع الحق، مولانا سینٹ میں مرزائی لندن کانفرنس کا تعاقب [بشکریہ ہفت روزہ چٹان] اگست۱۹۸۶/ ۳۹۔۴۳
سمیع الحق، مولانا متحدہ شریعت محاذ [خطاب/ اداریہ] اگست۱۹۸۶/ ۲۔۷
سمیع الحق، مولانا محرم الحرم — مولانا سمیع الحق کی اسمبلی میں پیش کردہ تحریکِ استحقاق [اداریہ] ستمبر۱۹۸۶/ ۶۔۹
سمیع الحق، مولانا تحریکِ نفاذِ شریعت اور اہلِ اسلام کی ذمہ داریاں [اداریہ] اکتوبر۱۹۸۶/ ۲۔۴
سمیع الحق، مولانا ماہنامہ الحق کی بائیسویں جلد کا آغاز [اداریہ] اکتوبر۱۹۸۶/ ۲

سمیع الحق، مولانا انسانیت کا حقیقی معیار [خطاب/ مرتب: عبدالقیوم حقانی/ ۳ر اقساط] نومبر۱۹۸۶/ ۱۱-۲۰، دسمبر۱۹۸۶/ ۶-۱۵، جنوری۱۹۸۷/ ۱۱-۲۱

سمیع الحق، مولانا تعلیم اور امتحانات، طالب علم کی زندگی کا مقصد اولین [خطاب] دسمبر۱۹۸۶/ ۵۹-۶۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی انقلاب؛ الجہاد، الجہاد [جمعیۃ کو انقلاب انگیز پالیسی اپنانا ہوگی/ اداریہ] فروری۱۹۸۷/ ۲-۱۵

سمیع الحق، مولانا رقص و سرود اور فحاشی کی حکومتی سرپرستی کیوں؟ [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] مارچ۱۹۸۷/ ۲-۷

سمیع الحق، مولانا شریعت بل کے ذریعے ہم آئین اور نظام بدلیں گے [روزنامہ جنگ کو انٹرویو] جون۱۹۸۷/ ۵۲-۵۶

سمیع الحق، مولانا اہم قومی اور ملی مسائل کے حوالے سے پریس کانفرنس سے خطاب [اداریہ] جولائی۱۹۸۷/ ۲-۷

سمیع الحق، مولانا امریکی امداد کا تعطل [اداریہ] اگست۱۹۸۷/ ۵

سمیع الحق، مولانا سانحہ مکۃ المکرّمہ [اداریہ] اگست۱۹۸۷/ ۴

سمیع الحق، مولانا ملک میں تخریب کاری [اداریہ] اگست۱۹۸۷/ ۵

سمیع الحق، مولانا نفاذِ شریعت [اداریہ] اگست۱۹۸۷/ ۲-۳

سمیع الحق، مولانا فتنۂ رفض، دفاعِ صحابہ اور ہمارا فرض [اداریہ] ستمبر۱۹۸۷/ ۴-۵

سمیع الحق، مولانا کفرانِ نعمت کا وبال (تصویر وطن) [اداریہ] ستمبر۱۹۸۷/ ۲-۳

سمیع الحق، مولانا مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی وفات [اداریہ] ستمبر۱۹۸۷/ ۶

سمیع الحق، مولانا مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی وفات [اداریہ] ستمبر۱۹۸۷/ ۶-۷

سمیع الحق، مولانا امریکی امداد کا تعطل اور پاکستان کا ایٹمی پروگرام [اداریہ] نومبر۱۹۸۷/ ۲

سمیع الحق، مولانا برطانیہ میں پاکستانی جج (اقبال جعفری) کا شرمناک کردار [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] نومبر۱۹۸۷/ ۵-۶

سمیع الحق، مولانا شریعت بل اور بہروپیے وزیر [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] نومبر۱۹۸۷/ ۷

سمیع الحق، مولانا غیر اسلامی قوانین اور قادیانیت کا تحفظ [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] نومبر۱۹۸۷/ ۴

سمیع الحق، مولانا مسئلہ افغانستان [سینٹ میں خطاب/ اداریہ] نومبر۱۹۸۷/ ۳

سمیع الحق، مولانا بمصطفٰے برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست [جشن میلاد پر ایک نظر] دسمبر۱۹۸۷/ ۱۵-۱۶

سمیع الحق، مولانا سانحہ بنوری ٹاؤن [حکومت کی غفلت اور مساجد و مدارس کا تحفظ/ سینٹ میں خطاب] دسمبر۱۹۸۷/ ۴۷-۵۲

سمیع الحق، مولانا قومی وملی مسائل [جمعیت علماءِ اسلام کی سالانہ کارکردگی/ لاہور میں خطاب/ ادار یہ] دسمبر۱۹۸۷/ ۲۔۹

سمیع الحق، مولانا دہشت گردی و دیگر مسائل کا حل نفاذِ شریعت [سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۲۔۴

سمیع الحق، مولانا ڈاکٹر شیر بہادر پنیؒ کی وفات [ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۶

سمیع الحق، مولانا سینٹ میں اظہارِ حق واتمامِ حجت [نفاذِ شریعت اور حکومت کی منافقانہ پالیسی] جنوری۱۹۸۸/ ۱۳۔۲۱

سمیع الحق، مولانا سیّد صباح الدین عبدالرحمٰنؒ کی وفات [ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۵

سمیع الحق، مولانا فضیلتِ علم، مقاصدِ علم اور طلبہ کی ذمہ داریاں [خطاب/ مرتب: عبدالقیوم حقانی] جنوری۱۹۸۸/ ۴۷۔۵۱

سمیع الحق، مولانا محمد رمضان ملتانیؒ کی وفات [ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۶

سمیع الحق، مولانا مولانا عبدالحلیم اثرؒ کی وفات [ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۶

سمیع الحق، مولانا مولانا فاتح شاہؒ کی وفات [ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۶

سمیع الحق، مولانا مولانا محمد شاہ امروٹیؒ کی وفات [ادار یہ] جنوری۱۹۸۸/ ۵

سمیع الحق، مولانا جمہور اہلِ سنت کے حقوق کے تحفظ کا مقدمہ [سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] فروری۱۹۸۸/ ۷۔۱۱

سمیع الحق، مولانا قوم کے حقوق اور پارلیمانی روایات سے حکومت کا انحراف [سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] فروری۱۹۸۸/ ۲۔۶

سمیع الحق، مولانا مسئلہ افغانستان اور جمعیۃ علمائے اسلام [خطاب/ مرتب: عبدالقیوم حقانی/ ادار یہ] مارچ۱۹۸۸/ ۲۔۶

سمیع الحق، مولانا قرآن وسنت کو سپریم لا بنانے کا بل [موجودہ عدالتی نظام کی زبوں حالی- سینٹ میں خطاب] اپریل۱۹۸۸/ ۳۷۔۴۱

سمیع الحق، مولانا بلخ اور غزنی (جہادِ افغانستان) عظمتوں کے مزار پر نگاہ عبرت وحسرت مئی۱۹۸۸/ ۱۷۔۲۲

سمیع الحق، مولانا معاہدہ جنیوا، کیا کھویا کیا پایا؟ [سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] مئی۱۹۸۸/ ۲۔۷

سمیع الحق، مولانا ڈیرہ اسماعیل خان میں شیعہ مظالم پر تحریک التوا [سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] جون۱۹۸۸/ ۵

سمیع الحق، مولانا ذمہ داران ملک وملت کو انتباہ [سانحہ اوجڑی کیمپ پر سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] جون۱۹۸۸/ ۲۔۴

سمیع الحق، مولانا شریعت آرڈیننس یا نفاذِ شریعت سے فرار [سینٹ سے خطاب/ ادار یہ] جولائی۱۹۸۸/ ۲۔۵

سمیع الحق، مولانا مناسکِ حج، ادب واحترام اور عظمتِ اسلام کے مظاہر ہیں [خطبہ جمعہ] جولائی۱۹۸۸/ ۱۰۔۲۱

سمیع الحق، مولانا شریعت آرڈیننس کا مفصل تجزیہ [سینٹ میں خطاب/ ادار یہ] اگست۱۹۸۸/ ۲۔۱۱

سمیع الحق، مولانا صدر ضیاء الحقؒ کی شہادت اور ہم [سینٹ میں تعزیتی خطاب/ ادار یہ] ستمبر۱۹۸۸/ ۶۔۸

سمیع الحق، مولانا	صدر ضیاء الحقؒ کی شہادت اور ہماری ذمہ داری [خطبۂ جمعہ]	ستمبر۱۹۸۸/ ۹ ۔ ۱۲
سمیع الحق، مولانا	اسلام میں عورت کا دائرہ کار اور حقوق [آزادی اور بے حجابی کا مسئلہ]	جنوری۱۹۸۹/ ۱۷ ۔ ۲۹
سمیع الحق، مولانا	تحریکِ انقلاب اسلامی کے اہداف اور متفقہ قراردادیں [اداریہ]	مارچ۱۹۸۹/ ۸ ۔ ۱۳
سمیع الحق، مولانا	خطبۂ استقبالیہ [متحدہ علما کنونشن/ اداریہ]	مارچ۱۹۸۹/ ۵ ۔ ۷
سمیع الحق، مولانا	متحدہ علما کنونشن [اداریہ]	مارچ۱۹۸۹/ ۲ ۔ ۴
سمیع الحق، مولانا	محمد ادریس میرٹھیؒ کی وفات [اداریہ]	مارچ۱۹۸۹/ ۱۴
سمیع الحق، مولانا	منشی عبدالرحمٰنؒ کی وفات [اداریہ]	مارچ۱۹۸۹/ ۱۴
سمیع الحق، مولانا	مولانا ابراہیم حقانی کی افغانستان میں شہادت [اداریہ]	مارچ۱۹۸۹/ ۱۴
سمیع الحق، مولانا	قومی مسائل [روزنامہ جنگ کو دیا گیا انٹرویو/ مرتب: عبدالقیوم حقانی/ اداریہ]	اپریل۱۹۸۹/ ۲ ۔ ۱۶
سمیع الحق، مولانا	علماءِ کرام اور فضلاءِ کرام کی ذمہ داریاں [تقریب بخاری سے خطاب/ اداریہ]	مئی۱۹۸۹/ ۲ ۔ ۸
سمیع الحق، مولانا	مولانا تاج الدین بسملؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۱۹۸۹/ ۸
سمیع الحق، مولانا	مولانا مفتی احمد سعیدؒ کی وفات [اداریہ]	مئی۱۹۸۹/ ۹
سمیع الحق، مولانا	بھارت کی بالا دستی اور شمالی علاقہ جات [اداریہ]	جون۱۹۸۹/ ۶ ۔ ۷
سمیع الحق، مولانا	مسئلہ افغانستان اور جنیوا مذاکرات [سینٹ میں خطاب/ اداریہ]	جون۱۹۸۹/ ۲ ۔ ۶
سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان اور امریکا [دورۂ امریکا کے دوران وائس آف امریکا کو انٹرویو]	فروری۱۹۹۰/ ۱۲ ۔ ۱۵
سمیع الحق، مولانا	قومی عصبیت اور علاقائی و لسانی فتنے	مئی۱۹۹۰/ ۱۵
سمیع الحق، مولانا	آل پارٹیز کانفرنس شریعت کنونشن [علما کے نام مکتوب]	جون۱۹۹۰/ ۸
سمیع الحق، مولانا	خطبۂ استقبالیہ — آل پارٹیز قومی شریعت کانفرنس	اگست۱۹۹۰/ ۲۲ ۔ ۲۲
سمیع الحق، مولانا	جمہوریت، ایک طرزِ حکومت ہے، نظامِ حیات نہیں [روزنامہ جنگ کو انٹرویو]	اکتوبر۱۹۹۰/ ۳۱ ۔ ۳۳
سمیع الحق، مولانا	عراقی جارحیت پر سعودیہ کا بے مثال کردار [خطاب]	نومبر۱۹۹۰/ ۷ ۔ ۸
سمیع الحق، مولانا	ادبیات کا اسلامی تصور [اداریہ]	اپریل۱۹۸۱/ ۲
سمیع الحق، مولانا	طلبۂ علومِ دینیہ، مقام و ذمہ داریاں [خطاب/ مرتب: طارق علی شاہ]	اگست۱۹۹۱/ ۵ ۔ ۱۴

سمیع الحق، مولانا خطبۂ استقبالیہ آل اسلامی پارٹیز کانفرنس نومبر۱۹۹۲/ ۵۳ - ۵۵

سمیع الحق، مولانا مرزا غلام نبی جانبازؒ کی وفات نومبر۱۹۹۲/ ۵۷

سمیع الحق، مولانا مولانا محمد الیاسؒ (لاہور) کی وفات نومبر۱۹۹۲/ ۵۶

سمیع الحق، مولانا مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ کی وفات نومبر۱۹۹۲/ ۵۶

سمیع الحق، مولانا نظامِ قرآن دنیائے انسانیت کیلئے فلاح اور امن کی ضمانت ہے مارچ۱۹۹۳/ ۷ - ۱۳

سمیع الحق، مولانا فضیلت اور اہمیت علم دین [تعلیمی سال کے آغاز پر خطاب] اپریل۱۹۹۳/ ۶ - ۱۵

سمیع الحق، مولانا خطبہ عیدالاضحیٰ مئی۱۹۹۳/ ۸ - ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی قوانین کے نفاذ کی برکتیں [خطاب/ مرتب: فضل سعید حقانی] ستمبر۱۹۹۳/ ۸ - ۱۱

سمیع الحق، مولانا افغانستان میں حالیہ خانہ جنگی جہاد نہیں فساد ہے [تقریب ختمِ بخاری سے خطاب] جنوری۱۹۹۴/ ۶ - ۱۱

سمیع الحق، مولانا نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی [دروسِ ترمذی/ مرتب: عبدالقیوم حقانی/ ۲۵/اقساط]

اپریل۱۹۹۴/ ۳-۱۰، جون۱۹۹۴/ ۵-۱۸، جولائی۱۹۹۴/ ۶ - ۱۴، اگست۱۹۹۴/ ۱۶ - ۲۲،

ستمبر۱۹۹۴/ ۱۳ - ۲۲، اکتوبر۱۹۹۴/ ۹ - ۲۰، نومبر۱۹۹۴/ ۹-۱۶، دسمبر۱۹۹۴/ ۷-۱۴،

جنوری۱۹۹۵/ ۱۰-۱۸ ...... مرتب: عبدالقیوم حقانی/ ۱۶/اقساط]

اگست۱۹۹۹/ ۱۲ - ۱۸ ستمبر۱۹۹۹/ ۱۴ - ۲۶، اکتوبر۱۹۹۹/ ۱۵-۲۱، دسمبر۱۹۹۹/ ۱۶-۲۵،

جنوری۲۰۰۰/ ۵۸- ۶۴، مارچ۲۰۰۰/ ۱۰-۱۶، اپریل۲۰۰۰/ ۱۶ - ۲۶، مئی۲۰۰۰/ ۱۷-۲۵،

جون۲۰۰۰/ ۷-۱۶، اگست۲۰۰۰/ ۱۱-۲۱، ستمبر۲۰۰۰/ ۵- ۱۴، نومبر۲۰۰۰/ ۱۲- ۲۳،

دسمبر۲۰۰۰/ ۱۷-۲۸، فروری۲۰۰۱/ ۴- ۱۴، مئی۲۰۰۱/ ۵-۱۶، جون۲۰۰۱/ ۷- ۲۲

سمیع الحق، مولانا تصویرِ وطن اور نیو ورلڈ آرڈر [وسیم سجاد کی آمد پر خطاب] مئی۱۹۹۴/ ۲-۵

سمیع الحق، مولانا مروجہ متعہ کا شرعی حکم [درسِ ترمذی کے ضمن اہم تفصیلات] جولائی۱۹۹۴/ ۶ - ۱۴

سمیع الحق، مولانا سینٹ میں 'ناموسِ صحابہ اور اہلِ بیت بل' پر کیا گزری؟ [اداریہ] اگست۱۹۹۴/ ۲ - ۱۵

سمیع الحق، مولانا مولانا فضل الرحمٰن (بن مفتی محمودؒ) کی والدہؒ کی وفات اکتوبر۱۹۹۴/ ۸

سمیع الحق، مولانا مولانا قاضی عبدالکریم کی بیٹیؒ کی وفات اکتوبر۱۹۹۴/ ۸

سمیع الحق، مولانا	قومی وملی یکجہتی کانفرنس میں خطبۂ استقبالیہ	مارچ۱۹۹۵/ ۶۔۸
سمیع الحق، مولانا	ہم جہاد مخالف حکومت سے جہاد کرینگے (مغرب کی اسلام دشمنی) [بحیثیت سیکرٹری ملی یکجہتی کونسل تکبیر کو انٹرویو]	اپریل۱۹۹۵/ ۱۰۔۱۶
سمیع الحق، مولانا	عبدالواحد اخترؒ (کاتب ماہنامہ الحق) کی وفات	مئی۱۹۹۵/ ۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا انعام الحسن عرف حضرت جیؒ کی وفات	مئی۱۹۹۵/ ۶
سمیع الحق، مولانا	تمام ممالک کے سفیروں کے نام دو اہم مکتوب [بسلسلہ اقوام متحدہ کے ۵۰سال]	اکتوبر۱۹۹۵/ ۷۔۸
سمیع الحق، مولانا	خیبر ایجنسی، مالاکنڈ، باجوڑ میں حکومتی مظالم امریکی احکامات پر [سینٹ میں خطاب/ اداریہ]	نومبر۱۹۹۵/ ۵۔۱۱
سمیع الحق، مولانا	علما اور دینی مدارس کے خلاف حکومت کی یلغار [سینٹ میں خطاب/ اداریہ]	دسمبر۱۹۹۵/ ۲۔۵
سمیع الحق، مولانا	قیامِ پاکستان کے ۵۰سال یا نقض میثاق کی نصف صدی [خطاب]	فروری۱۹۹۶/ ۷۔۱۲
سمیع الحق، مولانا	تعلیم و تعلّم اور طلبا [تعلیمی سال کے آغاز پر خطاب]	مارچ۱۹۹۶/ ۶۔۱۵
سمیع الحق، مولانا	مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کی وفات [اداریہ]	اگست۱۹۹۶/ ۸
سمیع الحق، مولانا	حافظ قاری سعید الرحمٰنؒ کی شہادت	ستمبر۱۹۹۶/ ۸
سمیع الحق، مولانا	شیر عالم حقانیؒ کی شہادت	ستمبر۱۹۹۶/ ۸
سمیع الحق، مولانا	قندھار کا سفر اور وہاں پر خطاب [مرتب: عبدالوہاب فاروقی]	ستمبر۱۹۹۶/ ۹۔۱۵
سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان کا سرچشمہ [۱۵رسال قبل لکھی ہوئی یادگار ادارتی تحریر/ اداریہ]	اکتوبر۱۹۹۶/ ۷
سمیع الحق، مولانا	جب دارالعلوم حقانیہ مسجد سے مدرسہ میں منتقل ہوا [اُس وقت کی لکھی گئی ڈائری]	نومبر۱۹۹۶/ ۳۲۔۳۴
سمیع الحق، مولانا	اللہ کی حاکمیت کی بجائے اپنی مطلق العنانی کی فکر [اداریہ]	مئی۱۹۹۷/ ۲
سمیع الحق، مولانا	نئی حکومت کی غیر شرعی ترجیحات، خواتین کی سیٹوں کی بحالی [اداریہ]	مئی۱۹۹۷/ ۳
سمیع الحق، مولانا	خطاب [دارالعلوم حقانیہ میں تقریبِ تشکر بر فتح طالبان]	جون۱۹۹۷/ ۵۔۸
سمیع الحق، مولانا	موجودہ حالات اور اکابرین اُمت (مولانا آزادؒ، مدنیؒ وغیرہ) کے اندیشے	اگست۱۹۹۷/ ۱۶۔۲۳
سمیع الحق، مولانا	گولڈن جوبلی' یا ناشکری اور نقض عہد کے ۵۰سال [برطانیہ میں خطاب]	ستمبر۱۹۹۷/ ۸۔۲۲

سمیع الحق، مولانا　موجودہ حالات میں دینی جماعتوں کی ترجیحات کیا ہونی چاہیے [ملی یک جہتی کونسل کے اجلاس میں خطاب]　دسمبر۱۹۹۷/ ۸ - ۱۴

سمیع الحق، مولانا　پاکستان کی حالتِ زار اور نجات کا راستہ [برطانیہ میں خطاب]　مارچ۱۹۹۸/ ۶ - ۱۸

سمیع الحق، مولانا　افغانستان کی تحریک طالبان اور امارتِ اسلامی [خطاب/ اداریہ]　اپریل۱۹۹۸/ ۲-۵

سمیع الحق، مولانا　طالبان کی اسلامی حکومت — نیو ورلڈ آرڈر کیلئے خطرہ [خطاب] ستمبر۱۹۹۸/ ۳۶ - ۳۸

سمیع الحق، مولانا　وزیر اعظم کا اسلامی آئینی ترمیم کا اعلان　ستمبر۱۹۹۸/ ۵ - ۶

سمیع الحق، مولانا　دار العلوم حقانیہ کی تقریبِ دستار بندی [خطاب]　دسمبر۱۹۹۸/ ۲۶ - ۲۷

سمیع الحق، مولانا　اہلِ علم اور طلبا علومِ دینیہ کی ذمہ داریاں [خطاب/ ۲/اقساط] مارچ۱۹۹۹/ ۱۸-۲۵، اپریل۱۹۹۹/ ۹-۱۶

سمیع الحق، مولانا　تحفظِ جہاد کانفرس، اسلام آباد میں خطاب　ستمبر۱۹۹۹/ ۵۳-۵۶

سمیع الحق، مولانا　ہزاروں لاشیں [ترکی میں زلزلہ/ تینتیس سال قبل لکھی گئی اہم تحریر]　ستمبر۱۹۹۹/ ۱۲ - ۱۳

سمیع الحق، مولانا　اشاعتِ خاص (اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالمِ اسلام) کے لیے مضمون لکھیے　اکتوبر۱۹۹۹/ ۰

سمیع الحق، مولانا　ختمِ بخاری کی تقریب میں درس بخاری [خطاب]　نومبر۱۹۹۹/ ۱۶ - ۲۴

سمیع الحق، مولانا　پابہ زنجیر — نواز شریف　دسمبر۱۹۹۹/ ۲۶ - ۲۷

سمیع الحق، مولانا　موت العَالِمُ موت العَالَمُ [سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کی وفات پر خطاب] جنوری۲۰۰۰/ ۱۵ - ۱۹

سمیع الحق، مولانا　خطبۂ استقبالیہ کل پاکستان تحفظِ مدارس دینیہ کانفرنس　مئی۲۰۰۰/ ۶ - ۱۰

سمیع الحق، مولانا　فتنۂ امریکا اور مسئلہ افغانستان [جلسہ دستار بندی سے خطاب]　نومبر۲۰۰۰/ ۵۶-۵۷

سمیع الحق، مولانا　متحدہ اسلامی کانفرنس کا اعلامیہ　دسمبر۲۰۰۰/ ۱۳-۱۶

سمیع الحق، مولانا　متحدہ اسلامی کانفرنس میں خطبۂ استقبالیہ [پاکستان کی ایٹمی طاقت اور مسئلہ افغانستان] دسمبر۲۰۰۰/ ۸ - ۱۲

سمیع الحق، مولانا　اُمتِ مسلمہ، علما اور اسلام دشمن قوتوں کو پیغام [دیوبند کانفرنس میں خطاب] مارچ۲۰۰۱/ ۲۶ - ۳۵

سمیع الحق، مولانا　اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ مرتب: مختار اللہ حقانی]　جولائی۲۰۰۱/ ۷-۱۶

سمیع الحق، مولانا　افغانستان کی تازہ صورتِ حال اور عالمِ اسلام کی حالتِ زار [انٹرویو] اگست۲۰۰۱/ ۴۹ - ۷۲

سمیع الحق، مولانا　عالمِ کفر بمقابلہ دینی مدارس اور المیہ سقوطِ طالبان [تعلیمی سال کے آغاز پر خطاب]　دسمبر۲۰۰۱/ ۸-۲۶

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ حقوقِ والدین/ مرتب: مختار اللہ حقانی] جنوری ۲۰۰۲/ ۶ ۔ ۱۵

سمیع الحق، مولانا مولانا محمد نبی محمدیؒ کی وفات پر تعزیتی خطاب اپریل ۲۰۰۲/ ۷ ۔ ۸

سمیع الحق، مولانا دفاعِ پاکستان و کشمیر پر قومی یکجہتی کانفرنس [خطبۂ استقبالیہ و اعلامیہ] جون ۲۰۰۲/ ۸ ۔ ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلام کا نظامِ وراثت [دورۂ میراث کی تقسیمِ اسناد سے خطاب/ مرتب: عبدالمنعم] جولائی ۲۰۰۲/ ۸ ۔ ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ حقوقِ والدین/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] اکتوبر ۲۰۰۳/ ۷ ۔ ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ حقوقِ والدین/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] دسمبر ۲۰۰۳/ ۱۰ ۔ ۱۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ بچوں کیساتھ محبت کا درس/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جنوری ۲۰۰۴/ ۲۸

سمیع الحق، مولانا پاکستان عالمی دہشت گردی کے نرغے میں [امریکی ٹی وی PBS کو انٹرویو] جنوری ۲۰۰۴/ ۱۵ ۔ ۲۷

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ بچیوں پر خرچ کرنا/ مرتب: عبدالمنعم حقانی/ ۲/ ۱ اقساط]

مارچ ۲۰۰۴/ ۱۷، ۲۳، اپریل ۲۰۰۴/ ۴ ۔ ۱۰

سمیع الحق، مولانا خطبہ استقبالیہ [بر آمدِ ڈاکٹر سلمان ندوی] مارچ ۲۰۰۴/ ۷ ۔ ۹

سمیع الحق، مولانا عالمی دہشت گرد ہماری ایٹمی اور دفاعی صلاحیت چھین رہے ہیں

[سائنس دانوں کیڈی بریفنگ کیوں؟/ سینٹ میں خطاب] مارچ ۲۰۰۴/ ۲۴ ۔ ۲۷

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ یتیموں اور بچوں پر شفقت/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جون ۲۰۰۴/ ۱۲ ۔ ۱۸

سمیع الحق، مولانا صلیبی دہشت گردی اور عالمِ اسلام کی تقریبِ رونمائی [خطبہ استقبالیہ] جون ۲۰۰۴/ ۳۳ ۔ ۳۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ صلہ رحمی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی/ ۲/ ۱ اقساط]

جولائی ۲۰۰۴/ ۶ ۔ ۱۲، اگست ۲۰۰۴/ ۵ ۔ ۱۱

سمیع الحق، مولانا کائنات میں اربابِ علم اور اہلِ دین کی اہمیت [خطاب] اگست ۲۰۰۴/ ۲۰ ۔ ۳۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ مسلمان کیساتھ شفقت/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] ستمبر ۲۰۰۴/ ۶ ۔ ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ مسلمان کی پردہ پوشی و دیگر] اکتوبر ۲۰۰۴/ ۷ ۔ ۱۲

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ غم خواری/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] نومبر ۲۰۰۴/ ۶ ۔ ۱۰

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ غیبت/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] نومبر ۲۰۰۴/ ۱۰ ۔ ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ حسد اور بغض/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جنوری۲۰۰۵/ ۴ ـ ۱۰

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [" " " "] فروری۲۰۰۵/ ۹ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ نیک مقصد کے لیے جھوٹ بولنا/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] فروری۲۰۰۵/ ۵ ـ ۸

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ حقوق ہمسائیگی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] مارچ۲۰۰۵/ ۸ ـ ۱۲

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ خادموں کے حقوق/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] مارچ۲۰۰۵/ ۱۲ ـ ۱۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ خادموں کے حقوق/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] اپریل۲۰۰۵/ ۳۰ ـ ۳۴

سمیع الحق، مولانا دورۂ یورپ کے دوران مجھ سے امتیازی سلوک [خطاب/ اداریہ] اپریل۲۰۰۵/ ۲ ـ ۱۲

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ حقوقِ اولاد/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جون۲۰۰۵/ ۸ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ خادموں کے حقوق/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جون۲۰۰۵/ ۵ ـ ۸

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ احسان، نیکی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جولائی۲۰۰۵/ ۸ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ ہدیہ لینا، دینا/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جولائی۲۰۰۵/ ۶ ـ ۸

سمیع الحق، مولانا دارالعلوم حقانیہ کے مخلص ڈاکٹر عبدالماجدؒ کی وفات جولائی۲۰۰۵/ ۵

سمیع الحق، مولانا قاری محمد امینؒ (راولپنڈی) کی وفات جولائی۲۰۰۵/ ۴

سمیع الحق، مولانا میرے اُستاد قاضی حبیب الرحمٰنؒ کی وفات جولائی۲۰۰۵/ ۵

سمیع الحق، مولانا میرے حقیقی خسر دواخان سواتیؒ کی وفات جولائی۲۰۰۵/ ۵

سمیع الحق، مولانا صلیبی دہشت گردی اور عالمِ اسلام کی تقریبِ رونمائی [خطاب] اگست۲۰۰۵/ ۲۶ ـ ۳۰

سمیع الحق، مولانا ۹ ستمبر ۲۰۰۱ کے بعد عالمِ اسلام کے بدلتے حالات [مغربی میڈیا کو انٹرویو] اگست۲۰۰۵/ ۹ ـ ۱۶

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ آدابِ مسجد اور سخاوت/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] اکتوبر۲۰۰۵/ ۱۳ ـ ۱۷

سمیع الحق، مولانا حساس علاقوں میں نیٹو افواج کی آمد ملکی سالمیت کے لیے بڑا خطرہ [اداریہ] اکتوبر۲۰۰۵/ ۵

سمیع الحق، مولانا زلزلہ — ہزاروں لاشیں [تاریخی عبرت آموز تحریر/ طبع مکرر] اکتوبر۲۰۰۵/ ۸ ـ ۹

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ بخل، اہل وعیال پر خرچ/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] نومبر۲۰۰۵/ ۴ ـ ۹

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ مہمان نوازی، یتیم اور بیوائیں/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] دسمبر۲۰۰۵/ ۱۰ ـ ۱۴

سمیع الحق، مولانا اوآئی سی (OIC) کی فقہی کونسل کے بارے میں بی بی سی ریڈیو کوانٹرویو دسمبر۲۰۰۵/۳۴

سمیع الحق، مولانا دہشتگردی کے تعاقب میں [دہشتگردی اور اسلام کے حوالے سے نارویجین صحافیہ کوانٹرویو/
مرتب: عرفان الحق اظہار] دسمبر۲۰۰۵/ ۲۹ ـ ۳۴

سمیع الحق، مولانا زلزلہ – رجوع الی اللہ سے رُخ مادیت کی طرف موڑنے کی کوشش [سینٹ میں خطاب] دسمبر۲۰۰۵/ ۶ ـ ۹

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ سچ، جھوٹ، بدگوئی، بے حیائی اور لعنت] جنوری۲۰۰۶/ ۱۱ ـ ۱۶

سمیع الحق رفیروزالدین اکیسویں صدی کا امریکی قرآن - تنقیدی جائزہ جنوری۲۰۰۶/ ۲۰ ـ ۳۵

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/علم الانساب، بھائی کو دعا، گالیاں نکالنا مارچ۲۰۰۶/ ۴ ـ ۱۰

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ لوگوں سے برتاؤ، بدگمانی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] مئی۲۰۰۶/ ۵ ـ ۸

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ بھلائی کی بات کرنا، غلام، مسائلِ امامت اپریل۲۰۰۶/ ۵ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ نبی کریمؐ کی خوش طبعی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جون۲۰۰۶/ ۱۰ ـ ۱۴

سمیع الحق، مولانا سینٹ آف پاکستان میں ملکی مسائل کے حوالے سے تاریخی خطاب جون۲۰۰۶/۴ ـ ۷

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی/ جدال اور بحث، نرمی برتنا] جولائی۲۰۰۶/ ۱۱ ـ ۱۶

سمیع الحق، مولانا لندن میں ۷/۷ کا واقعہ [اسلامی مدارس، القاعدہ، طالبان اور دہشت گردی کے حوالے سے بی بی سی
کوانٹرویو/ مرتب: ابن اظہار الحق حقانی] جولائی۲۰۰۶/ ۱۷ ـ ۲۶

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ میانہ روی، تکبر/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] اگست۲۰۰۶/ ۶ ـ ۱۳

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ اخلاق/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] ستمبر۲۰۰۶/۴ ـ ۹

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ احسان اور معافی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] اکتوبر۲۰۰۶/ ۷ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا رمضان رحمتوں کا موسمِ بہار [اداریہ] اکتوبر۲۰۰۶/۲ ـ ۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی/ مسلمان بھائی سے ملاقات، حیا، وقار،
عجلت پسندی/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] نومبر۲۰۰۶/۲۴ ـ ۲۸

سمیع الحق، مولانا صلیبی دہشت گردی کا تعاقب [خارجہ کمیٹی میں خطاب] نومبر۲۰۰۶/۲۲ ـ ۲۳

سمیع الحق، مولانا ''تحفظ نسواں بل'' پر سینٹ میں خطاب نومبر۲۰۰۶/ ۷ ـ ۲۱

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (وقار و تدبر، نرم مزاجی، مظلوم کی بددعا) دسمبر۲۰۰۶/ ۵ ـ ۱۰

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (درسِ ترمذی / نبی کریمؐ کے اخلاقِ حسنہ) جنوری۲۰۰۷/ ۸ ـ ۱۲

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درس ترمذی /لعنت کرنا، عیب لگانا، زیادہ غصہ/ مرتب: عبدالمنعم حقانی]مارچ۲۰۰۷/ ۱۷ ـ ۲۲

سمیع الحق، مولانا صلیبی دہشت گردی کے تعاقب میں [ہالینڈ اور نیٹو کے وفد سے بات چیت] مارچ۲۰۰۷/۱۶

سمیع الحق، مولانا غیر مسلم جج شرعی نقطہ نظر سے مارچ۲۰۰۷/۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال[درسِ ترمذی/غصہ پینا، بڑوں کا امتحان، قطع تعلقی] اپریل۲۰۰۷/ ۹ ـ ۱۴

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی /صبر، منافق/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] مئی۲۰۰۷/ ۶ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی / چغل خور، کم گوئی/] جون۲۰۰۷/ ۶ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا شاتمِ رسول ملعون رشدی کو ''سر'' کا خطاب کیوں؟ [پریس ریلیز] جون۲۰۰۷/ ۵

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی / جادو اثر بیان، عاجزی اختیار کرنا، ظلم،
نعمت میں عیب جوئی ترک کرنا/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] جولائی۲۰۰۷/ ۶ ـ ۱۲

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی /مومن کی تعظیم/ مرتب: عبدالمنعم حقانی]اگست۲۰۰۷/ ۱۹ ـ ۲۳

سمیع الحق، مولانا سانحہ لال مسجد پر سینٹ (ایوانِ بالا) میں خطاب اگست۲۰۰۷/ ۶ ـ ۹

سمیع الحق، مولانا صلیبی دہشت گردی کا تعاقب [امریکی قونصل جنرل کی آمد اور مذاکرہ] اگست۲۰۰۷/ ۱۰ ـ ۱۱

سمیع الحق، مولانا کورین سفارتکاروں کی آمد اگست۲۰۰۷/۱۲

سمیع الحق، مولانا اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال [درسِ ترمذی / جو چیز نہ ملی ہو اس سے اپنے کو شکم
سیر ظاہر کرنا، عطا کے بدلے ذکر حسن/ مرتب: عبدالمنعم حقانی] اکتوبر۲۰۰۷/ ۴ ـ ۷

سمیع الحق، مولانا بے نظیر کا قتل اور بیرونی سازشیں [سینٹ میں خطاب] فروری۲۰۰۸/ ۶ ـ ۷

سمیع الحق، مولانا حرمین شریفین میں پینتالیس سال قبل میری پہلی حاضری [خطوط و ڈائری کے اوراق سے/ ۱۱/اقساط]

فروری۲۰۰۸ تا فروری۲۰۰۹

سمیع الحق، مولانا عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی/ ۸۴/اقساط]

جنوری۲۰۰۹ تا اپریل ۲۰۲۱

سمیع الحق، مولانا امریکی صدر اوبامہ کے انتخاب پر بیان و تبصرہ اکتوبر۲۰۰۸/۴

سمیع الحق، مولانا — امریکی راہنما مارٹن لوتھر کنگ کا قتل [صدر کے انتخاب کے پس منظر میں] اکتوبر۲۰۰۸/۵۔۷

سمیع الحق، مولانا — قومی سلامتی پارلیمانی کمیٹی کے اہم اجلاس میں دس نکاتی تجاویز دسمبر۲۰۰۸/ ۹

سمیع الحق، مولانا — غزہ میں اسرائیلی بربریت پر سینٹ میں خطاب جنوری۲۰۰۹/ ۷۔۹

سمیع الحق، مولانا — مسلم حکمران اور سنتِ ابراہیمیؑ کی اصلی رُوح [خطاب/ مرتب: محمد ابراہیم فانی] دسمبر۲۰۰۹/ ۹ ۔ ۱۳

سمیع الحق، مولانا — علماءِ دیوبند کے اجتماعِ لاہور میں جرأت مندانہ خطاب [اداریہ] مارچ۲۰۱۰/ ۲ ۔ ۵

سمیع الحق، مولانا — تعزیتی مکتوب [بر وفات مولانا مرغوب الرحمٰنؒ] دسمبر۲۰۱۰/ ۷

سمیع الحق، مولانا — دیوبند اور دیوبندیت کیا تھی اور اب ہم ؟...... کرنے کے کام [اداریہ] جنوری۲۰۱۱/۲۔۷

سمیع الحق، مولانا — مجلّہ الحق کے پینتالیس سالہ اشاریہ کی اشاعت [اداریہ] فروری۲۰۱۱/۲۔۳

سمیع الحق، مولانا — مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ و مولانا سمیع الحق کی اشاعت [اداریہ] جون۲۰۱۱/۲۔۳

سمیع الحق، مولانا — موتُ العالِم، موتُ العالَم [خطاب بر وفاتِ مولانا مفتی محمد فریدؒ] جولائی۲۰۱۱/ ۸۔۱۰

سمیع الحق، مولانا — پاکستان کو امریکی دھمکیوں کے پیشِ نظر منعقدہ اے پی سی [اداریہ] ستمبر۲۰۱۱/۹۔۱۲

سمیع الحق، مولانا — پاکستان کو درپیش خطرات اور ملک وملت کی رہنمائی کیلئے دفاعِ پاکستان کونسل کا قیام ستمبر۲۰۱۱/۱۳۔۱۴

سمیع الحق، مولانا — دفاعِ پاکستان کونسل کی پہلا آل پارٹیز کانفرنس [دعوت نامہ] ستمبر۲۰۱۱/ ۱۵

سمیع الحق، مولانا — دفاعِ پاکستان کونسل کی اہمیت اور ذمہ داریاں [خطاب/ مرتب: سہیل عباس/ابن مدنی] اگست۲۰۱۲/ ۸۔۱۵

سمیع الحق، مولانا — طالبان سے مذاکرات کا مسئلہ [روزنامہ اسلام کو انٹرویو] دسمبر۲۰۱۳/۴۔۸

سمیع الحق، مولانا — خراجِ تحسین [بیادِ مولانا ابراہیم فانیؒ] مارچ۲۰۱۴/۱۲

سمیع الحق، مولانا — بے اصول سیاست کا سرکس [اداریہ] ستمبر۲۰۱۴/۱۰۔۱۱

سمیع الحق، مولانا — دیوبندی جماعتوں کے سربراہی اجلاس سے خطاب [اداریہ] نومبر۲۰۱۴/۲۔۳

سمیع الحق، مولانا — مؤتمر المصنفین کا نیا علمی شاہکار خطبات مشاہیر دس جلد [اداریہ] جولائی اگست۲۰۱۵/۲۔۵

سمیع الحق، مولانا — دہشت گردی کے اصل محرکات ...... [اداریہ] نومبر، دسمبر۲۰۱۵/۳۔۱۴

سمیع الحق، مولانا — مدارس کے خلاف عالمی ایجنڈا ...... [اداریہ] جنوری۲۰۱۶/۲۔۵

سمیع الحق، مولانا — ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت بیاد ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ، [اداریہ] اپریل۲۰۱۶/۲۔۳

سمیع الحق، مولانا	پیش لفظ مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات	اپریل ۲۰۱۶/۴۔۵	
سمیع الحق، مولانا	دارالعلوم حقانیہ اور مؤتمر المصنفین کی نئی کاوشیں	اپریل ۲۰۱۷/۲۔۵	
سمیع الحق، مولانا	''انقلاب'' یا آئین کے اسلامی دفعات کا خاتمہ؟	ستمبر ۲۰۱۷/۱۲۔۱۸	
سمیع الحق، مولانا	برما کے مظالم پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام کھلا خط	ستمبر ۲۰۱۷/۱۹۔۲۰	
سمیع الحق، مولانا	امریکی صدر کی پاکستان افغانستان میں نئی پالیسی پر احتجاج	ستمبر ۲۰۱۷/۲۱	
سمیع الحق، مولانا	تحفظ بیت المقدس، آل پارٹیز کانفرنس سے خطاب [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۸/۲۔۶	
سمیع الحق، مولانا	علماء افغانستان میں جہاد کے خلاف امریکی سازش ناکام بنائیں	جون ۲۰۱۸/۷	
سمیع الحق، مولانا	مولانا جلال الدین حقانی کی وفات پر تاثرات	اگست رستمبر ۲۰۱۸/۱۲	
سمیع الحق، مولانا	وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان سے ملاقات	اکتوبر ۲۰۱۸/۲۔۳	

سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	اصلاح النساء و تربیتِ اولاد مولانا اشرف علی تھانویؒ	جولائی ۱۹۶۶/۶۲
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	تقسیم وراثت مفصل، تقسیمِ وراثت مجمل از بشیر احمد بگوی	جولائی ۱۹۶۶/۶۲
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	حقوقِ والدین از عبدالرزاق سلیمان	جولائی ۱۹۶۶/ ۶۱
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	راہِ ہدایت از مولانا سرفراز خان صفدرؒ	جولائی ۱۹۶۶/۶۲
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	الاربعین از مفتی محمد شفیعؒ [برموضوع مسئلہ ختم نبوت]	ستمبر ۱۹۶۶/ ۵۵
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	مودودیؒ اور جمہوریت از محمود احمد ظفر	ستمبر ۱۹۶۶/ ۵۵
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	فیوضاتِ حسینی از عبدالحمید سواتیؒ [تحفۂ ابرہیمیہ (توحید)]	مئی ۱۹۶۸/ ۵۹
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	لحن صریر (شاعری) از عبدالعزیز خالد	مئی ۱۹۶۸/ ۵۹
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	انڈکس (اشاریہ) قرآنی یعنی فہرست احکامِ قرآنی از معصوم علی	اگست ۱۹۶۸/ ۶۲ ۔ ۶۴
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیعؒ	اگست ۱۹۶۸/ ۶۱ ۔ ۶۲
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	النبیؐ الخاتم از مناظر احسن گیلانیؒ	ستمبر ۱۹۶۸/ ۵۶
سمیع الحق، مولانا	(تبصرہ)	ذکرِ الٰہی از مسیح اللہ شیروانی	ستمبر ۱۹۶۸/ ۵۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) سنت کا تشریعی مقام (قرآن کی روشنی میں) از محمد ادریس میرٹھی ستمبر ۱۹۶۸/ ۵۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) قبولیتِ دعا اور اس کے طریقے از محمد ادریس انصاری ستمبر ۱۹۶۸/ ۵۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) اسلامی مذاہب از ابوزہرہ مصری [مترجم: پروفیسر غلام احمد حریریؒ] جون ۱۹۶۹/ ۶۲ - ۶۴

سمیع الحق، مولانا (مبصر) بائبل سے قرآن تک از رحمت اللہ کیرانویؒ [مرتب: مفتی محمد تقی عثمانی] جولائی ۱۹۶۹/ ۶۱ - ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) انوارِ قاسمی (مولانا قاسم نانوتویؒ)، جلد اوّل از انوار الحسن شیرکوٹی مارچ ۱۹۷۰/ ۵۶

سمیع الحق، مولانا (مبصر) دفاع پاکستان کی لازوال داستان از گلزار احمد مارچ ۱۹۷۰/ ۵۸

سمیع الحق، مولانا (مبصر) سیّدنا عثمان بن عفان از نصیر ہمایوں مارچ ۱۹۷۰/ ۵۸

سمیع الحق، مولانا (مبصر) مجموعہ قوانین اسلام، جلد سوم از جسٹس تنزیل الرحمٰن مارچ ۱۹۷۰/ ۵۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) اسلامی زندگی از امیر الدین اپریل ۱۹۷۱/ ۶۴

سمیع الحق، مولانا (مبصر) اسلامی نظامِ حکومت کے ضروری اجزا از مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اپریل ۱۹۷۱/ ۶۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) بیس بڑے مسلمان از عبدالرشید ارشدؒ اپریل ۱۹۷۱/ ۶۱

سمیع الحق، مولانا (مبصر) جہاد از گلزار احمد اپریل ۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) حرمین (تاریخ) مولانا محمد مالک کاندھلویؒ اپریل ۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) حکمتِ اسلامیہ از عبدالقدیر صدیقی اپریل ۱۹۷۱/ ۶۴

سمیع الحق، مولانا (مبصر) سیّدہ امِ کلثوم از محمد دین بٹ اپریل ۱۹۷۱/ ۶۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) شانِ صحابہؓ از محمد زاہد الحسینی اپریل ۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) شرح قصیدہ بردہ از علی محسن صدیقی اپریل ۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) عصمتِ انبیاؑ اور حرمتِ صحابہؓ (سیّد مودودیؒ کے نظریات کا محاکمہ) از مدرار اللہ مدرار اپریل ۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) فتویٰ تکفیر قادیان از سعید الرحمٰن انوری اپریل ۱۹۷۱/ ۶۴

سمیع الحق، مولانا (مبصر) قرآن اور امنِ عالم از ڈاکٹر اسرار احمد اپریل ۱۹۷۱/ ۶۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) قرآن اور پردہ از امین احسن اصلاحی اپریل ۱۹۷۱/ ۶۴

سمیع الحق، مولانا (مبصر) مختصر سیرتِ نبویہؐ از عبدالشکور لکھنوی اپریل ۱۹۷۱/ ۶۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ از مولانا عاشق الٰہی اپریل ۱۹۷۱/ ۶۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر)	مسلمانوں پر قرآنِ مجید کے حقوق از ڈاکٹر اسرار احمد	اپریل۱۹۷۱/۶۳
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	اسلام اور سود از انور اقبال قریشی	مئی۱۹۷۱/ ۵۷
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	الفہرست اُردو ترجمہ از محمد بن اسحاق بن ندیم [مترجم: محمد اسحاق بھٹی]	مئی۱۹۷۱/ ۵۸
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	تفهيم النبوة از ابوالخیر اسدی	مئی۱۹۷۱/۶۰
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	حکومت مغربی پاکستان کے پانچ سوال اور اُن کا جواب از 'بیت التوحید'، کراچی	مئی۱۹۷۱/۶۰
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	خلافت وملوکیت کی شرعی حیثیت از صلاح الدین یوسف	مئی۱۹۷۱/ ۵۹
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	عبرتناک موت (قادیانیت) از 'بیت التوحید'، کراچی	مئی۱۹۷۱/۶۰
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں از محمد اکبر	مئی۱۹۷۱/۶۰
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	مسخروں کی محفل یا کادیانی انبیا از ادارہ بیت التوحید، کراچی	مئی۱۹۷۱/۶۰
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	هداية الحيران (تفسیر جواہر القرآن از غلام اللہ خاں کا ناقدانہ جائزہ) از عبدالشکور ترمذی	مئی۱۹۷۱/ ۵۸
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	Africa the muslim continent از انعام اللہ خان	مئی۱۹۷۱/۶۰
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	اسلامی مساوات از حفیظ اللہ پھلواری [سوشلزم]	ستمبر۱۹۷۱/۶۳
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	عطیۂ پاکستان از ابواحمد عبداللہ [دعوت وتبلیغ]	ستمبر۱۹۷۱/ ۶۱
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	ماہنامہ الارشاد کیمبل پور [مدیر: محمد زاہد الحسینی]	ستمبر۱۹۷۱/۶۳
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	ماہنامہ محدث لاہور [مدیر: مولانا عبدالرحمٰن مدنی]	ستمبر۱۹۷۱/۶۲
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	مفتاح کنوز السنة (احادیث کی ۱۴ کتابوں کا اشاریہ) از الدکتور الف۔ ی [مترجم: فواد الباقی]	ستمبر۱۹۷۱/۶۱
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	تقربِ الٰہیؒ حصہ اوّل از محمد علی امرتسری	نومبر۱۹۷۱/ ۵۹
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	ماہنامہ منبر الاسلام کراچی [مدیر: محمد اسماعیل]	نومبر۱۹۷۱/ ۵۹
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	ارکانِ اسلام از محمد بخش مسلم	دسمبر۱۹۷۱/۶۲
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	اصلاح معاشرہ از عبدالغفار اثر	دسمبر۱۹۷۱/۶۲
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	عقائد اسلام از محمد بخش مسلم	دسمبر۱۹۷۱/۶۲
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	فیصلہ ہفت مسئلہ (بریلویوں کے ساتھ اختلافی مسائل) از امداد اللہ مہاجر مکی	دسمبر۱۹۷۱/۶۲
سمیع الحق،مولانا(مبصر)	مسجد اور اسلامی سوسائٹی میں اس کا کردار از غازی بن مجاہد	دسمبر۱۹۷۱/۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مومن کا قتل از ایم اے خان دسمبر۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) میاں شیر محمد از طفیل محمد سالک دسمبر۱۹۷۱/ ۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) جائزہ مدارسِ عربیہ مغربی پاکستان از حافظ نذر احمد جنوری۱۹۷۳/ ۵۹۔۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اسلام کا معاشی نظام از حسن صدیقی جنوری۱۹۷۳/ ۶۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) شمس العرفان (ملفوظاتِ غلام علی مجددی) از مظہر جان جاناں جنوری۱۹۷۳/ ۶۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اذانِ سحر [مفتی محمودؒ کے انٹرویوز اور خطابات کا مجموعہ/ مرتب: منظور احمد شاہ] جنوری۱۹۷۳/ ۶۵

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اسلام کا نظامِ عبادت از نور محمد غفاری جنوری۱۹۷۳/ ۶۵

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تقاریر مجاہدِ ملت (مولانا محمد علی جالندھریؒ) [مرتب: منظور احمد شاہ] جنوری۱۹۷۳/ ۶۵

سمیع الحق،مولانا(مبصر) امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ناقدین از حبیب الرحمٰن شروانی جولائی۱۹۷۳/ ۷۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ از نور الحق قریشی جولائی۱۹۷۳/ ۷۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) ہندوستان میں وہابی تحریک از قیام الدین [مترجم: پروفیسر محمد مسلم] جولائی۱۹۷۳/ ۷۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اسلام کا تصورِ قانون از غلام احمد حریریؒ جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) الفقہ الاکبر از امام ابوحنیفہؒ [مترجم: عبدالحمید سواتیؒ] جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اہلِ حدیث کی نمایاں شخصیات از منیر احمد جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اُمت کے اختلاف میں اعتدال و انصاف از انیس احمد صدیقی جنوری۱۹۷۴/ ۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) بیان السنۃ (عقیدۃ الطحاویۃ کا ترجمہ) از عبدالحمید سواتیؒ جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) سکرات سے قبر تک احکام و مسائل از غلام محمد جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) سوانح قاری فضل کریم از فیوض الرحمٰن جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) قادیانیت اور عدالتی فیصلہ از محمد نسیم جنوری۱۹۷۴/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) نصاب و نظامِ دینی مدارس از جمیل احمد تھانویؒ جنوری۱۹۷۴/ ۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) ماہنامہ فاران کراچی [مدیر: ماہر القادریؒ] مئی۱۹۷۴/ ۵۶

سمیع الحق،مولانا(مبصر) آداب الدعا از مولانا اجمل خان جون۱۹۷۴/ ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تحفۂ سعدیہ از محبوب الٰہی جون۱۹۷۴/ ۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) سہ ماہی **صحیفہ** لاہور [مدیر: عابد علی عابد] جون۱۹۷۴/۶۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **عباراتِ اکابر** حصہ اوّل **از مولانا سرفراز خان صفدرؒ** [مولانا احمد رضاؒ کے اعتراضات کا رَدّ] جون۱۹۷۴/۶۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **نقوشِ اقبال از سیّد ابوالحسن علی ندویؒ** جون۱۹۷۴/۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **مولانا رسول خان** ہزارویؒ **از قاری فیوض الرحمٰن** ستمبر۱۹۷۴/ ۶۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **مکتبہ رشیدیہ کی مطبوعات** مئی۱۹۷۵/۵۳

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **اقبال اور قادیانی از نسیم آسی** جولائی۱۹۷۵/ ۶۶

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **فارسی ومطالب پاکستان شناسی از محمد حسین تسبیح** جولائی۱۹۷۵/ ۶۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **مذہب اور سائنس از عبدالباری ندوی** جولائی۱۹۷۵/ ۶۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **معارف الحقائق** (تصوف) **از حکمت شاہ** جولائی۱۹۷۵/ ۶۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **نقشِ حیات** (خودنوشت) **از مولانا حسین احمد مدنیؒ** جولائی۱۹۷۵/ ۶۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) المعجم المفھرس لالفاظ القرآن **از فواد عبدالباقی** اگست۱۹۷۵/ ۶۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **تجلیاتِ صدیقی** (عبدالمالک صدیقی نقشبندیؒ) **از مولانا مدراراللہ مدرار** ستمبر۱۹۷۵/ ۵۸

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **تذکرہ مصنّفین درسِ نظامی از اختر راہی** ستمبر۱۹۷۵/ ۵۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **جواہر الفقہ از مفتی محمد شفیعؒ** ستمبر۱۹۷۵/ ۵۸

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **ملفوظاتِ حکیم الامت** (اشرف علی تھانویؒ) [مرتب: اشرف اکیڈمی لاہور] ستمبر۱۹۷۵/ ۵۷

سمیع الحق، مولانا (مبصر) ماہنامہ **الرشید** لاہور **کا 'دارالعلوم دیوبند' نمبر** [مدیر: عبدالرشید ارشدؒ] جون۱۹۷۶/۶۲

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **العقل والنقل** (عقلِ سلیم ونقلِ صحیح) **از شبیر احمد عثمانیؒ** اگست۱۹۷۶/ ۵۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **مفتی محمودؒ، حیات وخدمات از نعیم آسی** دسمبر۱۹۷۷/ ۵۵

سمیع الحق، مولانا (مبصر) **تفسیر بیان القرآن'** جلد اوّل تا سوم **از مولانا اشرف علی تھانویؒ** اپریل۱۹۷۸/۶۰

سمیع الحق، مولانا (مبصر) فتح العلیم بحل اشکال التشبیہ العظیم فی حدیث کما صلیت ... [عظمتِ رسالتؐ پر اعتراضات کا جواب]
از محمد موسیٰ روحانی بازیؒ اپریل۱۹۷۸/ ۶۱

سمیع الحق، مولانا (مبصر) العلم و العلما **از ابن عبداللہ اُندلسی** مئی۱۹۷۸/ ۵۹

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تذکرہ مجدد الف ثانی از منظور احمد نعمانیؒ مئی۱۹۷۸/ ۵۹

سمیع الحق،مولانا(مبصر) حج ایک نظر میں از ابوالخیر کریم گنج مئی۱۹۷۸/ ۶۰

سمیع الحق،مولانا(مبصر) سیرتِ منصور حلاج از ظفر احمد عثمانیؒ مئی۱۹۷۸/ ۶۰

سمیع الحق،مولانا(مبصر) آئینہ تربیت از مولانا اشرف علی تھانویؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تمرین الصرف از محمد معین الدین ندوی جولائی۱۹۷۸/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تمرین النحو از محمد مصطفیٰ ندوی جولائی۱۹۷۸/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) جامع الآراء فی مراتب الخلفاء از لعل شاہ بخاری جولائی۱۹۷۸/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) خدا کی حاکمیت از مولانا ابوالکلام آزادؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) خطباتِ مدراس از سیّد سلیمان ندویؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) خیر البشرؐ از محمد اسماعیل آزاد جولائی۱۹۷۸/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) صیانۃ الحدیث از عبدالرؤف رحمانیؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) عالمِ برزخ از محمد ادریس کاندھلویؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۶

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مجموعہ رسائل (قادیانیت) از مرتضیٰ حسن چاند پوری جولائی۱۹۷۸/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مخزن فضائل و مسائل از ظفر احمد قادری جولائی۱۹۷۸/ ۵۶

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مسئلہ تعلیم از محمد ادریس کاندھلویؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۶

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مقامع الحدید علی الکذب العنید (رضا خانی عقائد) از محمد حنیف اعظمی جولائی۱۹۷۸/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مواعظِ حسنہ از محمد ادریس کاندھلویؒ جولائی۱۹۷۸/ ۵۶

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مولانا مودودیؒ کے غلط نظریات از کریم الدین جولائی۱۹۷۸/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مقلعۃ البدعۃ از عبدالقیوم بادشاہ مارچ۱۹۷۹/ ۵۹

سمیع الحق،مولانا(مبصر) نبی رحمتؐ از سیّد ابوالحسن علی ندویؒ مارچ۱۹۷۹/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) ہفت روزہ خدام الدین لاہور کا 'مولانا احمد علی لاہوریؒ نمبر [مدیر: محمد اجمل قادری] جولائی۱۹۷۹/ ۶۰ - ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) عمدۃ الذخائر از امام شمس الدین ذہبیؒ [ترجمہ کتاب الکبائر/ مترجم: محمد نواز] مئی۱۹۸۱/ ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) خیر البراھین فی غیرا لمقلدین از مولانا خیر محمد جالندھریؒ ستمبر۱۹۸۱/ ۵۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مکاشفۃ القلوب [مترجم: قاری عطاء اللہ] از امام غزالیؒ ستمبر۱۹۸۱/ ۵۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) جمعیت علماءِ ہند' حصہ دوم از پروین روزینہ اگست۱۹۸۲/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) سیّد المرسلینؐ از عبدالمجید شاکر اگست۱۹۸۲/ ۵۷

سمیع الحق،مولانا(مبصر) غزواتِ نبویؐ از ثناء الحق صدیقی اگست۱۹۸۲/ ۵۹

سمیع الحق،مولانا(مبصر) قرآن ایک نظر میں از مولانا محمد میاں صدیقی اگست۱۹۸۲/ ۵۸

سمیع الحق،مولانا(مبصر) مسائلِ نماز از اشرف علی قریشی اگست۱۹۸۲/ ۵۹

سمیع الحق،مولانا(مبصر) دفاع امام ابوحنیفہؒ از عبدالقیوم حقانی ستمبر۱۹۸۶/ ۶۱-۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حیرت انگیز واقعات از مولانا عبدالقیوم حقانی

دسمبر۱۹۸۷/ ۶۲ - ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) دارالعلوم حقانیہ سے جامعہ ازہر تک (سفرنامہ مصر) از مفتی غلام الرحمٰن مارچ۱۹۸۸/ ۶۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اربابِ علم وکمال اور پیشہ رزقِ حلال از مولانا عبدالقیوم حقانی مارچ۱۹۸۹/ ۶۱ - ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) عقیقہ کی شرعی حیثیت از مفتی غلام الرحمٰن مارچ۱۹۸۹/ ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) فضائل و مسائل جمعہ از امین الحق گستوئی اگست۱۹۸۹/ ۶۲

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اعجازِ معلم عربیؐ حصہ اوّل ودوم از سعید احمد جنوری۱۹۹۰/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) کشکول معرفت (مکتوباتِ اکابر) از مولانا عبدالقیوم حقانی مئی۱۹۹۰/ ۶۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) دفاع ابوہریرہؓ از مفتی غلام الرحمٰن اگست۱۹۹۰/ ۵۹ - ۶۰

سمیع الحق،مولانا(مبصر) ماہنامہ الاسلام برطانیہ کا 'اولاد ونسل' نمبر [مدیر: ابراہیم یوسف باوا] نومبر۱۹۹۰/ ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تلبیسی جرائم از اظہار الحق حقانی دسمبر۱۹۹۳/ ۶۱

سمیع الحق،مولانا(مبصر) توضیح السنن شرح آثار السنن للنیموی از مولانا عبدالقیوم حقانی مارچ۱۹۹۴/ ۶۲ - ۶۳

سمیع الحق،مولانا(مبصر) اسلام کا نظامِ سیاست وحکومت از عبدالباقی حقانی اگست۲۰۰۸/ ۶۲-۶۴

سمیع الحق،مولانا(مبصر) تجلیاتِ غورغشتوی (نصیرالدین غورغشتویؒ) از مفتی محمد قاسم بجلی گھر دسمبر۲۰۱۴/ ۶۳

چودھواں باب

عربی مضامین وتاثرات

وبعد وفات الشيخ قام بأمرها

أســتاد مـــــرب فاضل متوقد

يُدعىٰ بسميع الحقؒ شيخ مـبجل

زعيم الجمعية عالم متوحد

كريم على الطلاب سمح ومحـسن

عطوف شفيق فى المحاسن أوحد

الإدارة

رسائل الأعلام إلى الشيخ الشهيدؒ

● الشيخ أسامة بن لادن الشهيدؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحيم ،الحمدللّٰہ رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين أمّا بعد: حضرة المكرم مولانا سميع الحق حفظه اللّٰه! السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته! أرجو اللّٰه سبحانه وتعالىٰ أن يجزيكم خير الجزاء على ماقدّمتم للّٰه جهداً خلال الفترة الماضية، حضرة المكرم! يصلكم أخونا فضل الرحمن خليل ومعه رسالة مِن طرفى مهمة فأرجو أن تستمعوا إليه وبذل قصارى الجهد فى الحفاظ على المسلمين كما نسأل اللّٰه سبحانه وتعالىٰ لكم المراد والرشاد وبتوفيقه لما يحب ويرضى والأخوة عندنا يبلغونكم كثير السلام

أخوكم: أسامه بن لادن ٩/٤/١٤١٤هـ - ٩٢/٩/٢٠

(٢)

الأخ الكريم والشيخ الفاضل / سميع الحق رئيس جمعية علماء الاسلام ومدير الجامعة الحقانية حفظه اللّٰه ! السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته! وبعد! فنرجو من اللّٰه تبارك وتعالىٰ أن تكونوا فى عافية فى دينكم ودنياكم، الشيخ الفاضل! لقد اطلعنا على بعض من جهدكم المشكور وسعيكم الجاد فى سبيل توضيح الحقائق، وكشف اللبس، ونصرة الحق ودخص الباطل، خاصة فيما يتعلّق بالموقف من الوضع الحالى فى أفغانستان، فنسال اللّٰه تبارك وتعالى أن يتقبل أعمالنا وأعمالكم ويوفقنا وأياكم لما يحبه ويرضاه، ونظرا للتشاور والتنسيق بيننا وبينكم فى هذه الأمور وغيرها من أثر إيجابى وأهمية بالغة، وبما أنه يتعذر علينا كما تعلمون زيارتكم، فإنه يسعدنا أن ندعوكم لزرياتنا من أجل التشاور والتنسيق امتثالًا لقوله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى أملين استجابتكم لهذه

الدعوة رغم كثرة مشاغلكم، و تعدد أعمالكم، وجزاكم الله خيراً

والسلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته

اخوكم أسامه بن لادن

التاريخ : ١٤٧١/١١/٢٢هـ، ١٩٩٧/٣/٣١ء

(٣)

١٤٢٢/٦/٦هـ - ٢٠٠١/٨/٢٠م: بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، الحمدللّٰه والصلاة والسلام على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و بعد...... مولانا الكريم الشيخ / سميع الحق حفظه اللّٰه،السلام عليكم ورحمة اللّٰهوبركاته! وصلت رسالتكم، وجزاكم اللّٰهخيراً على ما تقومون به من نصرة المجاهدين، وندعو اللّٰه أن يرزقكم الصحة والعافية وأن يعينكم على مزيد من دعم الجهاد والمجاهدين، وأملنا فيكم بعد اللّٰه وأنتم من ورثة النبوة أن تقوموا بحق الأمانة التى حملكم إياها رب العزة، وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ، وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْاوَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ والتى حملكم إياها النبى صلى اللّٰه عليه وسلم "نضر اللّٰه امرءاً سمع مقالتى فوعاها فأداها كما سمعها، فرب مبلغ أوعى من سامع و رب حامل فقه إلى من هو أفقه منه"، فنسأل اللّٰه أن يعينكم على قول الحق والصدع به والعمل به لمناصرة الأمة فى جهادها ضد أعدائها، وفقكم اللّٰه ورعاكم وسدد خطاكم وجمع بيننا وبينكم على طريق الحق والجهاد وعلى مايرضى ربنا فى الدنيا والأخرة- أخوكم: اسامة بن محمد بن لادن

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم

- ☆ على كل الأمة أن تنفر للجهاد
- ☆ أصبح الجهاد فرضا عينياً، وإذا صار الجهاد فرضا عينياً وجب على كل فرد أن يخرج بدون إذن أحد
- ☆ يجب علينا أن نعلن الجهاد ضد أمريكا وضد اسرائيل
- ☆ ولايجب أن نصبر حتى نرى المسجد الأقصى يهدم أمامنا ونحن عاجزون وقد رأينا المسجد البابرى يهدم، ومن قبله المسجد الأقصى يحرق، ولن نصبر بعد

اليوم إن شاء اللّٰه

- ☆ ويجب أن نلقن أمريكا وإسرائيل دروساً قاسية فى كل مكان
- ☆ لاقيمة لنا كمسلمين إذا هدم المسجد الأقصى ونحن عاجزون عن الدفاع عنه
- ☆ كل الأمم الغربية قد اجتمعت خلف إسرائيل ويجب على كل الأمة الإسلامية أن تجتمع على الجهاد لمحاربة أمريكا وإسرائيل
- ☆ يجب على كل فرد أن يبذل ما يستطيع فى ذلك بالقتال والاستشهاد والإعداد والتدريب والتحريض ومقاطعة البضائع والمنتجات الإسرائيلية والأمريكية فى كل مكان
- ☆ ويجب إغلاق السفارات الأمريكية والبريطانية فى جميع أنحاء العالم الإسلامى
- ☆ وفى طريق إحقاق الحق قتل أنبياء عليهم الصلاة والسلام وفضل عظيم لنا إن شرفنا اللّٰه بالشهادة فى سبيله

- **فهد بن عبد العزيز آل سعود** (ملك المملكة العربية السعودية)

فضيلة الشيخ سميع الحق حفظه اللّٰه!(أمير جمعية علماء الاسلام وعضو مجلس الشيوخ الباكستاني)

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته! وبعد: فقد وردتنا رسالتكم التي عبرتم فيها عن مشاعركم الطيبة ودعواتكم الصادقة إزاء ما لقيتموه وعائلتكم من حفاوة وضيافة أثناء تأديتكم لمناسك الحج وما نبذله من جهود في سبيل تحقيق التضامن إلاسلامي والوفاق بين الدول إلاسلامية وجمع الشمل ورأب الصدع للأمة إلاسلامية ومديد العون والمساعدة للأقليات إلاسلامية وتيسيرالسبل لضيوف الرحمن لاداء مناسك الحج والعمرة و إننا إذنعرب لكم ولجميع زملائكم عن شكرنا وتقديرنا على ما عبرتم عنه من مشاعركريمة ودعوات صادقة لنؤكد لكم بأننا بمشيئة اللّٰه تعالىٰ لن نتوانى عن بذل الجهود لخدمة الحرمين الشريفين وتيسير سبل الأمن والراحة للوافدين اليهما من حجاج وعمّار و زوار حتى يتمكنوا من أداء مناسكهم بأمن وطمأنينة ولن نتأخرعن بذل كل مانستطيعه من جهود ومساع فى سبيل تحقيق التضامن والوفاق بين الدول إلاسلامية والعمل على جمع الشمل ورأب الصدع للأمة العربية و إلاسلامية مستمدين من اللّٰه العون والسداد وسائلين الله جل وعلا أن يكتب الخير لأمتنا وأن يوفقنا جميعاً لما فيه عزالإسلام والمسلمين انه قريب مجيب، وختاما نتمنى لفضيلتكم

وزملائكم دوام الصحة والسعادة والله يحفظكم۔

خادم الحرمين الشريفين

فهدبن عبدالعزيزآل سعودملك المملكة العربية السعودية

١١/ ٧/ ١٤٢٤هـ

- **شاه عبد الله بن عبد العزيز آل سعود** (ولي العهد نائب رئيس مجلس الوزراء)

فضيلة الشيخ سميع الحق حفظه الله! (أمير جمعية علماء الاسلام وعضو مجلس الشيوخ الباكستاني)

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد: فقد تلقينا رسالتكم التي بعثتموها إلينا إثرعودتكم إلى بلادكم بعد أدائكم مناسك الحج وإننا نعرب لكم ولزملائكم عن خالص شكرنا وتقديرنا على ماعبرتم عنه من مشاعر كريمة ودعوات طيبة إزاء ماقوبلتم به وعائلتكم من استقبال وحفاوة وكرم ضيافة أثناء وجودكم في المملكة العربية السعودية لأداء الحج، وحيال ما نبذله من جهود واهتمام في سبيل تحقيق التضامن الإسلامي والوفاق بين الدول الإسلامية وجمع الشمل و رأب الصدع للأمة العربية والإسلامية ومساعدة الأقليات الإسلامية مؤكدين لكم أننا لم ولن ندخر وسعا في بذل كل ما نستطيعه من جهود ومساع في سبيل تحقيق التضامن والوفاق بين الدول الاسلامية والعمل على جمع الشمل ورأب الصدع للأمة العربية والاسلامية كما أننا بمشيئة الله لن نتوانى عن بذل الجهود لخدمة الحرمين الشريفين وتيسيرسبل الأمن والراحة للوافدين اليهما من حجاج وعمّار وزوارمستمدين من الله العون ونساعد سبحانه وتعالیٰ أن يوفقنا جميعا لما فيه خيرالاسلام والمسلمين انه سميع مجيب وفي الختام نتمنى لفضيلتكم وزملائكم دوام الصحة والعافية والله يحفظكم۔

عبد الله بن عبد العزيز آل سعود

ولي العهد نائب رئيس مجلس الوزراء رئيس الحرس الوطني

١١/٧/١٤٢٤هـ

- **جمال عبد الناصر** (سابق صدر مصر)

١٨/شوال ١٣٧٩هـ، ١٤/اپریل ١٩٦٠ء: حضرة السيد ومدير دارالعلوم الحقانيه المحترم!

السلام عليكم ورحمة الله وبركاتهم وبعد فقد رأى السيد الرئيس جمال عبد الناصر أن يبعث الى مكتبكم بهدية السماء التى أنزلها الله على رسوله الأمين ألا وهى القرآن الكريم: دستورا للناس فى أمورهم، ونهجاً سديداً فى معاشهم، وليفرق به بين الظّلمات والنور، ولينزل السكينة فى قلوب المؤمنين الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا۔والسلام عليكم ورحمة الله

- **الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن بازؒ** (جامعة الإسلامية المدينـة المنورة)

۲۵نومبر ۱۹۷۰ء : من عبد العزيز بن عبد الله بن باز إلى من يراه من المسئولية فى الطرق وفقهم الله آمين السلام عليكم ورحمة الله وبركاته !

وبعد من خصوصى حامل سميع الحق بن عبدالحق الباكستانى من الحجاج المعروفين الدينا وقصده التوجه إلىٰ مكة لأداء مناسك الحج ثم الرجوع إلىٰ بلادهٖ من طريق قبول فلا ردّ له فنرجو منكم تسهيل طريق أثابكم الله والله يتولاكم۔ والسلام

عبد العزيز بن عبدالله بن باز

نائب رئيس جامعة الإسلامية

- **سعد عبد الله السالم** (ولى العهد ورئيس مجلس الوزراء كويت)

۱۷ربیع الا خر ۱٤۱۳ھ ۱۳اکتوبر ۱۹۹۲: فضيلة الشيخ سميع الحق (أمين عام جمعية علماء الإسلام فى باكستان اسلام آباد) السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد، فأشكركم على ما تضمنته رسالتكم من مشاعر طيبة و اعرب لكم و لجمعية علماء الإسلام فى باكستان عن عظيم التقدير لمو قفكم المبدئى الشجا ع الى جانب الكويت و شعبها فى مواجهة العدوان العراقى الآثم انتصارا للحق والعدل ورفضا للبغى و العد وان بارك الله فيكم و جزا كم خير الجزاء۔

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ

سعد عبد الله السالم الصباح (ولى العهد ورئيس مجلس الوزرا ء)

- **خالد مشعل** (*سربراہ تحریک حماس، فلسطین*)

اخى الكريم السيد سميع الحق حفظه الله! فيه ملغان:

۱۔ تقرير عن احداث قطاع غزة فى شهر يونيو(حزيرانه) وخلفياتها

۲۔ تقرير عما ترتكبه الاجهزه الأمنية الفلسطينيه(أجهزة محمود عباس) من ممارسات ضد حركة حماس فى الضفة الغربية من اعتقالات للقيادات ولاعلامه للمؤسات الخيرية۔ الخ

اخوكم مشعل قصر الصفا فى جوار المسجد الحرام

● **الشيخ عبد اللّٰه بن عبد المحسن التركى**(مديرجامعة الإمام محمد بن سعود)

١٥محرم١٤١٤ھ : فضيلة الشيخ سميع الحق! رئيس الجا معة الحقانية وفقه اللّٰه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، أمّا بعد فأدعو اللّٰه جلَّ وعلا أن يتقبل منا ومنكم صالح الأعمال وأن يمدكم بعونه وتوفيقه و أخبركم بأنه سينعقد بمشيئة اللّٰهتعالى الملتقى الإسلامى فى كولومبو بالتعاون مع المركز الإسلامى فى سريلانكا تحت عنوان: "المسلمون فى آسيا والتحديات الحضارية" وذلك فى المدة من ١١۔١٤ربيع الأول هذا العام ١٤١٤ھ الموافق ٢٨۔٣٠ أغسطس ١٩٩٣م۔ونظرًا لما لكم من اهتمام ونشاط فى مجال الدعوة الإسلامية فإنه يسرنا دعوتكم للمشاركة فى هذا الملتقى آملين موافقاتنا بموا فقتكم على الحضور فى أقرب فرصة حتى نتمكن من اتخاذ الخطوات الازمة ، للسفر والإقامة وترتيب الاستقبال وذلك بتعبئة البيان المرافق وإرساله إلى لجنة الملتقى على الفاكس رقم٢٧٣ ٠٠٩٦٦١/٢٥٩٠

واللّٰه نسأل أن يوفقنا وإياكم لما يحبه ويرضاه والسلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته

عبد اللّٰه بن عبد المحسن التركى

● **الشيخ الأزهر جاد الحقؒ** (جامعة الأزهر قاهره مصر)

الشيخ سميع الحق حفظه اللّٰه! دارالعلوم الحقانية باكستان السلام عليكم و رحمة اللّٰه وبركاته يسرنا أن نحيطكم علماً بأن هيئة رئاسة المجلس الإسلامى العالمى للدعوة والإغاثة قد قررت عقد اجتماع الهيئة التاسيسية للمجلس يوم (الاربعاء ٢٨ اكتوبر الى ٣٠ اكتوبر ١٩٩٢م) ويسعدنا أن ندعوا فضيلتكم لحضور هذا الاجتماع ضيفاً على المجلس بهدف اطلاعكم على جهود المجلس والمنظمات الأعضاء فى حقول الدعوة والإغاثة، و موقفهم من القضايا الإسلامية المختلفة، وكذلك الإفادة من تجاربكم

الواسعة فى هذه الحقول وإننا إذ نتطلع إلى لقائكم فى الموعد المذكور، نرجوا التكرم بإبلاغ الإمانة العامة بالقاهرة عن موافقتكم وعن موعد الوصول لاتخاذ الترتيبات اللازمة لإستقبالكم علماً بأن المجلس سوف يتحمل نفقات إقامتكم خلال فترة الاجتماع و ننتهز الفرصة للتعبير عن فائق الاحترام والتقدير۔

شيخ الازهر رئيس المجلس جاد الحق على جادالحق (٥/ اكتوبر ١٩٩٤ء)

● **الشيخ عبد الحليم محمودؒ** (شيخ الازهرقاهره)

أن يهبالإنسان نفسه للّٰه تأسياً برسول الله صلى الله عليه وسلم الذى يقول الله سبحانه وتعالىٰ لهٗ "قل ان صلٰوتى ونسكى ومحياى ومماتى للّٰه رب العالمين لا شريك له وبذلك أُمرت وانا اول المسلمين" وحياة الإنسان إذن يجب أن تكون للّٰه، و إذا ما وهب الإنسان حياته لله فيجب عليه أن يثقف نفسه إسلامياً وذلك بدارستهٖ القرآن والسنة النبوية الشريف ومن افضل الكتب بعد القرآن الكريم كتب ائمة الحديث مثل صحيح البخارى وصحيح مسلم وكتاب رياض الصالحين وكذلك كتاب إحياء علوم الدين وكتاب السيرة النبوية لابن كثير واذا وهب الانسان نفسه للّٰه فعليه ان يهدى الاٰخرون الى اللّٰه تعالىٰ وذلك بالدعوة الى التمسك بالدين والتمسك بالخلق الصالح واللّٰه الموفق ۔ عبدالحليم محمود شيخ الازهر

● **الدكتور حسن الترابى** (الأمين العام المؤتمرالشعبى العربى والاسلامى)

٢٢/ اكتوبر ١٩٩٣ء: الأخ مولانا سميع الحق المحترم ! السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته
لقد تعرض المؤتمر منذ تائسيسه لحملة عاتية اضطرته لبعض خفوت الصوت أملاً أن ينصلح المناخ بعد انجسار وجنة الخليج لجمع صف الأمة لكن تداعت من جديد على الساحة العربية والإسلامية الأسباب والقضايا والتحديات وعدًا لازمًا إحياء حركة التضامن والتناصرالعربى والإسلامى لأمور هى أخطر وأهم مما دعاهٗ لإجتماع التائسيس فقد شدهت القضية الفلسطينية مرحلة جديدة خطيرة فى أعقاب اتفاق غزة اريحاً توشك أن تعصف بوحدة الكفاح المشترك كما تفاقمت محنة مسلمى البوسنة والهرسك فلم يكسبوا خيرا من سعى وسطاء المجتمع الدولى وصاروا مثلاً يجسد

مأساة العصر الفاضحة والى جانب البوسنة ماتزال الأقليات المسلمة فى أروبا تواجه محنة الاضطهاد وفى الصومال تطورت الفتنة الاجتماعية الى مذلة دولية واصبح شعبه مادة يعرب فيها هوى التسلط الدولى وفى افغانستان رغم عظم الانتصار ما يزال المشروع الإسلامى عرضة للتقلبات والمؤامرات وكذلك الأمر فى تاجكستان و ازربيجان وفى الجمهوريات الإسلامية وما تزال الأقليات المسلمة فى الهند وكشمير تواجه الضيم أما السودان فقد تعاظم عليه الاستهداف بالقرارات الجائرة والتهديد بالعقوبات السياسية والاقتصادية والتلويح بالتدخل العسكرى وكذلك الشعب العراقى والشعب الليبى الذان سبق عليهما الحصار ووجبت النصرة للشعوب فى غمرة طغيان النظام العالى الجديد باسم الشرعية الدولية كما وجبت النصرة لحركات الإسلام الناهضة فى كل مكان والتى سخرت ضدها الة العلام الدولى المهولة تدمغها بالأصولية والارهاب وهى مستضعفة مظلومة محاصره لكل تلك الدواعى والأسباب ندعوكم للاجتماع فى الخرطوم فى الثانى والثالث من ديسمبركانون الاول ۱۹۹۳ لإنعقاد الدورة الثانية للمؤتمر وستتكفل الأمانة العامة للمؤتمر باستضافتكم شخصياً مدى إقامتكم بالخرطوم وتأمل التعاون معها فى تحمل نفقات السفر ولكم السلام والمودة والتقدير۔ حسن عبد الله الترابى (الامين العام للؤتمر)

- **الدكتور محمد أحمد الشريف** (جمعية الدعوة الا سلا مية العالمية ليبيا)

۲۸/ ستمبر ۲۰۰٤ء: فضيلة الشيخ سميع الحق عبد الحق رئيس الجامعة الحقانية اكوره خٹك بشاورالسلام عليكم و رحمة الله وبر كاته! يسر مكتب جميعة الدعوة الإسلامية العالمية باسلام آباد بأن يحيل لفضيلتكم الدعوة الموجهة بِاسمكم من الأخ الدكتور محمد أحمد الشريف الأمين العام لجمعية الدعو ة الإسلامية العالمية بخصوص حضور لمؤتمر العام السابع الجميعة الدعوة الإسلامية العالمية الذى سينعقد بمدينه طرابلس بالجماهيريةالعظمىٰ خلال الفترة من ۲۶/۲۹/۱۱/۲۰۰٤ ف عليه نأمل منكم أخذ العلم بذلك والافادة بتاكيد مشاركتكم فى هذا المؤتمر(كتابيا مرفق نموذج لذلك) حتى نتمكن من اتخاذ الاجراء ات اللازمة لسفركم كمانرفق لكم جدول أعمال المؤتمر وتفضلوا بقبول فائق الاحترام مكتب جمعية الدعوة الاسلامية العالمية اسلام آباد۔

الإدارة

رسائل العزاء

● الشيخ الدكتور صالح بن عبد اللّٰه بن حميد (امام الكعبه)

السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته جزاك اللّٰه كل الخير رحم اللّٰه الشيخ سميع الحق وأسكنه فسيح جناته أرجو نقل تعازى إلى أ ولاده وأحفاده وكل من المشايخ ، وإن شاء اللّٰه سأتصل بهم بمشيئة اللّٰه تعالى، رحمه الله والسلام عليكم و رحمة الله و بركاته

● الشيخ حبيب اللّٰه البخارى (نائب سفير سعودی عرب اسلام آباد)

بسم اللّٰهالرحمن الرحيم نحمده ونصلى وصلاة وسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين سيدنا محمد وصحبه اجمعين السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته

لله ما أخذ وللّٰه ما أعطىٰ فكل شىء عنده بأجل مسمى، أعظم اللّٰه أجركم وأحسن اللّٰه جزائكم وتقبل على اللّٰه عندكم من الشهداء وأسكنه فسيح جناته وأبدله بدلاً خيراً من أهله بدلاً فى زوجه اللهم اجعل مكانه فى جوارالصديقين والشهداء والصالحين والفردوس الأعلى فى الجنة وأقدم لكم تعازى سفيرخادم الحرمين الشريفين فى اسلام اباد وجميع الأعضاء سفارة فى مصابكم هذا الجلل وأعظم اللّٰه أجركم ويرزق الجميع الصبر والاحتساب۔

● الدكتور عبده بن محمد إبراهيم عتين(المدير الاقليمى لمكتب الرابطة والهيئة فى باكستان)

فضيلة الشيخ /محمد انوار الحق (رئيس جامعة الحقانيه ونائب رئيس وفاق المدارس العربية باكستان)

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته !

بقلوب صابرة محتسبة ومؤمنة بقضاء الله وقدره تلقينا ببالغ الحزن والأسى خبر وفاة فضيلة الشيخ/سميع الحق رحمه اللّٰه،رئيس جامعة دارالعلوم الحقانيه،وأميرجمعية علماء اسلام (س) ولا نقول الا مايرضى ربنا (إنا للّٰه وإنا إليه راجعون) وبهذه المناسبة المؤلمة

فاننی اصالة عن نفسی ونیابة عن موظفی مکتب رابطة العالم الاسلامی وهیئة الاغاثة الاسلامیة العالمیة فی باکستان أتقدم بأحر التعازی الی جمیع افراد اسرة الفقید والی جمیع منسوبی جامعة دارالعلوم حقانیة والی تلامیذه ومحبیه عامة تجاه هذا المصاب الجلل وقد ترك وفاة فضیلته حزناً فی قلوب المسلمین عامة وأوساط أهل العلم خاصة حیث وقع بسبب فراق فضیلته ثغرةعلمیة کبیرة وفجوة روحیة عظیمة "موت العالم موت العالم"

داعین اللّٰه أن یتغمد الفقید الغالی بواسع رحمته ورضوانه ویسکنه فسیح جناته ، وأن یلهم ذویه الصبر والسلوان اللّٰهم اغفر له وارحمه وعافه وأعف عنه وأکرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الذنوب والخطایا کما ینقی الثوب والأبیض من الدنس کما ندعوا الله عزوجل أن یتقبل خدماته الجلیلة للاسلام والمسلمین بأحسن قبولٍ وان یخلفنا اللّٰه تعالیٰ جمیعاً فی مصیبتنا هذه خیرا۔ حفظکم اللّٰه وسدد خطاکم والسلام علیکم

أخوکم : د/ عبده بن محمد ابراهیم عتین

- **الدکتور عبد العزیز بن عبد اللّٰه العمار** (سابقہ نائب وزیر مذہبی امور سعودی عرب)

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته! انا للّٰه وانا الیه راجعون

تلقیت ببالغ الأسی والحزن الخبر المحزن وفاة الشیخ الامام سمیع الحق رحمه اللّٰه وأسکنه فسیح جناته وعظم اللّٰه أجرکم وأحسن عزائکم وتقبله اللّٰه مع الشهداء فی جنات النعیم فقد عرفته شیخا نحسبه کذلك ولا نزکی علی اللّٰه احداً شیخاً صالحاً معتدلًا یدعو الی الوسطیة والتسامح والعفو وقد نفع الله به جعل الله ذلك فی موازین أعماله فارجوا نقل تعزیتی الی جمیع العائله والمشایخ ومحبی الشیخ وکونوا خیر خلف لخیر سلف وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم

- **الشیخ ابوسعد محمد الدوسری** (سابقہ مدیر مکتب الدعوہ پاکستان)

ابنی الشیخ عبدالحق بن حامد الحق !السلام علیکم بلغنی نبأ وفاة (جدك) العلامة مولانا الشیخ سمیع الحقؒ

وإن للّٰه ما أخذ وله ما أعطی وکل شی ء عنده بأجل مسمی ولتصبروا ولتحتسبوا أسأل اللّٰه تعالی أن یغفر له، ویرحمه، ویکرم نزله، ویسکنه الفردوس الأعلی فی الجنة،

ويعظم أجرأولاده ومحبيه وذويه، ويرزق الجميع الصبر والاحتساب عظم الله أجركم وأحسن عزاء كم إنا للّٰه وإنا إليه راجعون۔

- **الشيخ محمد عيسیٰ** (الجمعية الكويتية للاغاثة ،باكستان)

ندعوا اللّٰه أن يتغمده برحمة وأن يغفرله ويدخله الجنة بغيرحساب،جزاه اللّٰه خيراً على ماقدم للاسلام والمسلمين

- **الشيخ عبد الحميد** (إمام وخطيب أهل السنة ورئيس دار العلوم زاهدان ايران)

بسم اللّٰه الرحمن والرحيم، إنا للّٰه وإنا إليه راجعون إنّ نبأ الاغتيال الجبان والبشع للشيخ سميع الحق فى راولبندى، أثار حزنى و حزن جميع أصحاب المدارس والعلماء فى هذه البلاد الشيخ سميع الحق كان نعم الخلف لوالده العلامة عبد الحق حقانى الذى كان من أبرز خريجى جامعة دار العلوم ديوبند فى الهند، والذى أسس الجامعة دار العلوم الحقانية فى أكورة ختك انتفع الشعب الباكستانى عقودا طويلة من الخدمات العلمية والسياسية للشيخ سميع الحق التبحر العلمى والاعتدال ومحاربة الظلم كانت من أبرز خصائص هذا العالم البارز يرجى أن تلقى السلطات الأمنية فى باكستان القبض على عوامل هذه الجريمة فى هذه الظروف الحرجة، لتحفظ وحدة الشعب الباكستانى، ولا يتوفر المجال للأزمات الأمنية وأنا إذ أدين هذه الجريمة، أقدم تعزيتى ومواساتى إلى علماء باكستان، وتلاميذ الشيخ رحمه اللّٰه، وأقاربه وعامة الشعب الباكستانى لقد حقق الله تعالى الأمنية القديمة للشيخ سميع الحق، والتى كانت الشهادة فى سبيل اللّٰه أعلى اللّٰه تعالى درجاته فى الجنة، وألهم أسرته وذويه جميل الصبر والسلوان.

(الشيخ) عبد الحميد

(إمام وخطيب أهل السنة فى زاهدان)

- **الشيخ قاضى فضل اللّٰه** (شمالی امریکه)

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد! فلا أعرف أعزيكم أو أعزّى نفسى أو الجامعة الحقانية والجامعات كلها أو أعزّى أهل الاسلام بأجمعهم وذلك لان الشيخ سميع

الحق لم يكن فرداً أو شخصاً واحدا ولكن كان لوحده أمةً وجماعةً وادارة وجامعة عالمية

وتحسب أنك جرم صغير
وفيك انطوت العالم الاكبر

فإن برحيل شيخينا وشيخ الكل الشيخ عبد الحق رحمه الله قد كنا فى هم وغم شامل لان الشيخ رحل فانه قد رحل الى رحمة الله وروح و ريحان وجنة نعيم ولكن بالنسبة الى أبناء جامعتنا ان ما ذا يحدث لجامعتنا التى هى افتخارنا و معرفتنا فان الشيخ رحمه الله كان رجلاً عظيماً وكنا نتفكر من يملأ هذا الخلاء ومن يرعى الجامعة بل الجامعات فان جامعتنا كأم الجامعات كلها ولكن لما رحل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جوار رحمة الله عز وجل كانت الأمة فى غم شامل يقولون بلسان الحال فمن لنا بعده لكن الله عز وجل وفق خليفته الصادق الراشد الصديق ابابكر رضى الله عنه فقمع الفتن التى ثارت بعد رحيل رسول الله صلى الله عليه وسلم ووسّع الدولة الاسلامية الى مختلف النواحى وهكذا هى سنة الله عزوجل اذا أراد بقوم خيراً يعطيهم خلفاء وقد فعله الله عزوجل الله بعد رحيل الشيخ عبد الحق رحمه الله ووفق الشيخ سميع الحق رحمه الله فوسع الجامعة الحقانية وعرفها فى العالم فكان فى مجال العلم ومجال السياسة وخاصة الامور العالمية وكان يقف بكل اخلاص أمام الفتن ومع ضعفه ومرضه كان متحركاً بل محركا للآخرين كذلك

وليس على الله بمستنكر
أن يجمع العالم فى واحد

ولكن الآن لما أخبرنا بشهادة الشيخ رحمه الله والشهادة فى الله سعادة ويمكن ان الشيخ قد طلبها من الله عزوجل لأن هذا دأب هولاء الأكابر يريدون أن يعيشوا سعداء ويموتوا شهداء ولكن المسئلة هى مسئلتنا و مسئلة الامة ان لماذا ؟ اى سوء فعله الشيخ حتى قتل ومن هذا الشقى او من هؤلاء الاشقياء الذين يفعلون مثل هذه الشنائع وماذا حصل لهم سوىٰ انهم دعوا غضب الله على انفسهم وعذابه فان الشيخ رحمه الله كان جل عمره لخدمة الدين ولشريعة باى طريق ممكن ورء اه حسناً لهذه الخدمة ورغم أنه كان شيخى ولكن كان رجلا كريماً فكان يكرمنا كرفيق وهذه هى العظمة أى اكرام الصغار كالكبار والآن نحن و أنا

شخصياً فی نفس الكربة التی كنت فيها حين وفاة شيخنا الشيخ عبد الحق رحمة اللّٰه و كربتی هو السؤال الواحد من للجامعة بعده؟ ومع ذلك كنت اعطی الاطمينان لنفسی بجواب "اللّٰه" فكما وفق الشيخ سميع الحق بعد رحيل والده العظيم فسوف يوفقكم كذلك فأنتم خير خلف ان شاء اللّٰه وكنت أتفكر فی الأمور التی قد تحمل الشيخ مسئووليتها من كتابة الكتب فی مختلف الموضوعات ولكن أنا على يقين أنكم ذوو استعدادات طيبة لو جاهدتم لفعلتم ان شاء اللّٰه وأما الشيخ فكنت أعرفه من أواخر الستنيات واوائل السبعينات قد تلمذنا عليه وانا شخصياً قد سافرت معه كذلك فكان ذا خلق حسن فی الرفاقة ورغم أنه كان شيخی ولكن لحسن خلقه كنا نمازح فيما بيننا ولما اطلعت تفكرت فی الأيام الماضية حينما كنا نجلس امامه فی دارالحديث وحينما كناعلى المنصات امام العامة فی الاجتماعات وحينما كنا فی السجون كذلك وفی أول يوم لما ذهبوا بی الی السجن فی هری بور وقد اطلع الشيخ هناك أن ياتی فكان ينتظرنی فی مدخل السجن مع الأخ شفيق رحمه الله ثم قال لی الآن سوف تستريح لأن هذا ليل وسوف أتی اليك فاذهب أنت الی درس فتدرس أيضاً ثم بعد ذلك يكون الغداء معنا وأنه قد دعی رجالاً كباراً على المائدة وقال اكراما لك فقلت له يا شيخی عظمتك وعلى كل حال فرحمه اللّٰه رحمة واسعة وتغمده اللّٰه بغفرانه وأسكنه بحبوحة جنانه الهمكم اللّٰه الصبر وأعظم اللّٰه بكم الأجر وها أنا ذا أعزی الاسرة بأسرها والجامعة بطلبائها ومشائخه والجامعات فی الباكستان وأهل الاسلام فی العالم ولو كان بامكانكم أن تقرأوا عزائی أمام الطلاب فيدعوا من قبلی للشيخ رحمه اللّٰه ولنا جميعا لذلك

- **الشيخ ظفر أحمد قاسم** (جامعه خالدؓ بن الوليد خالد آباد وهاری بنجاب)

قال اللّٰه تعالٰی : وَلَا تَحسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِی سَبِيلِ اللّٰهِ أَموَاتًا بَل أَحيَاءٌ عِندَ رَبِّهِم يُرزَقُونَ o فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضلِهٖ وَ يَستَبشِرُونَ بِالَّذِينَ لَم يَلحَقُوا بِهِم مِن خَلفِهِم أَلَّا خَوفٌ عَلَيهِم وَلَا هُم يَحزَنُونَ بتوفيق اللّٰه تعالٰی و فضلهٖ نحن نتاسی بأسوةِ النبی الكريم صلی اللّٰه عليه وسلم كما قال النبی صلی الله عليه وسلم، الموت جسرٌ يُوصل الحبيب الی الحبيب فالقلب يحزن والعين تدمع ولانقول الا بما يرضٰی به ربنا

فانّا بفراقكَ يا اخانا و يا شيخنا سميع الحق (نور اللّٰه مرقدك) لمحزونون "فنحن نقول فى تعزية الشيخ لاقربائه و احبائه النسبيّة والعلميّة والروحانيّة " اِنَّ للّٰه ما أخذ و له ما أعطٰى و كل شىء عنده الٰى اَجَلٍ مُّسمّٰى فلتصبروا ولتحتسبوا و بفضله الخاص وكرمه نحن نظن برحمة اللّٰه الكريم بأن الشيخ سميع الحق قدس اللّٰه سرهٗ لا يسره أن يكون عندنا بل يتمنٰى بأن يرجع الٰى الدنيا و يقتل فى سبيل اللّٰهِ مرّةً بعد مرّةٍ لما يرىٰ كرامة الشهادة فى سبيل اللّٰه كما قال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لشهداء بئر معونه رضوان اللّٰه عليهم ، بان لا يسرهم أنهم عندنا بل يتمنون ان يرجعوا الى الدنيا و يقتلوا فى سبيل اللّٰه مرة بعد مرة لما يروا كرامة الشهادة فى سبيل اللّٰه اللّٰهم وسع مدخله وبرد مضجعه وادخله فى دارِ نعيمك المقيم الذى لا يزول ولا يحول و أبدله دارًا خيرًا من دارهٖ و أهلا خيرا من أهله وألحقه فى زمرة النبى خاتم النبيين صلى اللّٰه عليه وسلم والصديقين والشهداء والصالحين اللّٰهم و ما ذٰلك عليك بعزيز و نسئلك عيشة نقية و ميتة سويّة و مردّا غير مخزى ولا فاضح برحتمك يا أرحم الراحمين، واجعل برحمتك أبناء الشيخ وبناتهٖ و جميع ورثتهٖ صدقة جارية مقبولة إلٰى يوم القيامة وتبقٰى آثارهٗ العلمية والعملية والسياسة الدينية لاسيما جامعة دارالعلوم الحقانيه قائمة مستقيمةً مفتاحًا للخيرو مغلاقًا للشر فى العالم كلهٖ آمين برحمتك يا أكرم الأكرمين ۔

بسيل نبيل فائق الشأن ثابت
مقدام على الاعداد سيف مهند
حبرٌ كبيرٌ مُتُقِنٌ ومحقق
ندس زكى عالم متفرد
له فى السياسية منصب ومكانة
يليق به و تقدم تسدد

المفتی محمد قاسم القاسمی
مدیر المجله "الصحوة الإسلامية" زاهدان-إيران

اغتيال العلامة المجاهد الشيخ سميع الحقؒ

فوجئنا بنبأ استشهاد العلامة العملاق والمجاهد الكبير مولانا الشيخ سميع الحق رحمه الله يوم الجمعة ٢٣ صفر ١٤٤٠ هـ.ق.

كان الشيخ الراحل الشهيد يستريح فی منزله بمدينة راولبندی المجاورة لإسلام آباد العاصمة، إذ هجم عليه أفراد مجهولون فاغتالوه وهربوا ولم تعلن أية جهة حتى اليوم عن تحمّلها مسؤولية هذا الاغتيال الجبان كان الشيخ سميع الحقؒ من كبار علماء باكستان، وكان مأوى طالبان ومرشدهم،كما كان مسانداً للمجاهدين طوال فترة الجهاد الأفغانی ضد الاحتلال السوفياتی.كان والده الشيخ المحدّث، العارف عبد الحق رحمه الله من كبار العلماء فی عصره وكان تلميذاً للإمام المجاهد مولانا السيد حسين أحمد المدنی -رحمهما الله -أسّس دار العلوم الحقانية فی إقليم خيبر بختونخواه بباكستان وهی تعد أكبر جامعة دينية أهلية تخرّج فيها آلاف الطلبة، وانتشروا فی البلاد دعاة مدرسين وأبطالا مجاهدين .

خلَف الشيخ سميع الحقؒ أباه بعد وفاته، فكان خير خلف لخير سلف، فازدهرت دارالعلوم الحقانية تحت إشرافه ازدهارا مرموقا قصدها الدانی والقاصی، ولا ينسى دور الشيخ وتلاميذه فی الجهاد ولا ينساه التاريخ. كان الشيخ سميع الحقؒ رئيس جمعية العلماء، وقد انتخب نائباً فی البرلمان الباكستانی ثم صار عضوا فی مجلس الشيوخ، وهكذا جمع بين السياسة والتعليم والتربية، وما أصعب الجمع بينهما! ومن ثَمّ، فرجال الحكم كانوا يهابونه ويُجلّونه، وفی الأيام الأخيرة دافع عن عقيدة ختم النبوة وطالب الحكومة بمجازاة من أساء إلى الرسول، وأوصى الحكّام والقضاة بالصمود تجاه ضغوط القوى الكبرى.

كان ذا صلة قوية بالشيخ محمد تقی العثمانی حفظه اللّٰه، وكان بينهما صداقة ومودة عديمة النظير.كانا يتبادلان الرأی والفكر تجاه مسائل شتى، سيما فی الدعوة إلى اللّٰه

والنشاطات الإعلامية، فكان الشيخ رئيس التحرير لمجلة "الحق" الشهرية الصادرة من دار العلوم الحقانية والشيخ محمد تقى العثمانى رئيس التحرير لمجلة "البلاغ" الشهرية الصادرة من جامعة دار العلوم بكراتشى.

ولا ينسى كاتب السطور أنه كان من قرائهما والمعجبين بهما، أذكر أنى كنت أتطلع إلى بداية كل شهر لصدور مجلة "الحق" وكنت أقرأ افتتاحيات الشيخ سميع الحق حيث يكتب بأسلوب قوى، يدافع عن قضايا العالم الإسلامى بكل قوة ويوقّع فى آخر الافتتاحية : "واللّٰه يقول الحق ويهدى السبيل". وبما أنه كان معجباً بكتابات سيدنا الإمام السيد أبى الحسن الندوى -رحمه اللّٰه-كان ينشر مقالاته فى المجلة فاستفدت منها كثيرا، ولما زار جامعة دارالعلوم بزاهدان، ذكرت له ذلك فأبدى ارتياحه وفرح ودعا .

قضى الشيخ سميع الحقؒ حياة حافلة بالجهاد والتعليم وتربية الجيل المعاصر ثم تشرّف بالاستشهاد فى سبيل الله، فحقق الله أمنيته القديمة، فعاش سعيدا ومات شهيدا.أما الذين ارتكبوا جريمة القتل، فنرجو الله سبحانه ونسأله أن يعاقبهم ويعاقب الذين أمروا بقتله وخططوا له، وهو عزيز ذو انتقام.وفى الأخير نلفت انتباه حمَلة العلم وأولى الغيرة من أهل الدين فى باكستان ألا يقفوا تجاه مثل هذه المآسى مكتوفى الأيدى، فعليهم أن يدرسوا عواملها وأسبابها، ولا شك أن اغتيال العلماء والمشايخ الكبار مدبَّرة مدروسة من قبل الأعداء الألداء سواء كانت من الحكومات الأجنبية العاقرة أو من الفئات المتطرفة الحاسدة أو هواة الطائفية البغيضة.

ألم يأن للعلماء ورجال الفكر والدعوة أن يجتمعوا ويوحّدوا صفوفهم، ويتعرفوا على عوامل الفتن العمياء ويبرمجوا لمستقبل الدين والبلاد؟ ولعلّ دم الشهيد المظلوم يسبب صحوة فى الفكر والعمل، ويحمل الكثيرين على الحركة والنشاط ونبذ الخلافات الراهنة لصالح الإسلام والمسلمين. إنّنا إذا ننوّه بدور الشيخ سميع الحقؒ ونشاطاته فى مجال التربية والتعليم ومواقفه وبطولاته فى ساحات السياسة والجهاد، نعزى أولاده وذويه وتلاميذه سائلين اللّٰه لهم صبراً جميلاً وأجراً عظيماً نسأله تعالى ونتضرع إليه أن يلهمهم الصبر والسلوان ويتغمد الشيخ الراحل بسحائب الرحمة والغفران ويتقبل شهادته ويعلى درجته .اللهم اغفر له وارحمه وارفع درجاته وأعل مقامه وأنزل عليه شآبيب رحمتك واملأ الفراغ الذى حدث برحيله .اللهم لاتفتنّا بعده ولا تحرمنا أجره.

الشيخ إرشاد أحمد السالارزئى
شبكة المدارس الاسلامية باكستان

نبذة عن حياة فقيد الأمّة الشيخ سميع الحق الشهيدؒ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله العلى العلام والصلاة والسلام على من بعث متمِّمًا للأنبياء الأعلام، وعلى آله وأصحابه ومن والاهم وتَبِعَهم إلى يوم البعث بالإحسان والإتقان، أما بعد!

لقد اشتدَّت الأيَّام ،وتأزَّمت الأوضاع، وساء ت الظروف الراهنة بأهل الإسلام، ولاسِيَّما على طلبة العلم والعلماء فى ربوع البلد كله، وتتابعت الكوارث المفجعة، والحوادث المفزعة منذ فترة طويلة على الصعيد الوطنى بأشكال متنوَّعة مِن قتل العديد من كبار أهل العلم واغتيالهم، وما دفعَنى إلى تحرير هذا المقال فى أسطر قلائل هو أنَّ عالمًا جليلا أُغتِيلَ فى الأيام القريبة بطريقة عنيفة وقلوب قاسية، ومما يأخذنا الأسفُ فى هذا الموقف المُحرِجِ هو أنَّ العلماء هم الذين قاوموا الاستعمار الغربىَّ، وحاولوا الردَّ عليهم فى سبيل تحرير الوطن العزيز واستقلاله، وسعَوا سعيَهم البليغ وضحَّوا بنفوسهم الطيبة ودمائهم الطاهرة، لكنَّ هذه الأرض ومن علا سطوتها فى عصور مختلفة دانوهم بما لايدان به المحسن الصالح من سفك الدماء وصبغ الشوارع بها وقتْلِهم بطرق بشعة، فيا للأسف ولضيعة الأدب والعلم وأهله هذا وصفحات تاريخ باكستان معروفة مسودَّةٌ وحافلة بمثل هذه الاغتيالات ومحاولات القتل ووقائعه والإبادة، والله المستعان وإليه المشتكى.

ومن جملة الحوادث اغتيال وقتل العالم الكبير العلامة الشيخ سميع الحقؒ طيَّب الله ثَرَاه فى الأمس القريب بتاريخ ٢من تشرين الثانى (نوفمبرالمصادف للثالث والعشرين٢٣) مضى من صفر الخير، وذلك مساء يوم الجمعة.

أنَّ القاتل قتَله طعنًا بالحِراب فى هجوم إذ كان الشيخ فى منزله فى راولبندى بالقرب من العاصمة إسلام آباد، حيث أوى إليه قاصدًا الاستراحة وقتَ العصر، وعندها خرج

حاميه الشخصى من عنده إلى السوق لشراء بعض الحوائج، فلمّا رجع من السوق توجّس كثيرًا بعد ما وجد الباب مفتوحًا فهرول إلى الداخل وفزع فزعا شديدًا فدخل الغرفة وإذا بالشيخ متلطخٌ بالدم قد جاد بنفسه وسلّمها إلى الرفيق الأعلى.

ألا إنّ موتَ العالِم موت العالَم؛ فإنّ الله تعالى لا ينتزع العلم من صدور العلماء بل ينتزع العلم بقبض العلماء، وإنّ العالم يكون السراج النيِّر الذى تستنير بأضوائه الأجواء المظلمة، والشيخ الشهيد رحمه الله كان سراجًا نيِّرًا ونموذجًا عظيمًا للقيادة الصالحة، وكان جبلاً شاهقًا فى الدفاع الفكرى عن الاستعمار الغربى، وقد سبق فى مجال العلم والتعليم والتصنيف والتأليف وكذا فى باب السياسة والجهاد.

ومما زاد الطينَ بِلّةً أنه قُتل بالخناجر والسكاكين حيث أثار الحادث شجونَ مقتلِ خليفة المسلمين عثمان بن عفان رضى الله عنه، فإنّه كان مأساة عالم الإسلام، ويمكن التوافق بين الحادثتين بعدة اعتبارات كالآتى:

- ☆ عاش الخليفة اثنين وثمانين عاما من حياته، والشيخ أدرك ثلاثة وثمانين عاماً من العمر.
- ☆ قُتِلَ كلٌّ من الخليفة عثمان بن عفان رضى الله عنه، والشيخ الشهيد بالحراب والسكاكين.
- ☆ قد وقع قتلُ الخليفة رضى الله عنه يوم الجمعة على الأرجح وفى نفس اليوم حَدَثَ قتلُ الشيخ الفقيد.
- ☆ قُتل الخليفة وقتَ العصر، والشيخ الفقيد أُغتِيل ما بين العصر والمغرب، فيالها من سعادتَين اجتمعتا فى شخصيته من نيل الشهادة والتشبه فى المقتل بالصحابى الجليل رضى الله عنه وأرضاه

لقد فتح العلامة عينيه الكريمتين فى عام١٣٥٥هـ ١٢/رجب المرجب_١٩٣٦ء ٣٠ أيلول (سبتمبر) فى أسرة عريقة عُرفَت بالعلم والعرفان والصلاح والخير فى بيت الشيخ عبد الحق ؒحيث وقع بمدينة "أكوره ختك"خيبربختونخوا(وكان يسمّى سرحد قديمًا)

وسلالته المفصَّلة كالآتى الشيخ سميع الحقؒ بن الشيخ عبد الحقؒ بن الشيخ محمد معروف گلؒ بن الحاج مير آفتابؒ بن الشيخ عبد الحميدؒ (وكان يُدعَى بـ"ملاحميد")بن

الشیخ عبدالرحیمؒ تغمَّدهم الله بالعفو والغفران جميعًا.

وابتدأ الشيخ مسيرتَه العلميَّة فى بيته عند والده الجليل، وثانيًا فى مدرسة تعليم القرآن، وتلقى شطرًا كافيًا من الدراسة الابتدائيَّة فيها، ثم انتقل بعدها إلى المدرسة التى أسَّسها والده وسمَّاها بـ"انجمن تعليم القرآن الإسلامى"، وأخذ حظًّا وافرًا فيها، ولم يكن الشيخ سميع الحقؒ يرغَب فى الألعاب الملهية والثياب القشيبة والأحذية الفاخرة ونحوها من الأهواء والهوايات كما كان لِدَاتُه وأقرانُه الآخرون يرغبون فى أنواع من الملذات ويطالبون آباء هم بطلبات رفيعة فى المناسبات وغيرها آنذاك، وإنَّما شُغِفَ بالقراء ة والكتابة من صغر سنه إلى آخر لحظة حياته.

وبدأ الشيخ دراسة المنهج النظامى ـ السائد فى شبه القارة الهنديَّة ـ من الصف الأول إلى أن أتمَّ المرحلة العالميَّة، وتخرَّج من دورة الحديث فى عام ١٩٥٩، ونال الشهادة العالميَّة، ونيطت به العمامة فى حرم الجامعة الحقانيَّة العريقة التى علا صيتُها بـ دارالعلوم ديوبند الثانية حيث أسَّسها والدُه العظيم الشيخ عبد الحق رحمه اللّٰه ، وإلى جانب ذلك تلقى تفسير القرآن من الإمام الكبير شيخ التفسير الشيخ أحمد على اللاهورى ـ رحمه الله ـ مدير مدرسة خدام الدين بـ"لاهور"فى نفس السنة التى تخرج فيها من المنهج النظامىِّ، ونال شهادة الفضل والتفوُّق فى التفسير، وفى آخر أيَّام حياته بدأ يجمع ما استقى من علوم الشيخ أحمد على اللاهوریؒ وأماليه بحُلة كتاب يحتوى على مجلدات كثيرة، وله عندى حظ كاف من الكلام فى مقالى هذا وسوف أتحدث عنه فى حينه إن شاء اللّٰه.

وكان رحمه اللّٰه بارزًا متميِّزًا فى سائر أقرانه ومعاصريه ولست أبالغ لو أقول إنَّه من نوادر الرجال فى قوة الإرادة وشهامة النفس واقتحام المخاطر، والبعد فى التخيل، والاعتماد على النفس، والعزوف عن الشهوات، وكان مفرِط الذكاء قویَّ المناسبة فى العلوم، جيِّدَ النظر فى طبقات العلماء ، وتاريخ العلوم وتدوين الحديث، وكان فصيح اللسان، عارفاً بمواضع الكلام، حلو المنطق، دمث الخلق، بشوشاً، كثير الانبساط، قليل الاعتراض على الناس، كثير التواضع وكان مربوع القامة، أبيض اللون، زاهدًا فى الملبس والمشرب والمطعم حسن الملامح، كثير الحياء ، شديد المحافظة على أوقاته القيِّمة.

ولاشكَّ أنَّه صابر وثابر واجتهد وسعى، ولم أَعرفْ عالماً ولا داعياً من معاصريه أبلى بَلَاءَه وسعَى سعيَه وجَهَدَ جُهدَه وقدَّم تضحيتَه، فأنَّى يُدرِكُ الضالعُ شَأْوَ الضليع فإنَّه عاش حياةً علميَّة صافيةً سهلة بسيطة ساذجة، خالية عن التكلف والتصنع، مملوءةً بالتواضع والمجاملة والرفق واللين مصداقًا لقوله تعالى أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بينَهُمْ، وقد كان واسطة العقد بين العلماء وكان من عادته طول الصمت وقلة الكلام، وكان من أكمل من رأيتُ فى أخلاقه وآدابه وشمائله، ولذلك حُبِّبَ إلى الناس وصار المرجع والمقصد بمدينته.

أساتذته الأجلاء

وممَّا لاريب فيه أنَّ الاستفادة العلميَّة والتربويَّة الدينيَّة من الشيوخ المهَرَة والعلماء الجهابذة فى تخصُّصَاتهم، والصالحين المخلصين المجدِّين فى خدماتهم، والمتشبِّثين بالآداب الإسلاميَّة فى حياتهم الرهينة من أعظم مكوِّنات الشخصيَّة المتكاملة التى تستحقُّ أن تَسُوَد الأمَّة الإسلاميَّة فى آفاق العالم فى شؤونهم ومهامِّهم، فأذكر من أشهر أساتذته كالآتى:

الشيخ عبد الحق الحقانیؒ

إنَّ الشيخ عبد الحقؒ والده المكرم وهو فى نفس الوقت شيخه وأستاذه، وُلد الشيخ عبدالحقؒ ١٣٢٧هجرى الموافق ١٩١٠م من كانون الثانى فى أكوره ختك عند الحاج معروف گلؒ، وترعرع وتناول المبادئ بقريته، وكانت أجواء العلم تَسودها، فلمَّا بلغ الثامنة من عمره فوجَّهه أبوه إلى محافظة كيملفور فى مسيرة طلب العلم، ثم تلقَّى العلوم العربيَّة عند العالم الشيخ الكوهستانى والشيخ عبد الجليل والشيخ عنايت الله، وقد ارتحل بعد ذلك إلى نواحى المدن المختلفة من الهند المتحدة واشتغل فيها بتلقى العلوم الشرعيَّة من الشيوخ الجهابذة المهرة كالشيخ حسين أحمد المدنیؒ، والشيخ محمد إبراهيم البلياویؒ وشيخ الأدب إعزاز علیؒ والشيخ رسول خانؒ والشيخ أصغر حسين الديوبندیؒ والشيخ مرتضى حسن الچاندپوریؒ والمفتى العام محمد شفيع العثمانیؒ وأمثالهم من الأعلام حتى تخرَّج منها سنة ١٣٥٢هـ، وبعد ما أتمَّ الدراسة النهائيَّة متضلِّعًا من العلوم الشريفة والمعارف النبيلة وَلِيَ التدريسَ بالجامعة الإسلاميَّة دارالعلوم ديوبند، وفى عودته إلى باكستان بعد أربع

سنوات تم استقلال الوطن العزيز (باكستان) فلم تتسنَّ له العودة إلى الهند ثانيًا واشتغل بمهنة التدريس فى مدرسته التى عرفت فى العالم الإسلامى بـ الجامعة الحقانيَّة واجتهد فيها ووجه كافة جهوده تلقاء هاحتى قيل إنَّها دارالعلوم ديوبند الثانية، وقد علا كعبُه وبدا نجمُه فى فهمه العلوم والفنون، وإضافة إلى ذلك فإنَّ الله جلَّ وعلا رَزَقَه الخبرةَ الكبيرة والمهارةَ الكاملة والفهمَ الثاقب فى باب إدراك أحوال السياسة الوطنيَّة حتى لقَّبه العلماء المعاصرون بـ قائد الشريعة لِمَا قدَّم من مجهود كبير وخدماتٍ علميَّة ووطنيَّة فى سبيل تطبيق قوانين الإسلام فى البلد، وقد غربت شمس حياة هذا الفذ العبقريِّ فى المستشفى بعد معاناة المرض أيامًا كثيرة سنة ١٤٠٤هـ الموافق١٩٨٨م فى السابع من أيلول (سبتمبر)، وترك الخلق يبكيه.

الشيخ عبد الغفور السواتیؒ

ولد الشيخ عبد الغفورؒ فى قرية خوازه خيله بولاية سوات وأخذ الدراسة الأولى فى بيته، ثم درس بعض العلوم على علماء المنطقة إلى أن انتهى منها، ثم سافر إلى المدرسة الأمينيَّة بـ دهلى حتى تخرج منها على فقيه الهند الشيخ كفايت الله رحمه الله، ثمَّ اشتغل مدرِّسًا فى المدرسة نفسها وبقى على ذلك إلى مدة، ولمَّا انقسمت ولاية سوات إلى كُتلتين، فاشتغل بالتدريس فى مدرسة حكوميَّة أنشأها والى سوات، وشاء ت الأقدار أن يكون مدرِّسا فى الجامعة الحقانيَّة، فأراد الشيخ عبد الحقؒ تعيينه فى مدرسته فذهب إلى والى سوات وطلب منه بعثته إلى الجامعة الحقانيَّة، فما كان إلا أن حلَّ هذا الطلب الملحُّ محلَّ القبول عند الوالى، وأذن له بالرحيل إلى الحقانيَّة حسُب ما تمَّ الوفاق عليه بينهما، فذهب إلى الجامعة وكان فيها مدرِّسًا إلى أن توفَّاه الله تعالى فى ١٨شوال ١٣٧٦هـ الموافق ١٩٥٧م أنزل الله عليه شآبيب رحمته، وقد دَرَسَ عليه الشيخ سميع الحقؒ عدة كتب منها مير قطبى وشرح الجامى ونحوها من الكتب المهمَّة

الشيخ عبد الحليم الزروبویؒ

ولد الشيخ عبد الحليم الزوربویؒ فى أسرة عريقة علميَّة متديِّنة، ووالده الشيخ خليل الرحمن بن الشيخ الشاه غريب بن الشيخ سعد الدين، وآبائه وأجداده كانوا من كبار أهل

العلم والفضل، وترعرع فی أحضان والده الجليل، وتلقّى عنه وعن علماء قريته الدراسة الابتدائيّة والعلوم الأخرى، وبعد ما تخرّج فی العلوم الآليّة فقد انضمّ إلى الجامعة الإسلاميّة دارالعلوم ديوبند للدراسة العليا فی الحديث النبویّ الشريف، والتحق بها فی عام ١٣٥١هـ ، وتتلمّذ على الشيخ حسين أحمد المدنی، والشيخ محمد رسول الهزاروی، والشيخ محمد إبراهيم البلياوی، والشيخ إعزاز علی، والمفتی محمد شفيع رحمهم الله جميعًا وتخرّج منها سنة ١٣٥٣هـ، ثم درّس فی مدارس مختلفة، منها: المدرسة الرحيميّة، والمدرسة الجامعة الرحمانيّة بـ دهلی (الهند)، وجامعة مظهر العلوم بـ كراتشی، ودارالعلوم الحقانيّة بـ نوشهرة وبقی فيها مدرِّسًا إلى آخر حياته، وتتلمّذ عليه الشيخ الفقيد فی علوم مختلفة وكتب عديدة فی أيام دراسته، وقد سقطت هذه الدرة الثمينة من العقد النفيس ٢٠من ربيع الأول ١٤٠٣هـ الموافق١٩٨٣م طيّب الله ثراه وتغمّده بكامل عفوه.

الشيخ المفتی يوسف البونيریؒ

كان الشيخ يوسف البونيریؒ عالمًا جليلاً ومدرِّسًا بارعًا ومفتيًا بالجامعة الحقانيّة إلى فترة من الزمن، وقد درس عليه الشيخ سميع الحق كتبا عديدة منها:كلام الملوك (وهو مجموعة من أبيات الصحابة والأزواج المطهّرات باللغة العربيّة ، والمطول والمعلّقات السبع ونحوها من الكتب المهمّة، إلّا أنّه كان يميل بنزوعه الفكریّ إلى الجماعة الإسلاميّة التی أنشأها المودودی، وكان يؤيدها بمناقشاته وكتاباته، ثم تفاقم الخلاف الفكریُّ بينه وبين العلماء الآخرين حتى بلغ به الحال إلى أن عُزِلَ من التدريس بالجامعة الحقانيّة، وإنِّی حاولتُ جاهدًا فی سبيل أن أجد ترجمة مفصّلة عن حياته لكنّنی للأسف الأسيف لم أظفَر بها فأستكفی بهذه الأسطر المعدودة.

شيخ التفسير أحمد علی اللاهوریؒ

لاشكَّ أنَّ الشيخ أحمد علی اللاهوریؒ كان صاحبَ المكانة العالية المرموقة وليًّا من أولياء الله تعالى ويالە من ولیٍّ أیِّ ولیٍّ، وبما أنّه كان من أساتذة الفقيد والذين استفاد منهم فی حياته العلميّة، ولاسِيّما أنّه درس عليه تفسير القرآن الكريم فيطيب لی أن أذكر بعضًا

من نفحات حياته الميمونة وهى كما يلى:

ولد الشيخ أحمد علیؒ فى الثانى من رمضان المبارك فى عام ١٣٠٤هـ فى قرية "جلال" (گجرانواله) فى بيت الشيخ حبيب الله وسمَّاه بـ أحمد على ، وخصَّه والده لخدمة الكتاب والسنة، وقرأ القرآن الكريم على والدته، ثم درَسَ العلوم الابتدائيَّة على الشيخ عبدالحقؒ.

ولمَّا تخرَّج الشيخ عبيد الله السندى وجاء إلى گجرانواله لزيارة أقربائه وأحبَّائه وكان والد الشيخ أحمد على من أقربائه فنزل الشيخ السندى عنده فعرض عليه ابنَه أحمد على ليُعلِّمه ويُدرِّسه العلوم الشرعيَّة فرضى به فأخذه فى رعاية شيخه الشيخ غلام محمد الدينفورى، فالتمس منه أن يبايعه ويُدرِّسه فبقى عنده واستكمل جميعَ العلوم المهمَّة، وتخرَّج على يده سنة ألف وتسعمائة وسبع وعشرين للميلاد ١٩٢٧م الموافق سنة ألف وثلث مائة وتسع وعشرين ١٣٢٩هـ، ثم درَّسه الشيخ عبيد الله السندى بنفسه بعض العلوم اللازمة وعيَّنه مدرِّسًا بمدرسته التى أنشأها بنفسه، وشارك مع شيخه فى جميع أنشطته السياسيَّة والجهاديَّة ومرَّت عليه ظروف عصيبة وأوضاع قاسية ولكنَّه تصبَّر وصمد أمام المصاعب والمشاق، حتى سُجن لذلك مرارًا۔

وذُكِرَ أنَّه شارك فى حركة المناديل الحريريَّة مع شيخه الجليل، وأخذته الشرطة مرة وكان يُلقى درسًا من آى القرآن فى مدرسة نظارة المعارف القرآنيَّة وأُغلِقت المدرسة عند ذلك، والأمرُّ من ذلك أنَّ الحكومة فَرضَت الإقامة الجبريَّة عليه فى دهلى ثم نُقل منها إلى السجن، ولم يلبث فيه أيامًا حتى نُقل إلى سجن شملة ثم حُوِّل إلى محبس آخر قربَ محطة القطار، وأُخرِجَ من هذا السجن أيضًا بعد خمسة وعشرين يومًا وأُدخِلَ سجنَ المدينة، ولم يَمضِ عليه الكثير حتى أطلقت الحكومة سراحه بشرط بقائه فى لاهور وعدم الذهاب إلى السند، وطَلَبَتُ منه كفيلين لتثبيت هذا العهد بينه وبين الحكومة فلم يجد كفيلاً له فى لاهور إلَّا أنَّه وجد بعد بحث قريبًا له بلاهور كان مدرِّسا بالمدرسة العصريَّة الثانويَّة يسمَّى القاضى ضياء الدين فصار هو وصديقه الآخر لال خان كفيلين له، وبذلك تم إطلاقه من السجن، وبعدما استوطن لاهور وُلِّيَ الخطابة وحلقة تفسير القرآن فى مسجد لائن سبحان خان

وتصدَّر للتدريس والإفادة، وبدأ يقدِّم جهودَه الحثيثة لنفع الإسلام والمسلمين، وأسَّس إدارة سُمِّيَتْ بـ انجمن خدام الدين وكان يُشرف عليها بنفسه، ومع ذلك أقام مدرسة عربيَّة ابتدائيَّة عُرِفت بـ قاسم العلوم فيما بعد، وكانت وفود طلبة العلم تأتى إليها من المناطق المختلفة الشاسعة لتلقّى علم التفسير،وقد وضع لهم دورة التفسير لثلاثة أشهر من بداية رمضان إلى نهاية ذى القعدة.

وقُصارَى المقال :أنَّ العلامة الكبير عاش حياته مفسِّرًا مؤلِّفًا داعيًا للقرآن إلى نصف قرن فى خدمة القرآن والحديث وطلبة العلوم الشرعيَّة، وقد عاش فى الغربة أيامًا فى لاهور حتى لم يجد كفيلاً فى كافة المدينة، وذلك إن دلَّ على شىء فإنَّما يدل على أنَّه قد بلغ من الإخلاص غايته، وكذلك قد دلَّ دلالة بيِّنةً على أنَّه قدَّم مجهودًا كبيرًا لخدمة الدين وأهله وحاول وصابر وثابر واجتهد وأبلى بلاءً حسنًا، وارتحل إلى جوار ربه بعد مرور خمسة وأربعين عامًا، وصلى عليه الملايين ودفنوه بعيون باكية، وذلك فى السابع عشر من رمضان سنة ١٣٨١هـ ، ويقال: إنَّه كان مرقده يَفوح برائحة طيبة إلى مدة كبيرة بعد موته.

الشيخ محمد شفيق المغلكى رحمه اللّٰه

وحرَّرَ الشيخ سميع الحق فى مذكِّرة له: كان الشيخ محمد شفيق زميل الشيخ عبدالحق فى زمن دراسته وتلميذه بدارالعلوم ديوبند؛ لأنَّه قدِم إلى الجامعة الحقانيَّة مع الشيخ الجليل، وعُيِّنَ مدرسًا بالجامعة فى أول عام تأسيسها، ودرس عليه الشيخ سميع الحق عدة كتب ابتدائية، وكان يسكن فى مغلكى قرب أكورة ختك، وقد تُوفِّى فى ١٠من آب (أُغسطس) ١٩٥٦م الساعة الواحدة ليلة الجمعة، فى المستشفى بـ راولبندى، وذلك إثْرَ معاناة طويلة من مرضِ القلب، وصلى عليه الشيخ عبد الحق بجمعٍ حاشد يبكيه بدموع مسترسلة، ودُفِنَ فى مقبرة آبائه الواقعة فى قرية مغلكى بـ نوشهرة[1]

الشيخ محمد فياض السواتى رحمه اللّٰه

لاجرم أنَّ الشيخ محمد فيَّاض السواتى كان من أول المدرسين بالجامعة الحقانيَّة، وكانت تحته أخت الشيخ الدكتور شير على شاه، وانضمَّ إلى شمُلِ مدرِّسى الجامعة فى

السنة الثالثة من تأسيسها، ويوافق ذلك غرة محرم الحرام سنة ألف وثلث مائة وثمان وستين للهجرة ١٣٦٨هـ)، وكان يتعاطى خمس عشرة روبية من الجامعة كراتب شهريٍّ، وقد انتقل من الجامعة إلى بشاور لبعض ما تعرَّض له من المشاكل والمصاعب بعد ما أمضى ثلاثة أعوام فيها، واشتغل ثمَّة مدرِّسًا إلى حين وفاته، والجدير بالذكر أنَّه تلقى المعقولات والمنقولات فى العلوم من الشيخ عبد الحق الحقانى، ثم سافر إلى الهند ودرس أمهات الكتب فى الحديث النبوى الشريف على الشيوخ الأماثل كأمثال الشيخ السيد حسين أحمد المدنى بعد تحرير هذا البلد العزيز بسنة واحدة فى حرم الجامعة الإسلامية أزهر القارة الهنديَّة دارالعلوم ديوبند، وكانت تلك السنة سنة الاضطراب وعدم استقرار الأمن والسلام فى البلد، وتمت عقارب ساعة حياته فى العشرين من محرم الحرام ١٣٩٨م وجاء أجله الموعود ووافته المنيَّة فى أحدى مستشفيات بشاور، ودفن فى مقبرة ستارشاه ودرس عليه الشيخ سميع الحق بضعة كتب منهجيَّة (مجلة الحق يناير ١٩٧٨م

القاضى حبيب الرحمن رحمه اللّٰه

إنَّ الشيخ حبيب الرحمن كان أول المدرِّسين فى المنهج النظامى المتداول فى شبه القارَّة، ووقد حظى الشيخ سميع الحق والشيخ شيرعلى شاه بشرف الدراسة عليه فى ذلك العصر، وكان مدرِّسًا بـ دارالعلوم سرحد فى أواخر حياته.

كانت سلالته منحدرة من قبائل السادات الحسينيَّة انتماءً إلى أبيه، وكان سلفُه خرجوا من المدينة المنوَّرة إلى مناطق بلخ وبخارى لنشر الدين المتين وعلمه، ثم انتقلوا من هناك إلى فرعانة، وكان آبائهم قضاةً يومئذ، ولمَّا هاجم ظهير الدين البابر على الهند فقدِموا معه إلى أفغانستان، ومنها إلى الهند المتحدة، وتوَّلوا أمرَ القضاء فى العصور والولايات المختلفة،وسلالته كالتالى:القاضى حبيب الرحمن بن القاضى شريف الدين بن القاضى الحافظ وسيع الدين بن القاضى نسيم الدين بن القاضى كرم بن القاضى جيو.

وولد الشيخ يوم عيد الأضحى ١٣٣٣هـ الموافق تشرين الأول (أكتوبر)١٩١٤م وقرأ القرآن على والده فى بيته، ثم حفظ القرآن الكريم عند عمه القاضى مطيع الدين فى مردان فى ثلاثة أعوام، وبعدما أتمَّ حفظ القرآن بدأ يَدرُس عليه بعض مبادئ الصرف والنحو، ثم مرَّ بمراحل

الدراسة المختلفة فى المواطن الشتى، وتلقّى العلوم الشرعية من العلماء الكرام فى مناطق بشاور وما يجاورها حتى أكمل الدراسة حقَّ الإكمال، وقد عزَّ عليَّ سردُها مفصَّلا، فاكتفيتُ بما قلَّ وسد الحاجة، وكان أستاذا للشيخ سميع الحقؒ فى مبادئ الكتب الدراسيَّة[۲]

الشيخ لطافت الرحمن السواتى رحمه اللّٰه

كان الشيخ لطافت الرحمن عالما نحريرًا مشغوفا بالأدب العربى، واشتغل زمنا طويلا فى دارالعلوم الحقانيَّة، ثم انتقل إلى الجامعة الإسلاميَّة (بهاولبور) وتولَّى فيها التدريس إلى مدة، وكذا اشتغل بالتدريس فى مختلف المدارس بمدينة كراتشى، ثم أنشأ مدرسة بقريته رونيال (سوات)، وتلمَّذ له الشيخ سميع الحقؒ فى الدراسة الدينيَّة [۳]

الشيخ جلال الحق الحكيسرى رحمه اللّٰه

ذكر الشيخ سميع الحق رحمه الله فى كتابه "مكاتيب مشاهير"كان الشيخ جلال الحق الحكيسرى مدرِّسَ العلوم العقلية والنقلية بالجامعة دارالعلوم الحقانية (أكورة ختك)، ويا له من أستاذ خبير بأبعاد العلوم الدينيَّة ونواحيها ويا له من مُدرِّسٍ بارع فى الفنون المتداولة فى القارَّة الهنديَّة، ونلتُ (يُعنَى به الشيخ سميع الحق رحمه الله)شرف التلمذ له، واشتغل مدرِّسًا بالجامعة قرابة خمس سنين، وبعد ذلك انضم إلى المدارس المتعددة للإفادة والتدريس فى الأعوام المختلفة، بيد أنه أنشأ مدرسة باسم دارالعلوم تعليم القرآن فى منطقته هوتل تكول (ألائى) فى الآونة الأخيرة من حياته الميمونة، وكان يدرِّس أمهات الكتب فى الصف السابع ودورة الحديث إلى آخر حياته إلى أن نودى بالرحيل من هذه الدنيا الفانية وتوفِّى فى۱۳من يونيو سنة ۲۰۰۸م بعد ما عاش من حياته ثمانيةً وثمانين عامًا فى هذا الكون [٤]

ومن أبرز ميزاته وأحسن خصاله أنه كان يتحرَّز من السمعة والشهرة والتظاهر بشخصيته وإبرازها أيَّما تحرُّزٍ، فإنَّه كان رجلا صابرًا قانعًا، وهو خير نموذج فى غَرَارة الحياة وسذاجتها، وصورة صحيحة متكاملة لإخفاء نفسه فى كل شيء ، ومضى جُلُّ حياته فى تدريس العلوم العقليَّة فإنَّه كان يدرِّس كتاب "ملا جلال"و"صدرا"و"ميرزا قطبى"و"مولوى مير زاهد"و "الجلالين"ونحوها، وكذلك أمضى حظًّا كبيرًا من عمره المبارك فى تدريس الحديث النبوىِّ الشريف[٥]

وقد وفَّقه الله عزَّ وجلَّ لأداء الحج فارتحل لأدائه فى عام ١٩٦٩م، وبايع على يد الشيخ حسين أحمد المدنیؒ أوَّلًا، ثم ارتبط بالشيخ نصير الدين الغورغشتویؒ، وأخيرًا استخلفه الشيخ عبد المالك الصديقیؒ، وكذلك نال الإجازة فى باب السلوك والإحسان من الشيخ إبراهيم جان المجددى النقشبندى الأفغانیؒ.(٦)

وتلمَّذ له الشيخ سميع الحقؒ فى علوم مختلفة وكتب عديدة فى أيام دراسته، وقد سقطت هذه الدرة الثمينة من العقد النفيس ٢٠من ربيع الأول ١٤٠٣هـ الموافق١٩٨٣م طيَّب الله ثراه وتغمَّده بكامل عفوه (٧)

الشيخ أحمد الشالفين رحمه اللّٰه

لقد كتب الشيخ سميع الحقؒ فى مجلة "الحق" الشهريَّة توفى الشيخ أحمد الشالفين أيَّام الحج بـ منى حين رمى الجمرة العقبى١١من ذى الحجة ١٣٧٤هـ الموافق ١٩٥٥م وكان إنسانًا مخلصًا ورعًا زاهدًا تقيًّا متفانيًا فى طاعة اللّٰه واتباع الرسول فى السر والعلن والمدخَل والمَخرَج، وبالإضافة إلى ذلك أنَّه كان مدرِّسًا بارعًا متضلِّعًا من العلوم العقليَّة والنقليَّة، وانضمَّ إلى هيئة المدرسين بـ دارالعلوم الحقانيَّة وذلك فى١٦من شوال المكرم سنة ١٣٦٩هـ ،وعاش فيها حياته الباقية كلها بعد قدومه إليها، ودرستُ عليه بعض الكتب المهمة فى الفنون والعلوم المختلفة.

وعزم على الرحلة لأداء فريضة الحج فى عام وفاته ١٣٧٤هـ، وعندها عقدت حفلة توديع له بالجامعة وألقى الشيخ عبد الحق الحقانیؒ محاضرةً قيِّمةً على فضل الحج وأجره، وودعه الطلاب والأساتذة بإجلال وإكرام واحترام، وشاء القدر الإلهيُّ أن يكون هذا التوديع أخيرًا لاعودة بعده فسافر إلى الحج ومات ثمَّة فى "منى"عند رمى الجمرة العقبى كما ذكرنا قبل قليل وحكى شخصٌ ممَّن صحبه فى رحلة الحج بعدما عادت القوافل من الحج فبيَّن أحداثه التى اعترضَته قبل الموت وقال إنَّ الشيخ رأى رؤية فى ليلة توفى منها وحدَّثنا بها أنَّه رأى بقعة نورانيَّة تتفجَّر منها قبسات النور الساطعة، والنبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم يقول لى فى المنام وأنا أراه: انغَمِسُ فيها فانغمَستُ فيها، ثم سُئل الشيخ هل خرجتَ من النور أم بقيتَ فيه، فقال الشيخ الشالفين بقيتُ فى النور، وأردَف يقول أُحبُّ أن أبقى بـ"منى" وأرى أنَّ تربتى منها (وأشار بذلك أنَّه تأتيه المنيَّة فى منى) (٨)

الشيخ عبد الغنى الديروى رحمه اللّٰه

ولد الشيخ عبد الغنى فى "ستهانه دار"بمنطقة تيمرجرة (مديريَّة دير) فى بيت الشيخ حيدر على رحمه الله، وكان ينتمى إلى قبيلة عريقة من قبائل بختون تسمى "أُتمان خيل"، وتلقَّى الدراسة الابتدائيَّة من أبيه، وتعلَّم بعضَ العلوم عن ابن عمه الشيخ محمد حسن، ثم رحل معه إلى الهند فدرس المنقولَ والمعقول من العلوم الدينيَّة على أكابر الشيوخ الكرام والعلماء العظام رحمهم اللّٰه رحمة واسعة حتى ذهب أخيرا إلى الجامعة الإسلاميَّة دارالعلوم بـ"ديوبند" وانضم بها ليتناول دراسة الحديث العليا فتخرج منها على يد الشيخ حسين أحمد المدنى، ونال الشهادة، وطفق يشفى غليلَ ظِماءِ العلوم الدينيَّة بمهارته التدريسيَّة وخبرته النادرة فى مدرسة "على جر"، فدرَّس فيها مختلف العلوم والفنون وأمهات كتب الحديث، وكان نائب شيخ الحديث فيها، وقدِم إلى باكستان بعد ما استقل البلد، وحينئذ بدأ يدرِّس الطلاب العلوم الشتى فى بيته إلى ثلاث سنين تقريبًا، ثم استدعى إلى دارالعلوم الحقانيَّة للتدريس فى عام ١٩٧٠م فانضمَّ إلى الهيئة التعليميَّة بها وبقى فيها إلى حين موته [٩]

الشيخ محمد على السواتى رحمه اللّٰه

كان الشيخ محمد على نجل عنايت الله وهو من عائلة علميَّة عريقة، وولد فى شالفين خوازه خيلة فى عام١٩١٩م، ودرس الدراسة الابتدائيَّة على العلماء العظام بقريته من خِرِّيجى الجامعة الإسلاميَّة دارالعلوم بديوبند (الهند) وغيرهم، والتحق بمدرسة مظاهر العلوم سهارنفور فى ١٩٤٣م، وتخرَّج منها فى سنة ١٩٤٥م بعد ما درس أمهات الكتب فى الحديث النبوى الشريف على أيدى المشايخ الكرام كالشيخ محمد زكريا الكاندهلوى والشيخ عبد الرحمن والشيخ عبد اللطيف، ونال الشهادة العالميَّة.

وعُيِّن مدرسًا فى جامعة دارالعلوم الحقانيَّة فى ١٩٥٥م، وكان فيها مدرِّسًا إلى يوم وفاته، وتوفِّى إثر نوبة قلبيَّة أصابته وقت الصبح بعدما فرغ من تدريس كتاب "الهداية" الجزء الأخير فى الفقه الحنفيِّ، فما إن انتهى من التدريس حتى أطرق على الكتاب فوافته المنيَّة لساعته [١٠]

وكتب الشيخ سميع الحق فى كُنَّاشِه درستُ عليه الكافية فى النحو، والهداية (بجزئيه الأخيرين)فى الفقه الحنفى ومختصر المعانى فى علم البلاغة"[١١]

الشيخ إسرار الحق رحمه اللّٰه

كتب الشيخ سميع الحقؒ فى مفكرته الشخصيَّة ما مفاده أنَّ الشيخ إسرارالحق من أعظم الرجال، وتخرَّج من دارالعلوم ديوبند بالهند، وقد مَنَحَه الله عزَّ وجلَّ مواهبَ عظيمة وقدراتٍ عجيبةً فقد كان صاحب القلم السيَّال الرقراق جدًّا ، ومن أحسَنِ عادتِه فى زمن طلب العلم أنَّه كان يُدوِّن دروسَ مشايخه العظام ومحاضراتهم فى سِجلَّاته الخاصَّة، وألَّف أماليَه لسنن أبى داؤد وغيره من كتب الأحاديث، ونال إعجاب الشيخ عبد الحق الحقانىؒ كلَّ الإعجاب؛ فإنَّه كان صاحب مكانة سامية لديه حتى صار من أخِصَّائه، وهو من أقدم الأساتذة فى الجامعة الحقانيَّة منذ أن تأسَّسَتُ بعد انقسام الهند إلى كُتلتين، وقد عُرِفَ بالخبرة والمهارة فى اللغة والأدب العَرَبيَّين، وتلمَّذ له الشيخ سميع الحقؒ فى الكتب الابتدائيَّة [١٣]

إجازاته فى الحديث تكريمًا وإعزازً

قد تشرَّف الشيخ بنيل عدة إجازات التفوُّق فى مجالات مختلفة إجلالاً وإكرامًا له من أكبر الجامعات العالميَّة كالجامعة الإسلاميَّة دارالعلوم ديوبند (الهند)، وكذلك أجازه كثيرٌ من كبار المشايخ فى الحديث النبوىِّ الشريف من مشايخ الحرمين وغيرهم، فمنهم فضيلة الشيخ عباس العلوى المالكى، وشيخ الحديث العلامة فخرالدين بـ دارالعلوم ديوبند، والشيخ بدر عالم الميرتى، وشيخ الحديث العلامة نصير الدين الغورغشتى، والشيخ المقرئ محمد طيب القاسمى، والشيخ عبدالرحمن كاملفورى والشيخ عبدالغفور العباسى رحمهم الله[١٤]

تدريسه بالجامعة الحقانيَّة

وبعد ما تخرَّج من الجامعة وتحصَّل على الشهادة العالميَّة فحينئذ تمَّ تعيينه كمدرِّس مستقل فى الجامعة الحبيبة فى سنة ١٣٧٩هـ الموافق ٢٥ ربيع الأوَّل، وبدأ يدرِّس فيها العلوم العربيَّة والإسلاميَّة المتداولة، وذلك من ١٩٥٨م إلى آخر حياته، وقد حظى الشيخ خلال هذه الفترة الطويلة بتدريس معظم الكتب المنهجيَّة من الصف الأول إلى دورة الحديث، ووَلِيَ تدريس صحيح البخارىِّ والجامع الترمذىِّ منذ نصف القرن الجارى إلى الأونة الأخيرة، وما يجدر بالذكر أنَّ أول راتبه الشهرى أخذه من الجامعة هو خمسون روبية، وأما راتبه الأخير فى سنة ١٤١٦هـ ، هو ألفان وستمائة وتسعون روبية ٢٦٩٠، وامتنع عن أخذ راتب المدرسة بعدها، وطفِق يقدِّم جميعَ واجباته للجامعة تطوعًا.

صلته بالتصوف وبيعته على المشايخ

كان الشيخ له صلة وثيقة بالسلوك والإحسان، فقد بايع العلماءَ الموجِّهين ومشايخ التصوف الكبار فى الفينة بعد الأخرى، وقال الشيخ بنفسه لمَّا كنت أدرُسُ دورةَ التفسير فالتمستُ من الشيخ أحمد على اللاهورى مرة أن يبايعنى فسألنى عن إذن والدى وموافقته على ذلك، فأجبته بالإثبات فبايعَنى بالحب والكرامة فى غرفة تخصه، وعلَّمَنى لطيفة القلب و أوصانى بممارستها وبترداد "اللّٰه هو" ألف مرة، وإضافةً إلى ذلك أمَرَنى بأن أحتاط فى المأكولات والمشروبات (١٥)

وكذلك قد استرشد الفاضل العلامة عبدالغفور العباسى المهاجر المدنى رحمه اللّٰه، وذلك لمَّا قَدِمَ فحضر إلى الجامعة الحقانيَّة فبايعه خلقٌ كثير من العلماء والدَّهماء فتقدَّم الشيخ سميع الحق مع من تقدَّم وبايعه بيعة السلوك والإحسان، فأوصاه الشيخ بقراء ة الكلمات الآتيات اللهم نوِّرُ بالعلمِ قلبى واستَعمِلُ بطاعتِك بَدَنى وأمره بترداد يا اللهُ يا سَلامُ يا قوىُّ ثلاث مائة وثلث عشرة مرة وإضافة إلى ذلك فإنَّه استفاد حقَّ الاستفادة فى باب التصوُّف والسلوك من غيرهم من المشايخ الكرام كما أنَّه بايع شيخَ السلاسل الصوفيَّة العالم عبدالمالك رحمه الله أيضًا، وهو من أجلِّ مشايخ التصوف الذين ينتمون إلى الطريقة النقشبنديَّة.

مصادر ومراجع

(١) خود نوشت ڈائرى مولانا سميع الحقؒ. (٢) مجلة الحق.
(٣) مكاتيب مشاهير ١/٥٧٠ (٤) مكاتيب مشاهير ١/١٥٣
(٥) مجلة الحق :آب ٢٠٠٨ م.
(٦) مولانا سميع الحقؒ حيات وخدمات، تاليف :مولانا عبدالقيوم حقانى.
(٧) مشاهير علماء سرحد ٥٢٠ (٨) مجلة الحق :أكتوبر٢٠١٢
(٩) مشاهير علماء سرحد،٥٤٢ (١٠) مولانا سميع الحقؒ حيات وخدمات١/٤٩
(١١) خود نوشت ڈائرى. (١٢) مكاتيب مشاهير١/١٦٠
(١٣) مكاتيب مشاهير:٨٣ (١٤) مولانا سميع الحقؒ حيات وخدمات:٦١
(١٥) مولانا سميع الحقؒ حيات وخدمات١/٥٣، تاليف :مولانا عبد القيوم حقانى.

غياث الدين الدرانى
طالب بجامعة الحقانيه

الشيخ سميع الحق الشهيدؒ

ببالغ القلق والحزن وبقلب يعصر الألم والأسى أريد أنّ أسطر القرطاس مستعينا بالله عز وجل، بذكر العلامة الكبير الذى فقدته الأمة الأسلامية والذى لا يحتاج الى أى تعريف وارتحل من الفناء الى البقاء مسرعا. وتركنا فجأة، وفارقنا مودعا وألجأ الألسنة مسترجعا وأسكب الدموع حزنا وأوجع القلوب أبدا وجعل الناس متحيرا ولفت أنطارهم راحلا، وذكرنا عثمان بن عفان شهادةـ ألا! وهو العالم الفاضل بل الإمام ذوالشان شهيد الملة والاسلام إمام الشهداء ، شيخ التفسيروالحديث.أستاد العلماء الشيخ سميع الحق الشهيد نور الله مرقده ولله در القائل

هيهات لا يأتى الزمان بمثله
وإنّ الزمان بمثله لبخيل

لا شك أن سيرته رحمه الله تعالى.حديقة معطرة أينما نزلت منها وجدت نبتا طريا، وأزهاراً رابية واذا لم يكن فى وسعى أن أستوعب الأن تلك السيرة التى تخبرنا كاملا و وافرا عن حياته، فان ذلك لا يمنعنى أن أقطف من روضتها زهرة، وأن أقتبس من نوره لمعة وأنّ ألتقط من أوصافها وصفة وذلك، لأن مالايدرك كله لا يترك بعضه ولد الشيخ رحمه الله١٨ديسمبر سنة ١٩٣٧ فى موضع "أكوره ختك"الواقع فى اقليم خيبر بختونخوا باكستان ترعرع ونشأ فى أسرة دينية وكريمة ذات شرف ومجد ،وبدأ بمسيرته التعليم الدينية بجامعه دارالعلوم الحقانيه التى تعد من أكبر المدارس الدينية فى باكستان وتلقى فيها جميع العلوم الاسلامية والعلوم العقلية لدى الاساتذة الاجلاء وعلى رأسهم رئيس المحدثين الشيخ عبد الحقؒ، المتخرج من دارالعلوم الديوبند. كان الشيخ سميع الحق رحمه الله.

عالما بارعا جامعا للمعقول والمنقول، بحرا فی العلوم والفنون وكان تقيا ناسكا متورعا أديبا واسع الحلم نزيه النفس واللسان وافرالعقل والمادة من أذكياء العالم سلطان القلم والبيان اماما فی تأليفه الوفير ودروسه الكثيرة له تأليفات كثيرة مقبولة مسلمة على حقائق ودقائق ،وكرس جهده فی خدمة العلم والدين۔

ومن الجدير بالذكر أنّ الشيخ رحمه اللّٰهكما كان له خبرة وحذاقة فی العلوم المختلفة كذلك كان له علاقه وثيقة بشؤون السياسة فی عهد باكستان، وقد مكث عضوا للبرلمان (إيوان بالا باكستان) مرتين، ورفع فيه لواء الحق لاسيما فی عهد ضياء الحق (المرحوم) وعيّن ركن من أركان المجلس الشوریٰ، فأدّى لإقامةالحدود والقصاص والعُشر وسدّباب الفرقة القاديانية وتضميم بعض القرارات المتعلقة عن الشريعة البيضاء فی قانون الباكستان، وردّ على الطائفة القاديانية ردا بليغا إلى أنفاسه الأخيرة، وصرف جهده المستطاع لتنفيذ النظام الاسلامی ولمخالفة النظام الطاغوتی ولايخاف فيه لومة لائم۔

وله ذكريات أخرى فی هذا المجال تشهد عليه صفحات التأريخ وتثنی عليه بالخير. ولو ألقينا النظر على حياته أفوجدناه متعلقا بالجهاد فی سبيل اللّٰه تعالیٰ، وقد لعب فی هذا الميدان دورا هاما لا يخفى على أحد تضحياته وجهده المكثف الذی قدمه لمساعدة المجاهدين، لن ننساه ما دامت أرواحنا فی أجسادنا، وقد كان فی كل باحة يدافع عن المسلمين وعن الحضارة الاسلامية ونظرياتها، وإحياط الخطط التی كانت تخططها الدول الغربية ضد الإسلام والمسلمين وأرادت القضاء على المعتقدات الاسلامية الدينية، والظلم الذی واجهه مسلمی كشمير والفلسطين والعراق والشام وبورما وافغانستان وغير ذالك من البلاد الااسلامية التی تواجه الضغوط حيث تنتهك حرماتهم وتلوك أعراضهم من أيدى الكفرة الفجرة لاسيما إفغانستان حين هجمت عليه "الامريكا" فقد بذل الشيخ رحمه اللّٰه.فيه جهده المستطاع وقدّم لهم الخدمات بطرق مختلفة ويهيأ بعض تلامذه فيبعثهم الى افغانستان مجاهدين فی سبيل اللّٰه، لإعلاء كلمة الحق. فلأجل هذه العلاقات الوثيقة بحركة طالبان افغانستان كانوا يحبونه حبا جما ويحترمونه ويعاملونه كمعاملة الابناء فنظرا الى هذه الناحية لقب فی الدول الغربيةب Father of Taliban أی "اب طالبان" وكفى

بذالك شرفا بأن ينتمى الرجل الى الذين يجاهدون فى سبيل اللّٰه،لاعلاء كلمة الحق ،ولكسر شوكة الكفرة وصح لوقيل: إنّ الشيخ سميع الحق رحمه اللّٰه. كان على قمة جبال الكمال والندرة من نوادر الزمان،لأنه ليس فى هذا القول مبالغة ولامن باب المجاز بل إنما هو الحقيقة بعينها. وقد قال عنه بعض العلماء الأجلاء: إن الشيخ رحمه الله كان رجلا عظيما فى عصره و حرمت الأمة الاسلامية منه كما يقال: موت العالم موت العالم حيث كانت الأمة بأمس حاجة إليه فى الوقت الراهن فى صورة التحاد بين المسلمين ،وانهاء الفوضى والطائفية التى تنشأت بين المسلمين،ومن الجدير بالذكر أنّ الناس يتمنون الشهادة ويبحثون عنها فى ساحة الجهاد، ولكن رأينا الشهادة اليوم تطلبه وتستقبله أياه فى بيته على الفراش، سبحان اللّٰه! و أن شهادته تذكرنا بشهادة سيدنا عثمان بن عفان رضى الله عنه. وكان يتلو القران الكريم فى بيته فكذلك الشيخ رحمه اللّٰهأستشهد وشنق على صدره غارات المدية والخنجر فى بيته، وقد فسر من القران العظيم سبع وعشرين جزءاً حتى ذهبت نفسه البرية الطاهرة إلى ربها وجادت بأنفاسه فى سبيل عقيدته ودينه

وصلى عليه الجنازة ابنه الشيخ حامد الحق الحقانى وشارك فيه جم غفير وخلق كثير من العلماء والزعماء والطلاب والمجاهدين والتجار وعامة من المسلمين حتى ضاقت عليهم الأرض بما رحبت ،ولا يحصى عددهم سوى الله تعالىٰ و دفن فى رحاب أبيه المكرم الشيخ عبد الحق رحمه اللّٰه فى الجامعه دارالعلوم الحقانيه، فرحمه اللّٰه جل وعلا رحمة واسعة وأسكنه فسيح جناته وجزاه عن الاسلام و المسلمين خير الجزاء ما قدّم من الخدمات فى ميدان العلم والمعرفة و فى سبيل نصرة هذا الدين المتين والعلم آمين آمين ورحم اللّٰه عبداقال آمينا

مضى بحر الحقائق و المعانى

فدمعى ذارف قلبى عميد

مولانا فضل ہادی (مانسہرہ)

لَقَدْ رَحَلَ الْكَرِيْمُ غَدَا شَهِيْدًا

رثاء فضيلة العلامة السعيد اليلمعيّ

مولانا سميع الحق الشهيداللوذعيّ رحمه اللّٰه المجيدالعليّ

لَقَدْ رَحَلَ الْكَرِيْمُ غَدَا شَهِيْدًا — قَدْ انْصَرَفَ النَّبِيْلُ مَضٰى سَعِيْدًا
أَخُوْ أَنْوَارِحَقٍّ وَالْمُعَظَّمُ — وَنَجْلُ الشَّيْخِ عَبْدِالْحَقِّ أَكْرَمُ
تَرَحَّلَ حِبُّنَا الْبَطَلُ الْجَلِيْلُ — سَمِيْعُ الْحَقِّ مَوْلَانَا الْعَقِيْلُ
أَلَايَاقَاتِلَ الشَّهْمِ الْأَرِيْبِ — مُجَاهِدِنَا الْعَلَمِ اللَّبِيْبِ
لَقَدْ أَفْجَعْتَنَا أَنْتَ اللَّئِيْمْ — وَ قَاتَلَكَ الْإِلٰهُ هُوَ الْحَكِيْمْ
بِحَقَّانِيَّةٍ دَرَسَ الْكَرِيْمْ — وَ نَوَّرَ شَأْنَهَا الْأَسَدُ الْفَهِيْمْ
تَلَقَّى الْحَقَّ مِنْ نُبَلَاءِ عَصْرِهٖ — أَنَارَ الْحَقَّ مَعْ زُعَمَاءِ دَهْرِهٖ
وَ فِي التَّدْرِيْسِ لَيْسَ لَهٗ مِثَالٌ — وَفِي التَّصْنِيْفِ كَانَ لَهٗ كَمَالٌ
فَمِنْ أَحْمَدُ عَلِيْ شَيْخٍ نَجِيْدٍ — تَلَقّٰى عِلْمَ قُرْآنٍ مَجِيْدٍ
وَكَانَ حَمِيْمَهُ الْعَلَّامُ زَاهِدُ — وَلَمْ نَرَ مِثْلَهٗ شَيْخًا يُّجَاهِدُ
وَكَان مُحِبَّ مَوْلَانَا الْحَلِيْمِ — هُمَامِيْ فَضْلِ رَحْمٰنَ الزَّعِيْمِ
وَمِنْ زُمَلَائِهِ الْمَوْلٰى تَقِيٌّ — نَعَمْ هُوَشَيْخُ إِسْلَامٍ حَفِيٌّ
وَمِنْ زُمَلَائِهٖ شَيْرٌعَلِيٌّ — مُمَجَّدُ أَهْلِ حَقٍّ لَوْذَعِيٌّ
وَ يَدْعُوْ قَارِئٌ لِسَمِيْعِ حَقٍّ — وَ فَيَّاضٌ مُرَبِّيْنَا بِصِدْقٍ
نُعَزِّيْ حَامِدًا وَجَمِيْعَ آلِهٖ — وَ شَيْخِيْ عَبْد قَيُّوْمٍ بِحَالِهٖ
نُعَزِّيْ الرَّاشِدِيَّ بِفَقْدِحِبِّهٖ — عَلَيْهِ سَلَامُ خَالِقِنَا وَ رَبِّهٖ
جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا ثُمَّ عَظَّمْ — وَ يَرْحَمُهٗ وَيَرْحَمُهٗ وَيَرْحَمْ
وَيَرْثِيْ لِلْمُبَجَّلِ فَضْلُ هَادٍ — وَ يَحْمِيْنَا الْمُهَيْمِنُ مِنْ فَسَادٍ
صَلَاةُ اللّٰه رَبِّيْ فِيْ سَلَامٍ — عَلٰى هَادِي الْوَرٰى خَيْرِالْأَنَامِ

المفتي خليل الله الحقاني
مدير الجامعة السميعية الحقانية بتكرام، هزاره

تُوَفِّيَ عَالِمٌ نَجمُ الْكَمَالِ

رثاء الشيخ الأستاذ مولانا سميع الحق الشهيدؒ

نَعَى النَّاعِي الْعَجِيبُ بِفَقْدِ حِبِّيْ ... بَكَيْتُ بُكَاءَ طِفْلٍ يَامُحِبِّيْ
تُوَفِّيَ عَالِمٌ نَجْمُ الْكَمَالِ ... سَمِيْعُ الْحَقِّ مَفْقُوْدُ الْمِثَالِ
بَكَى الْأَحْبَابُ قَالُوا مَاتَ بَدْرٌ ... فَقُلْتُ لَهُمْ مَضٰى شَيْخِيْ وَ بَحْرٌ
يَالَسَمِيْعَ حَقٍّ مِنْ مُرَبِّيْ ... مِنَ الدُّنْيَا رَحَلْتَ دَعَاكَ رَبِّيْ
بَلَغْتَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ شَيْخِيْ ... وَنِلْتَ سَعَادَةَ النُّبَلَاءِ شَيْخِيْ
وَكُنْتَ مُحَقِّقًا فِيْ كُلِّ فَنٍّ ... أَمِيْرَ سِيَاسَةٍ وَ سَفِيْرَ أَمْنٍ
وَدَرَّسْتَ الرِّجَالَ عُلُوْمَ دِيْنٍ ... وَشَجَّعْتَ الْأَصَاغِرَ كُلَّ حِيْنٍ
وَكُنْتَ مُعَلِّمِيْ وَلَكَ الْمَقَامْ ... وَكُنْتَ مُرَبِّيًا أَنْتَ الْهُمَامْ
دَعُوْنِيْ أَيُّهَا الْأَحْبَابُ أَبْكِ ... وَكَانَ يُحِبُّنِيْ مِنْ غَيْرِشَكٍّ
أَحِنُّ إِلٰى الْكَرِيْمِ سَمِيْعِ حَقٍّ ... كَرِيْمِ النَّفْسِ ثُمَّ عَذُوْبِ نُطْقٍ
فَيَا يَوْمَ لتَّعَلُّمِ وَ الْوِصَالِ ... مِنَ الْعَلَّامِ مَحْمُوْدِ الْخِصَالِ
فَصَبْرًا يَاخَلِيْلَ اللهِ صَبْرًا ... جَزٰى أُسْتَاذَنَا الدَّيَّانُ خَيْرًا

الشيخ قاضى خليل الرحمن
خطيب جامع مسجد نوشهره

الفوز بالشهادة سعادة

تذكرة الشيخ سميع الحق الشهيدؒ ناموس النبوة

يُغسَل كلُّ المرء بالماء والشيخ سميع الحق بالدماء
لأنّ الغسل بالدماء محترم عند الرب وقت اللقاء
فزت يا شيخ و ربّ الكعبة مستحشر مع النبیؐ تحت اللواء
الفوز بالشهادة سعادة لا توجد مثلها تحت السماء
لان من قتل فى دفاع نبيهٖ فيشارك مع أصحابه العظماء
روح الشهيد يكون فى أعلیٰ عليين بالسماء
ما مات شهيد أبداً فى الظاهر يكون حكم الفناء
فى الدنيا لانشعر حياته ولكنه حياة بالحق فى السماء
يُرزقون الشهداء عند ربهم فرحين من الرب بالعطاء
ويصلوا قاتلوك إلى جهنم لانهم قتلوا وارث الأنبياء
و تدخل أنت جنة العلياء شفيعا لسبعين من الأقرباء
فلا تنسیٰ خليل الرحمن القاضى لأنه أيضاً يشمل فى الأخلاء

پندرہواں باب

منظوم تأثرات
بیادمولانا سمیع الحق شہیدؒ

متاعِ لوح وقلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے
زباں پہ مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقہ زنجیر میں زباں میں نے

محمد اکرام القادری خانیوال

اِک زمانہ غمزدہ ہے اک جہاں ہے اشکبار

حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کی دردناک شہادت پر غنودگی طبع کے باوجود شکستہ قلم سے چند اشعار میں غبارِ خاطر حوالہ قرطاس کردیا ہے حضرت پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہمیشہ رہا، وہ سمیع الحقؒ تو تھے ہی شہید الحق بھی ہوگئے ،مولانا کی المناک شہادت کا غم ہم سب کا مشترکہ غم ہے ،جس کیلئے ہم ایک دوسرے سے تعزیت خواہ ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ سے نوازے حضرت مولانا خواجہ عبدالماجد مدظلہٗ کی صدارت میں جامع مسجد ایک مینار والی جمعیۃ علمائے اہل سنت کا اجتماع تھا، میں نے حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ سے متعلق اپنا یہی تازہ کلام سنایا تو سامعین علمائے کرام کی آنکھیں اشکبار تھیں، علمائے کرام حضرت شہیدؒ کے علمی مقام ،عظمت اورعزیمت سے خوب آگاہ تھے، پورے عالم کی طرح خانیوال کے علمائے کرام اور جمعیت اہل سنت بھی آپ سے تعزیت کررہے ہیں (آمین)

دورِ آئینِ شریعت کیلئے تھے بیقرار
رات دن اُس دھن میں رہتے حضرتِ والا تبار
زندگی بھر بے خطر اظہارِ حق کرتے رہے
خدمتِ دینِ رسولِؐ ہاشمی ان کا شعار
حرمتِ ختم الرسلؐ کے اے امین وپاسباں
اک زمانہ غمزدہ ہے اک جہاں ہے اشکبار
جان نثاروں کا ترے لشکر پریشاں حال ہے
یاد آتی ہے تری لحہ بہ لحہ بار بار
فیصلہ سن کر کیا جو تو نے آخر میں بیاں

تیرے ہر اک لفظ میں ہے اضطراب و اضطراب
ذہن میرا منجمد ہے کیا لکھوں کیسے لکھوں
ہاتھ میں میرے قلم سینے میں ہے قلبِ فگار
زندگی تونے گذاری ہے بصد عز و شرف
آخرت میں بھی ہو تیرا اللہ والوں میں شمار
موت عالِم کی ہے اک عالَم کی موت
اور وہ عالِم جسے حاصل ہو عالَم میں وقار
میکدہ تیرا رہے آباد تا یومِ نشور
یہ شرابِ معرفت پیتے رہیں بادہ گسار
یہ بھی ہے اسلاف سے سچی محبت کا صلہ
حضرتِ اقدس کے پہلو میں بنا تیرا مزار
حامد الحق کو الٰہی ہمتِ مردانہ دے
یہ بنے اپنے اب وجد کے گلستاں کی بہار
خاندانِ شیخ و مفتی ہوں الٰہی ہمرکاب
آ رہی ہے ہرجہت ہر کھونٹ سے ہر دم پکار
آسیہ معلونہ کو پھانسی پہ چڑھنا چاہئے
آخری خواہش تھی تیری اے زعیمِ نامدار
مدرسوں میں ہر طرف غم کے اندھیرے چھائے ہیں
منبروں پر بھی ہے تیرا تذکرہ لیل و نہار
ہے دعا اکرؔم کی ہر دم شہیدِ ناز کی
رات دن تربت پہ برسے رحمتِ پروردگار

اثر جون پوری
ضربِ مؤمن کراچی

رہبر برحق سمیع الحقؒ

برائے رہروِ حق رہبرِ برحق سمیع الحقؒ
ترے ہی دم سے تھے باطل کے چہرے فق سمیع الحقؒ
تری حقانیت معروف تھی اطرافِ عالم میں
وجودِ حق سے تیری زندگی مشتق سمیع الحقؒ
رضائے جانِ جاناں میں نہ جاتے جان سے کیونکر
کہ تھے بے فکر اپنی جان سے مطلق سمیع الحقؒ
تری ہستی بہارِ علم وفن کا استعارہ تھی
ترے بن شہر بھی صحرائے لق و دق سمیع الحقؒ
تمام انسانیت اندوہگیں ہے اس المیے پر
درندوں نے ترا سینہ کیا ہے شق سمیع الحقؒ
مرا فرزند راہِ حق میں آیا سرخرو ہوکر
کھڑے ہیں بہرِ استقبال عبدالحق سمیع الحقؒ
اثرؔ دانشور و درویش سب محوِ تأسف ہیں
کہاں سے لائیں اب تجھ سا دُرِ ابلق سمیع الحقؒ

مولانا محمد ہمایوں مغل ''حسن''
مدیر ماہنامہ الاحسن کراچی

داعئ حق سمیع الحقؒ بھی چلے سوئے بہشت

شہیدِ حق شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی اندوہناک شہادت پر مولانا محمد ہمایوں مغل حسن کی پرحسرت وافسوس صدا اور منظوم خراج عقیدت (ادارہ)

کس طرح دامن و دستار بچائیں لوگو ہر طرف شعلہ بداماں ہیں فضائیں لوگو
جسم کے زخم تو دنیا کو دکھا سکتے ہیں روح کے زخم کسے جا کے دکھائیں لوگو
اُس طرف سے تو سلامت نہیں لوٹا کوئی جس طرف لے کے چلی ہیں یہ ہوائیں لوگو
ایک اور گوہرِ نایاب گیا زیرِ زمیں اب جو باقی ہیں اُنہیں کیسے بچائیں لوگو
کیسے ڈوبا ہے لہو میں یہ سرحد کا سورج کیسے برسی یہاں نفرت کی گھٹائیں لوگو
داعئ حق سمیع الحقؒ بھی چلے سوئے بہشت اُن کے ہمراہ چلی مہکی ہوائیں لوگو
وہ صداقت کے فراست کے امین و ضامن تھیں شجاعت سے بھری اُن کی ادائیں لوگو
شیخِ احسن سے تعلق تھا بہت خاص اُن کا یاد رکھیں گے سدا اُن کی وفائیں لوگو
سرنگوں احسن العلوم ہے عقیدت میں اُن کی یادوں کو بھلا کیسے بھلائیں لوگو

ایسے بچھڑا ہے حسنؔ ، علم و عمل کا پیکر
آنکھیں روتی ہیں لہو کیسے چھپائیں لوگو

مولانا مفتی محمد وہاب فریدی حقانی
استاذ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ، سیدو شریف سوات

مرثیہ وقطعہ تاریخ شہادت
شہیدِ اسلام شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحبؒ

تبت ید ظالم نے ایک مردِ حق یگانہ
آہ شیخ اَسی سالہ مقتول مظلومانہ
ہائے انتہائے ظلم، اس صفحۂ عالم پر
محروم ہوئے ہم سب از جلوۂ جانانہ
خلدِ بریں میں اترا ، خرّم بسوزِ قلب
آہ شمعِ رسالتؐ کی ناموس کا پروانہ
اترا ہے جو در قبر، راضی بحق شہید
۱۴۴۰ھ
اترا ہے در حقیقت اِک جرأتِ رندانہ
اب گلشنِ راحت افضل زمان نے پایا
۲۰۱۸ء
اسرارِ دیں کے لئے دن رات کا نذرانہ
تو بن گیا اب ہالہ آغوشِ محمدؐ کا
۱۴۴۰ھ
شہید ہے ناموسِ اصحاب کا مستانہ
ان المتقین فی جنّٰت و نعیمٍ
۱۴۴۰ھ
بابِ اجل شہادت تو خوش بہ نعم خانہ
بلند ایوانوں میں ، آوازِ جو شریعت
حق حق سمیع الحق تھا اِک نعرۂ مستانہ

دن رات شاہ سوار ، تحریر کا سالار
اب خوں سے تربتر ہے وہ ہمتِ مردانہ
شب و روز کام کام ، آہ آواز حق مدام
پیدا نہ ہو گا شیخم مثلِ درّ مرجانہ
اس شہ قلم کے پھول ، فتنوں کا تعاقب
الحق اداریوں سے روشن ہوا زمانہ
تقریرِ دلپذیرش، تصنیفِ مشاہیرش
جو پائے حق دریواں، تدریس عالمانہ
مسندِ عبدالحق کی زینت، زینِ محافل
پُرنم ہے اہتمام، آہ دارِ عالی شانہ
بابائے طالباں تھے، آواز حق توانا
عزیمت ودعوات کی مجلس بنی فسانہ
تھی وقتِ اجل حسرت، تفسیر کی تکمیل
لاہوری امالی سے تو تشنہ لب روانہ
زمانِ حوادث میں، تو پائے استقلال
خالی ہوا صد حیف ! شہباز سے کاشانہ
ظالم نے جو کیا سب، ہے کام رائیگان
عظیم دارالعلوم، افکارِ سبحہ دانہ
یہ ثانی دیوبندا، بر سر زمین پاک
قائم رہے سدا ربّ ایں خانہ وآں خانہ
بلند عمارتیں اب پر شکوہ پُر نور
حقانیہ قائم رکھ دعا ہے عاجزانہ
حامد ہیں کہ راشد ، اُسامہ و عرفان
چشم حقِ انوار یہ سب ہیں پری خانہ
سب کے لئے خسارہ ، سب ہوئے ہم یتیماں
شفقت بھری شخصیت شُد واصلِ جانانہ
محروم ہُوا وہاب ، سرمایۂ رأفت سے
آواز ہوش رُبا سے من بن گیا دیوانہ

(۱۴رنومبر ۲۰۱۸ء)

مولانا خلیل احمد مخلص
مدیر ماہنامہ ''السعادۃ'' صوابی

مبارک ہو تجھ کو شہادت کا رُتبہ

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر مولانا خلیل احمد مخلص کا منظوم خراج عقیدت

مبارک ہو تجھ کو شہادت کا رُتبہ — یہ رتبہ ہے بے شک سعادت کا رُتبہ
دعائیں جو مقبول تھیں اُن کی برکت سے — پایا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضیافت کا رُتبہ
خدا کی مشیت سے تجھ کو ملا یہ — شہیدان دین کی رفاقت کا رُتبہ
جیے تو جیے اس جہاں میں شرف سے — جو لوٹے تو پایا شرافت کا رُتبہ
حیات و ممات آپ کے قابل رشک — مقدر میں لکھا نجابت کا رُتبہ
تو علمِ نبوت کے طلبہ کا استاد — سکھایا ہر ایک کو دیانت کا رُتبہ
حریت کا پرچم اُٹھایا جو تُو نے — ملا خیر سے پھر قیادت کا رُتبہ
تھیں خوش تجھ سے سارے اکابر کی روحیں — سجایا سبھی کی نیابت کا رُتبہ
ناموس پیمبر پہ قربان ہوئے آپ — نہیں اس سے بڑھ کر عبادت کا رُتبہ
تری ہر ادا پر فدا ہو یہ مخلص — کہ پنہاں ہے ان میں سیادت کا رُتبہ

حافظ عبدالرحمٰن عارف اچکزئی

اے مدبر! اے مفکر! اے مصنف! الوداع

وہ محدث ،وہ مفسر وہ معلم اب کہاں
علم ہی کے نور سے روشن کیا جس نے جہاں

اے مدبر، اے مفکر، اے مصنف الوداع
جو رہا دینی مکاتب کا ہمیشہ جانِ جاں

خادمِ دینِ متیں کا رتبہ عالی کیوں نہ ہو
تھا وہ اِک علمی چمن کا سرپرست و پاسباں

ان کے علمی کارناموں کا بیاں ممکن نہیں
داستانِ علم کا، خود ہو گیا ہے داستاں

مردِ حق شیخِ سمیعؒ تھا علم کا مینار تھا
انکی فرقت میں نہ روئیں کیوں زمین و آسماں

ان کی جرأت اور قیادت کا زمانہ معترف
ان کی ہر تقریر کا ہر لفظ تھا حق ترجماں

حاکمانِ وقت سے حق بات کہتا برملا
پیکرِ اسلاف تھا سالار حق شعلہ بیاں

ایوان بالا میں شریعت بل کی وہ پہچان تھے
مردحق شیخ سمیعؒ،قاضیؒ کلاچی روح رواں

کیا قیامت ہے سبھی خورد و کلاں ہیں اشکبار
واہ! امیر محترم بھی ہوگیا خلد آشیاں

دشمنانِ ملک و ملت نے کیا ان کو شہید
خار تھا دشمن کی آنکھوں کا وہ میرِ کارواں

تیرہ بختوں کی شقاوت بزدلانہ فعل ہے
بوالہوس کے وار سے اُف چل بسا شیخ زماں

کس روسیاہ نے شیخِ عالی کو ہٹایا راہ سے
آسمانی آفتیں ان پہ ہی برسیں ناگہاں

کس قدر ظالم بھی تھا،انساں نما وحشی بھی تھا
غم زدہ جس نے کیا اہلِ جہاں کو بے گماں

خوف طاری تا قیامت ہو نصیب دشمناں
مردِحق کا مشنِ عالی، بزمِ علمی جاوداں

یا الہ العالمیں خیر البشرﷺ کے واسطے
ضربِ غیبی سے بنادے وہ شقی عبرت نشاں

عارف دلگیر بھی ہے غم زدوں میں غم زدہ
مردِحق کے قافلے کا اک سپاہی ناتواں

ابوالحسین آزاد
متعلم جامعہ بیت السلام تلہ گنگ

تری حمیت، تری شجاعت، تری سیاست، ترا تدبر

عجیب منظر بہشت کا ہے، سبھی شگوفے چٹک رہے ہیں
تمام قدسی تمہاری آمد، پہ گا کے نغمے لہک رہے ہیں
تری حمیت، تری شجاعت، تری سیاست، ترا تدبر
جنوں کے کعبے کے طاقچوں میں، قصیدے اِن کے لٹک رہے ہیں
وہ تیرا گلزارِ علم و دانش، وہ تیرا بازارِ عشق و مستی [(۱)]
وہاں سے کرنیں ابھر رہی ہیں، چراغِ الفت بھڑک رہے ہیں
تمہارے مے خانہءِ جنوں[(۲)] کا، عجیب عالم ہے دنیا بھر میں
کہ کھا کے زخمِ جگر بصد شوق، رِند سارے بہک رہے ہیں
ترے بدن کی سبھی خراشیں، تمہارے سینے کے سارے گھاؤ
اندھیری رُت میں وفا کی راہوں، پہ بن کے جگنو چمک رہے ہیں
وہ زخم سارے تری جبیں کے، وہ سارے قطرے ترے لہو کے
جنوں کے اجڑے ہوئے چمن میں، گلاب بن کر مہک رہے ہیں
ابھی تو رستے میں الجھنوں کے، ہزار جنگل پڑیں گے لیکن
یہ میرے پیروں کو کیا ہوا ہے؟ قدم قدم پر اٹک رہے ہیں
ہم اپنا دردِ جگر کسی سے، بیاں کریں بھی تو کیسے ہمدم
زباں پہ چھالے اُگے ہوئے ہیں، قلم سے آنسو ڈھلک رہے ہیں

---

(۱) مولاناؒ کی علمی و عملی خدمات، خاص طور پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی طرف اشارہ۔

(۲) جہادِ افغانستان میں مولاناؒ کے قائدانہ کردار کی طرف اشارہ۔

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

دردِ دل

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت پر منظوم تعزیت نامہ

اس بڑے حادثہ فاجعہ پر مجھ مریض اور شیخ کبیر سے چند اشعار زیب قرطاس ہوگئے ،اللہ جل شانہ قبول فرمائے۔آمین (مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی)

یہ میرا وطن، میرا وطن میرا وطن ہے — اسلام کے کیوں نام پہ مسلم کو لڑایا
کیوں قوم کو طوفانِ مصائب میں پھنسایا — کیوں دُخترِ اسلام کی عصمت کو لٹایا
اسلام کے پردے میں ثقافت کا چلن ہے — یہ میرا وطن ، میرا وطن ، میرا وطن ہے
چلتی ہیں یہاں گولیاں بے جرم وجفا پر — کٹتی ہیں یہاں گردنیں ادنیٰ سی خطا پر
وہ لاش پڑی دیکھئے بے گور وکفن ہے — یہ میرا وطن ، میرا وطن ، میرا وطن ہے
سچ کہنا بڑا جرم ہے قدغن ہے یہاں پر — سچ کہنے کی پاداش میں مدفن ہے یہاں پر
سچ کہنا بغاوت ہے، سزادار ورسن ہے — یہ میرا وطن ، میرا وطن ، میرا وطن ہے
سناٹا ہے تا حدِ نظر کوہ و دَمن میں — ہے ظلم سے گل چین کے وحشت سی چمن میں
ہر گل پہ اداسی ہے صبا گندہ دہن ہے — یہ میرا وطن ، میرا وطن ، میرا وطن ہے
ہے قاسمی محکومیٔ اغیار پہ راضی — وہ قوم کہ رکھتی تھی بڑی شان کا ماضی
کیا عشوہ ہے کیا ناز ہے کیا اس کا چلن ہے — یہ میرا وطن ، میرا وطن ، میرا وطن ہے

جناب انوار عزمی

جگمگائے گا سمیع الحقؒ کا نام

جگمگائے گا سمیع الحقؒ کا نام
راہ حق لاکھوں کو وہ دکھلا گئے
لب پہ تھی جام شہادت کی دعا
جو انہیں مطلوب تھا وہ پا گئے

حاصل تمنائی
روزنامہ اسلام

حق گو تھے حق پرست

حق گو تھے حق پرست حق کے مطیع تھے
دل کے کشادہ ، فکر ونظر کے وسیع تھے
حقانیت کو ناز تھا ان کے وجود پر
بیزارِ بطل ودجل تھے حق کے سمیع تھے

از محمد منیب خان نیازی

شہید راہِ حق، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو خراج عقیدت

صف شہداء میں اب شامل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
شہیدوں میں مہِ کامل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
خدا کی ذات سے واصل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
نبی کے عشق میں کامل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
طلاطم میں حسین ساحل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
شبِ ظلمت میں صبح دل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
تمہارے خون سے رنگین لاشہ جب سے دیکھا ہے
ابھی تک زخمی زخمی دل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
شہادت ان کی منزل تھی انہیں رب نے عطا کر دی
یقیناً خلد میں داخل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
سجی ہے جنت عالی میں اک محفل شہیدوں کی
اور اس میں زینتِ محفل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
مفکر بھی ، مدبر بھی، مدرس بھی ، مجاہد بھی
یہ رتبے آپ کو حاصل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
نہیں اب وہ رہے ماضی کا قصہ اے عدو سن لے
اب اک روشن سا مستقبل ہیں مولانا سمیع الحقؒ
بصورت آہنی دیوار کے باطل کی راہوں میں
نیازی ہر گھڑی حائل ہیں مولانا سمیع الحقؒ

مولانا حمید گل حلیم حقانی (ارمڑ)
سابق متعلم جامعہ حقانیہ

درفقیر پہ ہجوم تھا نوابوں کا

تیرے بغیر نشیمن اداس لگتا ہے
محبتوں کا یہ گلشن اداس لگتا ہے
یہ چار سُو کوہَ و دمن اداس لگتا ہے
تیرے فراق میں ہر تن اداس لگتا ہے
تیرے بغیر زندگی کا کچھ مزہ نہ رہا
دلِ ناتواں میں اب کچھ بھی حوصلہ نہ رہا
وہ ایک پھول جو سرخیل تھا گلابوں کا
شاہین صفت تھا سربراہ تھا عقابوں کا
جو اپنی ذات میں گنجینہ تھا کتابوں کا
درفقیر پہ ہجوم تھا نوابوں کا
وہ اب نہیں تو نہیں الفتوں کا جمِ غفیر
کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں محبتوں کا سفیر
سلام تجھ پر ہو اے وارثِ رسول امین
ملا وہ مرتبہ کہ اب کبھی نہ ہوگا حزین
تمہارے عشق نبیؐ کا ہے یہ صلہ بالیقین
خدا کے قہر سے نہ بچ سکے گا دشمنِ دین
نور ہی نور سے معمور ہے مزار تیرا
کہ حیات ابدی کو تھا انتظار تیرا

مولانا خلیل الرحمٰن حیران
سنٹر جمال گڑھی مردان

رہنمائے راہ حق

رہنمائے کارواں رہنمائے راہ حق
مرد قلندر مرد حق مولانا سمیع الحقؒ

حضرت شیخ کی عظمت کو میرا تیرا سب کا سلام
ان کی یاد میں حاضر ہے بندے کا ادنیٰ سا کلام
میری محبت ہے ان سے تیری محبت ہے اُن سے
سب کی محبت ہے اُن سے یہ محبت حق ہی حق
ملک سے محبت تھی ان کو ملک میں امن کے خواہاں تھے
ملک کے ہر ہر گوشے میں اُن کے چرچے نمایاں تھے

حب الوطن من الایمان تھا میرے شیخ کا پیام
اپنے ہر ہر شاگرد کو دیا ہے یہ اعلیٰ سبق
راہ حق جہاد میں ساری عمر گزاری تھی
حق گوئی تلوار تھی ان کی جرات ان کی سواری تھی
جب بھی کفر کو للکارا کفر کی دنیا ترایا
کفر کے سینے کو چیرا اُس پر لگایا ضرب حق

عرصے سے حقانیہ کے باغ کے مالیار تھے
ہر ہر طالب علم کی جان تھے دلدار تھے
اُن کی قیادت میں گلشن مثل قمر چمکا روشن

یہ خوشبو جہاں بھی چلی وہاں لگی صدائے حق
قلم کے شہسوار تھے وہ کیا کمال کے لکھتے تھے
لفظوں کے معمار تھے وہ کیا کمال کے لکھتے تھے
جب بھی قلم کو رکھتے تھے لفظوں کے چشمے نکلتے تھے

حق گو تھے وہ حق پسند، لکھتے بھی تو حق ہی حق
میدان تدریس میں وہ اعلیٰ مقام پہ فائز تھے
فقہ اور حدیث میں وہ اعلیٰ مقام پر فائز تھے
دلنشین انداز تھا جس میں سوز و گداز تھا
دلوں کو مائل کرتے تھے ایسی تھی آوازِ حق
مولانا عبدالحقؒ کے نقش قدم پر چلتے تھے
مہمانوں کی آمد پہ خوب نوازش کرتے تھے
مشفق تھے وہ متقی، بے حد عاجزی کرتے تھے

حضرت شیخ کی سیرت میں تھی ان باتوں کی جھلک
حضرت شیخ کی جدائی پر سارا عالم روتا ہے
سارے چہرے بجھے بجھے ہیں ہر ہر عالم روتا ہے
غموں میں ڈوب گئے ہیں سب ایسا صدمہ پہنچا ہے
قاتل کو ذلیل کردے اے میرے شہنشاہ حق
اللہ حضرت شیخ کی قبر کو نور ہی نور کرے
اُن کے چاہنے والوں کے دلوں سے غم کو دور کرے

دین حق پہ جان قربان خادم ہوں خلیل حیران
فخر ہے میں حقانی ہوں فخر ہے میں ہوں طالب حق

پروفیسر مولانا قاضی خلیل الرحمٰن
خطیب جامع مسجد نوشہرہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

مسند کے بھی امام تھے، مسجد کے بھی امام تھے
مجلس حق کے بس وہی تھے بڑا نام
دلبر تھے نڈر تھے جان نثار تھے
دنیا کے جان نثاروں کے تھے امام
اک انجمن تھے اپنے آپ میں اک فرد تھے نہیں
دین کے ہر شعبے میں، مہارت تھی اُن کی تام
حدیث میں استاد اُن کے تھے گر عبدحقؒ(۱)
تعبیر میں استاد ان کے تھے تفسیر کے امام(۲)
صفائے دل میں تھا ربط شیخ فریدؒ سے
مفتی بھی تھے قطب بھی محمد فرید(۳) ان کا نام
مرشد ان کے تھے عبدالغفور مدنی بھی
تھے احمد علی لاہوریؒ سے بھی مستفید تام
فیوض الرحمٰن(۴) سے بھی تھے وہ مستفیض
جن کا فیض ہے، کبار صوفیاء کا فیض تام
کوچہ سیاست کے تھے وہ ممتاز بازیگر
خویش وغیر کے ہاں ان کا تھا محکم مقام
وہ سمیعؒ تھے ہر کہہ و مہ کی شفقت سے (۵)
وہ سمیعؒ تھے ہر کہہ و مہ کو ہر وقت ہرمقام (۶)
کفر کی نظر میں وہ بابائے جہاد تھے
تب ہی تو لرزتا تھا اُن سے کفر کا نظام

حقانیہ دارالعلوم کو سمجھتا ہے کفر مرکز جہاد
جبھی تو حقانی برادری سے ہے وہ لرزہ بر اندام
کفر تھا ہر آن امن بطل حریت کی تاک میں
جہاد کی سمجھتا تھا ان کی شہادت کو اختتام
عاصیہ ملعونہ کی توہین رسالت سبب بنا
عطا ہوا ان کو شہادت کا عالی مقام
اپنے لہو کے سیل میں وہ غسل کر گئے
دنیا کے غسل سے نہیں اب ان کو کوئی کام
شہید ناموس رسالتؐ کو دیا غسل ملائکہ نے
یہی ہوتا ہے ناموس رسالتؐ کے شہیدوں کا مقام
یہ خواب دیکھا تھا ایک بی بی نے روز شہادت
اُن کے فرزند سنا گئے ہیں برسر عام
کفر کو شاید نہیں معلوم یہ فرمان نبیؐ
الجہاد ماضٍ الی یوم القیام
جہاد کے علَم کو گرنے نہ دیا کبھی
سارے جہادیوں کو وہ یہ دے گئے پیام
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
تیرا لہو بھی دے گیا مسلم کو یہ پیام
شہید کی شہادت ہے وہ کرتے نہیں کبھی
شہید ہوتے ہیں تاآبد جنت مقام
سمیع الحقؒ اے شہید ناموس رسالتؐ
مشک وعنبر سے معطر رہے مرقد تیرا مدام
شہادت تو تمنا ہر مسلم کی ہے خلیل
کسی کسی کو ملتا ہے مقدر سے یہ عالی مقام

---

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ (۲) امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
(۳) پیر طریقت مفتی محمد فریدؒ (۴) حافظ قاری مولانا ڈاکٹر فیوض الرحمٰن (۵) سننے والے (۶) سنانے والے

مولانا شوکت علی حقانی
ناظم مطبخ و مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

وہ جو خون سے وضو بنا کر چلے گئے

وہ جو خون سے وضو بنا کر چلے گئے — حقِ عشقِ مصطفیٰؐ نبھا کر چلے گئے
اپنے لہو سے سینے کے لوح پر — اک تعلیمِ انقلاب پڑھا کر چلے گئے
ورثہ میں ملی جو انہیں اسلاف سے — عین وہ منہج اپنا کر چلے گئے
تا آخر لمحۂ حیات حق کے دوست رہے — ساتھ ہمیں بھی یہ سبق سکھا کر چلے گئے
خون کی سیاہی سے تاریخ کے جبیں پر — عظمتوں کی اِک تحریر لکھا کر چلے گئے
سرخ لباسِ شہادت میں ملبوس آ کر — ہمیں داستانِ عظیمت سنا کر چلے گئے
فتنہ انگیز اندھیروں میں جلوہ گر ہو کر — شمع ختم نبوت جلا کر چلے گئے
عشقِ رسولؐ کی تحفظ پہ جان نثار تھے یقین — جو اپنی جان کو وہ بھی لٹا کر چلے گئے
ہاں! وہ کتاب المغازی کے شہسوار غازی — جگر پہ وارِ خنجر دکھا کر چلے گئے
درسِ حدیث نبویؐ سے معطّر ہستی — ناموسِ نبی کی خوشبو لگا کر چلے گئے
شوکت کہتا ہے کہ اللہ نے شیخ شہیدؒ کے لئے — اِک جنتوں کی لالہ زار بنوا کر چلے گئے

ابوزید عمران ولی

آه شيخ الحديث شهيد مظلوم !

دَ استاد العلماء شيخ الحديث استاد المجاهدين مصنف ، مؤلف ، ممتاز عالم دين اوماهر مدرس حضرت مولانا سميع الحق شهيد نور الله مرقده اكوڑه خٹك دَ شهادت په موقعه سازِ دلِ ناساز..........

ده اکـــوڑی مـــــیـــر کـــاروان لاړو — سمیع الـــحق صیـــب ترجـــمان لاړو
چـــــاظـــالـــمـــانـــو په خـــنجر اوالو — زخـــمی زخـــــمی لـــــه دے جـهان لاړو
دَ قــــــال اللّـــه پـــه صـــــداگانو سره — قــــــال الـــرسول پــــــه صداگانو سره
نـــــن دَ وطــــن حـــالتِ زار اوگوره — دَ عُلـــــــماؤ چـــے سلـــطـــــان لاړو
دَ عــــــلمـــاء دَ ســـر ســـورے سه شو — دَ حــــــق کـــاروان مردِمیــــدان لاړو
حــــــاکم وقــــــت تـــه داخبر شته دے — دا خــــو ده امـــــــن حـــدی خوان لاړو
قاتله او سوزے لمــــبه لــــــــــمبه شے — دا ستا دَ لاســـــه یــــو جهـــــــان لاړو
نن په گلشن کے بیا ویــــرونه ویـــــــنم — بیا په صرصر گـــــل دَ بـــوســـتان لاړو
دَ مشاهیر وو په صـــــف کے شـــــامـــل — لوے مصنف خه عـــــــالـــــیشان لاړو
ده شـــهادت مـــــــــبارکی ئی لیکم — ده شهیــــــــــدانو قــــــــدردان لاړو
نن ابوزید ده غــــــــــم سلگئی وهمه — آه لــــــــــه زیگـــــرمے تر آسمان لاړو

مولانا شوکت علی حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دامے شیخ سمیع الحقؒ وو

چې فرزند دَ عبدالحقؒ وو — دامے شیخ سمیع الحقؒ وو
دَ وفا ئے ټول جوندون وو — دَ امت مینز کے ترون وو
یو داعی د راه حق وو — دامے شیخ سمیع الحقؒ وو
دَ یوننگ غیرت ادا وه — هم یوفهم او عقل وو
دَ هر چا دَ زړه درمان وو — چې مقبول په ټول جهان وو
یوخائست د بیت الحق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
دَ کفری لخکر له شړق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
دَ جرأت ، عظمت یو غر وو — دَ امت خیرخواه رهبر وو
یو رنړا مشال حق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
عقیده وه نظریه وه — اداره وه فلسفه وه
یومؤمن سالار حق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
دَ تصنیف مجسمه وه — دَ تاریخ یوه صفحه وه
عجیبه نمونه حق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
دَ علمی باغ په چمن کے — دارالعلوم په انجمن کے
مهتمم رهبر حق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
دوی یومحزن علوم وو — دانشور په نوم موسوم وو
ډیر مئین په دین حق وو — دا مے شیخ سمیع الحق وو
دلاسه وه تسلی وه — دَ غمجن زړه دلجوئی وه
روحانی طبیب برحق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
ذوالنورین په شان مظلوم وو — نامعلوم وو اوس معلوم شو
چې خکاره شهید په حق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو
دا وینا مے برملا ده — یوزل نه دا په بیابیا ده
شوکت وائم چه کوم حق وو — دامے شیخ سمیع الحق وو

حضرت مولانا قاری ولی اللہ
مدرس جامعہ تعلیم القرآن باڑہ گیٹ وخطیب ٹی وی سٹیشن

دَ طـــــالبــانو عــالمانو دَ زړه سر لاړو

دَ طـــــالبــانو عــالمانو دَ زړه سر لاړو　　دنیا یتیمه شوه نن سورے ئی دَ سر لاړو
مردِ مؤمن او مردِ حق نعره به چاته وهو　　اسمان خفه دے چه ترے نور دَ بحر وبر لاړو
ابن حاجب ، ملاجامی چه به پرے ناز کولو　　تفتازانی ا و بیضاوی چه به پرے ناز کولو
نن ده حدیثو دَ دنیا لوے سمندر لاړو　　دنیا یتیمه شوه نن سورے ئی دَ سر لاړو
دَ پاکستان دَ طالبانو عالمانو مرجان　　دَ غریبانو فقیرانو یتیمانو مرجان
دَ جمعیت دَ عالمانو خوگ جگر لاړو　　دنیا یتیمه شوه نن سورے ئی دَ سر لاړو
دَ عبدالحق او افغانی وارثه لاړے رانه　　اے دَ تهانوی او مدنی وارثه لاڑے رانه
دَ بخاری او نانوتوی وارثه لاړے رانه　　اے دَ مسـند غزالـی وارثه لاړے رانه
دَ دنگو غرونو شاهین والوتو په بره لاړو　　دنیا یتیمه شوه نن سورے ئی دَ سر لاړو
ته پسے جاڑه ولی الله او همیشه جاړه　　دَ دے شهید دَ پاره تل دَ رب رضا غواړه
پاتے هجران شو دَ جونډون نه رونړ سحر لاړو　　دنیا یتیمه شوه نن سورے ئی دَ سر لاړو

محمد نعمان خادمؔ حقانی
رفیق مؤتمر المصنفین جامعه دارالعلوم حقانیه

مولانا سمیع الحق شهیدؒ ته دَ عقیدت ډالئ

خکـــلے باغچے دَ حقانیے نه چه باغبان لاړو
زلــنده ستـــورے مے شهید ډیر پـه ارمان لاړو
دَ حضرت شیخ سمیع الحق صاحب ارمان پاتے شو
شیخ القرآن دَ لاهوری شیرین زبان لاړو
زلــنده ستـــورے مے شهید ډیر پـه ارمان لاړو
غــم دَ تاریخ پانړے له زان به داسے ورکړی مدام
چــه تــاریخـــی یو مـجاهد مرد میدان لاړو
زلــنده ستـــورے مے شهید ډیر پـه ارمان لاړو
ظالـــمه ظــلم خــودے اوکړو په قرار سنگه ئے
زمونگ دَ زړونــو نــه بـــس هغه اطمینان لاړو
زلــنده ستـــورے مـے شهید ډیر په ارمان لاړو
دَ محبت او عقیدت یو مجسم حقیقت
دَ حقانیے دَ هر طالب دَ زړه درمان لاړو
زلــنده ستـــورے مے شهید ډیر په ارمان لاړو
نعمان خادمؔ ډیر په افسوس سره زه داسے وائم
چه زه پرے گران ووم نن مے داسے قدردان لاړو
زلــنده ستـــورے مـے شهید ډیر پـه ارمان لاړو

سجاد شباب

دَ قائد مشن

په ناموس رسالت به قربانيگوکه هرزائے وی
زمونگ ده قائد مشن به ژوندے وی
ده باطل خلاف جهاد کوؤ مونگ
هره فتنه به ورکوؤ مونگ
دَ امن پیغام به رسوؤ مونگ
دَ دشمن سترگو کے ازغے به دَ دیوبند هر یو بچے وی
زمونگ ده قائد مشن به ژوندے وی
تاچه په شیخ وکڑو گزار
دشمنه زان به کڑے تیار
اوس خو زمونگ پاتے دے وار
زمونگ په حیدری گزار په ستا وجود نوڑئ نوڑئ وی
زمونگ ده قائد مشن به ژوندے وی
چه شهادت دے عثمانی شو
نو زمونگ شیخ صیب جنتی شو
لاړو دَ شین چمن طوطے شو
په شیخ سمیع الحق باندے به ڈیرے خوشحالئ وے
زمونگ ده قائد مشن به ژوندے وی
خدایه شباب له همت ورکڑے
ته ئے دشمن ته برابر کڑے
هم ئے قابل ده خپل نظر کڑے
دَ حق نظمونه به لیکی چه سومره ئے وخت ده زندگئ وی
زمونگ ده قائد مشن به ژوندے وی

ام سدیس
معلمه : جامعه عائشة صدیقه للبنات اکوړه

مولانا سمیع الحق شهید ته خراج عقیدت

ته خو شهید شوے اکوړے دے په لړزان پریخودو
دَحقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو
هغه خنجر به گواهی دَ حضرت شیخ دَ شهادت ورکوی
په کوم خنجر چے پرے ظالمه تا نشان پریخودو
دَ حقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو
اے قاتله زړه دے ډیر دَ کانړی سخت دے
چه کړو شهید دے بیایوازے دے دا گران پریخودو
دَ حقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو
دَ اکوړی دَ باغ گلان خو ډیر دی
په شهادت دے ویجاړ داسے گلستان پریخودو
دَ حقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو
زمونگه شیخ شیخ الحدیث او مجاهد یادیدو
گوته په خله دے ټول عالم حیران حیران پریخود
دَ حقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو
دَ لاهوری صاحب تفسیر پوره کول
دَ حضرت شیخ په زړه دے دغه لوے ارمان پریخودو
دَ حقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو
ام سدیس درته دعا کے دا جړا کوی بیا
دَ ملك بچی دے ابا جانه یتیمان پریخودل
دَ حقانیے هر یو طالب دے په ارمان پریخودو

محمد عقبہ بن محمد ادریس، انگلینڈ

۹ سالہ ننھے معصوم محمد عقبہ کا منظوم انگریزی خراج عقیدت

مولانا شہیدؒ کے نام پر انگریزی میں منظوم خراج عقیدت

We will always remember, someone dearly loved,
He was a Great Leader A terrific Teacher An awesome author
Many looked up to him His students turning into scholars
We will always remember Someone that shone
He was a candle alight One that was on day and night
One beautiful Friday He went to meet his Lord
In the way he dreamt Prayed for, a Shaheed
All the corners of the earth wept Crowds came for his funeral
A Magnificent man had left this world A soul so significant
Men, women and children pray
We know you are in Jannah Because you strived for the Sunnah
Struggling to keep the law of Khatminabuwa
He was a terrific Teacher A great Leader
An awesome author His students turning into scholars
What an educator Brutally murdered, our hearts ache
We will never forget We will always Remember

Molana SAMEE UL HAQ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؒ

مژدہ اے عشاق آں شرحِ شمائل آمدہ

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی کتاب زین المحافل شرح شمائل پر

۳؍ربیع الاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۲؍مارچ ۲۰۰۸ء کو مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ نے فارسی زبان میں خراج عقیدت پیش کیا

مژدہ اے عشاق آں شرحِ شمائل آمدہ
بہر مشتاقان نورانی خصائلؐ آمدہ
رونقِ فصلِ بہاراں شمعِ بزمِ قدسیاں
سوئے او ہر بسملے بے تاب مائل آمدہ
آفریں بر محنتِ تُو حضرتِ شیخ الحدیث
از وفورِ شوقِ تُو زین المحافل آمدہ
لائقِ صد داد و تحسین باعثِ صد عزّ و ناز
نعرۂ ترحیب در شورِ عنادل آمدہ
بس بصورت بے نظیر و ہم بمعنی لاجواب
بہر دیدارش ببیں جمع الافاضل آمدہ
وہ برنگ عاشقاں ذکرِ سراپائے رسولؐ
مشتمل بر دردِ دل از صاحبِ دل آمدہ
مرحبا ایں ذوقِ علم و واہ تحقیق انیق
بس جوابے لاجوابے بہرِ سائل آمدہ
ہاتفے گفتا کہ ایں زین المحافل در وجود
از کرامت ہائے عبدالحقؒ کامل آمدہ
بہرِ تبریکِ مولانا سمیع الحقؒ ما
بر زبانِ فانیؔ بس ایں نظمِ عاجل آمدہ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

مژدہ ہے یہ جانِ فزا شرحِ شمائل آ گئی

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی کتاب زین المحافل شرح شمائل پر

۳؍ربیع الاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۲؍مارچ ۲۰۰۸ء کو مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ نے خراج عقیدت پیش کیا

مژدہ ہے یہ جانِ فزا شرحِ شمائل آ گئی　　بامسمّی تسمیہ زین المحافل آ گئی

منتظر جس کے رہے مدت سے عشاقِ رسولؐ　　واسطے مجنوں کے لیلیٰ کی محمل آ گئی

والہانہ رنگ سے ذکرِ سرا پائے نبیؐ　　علمی دنیا اس پہ بے تابانہ مائل آ گئی

حرزِ جاں ہے بالیقین یہ بہرِ استاذانِ فن　　بحث اور تحقیق اس میں سیر حاصل آ گئی

ایک شرح لاجواب و ایک درّ بے بہا　　ایک اکسیر عجب بہرا فاضل آ گئی

ایک سوغاتِ محبت بہرِ تسکینِ قلوب　　اک دوائے دردِ دل از صاحبِ دل آ گئی

چار سو پھیلی ہوئی ہے اللہ اللہ اس کی دھوم　　یہ بفضل ربّ بفیضِ شیخِ کامل آ گئی

آرزو دیرینہ تیری واہ پوری ہوگئی　　کشتیٔ مقصود تیری سوئے ساحل آ گئی

بزمِ روحانی بپا ہے کیف آور ہے فضا　　اور ایک 'باراتِ رحمت' اس میں شامل آ گئی

نذرِ مولانا سمیع الحق دلی جذبات یہ
صورتِ تبریک فانیؔ نظم عاجل آ گئی